

نادر مکتوبات

شاہ ولی اللہ دہلوی

(اردو ترجمہ)



تحقیق و ترجمہ :
مولانا نسیم احمد فریدی

نادرِ مکتوبات

شاہ ولی اللہ دہلوی

(اردو ترجمہ)

تحقیق و ترجمہ :

مولانا نسیم احمد فریدی

ادب و ثقافت اسلامیہ

۲۔ کتب خانہ دارالعلوم لاہور

جملہ حقوق محفوظ

ادارہ ثقافت اسلامیہ (لاہور)

جلد اول نومبر ۱۹۹۹ء

ناشر: ڈاکٹر شید احمد (جائید حری)

ناظم ادارہ ثقافت اسلامیہ

۲۔ کلب روڈ لاہور

تعداد: ۵۵۰

مطبع: شرکت پرنٹنگ لاہور

قیمت:

اس کتاب کی طباعت و اشاعت اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد اور محکمہ اطلاعات و ثقافت
حکومت پنجاب کی مالی معاونت کی بدولت ممکن ہوئی ہے۔ شکریہ!

انتساب

میں اس مجموعہ مکاتیب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو استاذہ شیخ الاسلام مولانا
سید حسین احمد مدنی اور شیخ المفسر مولانا عبید اللہ سندھی (رحمۃ اللہ علیہ) کے نام معنون کرتا
ہوں۔

یہ دونوں بزرگ شیخ المسلم مولانا محمود الحسن محدث دیوبندی کے ان ارشاد
تلامذہ میں سے تھے جنہوں نے اپنے استاذ معظم کے قدم پر قدم چل کر شاہ ولی اللہ
دہلوی کی تعلیمات کی روشنی میں ملت بینات کی فلاح و بہبود کی کوشش اور پوری دنیائے
انسانیت کے واسطے اپنی جدوجہد سے ایسی شاہراہ عمل پیش کی جس پر چل کر دین کی
کامیابی اور تسکین قلب و روح کی کئی پامانی حاصل ہو سکتی ہے۔

محمد امجد فہیدی خفر

فہرست مکتوبات

(جلد اول)

۱۳	ڈاکٹر رشید احمد (جائیدہری)	دیناچہ
۲۱	مولانا سید ابو الحسن علی ندوی	چیش لفظ
۲۵	مولانا نسیم احمد فہیدی	چیش گفتار
۳۰	مولانا نسیم احمد فہیدی	فلسفہ شمار
۳۲	پروفیسر ثناء احمد فاروقی	عرض حال
۳۶	پروفیسر ثناء احمد فاروقی	مترجم مولانا نسیم احمد فہیدی
۴۳	پروفیسر ثناء احمد فاروقی	مقدمہ نادر مکتوبات

مکتوبات:

۵۵	از حافظ شاہ عبدالرحمن بھٹلی	دیناچہ
۱۰۱	ادکام شریعہ کی ترقیب کا بیان	۱ بنام شاہ نور اللہ بڑھانوی
۱۰۳		۲ بنام شاہ محمد عاشق بھٹلی
۱۰۵		۳ بنام شاہ نور اللہ بڑھانوی
۱۰۷		۴ بنام شاہ نور اللہ بڑھانوی
۱۰۸	بعض شبہات سے جواب میں	۵ بنام شاہ نور اللہ بڑھانوی
۱۱۲	بعض تادیبات و تنبیہات کی تسلی کا بیان	۶ بنام شاہ نور اللہ بڑھانوی
۱۱۴	تسلی اور ارشاد ادوب میں	۷ بنام شاہ نور اللہ بڑھانوی

۱۱۶	سفر حرمین سے رجوع کرنے کی استدعا کا جواب	۸	بنام شاہد اہل اللہ پھلتی
۱۱۸	اثنا عشر حرمین شریفین سے	۹	بنام شاہد اہل اللہ پھلتی
۱۲۰	مکتوب الیہ کی وادی کی تعزیت	۱۰	بنام شاہد محمد عاشق پھلتی
۱۲۳	اپنی بیٹی کے انتقال کی اطلاع	۱۱	بنام شاہد اہل اللہ پھلتی
۱۲۵	خیر کثیر کے مسودے کی خوش خبری	۱۲	بنام شاہد محمد عاشق پھلتی
۱۲۶	بعض بشارات مخاطب کا بیان	۱۳	بنام شاہد محمد عاشق پھلتی
۱۲۷	طریق سلوک کی تائید و تعظیم میں	۱۴	بنام شاہد محمد عاشق پھلتی
۱۲۹	تمام امور میں کفالت الہی کا بیان	۱۵	بنام شاہد محمد عاشق پھلتی
۱۳۱		۱۶	بنام شاہد محمد عاشق پھلتی
۱۳۲	ایک عقیدت مند کی وقت پر اظہار افسوس	۱۷	بنام شاہد نور اللہ بدھانوی
۱۳۶	چند اشعار	۱۸	بنام شاہد محمد عاشق
۱۳۷	ایک بشارت	۱۹	بنام شاہد نور اللہ بدھانوی
۱۳۸	ایک بشارت	۲۰	بنام شاہد محمد عاشق پھلتی
۱۴۱		۲۱	بنام شاہد نور اللہ بدھانوی
۱۴۳	ایک بشارت	۲۲	بنام شاہد محمد عاشق پھلتی
۱۴۴		۲۳	بنام شاہد محمد عاشق پھلتی
۱۴۶	بعض معلومات کے استفسان و تعریف میں	۲۴	بنام شاہد محمد عاشق پھلتی
۱۴۸	بعض اقوال عجیبہ و غریبہ کا بیان	۲۵	بنام شاہد محمد عاشق پھلتی
۱۵۰	تجید و تفسیر کے ارشاد میں	۲۶	بنام شاہد نور اللہ بدھانوی
۱۵۱	علاقہ حیرت کے بیان میں	۲۷	بنام شاہد نور اللہ بدھانوی
۱۵۲	احکام ف میں توجہ کرنے کی خوش خبری	۲۸	بنام شاہد محمد عاشق پھلتی

- ۲۹ بنام شاہ محمد عاشق پھلتی رسالہ الطاف القدس کا بیان ۱۵۶
- ۳۰ بنام شاہ محمد عاشق پھلتی رسالہ الطاف القدس کا بیان ۱۵۶
- ۳۱ بنام شاہ محمد عاشق پھلتی ۱۵۹
- ۳۲ بنام شاہ محمد عاشق پھلتی ۱۵۹
- ۳۳ بنام شاہ محمد عاشق پھلتی مکتوب الیہ کیلئے بعض بشارت ۱۶۰
- ۳۴ بنام شاہ محمد عاشق پھلتی بعض بیات کی تاویل ۱۶۱
- ۳۵ بنام شاہ محمد عاشق پھلتی ۱۶۲
- ۳۶ بنام شاہ محمد عاشق پھلتی ۱۶۳
- ۳۷ بنام شاہ محمد عاشق پھلتی بعض مکشوفات کا بیان ۱۶۶
- ۳۸ بنام شاہ نور اللہ بڑھانوی اپنے بعض مکشوفات عالیہ کا بیان ۱۶۶
- ۳۹ بنام شاہ محمد عاشق پھلتی بعض معلومات کی تصدیق ۱۶۸
- ۴۰ بنام شاہ محمد عاشق پھلتی مکتوب الیہ کی طرف توجہ خاص سے بیان میں ۱۶۹
- ۴۱ بنام شاہ محمد عاشق پھلتی الطاف سب پایاں پر مشتعل ۱۷۰
- ۴۲ بنام شاہ محمد عاشق پھلتی بشارت عظیمہ کے بیان میں ۱۷۱
- ۴۳ بنام شاہ نور اللہ بڑھانوی بعض مکشوفات کی تحقیق ۱۷۲
- ۴۴ بنام شیخ محمد عابد ۱۷۳
- ۴۵ انبیاء میں سے ایک غنی کے نام ۱۷۴
- ۴۶ بنام شاہ محمد عاشق پھلتی چند اشعار ۱۷۸
- ۴۷ بنام شاہ محمد عاشق پھلتی ۱۷۹
- ۴۸ بنام شاہ نور اللہ بڑھانوی مسئلہ وحدت وجود میں سو فیہ کا مسلک ۱۸۲
- ۴۹ بنام شاہ نور اللہ بڑھانوی جزا و سزا کے مسائل میں تحقیقات ۱۸۵

۱۸۹	اشعار بلاغت آئینہ	۵۰	بنام شاد محمد عاشق پھلتی
۱۹۱	بعض اشغال ک ارشاد میں	۵۱	بنام شاد محمد عاشق پھلتی
۱۹۳	فوائد سلوک اور بشارت عظیمہ	۵۲	بنام شاد محمد عاشق پھلتی
۱۹۶	بعض امور سلوک کا بیان	۵۳	بنام شاد محمد عاشق پھلتی
۱۹۸	بشارت عظیمہ کا بیان	۵۴	بنام شاد محمد عاشق پھلتی
۲۰۰	ارشاد کے بیان میں	۵۵	بنام شاد محمد عاشق پھلتی
۲۰۱	بشارت میں	۵۶	بنام شاد محمد عاشق پھلتی
۲۰۲		۵۷	بنام شاد محمد عاشق پھلتی
۲۰۳	بعض بشارات کے بیان میں	۵۸	بنام شاد نور اللہ بڑھانوی
۲۰۵	ارشاد سلوک میں	۵۹	بنام شیخ محمد قطب روہتی
۲۰۶	ایک بشارت	۶۰	بنام شیخ محمد قطب روہتی
۲۰۷	چند اشعار	۶۱	بنام شیخ محمد قطب روہتی
۲۰۸	ارشاد سلوک میں	۶۲	بنام شیخ محمد قطب روہتی
۲۱۱	ایمان کے کمالات کا بیان	۶۳	بنام شیخ محمد قطب روہتی
۲۱۳	خوف ورجا اور بشارت نجات کا بیان	۶۴	بنام شیخ محمد قطب روہتی
۲۱۵	ازالہ حسب جاہ	۶۵	بنام شیخ محمد قطب روہتی
۲۱۷	ازالہ حسب دنیا کے بیان میں	۶۶	بنام شیخ محمد قطب روہتی
۲۱۹	ارشاد دو تلمیقین	۶۷	بنام شیخ محمد قطب روہتی
۲۲۰	مکتوب الیہ کے بیٹے اور لہن کے اسماء	۶۸	بنام شیخ محمد قطب روہتی
۲۲۲	ارشاد و ہدایت	۶۹	بنام شیخ محمد قطب روہتی
۲۲۳		۷۰	بنام مخدوم محمد معین بخشی

۲۲۵	معنی ازل کی تحقیق	۷۱	بنام مخدوم محمد معین شخصی
۲۲۸	در گاہ الہی میں سوال کرنے کا طریقہ	۷۲	بنام مخدوم محمد معین شخصی
۲۳۱	بعض اشکالات کا جواب	۷۳	بنام مخدوم محمد معین شخصی
۲۳۵	ارشاد میں	۷۴	بنام مخدوم محمد معین شخصی
۲۳۸		۷۵	بنام شاہ نور اللہ پھلتی شہ بد خانوی
۲۳۹		۷۶	بنام شاہ نور اللہ بد خانوی
۲۴۰		۷۷	بنام شاہ نور اللہ بد خانوی
۲۴۱		۷۸	بنام شاہ نور اللہ بد خانوی
۲۴۳	بیان مراقبہ	۷۹	بنام شاہ نور اللہ بد خانوی
۲۴۵	معرفت عظیمہ	۸۰	بنام شاہ نور اللہ بد خانوی
۲۴۷	حقیقت رویا کی تحقیق	۸۱	بنام شاہ نور اللہ بد خانوی
۲۴۹	ارشاد سلوک کے بارے میں	۸۲	بنام شاہ نور اللہ بد خانوی
۲۵۱	معنی باغی کی تحقیق میں	۸۳	بنام شاہ نور اللہ بد خانوی
۲۵۳	حضرت مجدد کا ایک مکتوب	۸۴	بنام خواجہ محمد امین کشمیری
۲۵۹	قہر آن کے قدیم ہونے کا مسئلہ	۸۵	بنام خواجہ محمد امین
۲۶۲	ایک عظیم شان بشارت کا بیان	۸۶	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۲۶۳		۸۷	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۲۶۴	اللہ کے ہر بندے کیساتھ خاص معاملہ	۸۸	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۲۶۶	بعض سوالات کا جواب	۸۹	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۲۶۸	حضرت موسیٰ کے کلام کی تاویل	۹۰	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۲۷۰	باقی باللہ کے بعض معارف کا جواب	۹۱	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی

۲۷۳	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی	۹۲
۲۷۵	بنام شیخ عبید اللہ پھلتی	۹۳
۲۷۶	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی	۹۴
۲۷۸	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی	۹۵
۲۷۹	بنام محمد عظیم	۹۶
۲۸۰	بنام خواجہ محمد فاروق کشمیری	۹۷
۲۸۱	بنام شاہ نور اللہ بڈھانوی	۹۸
۲۸۳	بنام پانندہ خاں روہیلہ	۹۹
۲۸۶	بنام خان ناس خاں فوجدار سارن پور	۱۰۰
۵۱۳	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی	۱۰۱

(فہرست مکتوبات جلد اول - حصہ دوم)

۲۸۸	از شاہ محمد عاشق پھلتی	دربارچہ (حصہ دوم)	۱۰۲
۲۸۹	شاہ عبدالرحمن کی تعزیت و وفات میں	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی	۱۰۳
۲۹۱	تعزیت میں	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی	۱۰۴
۲۹۳	تسلی و تعزیت میں	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی	۱۰۵
۲۹۴		بنام شاہ محمد عاشق پھلتی	۱۰۶
۲۹۵		بنام شاہ محمد عاشق پھلتی	۱۰۷
۲۹۶	رابطہ حادثہ با قادیان کے بیان میں	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی	۱۰۸
۲۹۸	لطائف کے بیان میں	بعض محققین کے نام	۱۰۹
۳۰۰	جو عثمان کے نواح میں تھے	ایک درویش قادیان کے نام	۱۱۰
۳۰۱	بعض فوائد کے ارشاد میں	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی	۱۱۱

- ۳۴۲ بنام میر محمد واضح نبیرہ سید علم اللہ رائے بریلوی
- ۳۴۶ بنام میر محمد معین نبیرہ سید علم اللہ رائے بریلوی
- ۳۴۸ بنام میر ابو سعید نبیرہ سید علم اللہ رائے بریلوی
- ۳۴۹ بنام میر ابو سعید رائے بریلوی اسرار سلوک کا بیان
- ۳۵۱ بنام میر ابو سعید رائے بریلوی بعض سوالات کا جواب
- ۳۵۳ بنام بابا عثمان کشمیری نصاب
- ۳۵۶ بنام شاہ محمد عاشق پھلتی تعبیر رویا کی بشارت
- ۳۵۷ بنام شرف الدین محمد عرف سیدی بدھن
- ۳۵۸ بنام سید نور شاہ انصافی وصایا
- ۳۶۰ بنام حکیم ابو الوفا کشمیری ایک خواب کی تعبیر
- ۳۶۲ بنام حکیم ابو الوفا کشمیری
- ۳۶۳ بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
- ۳۶۴ بنام یعقوب علی خاں ناظم شاہ جہاں آباد دہلی
- ۳۶۵ بنام مرزا مظہر جان جاناں نقشبندی
- ۳۶۶ بنام شاہ لولیا مظفر گمری ان کی تصنیف کے بارے میں
- ۳۶۸ بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
- ۳۶۹ بنام شاہ محمد عاشق پھلتی بعض اسرار کا بیان
- ۳۷۱ بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
- ۳۷۳ بنام فرزند اکبر شیخ محمد رسم خط کے بیان میں
- ۳۷۵ بنام شاہزادہ والا عمر (شاہ عالم) طریقت و ارشاد کی تلقین
- ۳۸۱ تراجم مکتوب المسم

دیباچہ

برصغیر کی تاریخ میں اٹھارویں صدی قومی اور قمری زوال کی تاریخ ہے۔ اس صدی میں اہل ہند نہ صرف اپنا سیاسی اور فوجی وقار کھو بیٹھے بلکہ مغل انتظامیہ کی باہلی اور مختلف مذہبی گروہوں کی باہمی مسلح چپقلش نے ایک غیر ملکی تاجر کمپنی کو سیاسی مہم جوئی کے لیے آگے بڑھنے کا موقع بھی فراہم کر دیا۔ معیشت اور معاشرت کا جنازہ نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی کے ہاتھوں اٹھا۔ شاہ ولی اللہ نے اس صدی میں جنم لیا جب مغل خاندان کا آخری اولو المعزم حکمران اورنگ زیب عالمگیر دہلی سے دور دکن میں مرکز کی سیادت قائم کرنے کے لیے اپنی زندگی کے آخری سال گزار رہا تھا۔ بے شبہ عالمگیر کے جان نشین اپنی باہلی اور عیش پسندی کی وجہ سے پورے ملک کے لیے رسوائی کا موجب بنے۔ لیکن ہندوستانی معاشرے میں زوال و انحطاط کا عمل خود عالم گیر کے دور ہی میں شروع ہو چکا تھا۔ مغل انتظامیہ اپنی کاہلی و سستی (Lethargy) کے ساتھ ساتھ عالم گیر کے احکامات پر عمل بھی نہیں کرتی تھی 'سوسائٹی میں رشوت کا کاروبار ہو رہا تھا' حتیٰ کہ ۱۶۷۱ء کے بعد ملک کی معیشت میں کوئی ترقی نہیں ہوئی اور عالمگیر افغان قبائل 'راجپوتوں اور مرہٹوں کی شورشوں کو کچلنے میں مصروف رہا۔ لیکن یہ عالمگیر کی اپنی شخصیت تھی جس نے اپنی بیدار مغزی، سخت کوشی اور انصاف پسندی کی وجہ سے حالات پر قابو پایا ہوا تھا۔ اس کے پچاس سالہ دور حکومت میں ان حاکموں نے بھی مرکز کے خلاف سرانجام شروع کر دیا 'جنہوں نے مغل حکومت کے استحکام کے لیے ایک مثبت کردار ادا کیا تھا۔ مثلاً ہندو اور خاص طور پر راجپوت 'جنہوں نے اکبر کی سیاسی پالیسی کو جو غریب کے اتفاقی اصولوں، رواداری، انصاف اور صلح کل پر مبنی تھی، تسلیم کر کے مغل حکومت کا ساتھ دیا اور اس کے دفاع میں اپنا خون بھی بسایا۔ لیکن جب عالمگیر کے دور میں اکبر کی پالیسی سے انحراف کیا گیا 'تو یہی راجپوت مرکز کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ وقت کی یہ ستم ظریفی بھی دیدنی ہے کہ خود عالم گیر کے نہ صرف بعض امراء بلکہ دو

میں شہزادہ آبر اور معظم بھی اپنے والد کے خلاف راج پوتوں اور اہل دکن کی سازشوں میں (بالترتیب) شریک تھے۔ مائٹ مانگیوری نے لکھا ہے کہ شہزادہ اکبر کو عالم گیر کی بہن زین النساء کی حمایت بھی حاصل تھی۔ ۱۶۸۶ء میں شہزادہ معظم حیدر آباد جنگ کا انچارج تھا لیکن وہ عالم گیر کے حریف ہوئیں اور گول کنڈہ قلعہ سے بھی خفیہ بات چیت جاری رکھے ہوئے تھا۔ جب اس سازش سے متعلق خطوط کو عالم گیر تک پہنچایا گیا تو اس نے معظم کو شاہی اعزاز سے محروم کرتے ہوئے نہایت ہی کرب سے ”مپنے زانو پر ہاتھ ماستے ہوئے کہا: افسوس! افسوس! میرا چالیس سالہ کام مٹی میں مل گیا۔“^(۱)

مغل انتظامیہ میں جہاں ہم سلاطین، وزراء، امراء اور فوجی کمانڈرز کو دیکھتے ہیں وہاں علماء اور فقہاء کا گروہ بھی نظر آتا ہے جو حکومت کے نظم و نسق میں شریک تھا۔ پورے ملک میں تعمیر و تربیت، وعظ و ارشاد کا فریضہ بھی یہی لوگ انجام دیتے تھے۔ مشائخ اور روحانی رہنما شاہی دربار سے دور رہ کر لوگوں کی اخلاقی اور معنوی زندگی کے لیے کام کرتے تھے۔

جہاں تک علماء کا تعلق ہے وہ عموماً مذہبی بحثوں میں الجھے رہتے۔ رواداری، دوسروں کی رائے کا احترام، فکر و نظر میں توازن اور اعتدال، سب سے بڑھ کر انفرادی اور خوف خدا یہ سب باتیں ان کی نفس پرستیوں کے لیے جن کا نام انہوں نے مذہب رکھ چھوڑا تھا، اجنبی تھیں۔ نہ صرف مغل دربار میں ایرانی، تورانی اختلافات سوسائٹی کی رسوائی کا باعث بنے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ عالم گیر کی موت کے بعد دہلی پر نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی کے خوفی حملوں، سکھوں، جاٹوں اور مرہٹوں کی لوٹ مار کے بعد شمالی ہندوستان میں حکومت نامی ادارہ ختم ہو چکا تھا۔ بہت جنوبی ہند میں تین طاقتیں: مرہٹے، حیدر علی / فیض سلطان اور انگریز ہندوستان کی واحد سیاسی طاقت بننے کے لیے برسرِ پیکار تھیں۔ دہلی میں ہندوستانی معاشرہ اپنے فکری، سیاسی اور مذہبی ٹولیدگی کے بدترین دور سے گزر رہا تھا اور شمالی ہندوستان اور خاص کر دہلی کی دیکھی آتما

شائستگی کی تلاش میں تاریکیوں میں بھٹک رہی تھی۔ علمائے دہلی نے درمیان تقیید 'عدم تقیید' کی تند و تیز بحث چاری رہتی۔ بعض اوقات جنگ و جدل میں تلخی آجاتی اور فتنہ و فساد تک نہایت پہنچ جاتی۔ ایسے ہی تصوف کو جو نام ہے تزکیہ نفس، طہارت قلب اور حق پرستی کا نظریہ، بحثوں میں الجھایا گیا۔ وحدہ الوجود اور وحدہ الشہود کی بحثوں کو چھیڑا گیا اور بڑے بڑے صوفیاء کے روحانی مقامات اور مکاشفات بھی زیر بحث آئے۔ جن میں یہ سوال بھی اٹھایا گیا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی اور شیخ احمد سرہندی میں افضل کون ہے؟^(۱) یا "تخصیصت صلیحہ" ایک ہزار سال سے بعد اپنی ہی امت کے ایک روحانی بزرگ کی وجہ سے مقام غلت پر فائز ہوئے ہیں؟ اس دعویٰ پر خواجہ امین کشمیری نے اپنے ایک خط بنام شاد ولی اللہ چند اشکالات پیش کیے۔^(۲) اس قسم کے روحانی مکاشفات اس وقت زیر بحث آتے ہیں جب زوال پذیر سوسائٹی لذت عمل سے محروم ہو جاتی ہے اور عالم اسباب میں اصلاح کے لیے سعی جہد اور جدوجہد کی بجائے وہ "روحانی دنیا" کے مکاشفات میں تسکین پاتی ہے۔ القصد ان تمام مذہبی اور روحانی بحثوں میں شدت اور انتہا پسندی کی راہ اختیار کی گئی جس سے معاشرہ میں نت نئے فتنوں نے جنم لیا اور سوسائٹی اپنے حقیقی مسائل کو ان کے صحیح تناظر میں دیکھنے اور حل کرنے کی صلاحیت کھو بیٹھی۔

یہ وہ عہد تھا جب شاد ولی اللہ دہلی کے افق پر نمودار ہوئے اور اپنی خدا داد اہمیت، متانت اور حزم و احتیاط سے حالات کا جائزہ لیا، کسی فتنے سے انھیں بغیر اصلاح کا بیڑا اٹھایا اور خوش اسلوبی سے علماء مشائخ اور حکمران تینوں کو اپنی قیمتی تقیید کا نشانہ بنایا۔ قمر تن مجید نے سود و نصاریٰ کے علماء، مشائخ اور منافقین کا ذکر کرتے ہوئے انہیں گمراہ قرار دیا ہے۔ شاد ولی اللہ نے لکھا کہ جو لوگ ان گمراہوں کو دیکھنا چاہتے ہیں، وہ اپنے گرد و پیش میں اپنے علماء، مشائخ اور حکمرانوں کو دیکھ سکتے ہیں۔

(۱) خلیفہ اچھ مرزا ملک جانپان نے "مخطوط" (دہلی ۱۹۶۲ء) ص ۷۶

(۲) نسیم احمد نعیمی، یاد رکھو! شاد ولی اللہ کی اس رسالہ

برصغیر میں مسلمانوں کی اکثریت حنفی مسلک رکھتی ہے اور حنفی اہل علم تقلید کے بارے میں بے لچک رویہ رکھتے تھے۔ دو فقہ حنفی پر اس قدر اعتماد کرتے تھے کہ قرآن اور مستند احادیث کا مقام ثانوی بن کر رہا گیا تھا۔ بغداد میں ابو الحسن کرخ^(۱) نے کہا تھا: جو آیت یا حدیث ہمارے فقہائے مسلک کے خلاف ہے، وہ یا تو منسوخ ہے یا تاویل شدہ (موول)۔ خود دہلی میں ایک دفعہ تعلق دربار میں مسئلہ سماع پر شیخ نظام الدین اولیاء نے سماع کے جواز پر ایک حدیث سے استدلال کیا تو وقت کے فقیہ نے کہا کہ حدیث نہیں حضرت امام کا کوئی قول پیش کرو۔ ان مسائل پر شاہ ولی اللہ نے نہایت ہی احتیاط سے نکھانا کہ مسلمانوں میں کوئی نیا نکتہ جنم نہ لے۔ آپ نے کہا کہ مجھ سے ایک مکاشفہ میں کہا گیا ہے کہ شرعی احکام کی تفسیر و تشریح میں چاروں فقہی مذاہب (حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) کے اندر رہوں۔^(۲) آپ نے مزید کہا کہ اگر کوئی حنفی قول کسی صحیح حدیث سے متعارض ہے تو حنفی فقہاء میں ایسے فقیہ بھی ہیں جن کی رائے کسی صحیح حدیث پر مبنی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شاہ صاحب کا ذہنی رجحان عدم تقلید کی طرف ہے۔^(۳) لیکن انہوں نے ایک مکاشفہ کی رو سے چاروں فقہی مسالک کے اندر رہنے کا اعلان کیا تاکہ مختلف مذہبی گروہوں کے درمیان تفریق یا بیچا تکی ختم ہو۔ شاہ صاحب نے اپنے اس مجتہدانہ موقف کا اظہار شاہ نور اللہ کے نام ایک مکتوب میں بھی کیا ہے 'فہلےتے ہیں' 'مردود ہے کہ اس کو جو کچھ بھی پیش آئے' اس کو قتل و ادراک کی ترازو میں تولے۔ قیل و قال پر قانع اور ہر چیز میں مقلد محض نہ ہو۔ یہ امر کہ فقہائے حنفیہ کی موافقت بعض ایسے مسائل میں جو کہ خلاف احادیث صحیح ہیں، ترک ہو جاتی ہے اور یہ بات عوام کے طعن و تشنیع کا سبب ہے۔'۔۔۔^(۴)

(۱) محمد ظہری تاریخ التمدین الاسلامی، قاجر، ص ۴۴۳

(۲) محمد مراد، مشاہدات، ص ۱۰۰ (ترجمہ فیوض الحرمین، لاہور، ۱۳۸۷ء) ص ۶۳، طالعہ سہ ماہی

(۳) انجمن امت، ایضاً لاہور، طالعہ ۱۳۸۷ء، ص ۲۰۹، (ترجمہ فیوض الحرمین، لاہور، ۱۳۸۷ء) ص ۶۳

(۴) دار کتب و اشاعت، لاہور، ۱۳۸۷ء، (مکتوب نمبر ۵)

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ شاہ صاحب نے یہاں جس مکاشفہ کا ذکر کیا ہے اسی قسم کا مکاشفہ شاہ عبدالعزیز سے بھی مروی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ خواب میں حضرت علیؑ کی زیارت نصیب ہوئی تو فقیر نے عرض کیا کہ فقہائے مذاہب میں آپ کو کون سا مذہب پسند ہے؟ کوئی بھی نہیں، حضرت علیؑ نے فرمایا۔ اولیاء کرام کے سلسلوں میں سے کون سا سلسلہ پسند ہے؟ فقیر نے عرض کیا۔ کوئی بھی نہیں، حضرت علیؑ نے فرمایا۔^(۱)

اس خواب سے شاہ عبدالعزیز کے ذہنی رجحان کا پتہ چلتا ہے۔ اس خواب کے ذریعہ وہ حضرت امیرؑ کی نیابتی یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ چاروں فقہی مذاہب اور ایسے ہی چاروں صوفیائے سلسلوں کی موجودہ افراط و تفریط کو پسند نہیں کرتے۔^(۲)

شاہ صاحب نے جہاں شرعی، مذہبی اور روحانی مسائل پر لکھا اور مسلمانوں سے کہا کہ وہ اندھی تقلید کو چھوڑ کر دین کے بنیادی مآخذ، تجرید اور عقل و دانش سے کام لیں، وہاں انہوں نے اپنی معروف کتاب ”حجت اللہ الباقیہ“ میں واضح طور پر لکھا کہ سوسائٹی کو صحیح معنی میں کامیاب اور خوشحال بنانے کے لیے ضروری ہے کہ ”صاحب اقتدار بلند اخلاق کا مالک ہو، بہادری، دانش مندی، سخاوت، عفو و درگزر، عوام کے مفاد سے دلچسپی، سوسائٹی کے اصلاح کے لیے جدوجہد، غرضیکہ اس کی شخصیت ان تمام خوبیوں کی مالک ہو، یہ سب باتیں ایسی ہیں جن کی عقل اور دنیا کی تمام قوموں نے اپنے اختلاف و طعن و مذہب کے وجود خبر دی ہے۔ اس ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ کاشتکاروں، تاجروں اور دوسرے اہل حرفت پر ٹیکسوں کا بوجھ نہ ڈالا جائے۔“^(۳)

ریاست میں بسنے والے تمام شہریوں کے حقوق کے بارے میں شاہ صاحب نے جو کچھ لکھا ہے، ان کے بارے میں ایک مغربی دانشمند لکھتا ہے:

(۱) تاجی شاہ عبدالعزیز دہلوی (دہلی، ۱۳۵۵ء) ص ۷۰ (اردو بھائی پرائیمری ممبر ۱۳۵۵ء)

(۲) ابتدائی اور تعلیمی دیکھئے، علامہ رسول مبرا، ”تکلیف آزاد“ اور ”ان“ ص ۳۸، ۳۹، ۴۰ (شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز)

(۳) حجت اللہ الباقیہ (قادیانہ، ۱۳۲۲ء) ج ۱ ص ۳۵۔ (طہ الحیرہ)

"شاہ صاحب نے فطری حقوق کے بارے میں ایک ترقی یافتہ نظریہ وضع کیا ہے، یعنی ہر فرد روٹی پینے کے مکان اور کفالت کا حق رکھتا ہے تاکہ وہ شادی کر سکے، بچوں کی پرورش اور حق کو تعلیم دلا سکے، ریاست پر اس کا یہ حق ہے۔ ایت ہی وہ عقیدے ذات اور نسل کی تیز کے بغیر ریاست سے مساویانہ سلوک نیز وہ اپنی جان، مال اور وقار کے تحفظ کا بھی حق رکھتا ہے۔ سوسائٹی کی (مختلف مذہبی) جماعتیں ایک کنفیڈریشن کے ذریعہ جو ایک آفاقی خلافت کے اندر بنی اپنی نہان ثقافت کے تحفظ کا بھی حق رکھتی ہیں۔"^(۱)

ہم یہاں اس انگریزی کتاب کے مزید حوالے دینا چاہتے تھے، افسوس! کہ دیباچہ اس کی اجازت نہیں دیتا۔ مسٹر ایڈورڈ مورٹمر (Mr. Edward Mortimer) نے شاہ صاحب کے یہی اور معاشی افکار پر مغربی حوالوں سے جو کچھ لکھا ہے اس پر بے اختیار یہ کہنا پڑا:

سر خدا کہ عارف و زاہد بہ کس نہ گفت
در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

بر چند شاہ صاحب کے عہد میں سرکاری زبان فارسی تھی، لیکن تعلیمی اداروں میں فارسی کے ساتھ ساتھ نصاب تعلیم میں عربی ادب، فلسفہ، فقہ، کلام اور تفسیر کے مضامین بھی پڑھائے جاتے تھے۔ چنانچہ شاہ صاحب نے مسلم معاشرے میں پائے جانے والے مذہبی، کلامی اور فقہی اختلافات کو کم کرنے کے لیے اپنی بنیادی تصانیف عربی زبان میں لکھیں تاکہ علماء اپنی فکری اصلاح کر سکیں۔ ہمیں پتہ نہیں کہ علمائے وقت یا "مفل دربار" کے امراء نے اپنی اصلاح کی یا نہیں، البتہ یہ بات یقینی ہے کہ ان کے اپنے نامور بیٹوں نے اسلام کو اس کی پہلی سی ساہی اور رعنائی میں دیکھنا چاہا، اس کے لیے انہوں نے فکری اور عملی طور پر سعی پیہم بھی کی، جس کے نتیجے میں آگے چل کر "دعوت و اصلاح امت کے جو بھید پرانی دہلی کے کھنڈروں اور کونلہ کے جھروں میں دفن کر دیئے گئے تھے" اب اس سلطان وقت و اسکندر عزم کی بدولت شاہ جہاں آباد

نے بازاروں اور جامع مسجد کی سیڑھیوں پر ان کا ہنگامہ مچ گیا اور ہندوستان سے کناروں سے بھی گزر کر ضمیمہ معلوم کہاں کہاں تک چرچے اور افسانے پھیل گئے۔ جن باتوں کے کہنے کی بڑوں بڑوں کو بند حجروں کے اندر بھی تاب نہ تھی 'دواب بر سہا زار کی جاری اور ہو رہی تھیں'...

آخر تو لائیں گے کوئی تفت فغاں سے ہم

حجت تمام کرتے ہیں 'آج آسمان سے ہم'

شاہ صاحب نے اپنی فارسی اور عربی تالیفات کے علاوہ اپنے دوستوں اور عقیدت مندوں کو خطوط بھی لکھے جن کا مجموعہ "نادر مکتوبات" کے نام سے آپ کے سامنے ہے۔ ان مکتوبات کو ان کے ماموں زاد بھائی 'شاہ محمد عاشق پھنسی' اور ان کے بیٹے شاہ عبدالرحمن نے مرتب کیا تھا۔ شاہ محمد عاشق خود ایک عارف باللہ فسان تھے جنہیں شاہ صاحب "نذیر مسر حجت اللہ فی الدھر" کہتے تھے۔ یہ مکتوبات شاہ صاحب کے عہد کی ایک ایسی دستاویز ہیں جس کے آئینے میں آپ دہلی کی زوال پذیر زندگی کی صحیح تصویر دیکھ سکتے ہیں۔ اپنے ایک مکتوب بنام خانہ جہاننہ لکھتے ہیں: "کثرت عیال قلت مال ضعف سلطنت اور راستے کے امن و امان کا نہ ہونا ہمارے ارادے میں رکاوٹ بن رہے ہیں" (۱) اپنے ایک دوسرے مکتوب میں چند آدمیوں سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں: "تم پانچ قسم کے آدمیوں سے پرہیز کرو۔ (۱) خواہ مخواہ کی جذباتی اور جو شیلی باتیں کرنے والے صوفی... (۲) وہ معقولی (منطقی و فلسفی) جو جھگڑاؤ ہو اور شکوک و ابہام کے فتنوں کو ہوا دیتا ہو... (۳) وہ فقیہ جو احادیث میں سے صرف وہ احادیث پسند کرتا ہو جو اس کے فہم کے اقوال پر منطبق ہوتی ہوں... (۴) زائد شک جو اپنے مسلک میں تشدد کرتا ہے... (۵) ایسا غنی (صاحب مال) جو سرکش (و مغرور) ہو اور عجیبوں کی بیعت و شکل اختیار (کئے ہوئے ہو)۔" (۶)

شاہ صاحب نے ان مکتوبات میں جس بے ذوق صوفی و ملا کی بات کی ہے، بیسویں صدی میں

(۱) ابو اکرام آزاد تذکرہ دہلی، ۱۹۱۸ء، ص ۲۵۰ (مرتب داکٹر رام)

(۲) نادر مکتوبات، ج ۲، ص ۳۲ (نمبر ۱۲)

(۳) نادر مکتوبات، ج ۲، ص ۳۶ (مکتوب نمبر ۲۸)

اقبال نے اسی فقرہ زبانی کو رزوقی سے تنگ آکر کہا تھا:

کرے گی دلوں محشر کو شرمسار اک روز

کتاب صوفی و ملا کی سادہ اوراق!

ان نادر مکتوبات کی دریافت کا سرا مرحوم مولانا نسیم احمد فریدی کے سر ہے۔ جنہوں نے اپنی ذاتی مشکات کے ہاؤ جود ان مکتوبات کا اردو ترجمہ کیا۔ اگر اس درویش خدا مست کی زندگی وفا کرتی اور میراثی جواب نہ دے جاتی تو دو یقیناً اس ترجمہ کے ساتھ ساتھ حواشی بھی لکھتے۔ جن کا نکلا جانا ضروری تھا۔ مولانا مرحوم کی فکر سلیم کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ انہوں نے اس مجموعہ مکتوبات کا انتساب مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے نام کیا ہے۔ جنہوں نے برصغیر کے مایہ ناز عالم 'عارف' اور تحریک آزادی کے رہنما مولانا محمود حسن دیوبندی سے روحانی و سیاسی تربیت حاصل کی تھی۔ تحریک آزادی میں خدا کے ان آزاد بندوں پر جو گزری سوزری، لیکن راقی سے ان کے قدم ہٹے نہیں، و قار اور تھکنٹ کا دامن ان سے ہاتھ سے چھوٹا نہیں۔

جنوں میں جتنی بھی گزری، بکار گزری ہے

اگرچہ دل پہ خرابی بزار گزری ہے

خاکسار ۛ دل سے اپنے فاضل دوست ڈاکٹر ثار احمد فاروقی کا ممنون ہے جن کی

گم الغفات نے ان مکتوبات کی اشاعت کے لیے ہم خاک نشینوں کا انتخاب کیا۔ انہوں نے ان مکتوبات کا پملا ایڈیشن بھارت سے شائع کیا ہے۔ ڈاکٹر موصوف مرحوم مولانا نسیم احمد فریدی کے چچا زاد بھائی بھی ہیں۔ اگر ان کی نگن 'ترپ' اور محنت ان نادر مکتوبات کے شامل حال نہ ہوتی تو شاید ہمیں ایک لمبے عرصے تک ان کی اشاعت کا انتظار کرنا پڑتا!

رشید احمد (چاندھری)

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين و
خاتم النبيين محمد وآله وصحبه اجمعين ومن تبعهم باحسان وافتنى
انورهم الى يوم الدين -

لما بعد:

اہل علم اور اہل نظر جانتے ہیں کہ دینی و علمی تاریخ، تحقیقی تفکری، اصلاحی کتابوں کی
ہر دین و ملت میں اور ہر زبان و نسل میں کیا قدر و قیمت ہے اور دانشوں نے اپنے اپنے دور میں اور
اپنے اپنے دائرہ اور میدان میں کیا خدمت انجام دی ہے اور عرب و ملت تاریخی دور اسلام
حکومت، سیاست، اصلاح و تجدید کے اس عظیم اور گرماں قدر و ثمن کی حفاظت کی ہے اور حقائق و صحیح
معلومات کو محفوظ اور قابل اخذ، استفادہ رکھا ہے اور وہ ہر عرب، ملت اور زبان کا یہ
قیمتی سرمایہ ہے انکی افروختہ ہر نسل میں باقی رہے اور انکی اہمیت و قیمت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔
لیکن مکتوبات و رسائل (مخطوط) کی محدود اور متناہی خصوصیات و افادیت ہے اور ان
کوششوں اور خزانوں کی خانہ پرستی نسبت میں اور ان معلومات و حقائق اور نتائج، انکشافات و سرچش
میں جو ان علمی اور تحقیقی، دینی و اصلاحی کتابوں کے دائرہ سے خارج ہیں جو کسی ایسے
موضوع یا ہم رشتہ و پیوستہ موضوع کے لیے نامی کافی ہیں۔

مکتوبات و مخطوط (جن کو عربی میں ”رسائل“ کہتے ہیں اور ان کے عربی میں بھی ایسے
اتعداد وسیع و وسیع مجموعے ہیں) میں صاحب مخطوط و رسائل کے عصر کے حالات و رجحانات اور
حوادث کا تذکرہ اور ان پر خاص تاثر سیاسی ملی و ملکی اور جماعتی واقعات پر رد عمل معلوم ہوتا ہے
قرینیت و سلوک کے وہ اشارات نظر آتے ہیں جو تصنیفات میں نہیں آسکتے ہیں۔ اس سے ساتھ
تاویلات و تہذیمات بھی ملتی ہیں خاندان و اہل تعلق میں پیش آنے والے حوادث کا تذکرہ بھی
پڑھنے میں آتا ہے جو اتنی اہمیت نہیں رکھتے کہ علمی، وقیع تصنیفات میں ان کا تذکرہ کیا

ان کتابات کا مقدمہ لکھنے کی ذمہ داری مولانا فہیدی سے برادر زادہ پروفیسر شاعر احمد فاروقی صاحب نے قبول کی۔ انہوں نے کتاب کے متن اور ترجمہ پر بھی نظر ثانی کی۔ مکتوب ایسہ کے تراجم میں بھی بعض حیات اور تافذ کا اضافہ کیا اور اس پر طویل مقدمہ لکھا جو شادوی لکھتہ محدث دہلوی حلیہ الرحمہ اور ان کے خاندان کے بارے میں ضروری معلومات کو محیط ہے اور آئندہ ریسرچ کرنے والوں کو اس سے فضا اللہ بہت مدد ملے گی۔ اس میں ان خطوط کے مشمولات پر بھی گفتگو کی گئی ہے۔ شادوی لکھتہ دہلوی کے بارے میں اب تک جتنی کتابیں ملتی ہیں مکتوبات کا یہ ہادر مجموعہ انشا اللہ اس ذخیرے میں ایک نہایت قابل قدر اور بیش قیمت اضافہ ثابت ہو گا۔

لیکن اس تشکر و اعتراف کے ساتھ اور اس کے بعد اب عزیز برائی قدرتی و مریوی و عمر مودبی محمد عظیم صدیقی صاحب شریہ و اعتراف اور وہ و قدر کے مستحق ہیں جنہوں نے اس چارہ دفعہ اور اس گھر قدر ذبح و کوشاں کرنے کا یہ اٹھایا ان کو شاد صاحب کے خاندان سے جو ایک خاندانی اور غلطی رہا و تحقیق ہے اور شاد صاحب کے خاندان کے مستحق ہیں سے تعلق رکھتے ہیں اور اوپر چکران کے خاندان سے رشتہ بھی مل جاتا ہے۔ پھر انہوں نے شاد صاحب کے اس خاندانی و غلطی و مستحق ہیں کے اندر اور اس کے مرد و نواح اور چارہ مشرقی پنجاب میں جا بھی دینی کتاب و مدارس کثیر تعداد میں قلم کیے ہیں۔ مساجد و مراکز جو مسلمانوں کے ہاتھ سے مل گئے تھے ان کو واپس لیا اور آباد کیا اور وہ دینی تعلیم و اصلاح کے کام میں مشغول ہیں ان کو اس کام میں سبقت کرنے کا استحقاق تھا اور ایک طرح سے فقہی اصطلاح میں ان کو "محقق شفعہ" حاصل تھا۔ یہ وقت کی ایک بڑی ضرورت تھی تکمیل اور حضرت شاد صاحب کے حق کے ایک حصہ کی ادائیگی اور عمر و خدمت کے اہل محراب و محققین و محققین کے لیے ایک گراں قدر تحفہ اور دینی جذبہ پیدا کرنے کا ایک موثر ذریعہ ہے۔

لکھتہ حق اس کو قبول فرمائے اور ان کو اس کا اجر اور پڑھنے والوں کو اس کا فیض اور سعی و جدوجہد کا جہدہ عطا فرمائے۔

ابوالحسن علی ندوی

۲۶ شوال المکرم سنہ ۱۴۱۸ھ (۲۴ فروری سنہ ۱۹۹۸ء)

پیش گفتار

الحمد لله والصلوة والسلام على عباده الذين اصطفى۔

۱۹۳۷ء سے پانچ عرصہ پہلے مجھے مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری مرحوم (وفات ۱۹۵۱ء) کے کتب خانے کو پسلی ہار دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ مولانا موصوف اس وقت بہ قیام حیات تھے عمر بہت کمزور اور صاحب فزاش ہو چکے تھے۔ میں نے اس بار خلی وقت کے سبب ان کے ذخیرے کی فہرست کتب بنی دیکھنے پر اکتفا کیا تھا جس میں ”مفتی تصوف“ کے ذیل میں ”مکتوبات شریعتی“ اور ”موسمی طور پر دیکھا تھا“ یا دوسری حاضی میں ”مکتوبات چاندپوری“ کی حیات میں دوسری بار بھی ان سے ملاقات کیے گیا تھا اور یہ تقریر بند (۱۹۴۷ء) نے پتہ بعد کا نام ہے۔ مولانا مرحوم ایک عربی سے ازالۃ الغین (مفتی مولانا سید مرتضیٰ چاندپوری) کے تحریری دو مقالوں کی جستجو میں تھے۔ میری پسلی حاضی کے وقت مولانا نے اپنی اس ترویج کا اظہار فرمایا تھا کہ کسی طرح اس کتاب کے دو تحریری مقالے مل جاتے۔ حسن اتفاق سے مجھے ازالۃ الغین کے یہ تحریری مقالے مل گئے اور میں نے چاندپوری صاحب مرحوم کی خدمت میں پیش کیے۔ وہ بہت خوش ہوئے۔ اس وقت ان میں اتنی حاضی نہ تھی کہ خبر دہرے جاتے یا بیٹے بیٹے مظلوم کر سکتے۔ کتاب کے تراپنے سینے پر رکھی اور اپنے صاحبزادے مولانا محمد حسن مرحوم کو قصہ دیا کہ اس کتاب کو کتب خانے میں داخل کرویں۔

اس بار مجھے مکتوبات شریعتی اور مفتی تصوف کے مقالے ملائے تھے۔ مولانا کی ترویج کا سرمدی چاندپوری اور مکتوبات بنی پر زیادہ توجہ صرف کی۔ سب سے پہلے میں نے اس مضمونے۔ آٹھ مقامات کو بہ غور پڑھا اور اس کی اہمیت کا اندازہ لگایا۔ پھر ایک جاپی پر غفلت سے ان ۴۵ کتابت کو نقل کر لیا جو نواب نجیب الدوالہ (متوفی ۱۹۶۵ھ) نے لکھا، وغیرہ اور اسے ہمارے ہاتھ سے ایک سو میں متوب کسی بادشاہ کے نام تھا اس کو بھی نقل کیا۔ پھر جن مکتوبات میں اس نام کی سیاسی ممبر۔ آرائیوں کا ذکر تھا ان میں سے پیشہ کو نقل کر لیا۔ یہ رمضان المبارک کے مہینہ تھا اس بار ۱۹۴۷ء

دن مولانا مرحوم کا ممان رہا۔ مولانا کے بڑے صاحبِ زادہ مولانا محمد احسن مرحوم نے اپنی نواسیوں سے بہت ممنون و متاثر کیا۔ اللہ تعالیٰ مولانا اور ان کے صاحبزادے کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس نصیب فرمائے آمین!

پروفیسر خلیق احمد انجمی سلمہ^۱ نے ان ۲۵ مکتوبات کو "شاہدِ ولی اللہ دہلوی کے سیاسی مکتوبات" کے نام سے چکی مرتبہ ۱۹۵۰ء میں بہت ذوق و شوق اور اہتمام سے چھپوایا۔ اس مجموعے میں اردو ترجمہ احقر کا کیا ہوا ہے اور مقدمہ و حواشی میاں خلیق احمد انجمی سلمہ نے اپنی محنت و کاوش سے لکھے ہیں۔ ان سیاسی مکتوبات کا دوسرا ایڈیشن اوارڈنر، لہستان میں نے ۱۹۶۹ء میں شائع کیا۔ اسے ایڈیشن میں سزا (۱۷۱) تاریخی و سیاسی مکتوبات اور شائع کئے گئے ایذا و مقدمہ، حواشی اور ضروری تشریحات میں بھی کراں قدر اضافہ ہوا۔ چند خطوط کے ٹکس شائع کیے گئے ہیں۔

پسٹ ایڈیشن میں یہ ظاہر نہیں کیا گیا تھا کہ اصل ستر کتابیں تھیں جس وجہ سے ہندوستان کے بعض اہل علم و شہد ہوا کہ شاید یہ خطوط شاہدِ ولی اللہ کے نہ ہوں اورچہ بہت سے انکا پر مشر شہرہ سرمد، راجا سید حسین احمد مدنی، مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا مظہر حسن ایڈنی ان مکتوبات کے اصلی ہونے کی تصدیق فرما چکے تھے اور ان حضرات کا برہنہ شاہدِ ولی اللہ دہلوی کے اصلی مکتوبات ہونے کی حیثیت سے ہی اس مکتوبہ کتاب کو چشمِ عقیدت سے دیکھ لیں۔

اب سیاسی مکتوبات کے دوسرے ایڈیشن (۱۹۶۹ء) میں یہ ظاہر کر دیا گیا ہے کہ ان مکتوبات کی نقل کتب خانہ چاند پارک کے مذکورہ ضلع سے حاصل ہوئی تھی۔ جس چاند پارک کے دوسرے صاحبزادے مولانا خلیفہ محمد انور مرحوم کا یہ دل سے شہر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے یہ کتاب نقل کرنے کیلئے عنایت فرمائی اور میری سبوتا کے پیش نظر اجازت دی کہ امروہہ کے پیراس و نقل کروں۔ جب میں نے امروہہ میں چوری کتاب اپنے قلم سے نقل کرنی تو میاں خلیق احمد انجمی سلمہ نے دوسرے ایڈیشن کیلئے اس میں سے سزا (۱۷۱) سیاسی خطوط نور کیے۔ بقیہ خطوط کیسے بھی ان کا زور تھا کہ شائع کرادیں گے۔ غراپنی مصروفیات کی وجہ سے وہ ان کو شائع کرانے سے قاصر رہے اس لیے بقیہ خطوط کی نقل میرے پاس ہی محفوظ رکھی رہی۔

میں تقریباً ۱۸ سال بعد اس نو دیکھا تو اس کے جائزہ میں شکستگی اور نرم خوردگی کے آثار نمایاں
 ہونے لگے تھے۔ اب یہ قلمی نسخہ ۴۰ اجا پند پوری کے ڈپٹی کے کی دوسری کتابوں کے ساتھ خانہ
 دارالعلوم دیوبند میں پہنچ گیا ہے۔ وہاں کی فہرست مخطوطات میں اس کا اندراج اس طرح ہے:

”مکتوبات شاہ ولی اللہ جلد ثانی (قلمی)

فہرست کتب حضرت چاند پوری جلد اول صفحہ ۵ نمبر ۳۰۴ فی تصوف۔“

اس مجموعے کے دو حصے ہیں ایک وہ جس میں شاہ مہدالرحمن بن شاہ محمد عاشق پھلتی
 کے جمع کردہ مکتوبات ہیں۔ انکی وفات ۱۱۶۱ھ میں ہوئی تو شاہ محمد عاشق پھلتی نے بعد کے مکتوبات کو
 خود جمع کیا اور وہ جلد ثانی کہلائی۔ نسخہ حصہ میں جلد ثانی پسے ہے اور جلد اول بعد وہ۔
 جلد ثانی کے ایک سو چھ مکتوبات اس مجموعے میں موجود نہیں ہیں۔ مکتوبات ۱۰۰ تا ۱۰۵
 کے قریب ہے اگلے مکتوب کے سنا مکتوب یہ ظاہر ہوا کہ یہ آواز خط جہاں سہ ماہ مکتوب ہے محدوم محمد
 عین الحسنی کے ہے۔ اگر نصف خط کو ایک ماہ جائے تو جو کسی جلد میں مکتوب ۱۰۵ تا ۱۰۷ کے اکتاف سے
 مکتوبات ہیں۔ دوسری جلد میں مکتوبات کی تعداد ۲۸۰ ہے ایک مکتوب پر کوئی نمبر نہیں ہے۔ اس خطی نسخے
 میں جلد اول کے ابتدائی ۵۰ مکتوبات نہیں ہیں (ان میں سے کچھ خطوط نسخے پر معدوم ہیں یہ میں موجود
 ہیں) کہ ایک خط پر نمبر نہیں۔ ایک تحریرشہادتی ولی اللہ کے فہرست آج کل کے فہرستہ المخطوطات متعلق ہے
 اس تحریر پر بھی کوئی نمبر نہ تھا ہم نے اس پر نمبر ڈال دیا ہے نگہار کا ترجمہ نہیں کیا۔

نمبر ۲۷ تک مکتوبات نقل کر کے پٹنہ احمدیہ شہر کر دیا گیا۔ مکتوب ۲۷۲ شہادتی
 دیوبند کا قریبی خط ہے جو انہوں نے اس مجموعے کے مرتب شاہ مہدالرحمن پھلتی کی وفات کی خبر
 سن کر شاہ محمد عاشق پھلتی کو لکھی تھی۔ اس مکتوب کے بعد تمام خطوط وہیں جو شاہ محمد عاشق پھلتی
 نے جمع کیے تھے یہ مکتوبات کا دوسرا حصہ ہے۔ ان دونوں حصوں میں سے پچاس (۴۴) منتخب
 خطوط ”شاہ ولی اللہ دیوبند کے یہی مکتوبات“ (مرتبہ خلیف احمد علی میاں) ۱۹۶۵ء میں درج ہوئے
 ہیں ہر سب خطوط زیر نظر مجموعے میں موجود ہیں۔

سب سے آخر میں ایک خط شاہ ابو اللہ ۱۱۸۰ھ کے نام ہے۔ یہ دراصل حصہ اول کا مکتوب
 ہے۔ مگر ہم نے اسکو آخر میں درج کیا ہے۔ ان سب مکتوبات کا اردو زبان میں ترجمہ کر دیا گیا ہے۔

ان مکتوبات میں جو اہم معلومات پائی جاتی ہیں ان کو تفصیلاً سے مقدمہ ترجمہ مکتوبات میں نکلا جائے گا۔ یہاں صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ ان مکتوبات سے ماہرین و اہل تاریخ و تذکرہ کے طلبہ کو بہت سی وہ اہم اور مستند باتیں معلوم ہوں گی جو شاد صاحب کی سوانح عمری یا کسی تذکرے میں بلکہ خود ان کی تصانیف و تالیفات میں بھی موجود نہیں۔

مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ

آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ نے بھی پندرہ سو تھکے چائیں جن کے کتب خانے سے یہ نادر قلمی کتاب مطاوعہ اور نقل لے کر حاصل ہوئی۔

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ حکیم سید بنیاد علی چاندپوریؒ صاحب زادے تھے۔ وہ شہداء محمد رفیع اہل اولاد میں سے تھے۔ ان کے دو بھائی اور بھی تھے۔ بڑے سید محبتی حسن اور سب سے چھوٹے سید جمال حسین تھے۔ مولانا چاندپوریؒ نے دارالعلوم دیوبند میں تعلیم پائی تھی۔ مولانا محمد یعقوب خانوٹوی (۱۸۸۳ء) مولانا سید احمد دیوبندیؒ، محمود اور شیخ اسد مولانا محمود حسن دیوبندی (۱۹۲۰ء) آپ کے اساتذہ تھے۔ آپ ۱۸۸۰ء میں اس وقت پٹنچے تھے جب مولانا محمد قاسم خانوٹوی (۱۵ اپریل ۱۸۸۰ء) کی وفات کو چند روز ہی گزرے تھے۔ آپ نے کتب درسیہ کے علاوہ طبابتی دیوبند میں پڑھی۔ منطق و فلسفہ کا درس مولانا احمد حسن کاندپوری (۱۸ اپریل ۱۹۰۳ء) سے بھی یہ تھا۔ پہلے آپ اس وقت کے مہتمم مدرسہ شریف الدین عثمانی دیوبندی (ف ۱۹۰۰ء) (خليفة الملت) شاہ عبدالغنی مجددی دہلوی مہاجر مدینہ متوفی ۱۳۱۲ھ (دسمبر ۱۸۹۷ء) سے تھے۔ ان کے تلامذہ میں زیست ہوئے تھے بعد کو مولانا اشرف علی تھانویؒ سے بیعت ہوئے اور خلافت بھی حاصل کی۔

مولانا چاندپوریؒ نے دو فرزند مولانا محمد احسن اور مولانا نعیم محمد انور مولے۔ اب ان دونوں کا انتقال ہو چکا ہے۔ ان دونوں صاحبزادوں نے اس مجموعے کے مطاوعہ اور نقل کرنے کے سلسلے میں مجھے بہت سی آسانیاں بہم پہنچائی تھیں۔

مولانا چاندپوریؒ نے یکم ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ (مطابق ۳۱ دسمبر ۱۹۵۱ء) بروز شنبہ (چاندپور) میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

اظہار تشکر

تحریر میں ان سب حضرات کا یہ دل سے شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن کی امانت و نصرت اور توجہ و مشورہ سے اس کتاب کی تحقیق و تدوین پھر ترجمہ و حواشی اور کتابت و طبعیت کے مرتبے ہوئے۔

سب سے پہلے مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ کا شکریہ واجب ہے جن کے ذہنی و کتب سے یہ پیش رہا مخطوطہ۔ ان کے دونوں صاحبزادوں مولانا محمد احسن اور حکیم محمد انور مرحومین نے اس سے استفادہ کا پورا موقع دیا اور سمجھتیں فراہم کیں۔ اب ان تینوں حضرات کا انتقال ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور مراتب بلند کرے اپنی رحمتوں سے نوازے۔ آمین!

اس کتاب کو حاصل ہوئے ایک نمانہ بیت گویا تھا اس مدت میں میری بیٹائی اتنی کمزور ہو گئی کہ لکھنے پڑھنے سے محذور ہو گیا۔ مائی جناب الحاج حکیم عبدالحمید صاحب دہلوی (صدر انڈین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز بہارہ محمدانی دہلی) مائی جو صعلکی مخصوص و خیر اندیشی اور جذبہ معارف پروری نے دیکھی ہے فہمائی اور ان خطوط کی تدوین و ترجمہ و حواشی میں مدد کیے ایک معاون کا بہت فائدہ دیا۔ وہ حقیقت حکیم صاحب ہی اس گادر مجموعہ مکاتیب کے ملاحظہ م پر لانے کا باعث ہوئے۔

ڈاکٹر یوسف حسین خاں مرحوم بھی شکیب کے مستحق ہیں جنہوں نے اس کتاب کی قدر و قیمت محسوس کر کے اس منصوبہ کی تائید و حمایت کی تھی انگریز کی حارۃ نہ چکا و مخزن معارف وہ انہی نے ان جواہر پردوں کو نکال کر امرتسار کی تائید نہ مرنے تو یہ کچھ اور مدت تک کسی جوہر شناس کے منتظر رہا ہے۔

جناب اوصاف علی صاحب (سیکرٹری انڈین انسٹیٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز) نے بھی اس کام کی تکمیل میں امری دلچسپی لی ان کی خاموش محنت و علمی و تحقیقی رغبت نے اس

منصوب کی انجام دہی میں پورا حصہ لیا۔

میرے بصارت سے معذور ہونے کے باعث اس کام کی تکمیل میں تاخیر بھی ہوئی مگر میں انیس احمد فریدی سلمہ کی امانت سے تصحیح مقولہ تین حصہ منصفہ اور تراجم مکتوب ایسائی مربوطہ کی تکمیل کا کام کرتا رہا۔

مواہد سید ہوا حسن علی ندوی مدظلہ نے اس کا در مجموعے کی اہمیت کو محسوس کیا، راسخی اثرات میں بعض رکاوٹوں کو دور کرنے کی کوشش بھی فرمائی، میں انکا بھی ممنون احسان ہوں۔ مکتوب ایسے کے تراجم اور مقدمہ کا فارسی ترجمہ کرنے میں مواہد شریف حسین قاسمی کے فرائد رشید کا شریف حسین قاسمی (ریڈر شعبہ فارسی ندوی یونیورسٹی)، مواہد شریف احمد خان (شعبہ فارسی ندوی یونیورسٹی) سے بہت مدد ملی۔ ان کا شکریہ بھی واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا کرے۔

انڈین انسٹیٹیوٹ آف اسلام آباد (ہمدرد گھر) نئی دہلی میں شعبہ مشرقی مخطوطات کے گھر میں مواہد حبیب الرحمن معالی نے کتابت اس کی تصحیح اور دوسرے مرحلوں میں بہت خلوص اور محبت سے اپنا قیمتی وقت صرف کیا اور اس سلسلے میں نئی پارامیڈ بھی شریف ہے۔ میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ نور الدین بھاری صاحب نے خاص وجہ سے ان مخطوطاتی کتابت کی۔ مواہد خان رفیع حسین امروہوی مواہد محمد یوسف اسحاق مدظلہ اسلام آباد جامع مسجد امروہہ، مولانا صاحب الحق قاسمی امروہا، صاحب رحمہ الرحمن نے بھی کسی نہ کسی صورت میں دست تعاون بڑھایا۔ ان سب کا بھی شکر گزار اور دعا گو ہوں۔

عزیز مریاں شاد احمد فاروقی سلمہ نے ان مخطوطات کو مواہد شکیل شکیل نے مختلف مرحلوں میں میری بہت مدد کی ہے ان کے لیے بھی دعا گو ہوں۔

امروہہ

شعیب احمد فریدی غفرلہ

۱۷ ذی الحجہ ۱۴۰۸ھ

(یکم اگست ۱۹۸۸ء)

عرض حال

شاد دہلی اللہ دہوی کے ان باور خطوط کو دریافت کرنا ان کو صحت کے ساتھ نقل کرنا پھر ان کا سہمس اور ثقافت و با محاورہ اردو میں ترجمہ کرنا اس پر مختلف کتابوں سے چھان بین کے بعد مفید حواشی لکھنا یہ سب میرے عم محترم مولانا نسیم احمد فہیدی (قدس اللہ سرہ العزیز) کا ایسا شاندار و تابناک مہم کا نام رہے جسے اہل نثر کے حلقے میں ہمیشہ مقبولیت حاصل رہے گی۔

اس کام کی ہریت کئی گنا بڑھ جاتی ہے اگر یہ بھی ملحوظ رہے کہ مولانا فہیدی نے ۱۹۵۰ء میں ان خطوط کا قلمی نسخہ چاندپور میں دریافت کیا تھا اور اس سے تقریباً ۲۵ خطوط اس وقت نقل بھی کیے تھے جو "شاد دہلی اللہ دہوی کے سیاسی مکتوبات" کے نام سے ۱۹۵۱ء میں پروفیسر خلیق احمد بھٹی صاحب نے شائع کیے۔ پھر ۱۹۶۵ء میں مولانا فہیدی کو یہ خطوط مکمل نقل کرنے کے لیے ملے تو وہ مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد امویہ میں درس دے کرتے اور نماز ظہر کے بعد مسرت تک ایک ایسے مکان میں زمین پر بیٹھ کر ان خطوط کے فارسی و عربی متن کی نقل اور تصحیح کا کام نہایت دیر درازی اور وقت نخر سے کرتے رہتے تھے جس نے بجلی کی روشنی تھی اور نہ ہوا کا مڑا تھا۔ شہید عربی کے موصوفوں میں بھی وہ اتنے ائمہ کے سے کام کرتے رہے کہ جس جگہ بیٹھتے تھے وہ بھی پسینے سے تر ہو جاتی تھی۔ آہستہ آہستہ ان کی بصارت کمزور ہوتی گئی اور وہ وقت کیا کہ وہ کھٹے پڑھنے سے معذور ہو گئے تو انہوں نے امر کرتے اس کا ترجمہ لکھو لیا اسے ہار پڑھا اور سنتے اور اصلاح و ترمیم کرتے رہے۔ اسی طرح کتب خانوں میں جا کر کسی معاون کی مدد سے مکتوبات اسلام کے حالات فراہم کیے۔ انہیں ان خطوط سے اتنا واقفیت تھی کہ ایک بار علی گڑھ سے بس میں رہتے تھے باپاڑے پر اترے اور وہ بس ایسی جگہ میں تھی کہ اس کے دروازے اور ایک گندے ٹاٹ کے درمیان صرف ایک ڈیڑھ فٹ کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ مولانا فہیدی کی بصارت تو کمزور ہوتی چکی تھی اب اس کے دروازے سے اتر کر دائیں یا بائیں جانب چلنے کی بجائے سیدھے چلے۔ ان کے ہاتھ میں ایک تھمبہ تھا جس میں ان خطوط کے مسودات رکھے ہوئے تھے۔ مولانا اچانک اس گھر سے

نام میں گر پڑے مگر اس وقت انہوں نے نہ اپنے پہنوں کا خیال کیا نہ چوٹ کٹنے کی فکری نہ تھی! دونوں ہاتھ خوب لوٹنے کر کے اٹھائے رہے۔ جو لوگ ان کی مدد کرنے کو دوڑے ان سے بار بار یہی پوچھتے رہے کہ اس تھیلے پر تو کوئی گندلی نہیں لگی؟ اسے ہر بار ہاتھ پیسے کر دیکھتے تھے اور نہایت احترام اور احتیاط کے ساتھ لے کر آئے۔

انہوں نے چنانچی سے محروم ہونے کے باوجود اس کام کو اوصورائیس چھوڑ کر خاص طور سے میرے برادر عزیز زانیس احمد فاروقی سمہ نے ان کے مددگار کی حیثیت سے برسوں کام کیا۔ فارسی متن اور ترجمے کو اصلاح و ترمیم کے بعد ہر بار سناٹا نقل کیا۔ مولانا فہیدیؒ ان مکتوبات کو کتابی صورت میں دیکھ لینے کی حسرت اپنے ساتھ ہی لے گئے۔ شادولی اللہ دہلویؒ نے اپنے کئی خطوں میں ابو الخطیب المستنسی کا یہ شعر لکھا ہے ابوی اس مقام پر بھی صادق آتا ہے

وما کل ما یضمنی المرء یدرکہ تجری الریاح ہما لانتشتہی السفن
(انسان جو کچھ تمنا کرتا ہے وہ سب نہیں پاتا ہے ایسی ہوائیں بھی چلتی ہیں جنہیں سختیوں پسند نہیں کرتیں)

ان خطوط کی اشاعت میں اتنی غیر معمولی تاخیر کیوں ہوئی اس بے حد دلاست و دہرا نے سے کوئی فائدہ نہیں۔

نفیت جب کہ کنارے سے آگے غالب
خدا سے کیا ستم و جور ناخدا کیسے!

ان خطوط کی تدوین و ترتیب ترجمہ و حواشی اور مکتوب ایسہ کے حواشی کی فراہمی کا تقریباً کل کام مولانا فہیدیؒ کی زندگی میں ہو چکا تھا۔ انہوں نے اس کا پیش لفظ بھی لکھا دیا تھا کتابت اور اس کی تصحیح بھی ہو چکی تھی صرف اس کا مقدمہ لکھنا باقی تھا جس کا انہوں نے اپنے پیش لفظ میں اشارہ کر بھی کیا ہے۔ مقدمے کے لیے کچھ نوٹس بھی انہوں نے لکھ رکھے تھے۔ مگر ان کی صحت خیر ہی سے گرتی رہی اور وہ اس کا مقدمہ نہ لکھوا سکے۔ ہندوستان میں مسلم ثقافت کے بعض ابواب ایسے ہیں جن پر مولانا فہیدیؒ آخری سہ کا درجہ رکھتے تھے۔ ان میں سے بنی ایک موضوع شادولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کے خانوادے کے ہاں کمال حضرات بھی ہیں۔ اس لیے وہ مقدمہ اگر مولانا فہیدیؒ کے قلم سے لکھا گیا ہوتا تو اس موضوع پر نہایت وقیع اور گراں قدر

معلومات کا خزانہ ہوتا۔ مگر یہ حالات کی ستم ظریفی نہیں تو اور کیا ہے کہ مقدمہ نکلنے کی ذمہ داری خاکسار راقم الحروف کے کندھوں پر آ پڑی۔ اپنی بے بضاعتی اور نااہلی کے باوجود میں نے اس کو پورا کیا تاکہ مولانا فریدیؒ کا یہ نہایت شاندار علمی اور تحقیقی کارنامہ ضائع ہونے سے بچ جائے۔ اس مقدمے کی ترتیب اس طرح رکھی گئی ہے:

- ۱۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کے خطوط کے بارے میں مولانا فریدیؒ کی املا گرائی ہوئی تحریر اسی میں مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ مرحوم کا ترجمہ بھی آگیا ہے۔
 - ۲۔ شاہ صاحبؒ کے خاندان کا بھل تعارف، مستند کتب حوالہ کی مدد سے۔
 - ۳۔ شاہ صاحبؒ کے ان غیر مطبوعہ و اور خطوط کے جمع کرنے والے حافظ شاہ محمد، شوق پھنسی اور ان کے فرزند شاہ عبدالرحمنؒ کا تعارف۔
 - ۴۔ مولانا فریدیؒ کے مختصر حالات اور تصانیف کا تعارف۔
- جن حضرات سے اس کام میں مدد ملی ہے ان کا شکریہ مولانا فریدیؒ تھکوا چکے تھے وہ ان کے پیش لفظ کے ساتھ شامل ہے۔ میرا بھی یہ فرض ہے کہ بعد کے مرحلوں میں جن حضرات سے مدد ملی ہے ان کی خدمت میں جذباتِ تشکر پیش کروں۔
- مولانا سید ابوالحسن علی مدنی مدظلہ نے اپنی خرابی صحت اور شدید مصروفیات کے باوجود اس کیسے پیش لفظ تحریر فرمایا ہے۔ انہیں ایک نامائے اشتیاق تھا کہ یہ خطوط شائع ہو جائیں۔ ان کی تحریر نے کتاب کی وقعت میں اضافہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کے ساتھ سلامت رکھے۔
- کبیر دلی ضلع مظفر نگر کے پاس بہت ایک چھوٹی سی قدیم ہستی ہے، میں اپنی انخیال میں شاہ ولی اللہؒ پیدا ہوئے تھے۔ اس ہستی میں اللہ نے ایک ہامت جو ان پیدا کر دیا ہے جس نے جامع الامام ولی اللہ کے نام سے بڑا درسد قائم کیا ہے اور شاہ ولی اللہؒ اکیڈمی کی بنیاد رکھی ہے جس کی جانب سے یہ پہلی کتاب بڑے اہتمام سے شائع ہو رہی ہے۔ اس جو ان عزیز کا نام ہے مولانا محمد کیم صدیقیؒ حفظہ اللہ ان کے لیے بھی شکر یہ ادا کرنا واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اسی طرح سرگرم عمل رکھے اور ان کے اصلی مقاصد میں کامیاب فرمائے۔

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا مولد ہونے کی وجہ سے مولانا فریدیؒ کو بھلت سے بھی دلی

محبت تھی، دو بار بار اس بستی میں جلتے تھے۔ خاص طور سے ماہِ رمضان المبارک میں چند روز بہت میں ضرور گزرتے تھے مجھے یقین ہے کہ شادی ولیدہ آئیدی بہت اور اوارہ شفاقت اسلام یہ لایور پاکستان کی جانب سے اس کتاب کی اشاعت سے موز، فہریدی کی روح کو رحمت ملے گی اور اس کی برکت سے یہ اوارہ بچھیں پھولیں گے۔

جناب فہرست علی صاحب (اسلامک بک فونڈیشن، دہلی) نے اپنی عمرانی میں اس کی طباعت کرائی ہے، وہ ایک تجزیہ کار اور سابقہ شعرا کا شریں، ان کا بھی شعریہ اداکر ہوں۔

شعبہ عربی، دہلی یونیورسٹی، دہلی۔

۵، صفر الحظفر ۱۴۱۸ھ

شاہ احمد فی روتی

۱۶ جون ۱۹۹۵ء



مولانا نسیم احمد فریدیؒ

نمائت مناسب بند ضروری ہے کہ اس مقدمے میں اس شخصیت کا تعارف بھی شامل کیا جائے جس نے ۱۹۳۷ء میں ان نادور خطوط کے مجموعے کو دریافت کیا پھر برسوں تک نمائت دیدہ ریزی، مشقت اور پوری احتیاط سے ان مکتوبات کے متن کی تصحیح کرتے ہوئے انہیں نقل کیا۔ انکے متن پر بار بار نثر عثمانی کی انکا نمائت سلیمس ثقافت عالمہ نشہ میں ترجمہ کیا مکتوب الیہ کے حالات فراہم کیے اور جو چالیس برسوں تک اس علمی خزانے کو عقیدت و احترام کیساتھ اپنے سینے سے لگائے رہا جسکی وفات سے دس برسوں بعد ان نو اور کے منظر عام پر آنے کا سامان ہوا ہے۔

ناہض عصر مولانا نسیم احمد فریدی کا سلسلہ نسب بابا فرید الدین مسعودی خٹخٹہ شہر ابوحنی قدس سرہ (۵۵۶ھ / ۱۱۵۷ء) پنجاب میں ڈپٹی کلکٹر اور مجسٹریٹ رہے۔ مولانا فریدی کے والد ماجد مولوی حسین احمد فریدی (۳۳۴ھ / ۱۹۱۵ء) پنجاب میں ڈپٹی کلکٹر اور مجسٹریٹ رہے۔ مولانا فریدی کے والد ماجد مولوی حسین احمد فریدی (۳۳۴ھ / ۱۹۱۵ء) اپنی زمینداری کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ مولانا فریدی انکے سب سے چھوٹے فرزند تھے۔ وہ ۱۲ / رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ / ۶ / ستمبر ۱۹۱۱ء کو امروہہ میں پیدا ہوئے۔ وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ پہلے پرائمری اسکول محلہ بچہ زادہ میں داخلہ لیا وہاں سے نڈل اسکول (نزد تحصیل) میں منتقل ہوئے اور ہندی نڈل کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۲۷ء سے مدرسہ نور امڈارس (دانشمندان) میں پڑھا۔ ۱۔ آباد بورڈ سے منشی (۱۹۲۶ء) منشی کامل (فروری ۱۹۲۹ء) و مائیکروفائل (مارچ ۱۹۳۲ء) مولوی (مارچ ۱۹۳۳ء) اور اعلیٰ قابل وغیرہ مشرقی علوم کے امتحانات پاس کیے۔ ۱۲-۱۳ سال کی عمر میں بنی شعر بھی موزوں کرنے لگے تھے اور ادا تخلص اختیار کیا تھا بعد کوہن کے فارسی کے استاد منشی عبدالرب شکیب (متوفی ۱۹۳۹ء) نے تخلص بدل کر فریدی کر دیا۔

مولانا فریدی نے فارسی کی تعلیم سے فارغ ہو کر کچھ عرصہ تک مدرسہ عربیہ چلہ امروہہ میں درس بھی دیا پھر زبان عربی اور علوم دین کی تحصیل کا داعیہ پیدا ہوا تو مدرسہ عربیہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ میں داخلہ لیا۔ یہاں ان کے اساتذہ میں مولانا سید رضا حسن (برادر زادہ مولانا احمد

حسن محدث امروہیؒ) مولانا انوار الحق عباسیؒ مولانا حافظ عبدالرحمنؒ صدر ترقی تھے۔ ان حضرات سے بیضاوی و ترمذی تک پڑھ کر روزہ حدیث کی تکمیل کے لیے دیوبند تشریف لے گئے۔ اپنی ایک یادداشت میں انہوں نے لکھا ہے:

۸ شوال ۱۲۵۵ھ کو ۱۲ بجے روز شنبہ امروہہ سے چلا، ۱۲ بجے میرٹھ آیا میرٹھ سے ۵ شوال کو ۲ بجے الٹی گاڑی سے دیوبند پہ وقت مغرب پہنچا مسکن خانے میں مقیم ہوا۔ ۳ شوال کو بعد نماز مغرب مولانا اعجاز علی صاحب نے جڑیوں شریف مشہود شریف مقامات حریری، حسن میں امتحان کیا۔ ۶ شعبہ ۱۲ کو ۱۵ دسبے میں کامیاب ہوا۔ ۵ شوال کو صبح کے دن نتیجہ سنایا گیا۔ ۲۰ شوال کو مولانا حسین احمد صاحب شیخ الحدیث آسمان سے مغرب کے وقت تشریف لے گئے۔ ۲۶ کو تھالی شریف شروع کرائی اور دینی۔ ۲۷ کو مولانا سید اصف حسین صاحب نے دیوبند شریف شروع کرائی، میں شروع میں حاضر نہیں تھا اہم سبق پر آیا۔

لاہور میں مولانا احمد علی مفسر لاہوریؒ (متوفی ۱۳۶۲ھ) کے درس قرآن کی بڑی شہرت تھی ان کے درس سے استفادے کے لیے ۱۳۳۶ھ میں لاہور کا سفر کیا، امین ماہ وہاں مقیم رہ کر تفسیر قرآن کا درس لیا۔ مولانا احمد علی لاہوریؒ نے جو سند فداغت منہ فرمائی اس پر تارخ مجرانی ۱۳۵۵ھ درج ہے۔ اسی زمانے میں کئی بار شاعر مشرق ملا محمد اقبال سے بھی ملاقات کا موقع ملا۔

۱۳۵۷ھ/۱۳۳۸ھ میں دارالعلوم دیوبند سے سند فداغت حاصل کی۔ اسی زمانے میں مدرسہ اشفاقہ بریلی میں ایک استاد کی جگہ خالی ہوئی۔ مولانا محمد منظور نعمانی (متوفی ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۸۷ھ/۱۳۶۷ھ) مولانا فہیدی سے پہلے سے واقف تھے انہیں بریلی میں طلبہ کرنا۔ اس وقت رسالہ ”الفرقان“ بھی بریلی سے شائع ہوتا تھا اور اس کا شاہ ولی اللہ نقشبندی ترتیب تھا اس کام میں مولانا فہیدی نے بھرپور تعاون کیا اور مولانا نعمانی سے ان کے مخصوصہ تعلقات آخر دم تک قائم رہے، وہ ”الفرقان“ میں برابر لکھتے رہے۔ ان کے جو مضامین ”الفرقان“ میں شائع ہوئے ان کی ایک فہرست (جو مکمل نہیں) ”الفرقان“ کے خصوصی شمارہ ”بیادگار حضرت مولانا مفتی نسیم احمد فہیدی رحمۃ اللہ علیہ“ (جلد ۵ شمارہ ۵ تا ۹ مئی تا اگست ۱۹۶۵ء) میں شائع ہے اس کی رو سے مولانا فہیدی کے مضامین دو ہزار چھیٹھ (۲۰۶۵) صفحات میں سامنے ہیں۔

دارالعلوم دیوبند میں جن اساتذہ سے پڑھان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی (۲) مولانا اعجاز علی اعجازی (متوفی ۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۳ء)

(۳) مولانا مبین احمد حسین دہلوی (۴) مولانا محمد رسول بھٹو

(۵) مولانا ریاض الدین افضل گڑھی (۶) مفتی محمد شفیع دہلوی

(۷) مولانا محمد ابراہیم بلیاوی (۸) قاری حفصہ الرحمن پتہ تاب گڑھی

۱۹۳۲ء میں مولانا فریدی کے بڑے بھائی اور خاکسار راقم الحروف کے والد ماجد مولوی تنہیم احمد فریدی (متوفی ۳۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۰ھ / ۳۱ جنوری ۱۹۸۷ء) ایک حادثے کا شکار ہو کر اچانک سخت بیمار ہو گئے اور آخر دم تک معذور ہی رہے۔ ان کی اور ہم بچوں کی خدمت اور دیکھ بھال کے لیے مولانا فریدی نے مدرسہ اشفاقہ بریلی کی ملازمت سے استعفا دے دیا اور مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد امویہ میں چند روپیہ ماہانہ کی ملازمت اختیار کر لی پھر تمام عمر امویہ سے وابہ جا کر رہنے کا ارادہ نہیں کیا حالانکہ انہیں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں کاظم شعبہ دینیات کا عمدہ بھی پیش کیا گیا۔ انہوں نے اپنے بھائیوں اور بھتیجیوں کے لیے خود کو فدا کر دیا اسی سبب سے شادی بھی نہیں کی۔ ان کے اس غیر معمولی ایثار کی دوسری مثال شاید ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے۔

اسلامی مدارس اور علم دین کے طلبہ سے انہیں عشق تھا۔ اپنی ترک و تجدید کی زندگی اور مکمل سرب سامانی کے باوجود وہ دوسروں کی مدد کرتے تھے اور دوسروں سے بھی عطیات دولت تھے۔ اسی طرح قییموں، یتیموں، محتاجوں، معذوروں اور غریب طالب علموں کی دیکھ بھال اس طرح کرتے تھے کہ کسی کو کاؤں کاں خبر نہ ہوتی تھی۔

آخر عمر میں بصارت سے محروم ہو گئے تو مدرسہ اسلامیہ سے سبک دوشی اختیار کر لی مگر اسکی صلاح و فلاح کے ہر معاملے میں شریک اور معاون رہے خالص علموں کو اپنی مسجد میں برابر سخر وقت تک درس بھی دیتے رہے انہوں نے دیہات و قصبہات میں متعدد مدارس بھی قائم کرائے تمام عمر تبلیغی جماعت کے امیر اور شہر کے مفتی رہے انکے بڑے مثال اور بے دلع گرداری و چہ سے سارا شہر ہی نہیں، ہر وہ شخص گرویدہ تھا جسے ان سے ایک بار بھی ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی ہو۔

انکی زندگی ایسی تھی کہ قہوں ان کی کے جن ابراہیم و انبیاء اور عباد اللہ الصالحین کے تذکرے ہم کتابوں میں پڑھتے ہیں ان سب کی تصدیق مولانا فریدی کی شخصیت اور کردار کو دیکھ کر حاصل ہوتی تھی۔ سادگی کا یہ عالم تھا کہ اس سے زیادہ سادگی اور بے نفسی ممکن نہیں۔ انکے اہلکاروں میں کتابوں

کے سوا قطعاً دوسرا کوئی سامان نہ تھا۔ عموماً دو جوڑی کپڑے 'ایک دو رومال' ایک تھبند اور ایک چادر انکے پاس رہتی تھی۔ راقم الحروف کو ایک مثال بھی ایسی یاد نہیں تھی کہ انہوں نے کبھی کسی کھانے کی فہمائش کی ہو جو کچھ اور صیبا بھی مل جاتا تھا اسی کو کھا کر لندہ کا شکر ادا کرتے تھے۔ کسی مہمان سینے بھی کوئی خاص تکلف نہ کرتے تھے۔ اپنی عمر کے آخری چند رہیس برس انہوں نے مسجد بنی میں گزار گزرے۔ مسجد کی چٹائی ہی انکا بستر تھا۔ گرمیوں میں فرش کو پانی پھل کر ٹھنڈا کر لیا جاتا تھا۔ جہوں میں ایک گدا نیچے بچھا لیتے تھے ایک چھوٹا سا گاؤں لگے تھا اس پر سر رکھ کر لیٹ جاتے تھے۔

مولانا فہیدی عقائد اور مسلک کے اعتبار سے علمائے دیوبند کے پیرو تھے۔ دیوبند میں ایک عالم تھے 'باطن میں درویش اور صوفی۔ اولیا اللہ سے گہری محبت رکھتے تھے' علمائے سنہ کیسے انکے دل میں عقیدت اور احترام کے ایسے جذبات تھے جنہیں لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہے۔ راقم الحروف کے نانا اور استاد و پیر و مرشد حضرت شاد سلیمان احمد چشتی صاحب بریلوی (سجادہ نشین چٹم حضرت خواجہ شاہ عبداللہادی چشتیؒ) (متوفی ۲۳ رجب ۱۳۷۶ھ ۱۹۶۲ء) سے تقریباً روزانہ ملاقات ہوتی تھی انکی درویشی سے بھی بہت متاثر تھے اور انکا نصیحت ادب و احترام محفوظ رکھتے تھے۔ مولانا قاضی زین العابدین سجاد میر خجی مرحوم ایک بار مولانا فہیدیؒ سے ملنے گئے اور وہ کہے ہوئے تھے 'انہیں شیشیں تک جانے کے لیے سواری میں بٹھانے کو' راقم الحروف 'چچہ' اور تک ان کے ساتھ گیا 'راتے میں انہوں نے مولانا فہیدیؒ کے بارے میں مجھ سے فہمایا "میں" کیا بتائیں اس شخص (مولانا فہیدی) نے تو ہم سب مودوں کو شرمندہ کر رکھا ہے۔"

مولانا فہیدی کا مطالعہ بہت وسیع تھا انکا سارا وقت یا تو خدمت خلائق میں صرف ہوتا تھا یا تبلیغ دین میں 'یا مطالعہ کتب اور تصنیف و تالیف میں۔ انہیں بچپن سے ہی روقندہ آتا تھا۔ 'نی اند حیرت میں کچھ بھی نہیں دیکھ سکتے تھے پھر بھی اللہ تعالیٰ کی مدد سے رات کو دیر تک مطالعہ کیا کرتے تھے' اسی سے بینائی بالکل جاتی رہی پھر بھی کتابیں پڑھوا کر سنتے رہے اور منہ مابین اللہ کر کے نکھوتے رہے۔

ہندوستانی اسلامی ثقافت خصوصاً سترہویں صدی عیسوی سے بیسویں صدی تک تین سو سال کی علمی تاسخ پر ان کی نظر گہری اور ناقدانہ تھی۔ ہزاروں کتابیں ان کے ماتھے سے گزر چکی تھیں 'سیکڑوں کتابیں انہوں نے نہ جانے کہاں کہاں سے خرید کر خود بھی جمع کر رکھی

تھیں۔ ان کا خصوصی مطالعہ جن موضوعات پر تھا ان میں:

- (۱) شیخ احمد سرہندی اور ان کے اسلاف و خلفاء (۲) شاہ ولی اللہ دہلوی اور ان کے اسلاف و خلفاء
- (۳) سید احمد شہید رائے بریلوی اور ان کی تحریک جماد (۴) دیوبند کے علمائے کبار
- (۵) مسئلہ چشتیت و نقشبیت کے لوہا لاند

مولانا فہیدی کے بیشتر مضامین رسالہ "الفرقان" (لکھنؤ) میں شائع ہوئے مگر بعض مضامین رسالہ "مذکرہ" (دیوبند) "الکاسم" (دیوبند) "دارالعلوم" (دیوبند) "الحرم" (میرٹھ) "ابلاغ" (بمبئی) وغیرہ میں بھی چھپے ہیں۔ ان کی تصانیف و تراجم وغیرہ کا مختصر حال یہ ہے:

مکتبہ الفرقان، لکھنؤ سے مندرجہ ذیل کتابیں شائع ہوئیں:

- (۱) تجلیات ام ربانی (دو جلدیں) شیخ سرہندی کے مکتوبات کا انتخاب اور ترجمہ مع حواشی و مقدمہ ۱۹۷۷ء
- (۲) مکتوبات خواجہ محمد مصوم سرہندی مکتوبات کا انتخاب اردو ترجمہ ۱۹۹۰ء
- (۳) مذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحبزادگان و خلفاء ۱۹۷۶ء
- (۴) مذکرہ شاہ اسماعیل شہید ۱۹۷۷ء
- (۵) وصایا شیخ شہاب الدین سروروی ۱۹۸۸ء
- (۶) ہندوستان کا پہلا سفیاء حجاز۔ مولانا رفیع الدین فاروقی کلید شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۸۰۹ء) کا سفرِ حج جو ۱۹۷۶ء سے ۱۹۷۸ء تک درمیان ہوا۔ اس کا اردو ترجمہ مع مقدمہ ۱۹۹۱ء
- (۷) ثقہ اہل دل۔ شاہ غلام علی نقشبندی کے ملفوظات ۱۹۸۹ء
- (۸) تذکرہ شاہ عبدالرحیم دہلوی و بابا امیرضہ فاروقی ۱۹۸۵ء (۹) تذکرہ شاہ عبدالعزیز دہلوی ۱۹۹۲ء
- (۱۰) تذکرہ شاہ بابو سعید حسنی رائے بریلوی ۱۹۹۶ء (۱۱) شاہ محمد اختر دہلوی صاحبزادی اور ان کے حوالہ کا حال۔ چند دیگر کتب جو مختلف ناشرین نے شائع کیں اور ج ذیل ہیں:
- (۱۲) فہمہ قاسمہ مولانا محمد قاسم نانوتوی کے غیر مطبوعہ رسائل ادارہ ادبیات دہلی ۱۹۹۰ء
- (۱۳) مکتوبات اکابر دیوبند دیوبند کے علمائے کبار کے خطوط کا مجموعہ "مہراج بک ڈیوبند۔
- (۱۴) مکتوبات مولانا احمد حسن محدث امروہوی "مدرسہ اسلامیہ عربیہ امروہہ ۱۹۹۰ء
- (۱۵) تذکرہ خلفائے شاہ عبدالرزاق حبیب اللہ نوی "مدرسہ نور محمدیہ حبیب اللہ (ضلع مظفرنگر)
- (۱۶) نواب محمد مصطفیٰ خان شیفتہ کا سفرِ حج۔ تحقیق اور اردو ترجمہ (یہ ابھی شائع نہیں ہوا۔)
- (۱۷) زیارت حرمین یہ خود مولانا فہیدی کا سفرِ حج ہے جو الفرقان لکھنؤ سے شائع ہوا تھا۔
- (۱۸) یاد مکتوبات شاہ ولی اللہ دہلوی جن کے متن کی دو (۲) جلدیں اور ترجمہ اردو کی دو جلدیں یہاں پیش کی جا رہی ہیں۔ ان مکتوبات پر مولانا فہیدی نے چالیس سال تک دیدہ ریزی کی ہے۔

(۱۹) نسیم سحر مولانا فہیدیؒ کے اشعار کا مجموعہ جو زیر طبع ہے۔

مولانا فہیدیؒ نے مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے بیعت کی تھی۔ اپنے شیخ اور ان کی اولاد و جدِ ثلاثہ سے بھی بے حد محبت کرتے تھے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کا مددِ خصوصی سے تجدیدِ بیعت کی خلافت و اجازت بھی ملی۔ ان کے علاوہ انھیں مولانا سید مقبول حسنؒ اور مولانا فتح محمد میاقتیؒ نے بھی خلافت بے طلبِ عطا کی تھی مگر مولانا فہیدیؒ نے بھی کسی کو مرید نہیں کیا بیعت کے لیے دوسروں کی خدمت میں بھیج دیا کرتے تھے۔

ان کے دونوں بڑے بھائی رحلت کر گئے ’گوئیوا ان کے کام کی تکمیل ہو گئی۔ ۱۹۶۱ء کے آغاز سے حالات کا سلسلہ شروع ہوا مگر معمولات جاری رہے۔ آخری رمضان کے روز بھی چلے گئے۔ جون جولائی ۱۹۶۶ء میں یہی کاغذ رہا کفروری بڑھتی گئی۔ اگست ۱۹۶۶ء سے کاغذ کا طبع شروع کیا مگر اپنی ہوشیاری سب تدبیریں کچھ نہ دوانے کام کیا۔

آخر ۱۸ اکتوبر ۱۹۶۶ء، منگل کی صبح آنحضرتؐ کو چائیس منٹ پر عمرہ فضل، فقر و درویشی، ایثار و اخلاص، ارشاد و ہدایت، شفقت و مرحمت کا یہ پیکر جسم اس عالم اسباب کو خیر باد کہہ کر غمی مقعد صدق عند ملیک مقتدر اپنے رفیقِ حق سے جا ملا۔ محمّد جنتِ اشمید کی جس مسجد میں زندگی کے آخری چند روز گزارے تھے اسی کے ایک حجرے میں ابدی خیمہ کے لیے جگہ ملی۔

راقم الخروف نے تاریخِ اس آیتِ سریدہ سے برآمد کی نور علی نور بیندی اللہ لنورہ من یشاء دوسری تاریخ بھی الفاظِ قدس سے برآمد ہوئی

فہیدیؒ ہوتے عزمِ مہربانی اعداءِ اللہ اجرا کریمہ
کرمِ انہی سے تاریخِ حقّی لقد فاز (واللہ) فوزا عظیما
مولانا فہیدیؒ کے بارے میں مزید معلومات کے لیے ”الفرقان“ مکتبہ کا شمارہ

خصوصی (۱۹۶۹ء) دیکھا جاسکتا ہے۔

نثار احمد فاروقی
(بازارِ زکوٰۃ مولانا فہیدیؒ کی رحلت)

شعبہ عربی، دہلی یونیورسٹی، دہلی
کیم محرم الحرام ۱۴۳۸ھ (۵ مئی ۱۹۹۷ء بروز جمعہ)

مقدمہ

نادر مکتوبات

شاہ ولی اللہ دہلوی[ؒ]

از

پروفیسر نثار احمد فاروقی

فہرست

- ۱۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کے خاندان کے مختصر حالات ۴۵
- ۲۔ شاہ عبدالرحیم دہلویؒ ۵۱
- ۳۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے مختصر سوانح ۵۵
- ۴۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا نسب نامہ ۵۸
- ۵۔ تمسائیف شاہ ولی اللہ دہلویؒ ۵۹
- ۶۔ انشائات اور تحقیق طب ۶۵
- ۷۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے بیٹے املا ندہؒ مریدین اور خاندان ۶۷
- ۸۔ شاہ عبدالعزیز دہلویؒ ۶۹
- ۹۔ شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کے چند ممتاز تلامذہ ۷۳
- ۱۰۔ شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کی اولاد ۷۶
- ۱۱۔ شاہ رفیع الدین دہلویؒ ۷۷
- ۱۲۔ شاہ عبدالقادر دہلویؒ ۸۱
- ۱۳۔ ممتاز تلامذہ ۸۳
- ۱۴۔ شاہ عبدالغنی دہلویؒ ۸۵
- ۱۵۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے افکار کا تجزیہ ۸۶
- ۱۶۔ مکتوبات کا تخلیقی مطالعہ ۹۳
- ۱۷۔ مصادر و مراجع ۹۱

شاد ولی اللہ دہلویؒ

اور

ان کے خاندان کے مختصر حالات

مولانا فہیدی نے یہ خاندانی حیات مختلف ذرائع سے جمع کی تھی ان میں یہ سب سے پہلا اور بھی تھی جو انہیں جہت میں خدمت اللہ صاحب سے ہی تھی اس سے انہوں نے ۱۸۶۴ء میں چھ یا دو اٹھیں ایک چابی میں کھوئی تھیں۔ میں نے ان یہ دو اٹھیں واپس ملے اور یہ مرتب کر دیا ہے۔ بعض حوالے دوسری کتابوں سے فراہم کیے ہیں۔ (شاد ولی اللہ دہلوی)

شاد ولی اللہ دہلویؒ کا جو شجرہ نسب کتابوں میں ملتا ہے اسکی یہ تہذیب ازبک اور منین محمد بن الخطاب رضی اللہ عنہ تک ۳۲ واسطے ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے آپ کے مورث اعلیٰ شیخ شمس الدین فاروقی ملک یمن سے ہندوستان میں وارد ہوئے تھے۔ پھر یہ خاندان کسی وقت ریشم (ہریانہ) میں منتقل ہوا اور اس شجرہ کا منصب قضا و افتا تقریباً چار سو برس تک اس خاندان میں رہا۔ شاد ولی اللہؒ نے اپنے بزرگوں کے چچہ حیات "الامداد غی مآثر الاجداد" العظیۃ الصمدیۃ فی أنفاس المحمدیۃ أنفاس العارفین میں بیان کیے ہیں۔

شیخ شمس الدین کی اولاد میں ایک بزرگ شیخ وجیہ الدین اور تک زب۔ ثانی کے مہم حکومت (۱۶۹۰ھ تا ۱۷۵۸ھ) کے زمانے میں کسی وقت شاہجہاں آباد (دہلی) میں آکر بس گئے تھے۔ رحیم بخش کا بیان ہے کہ ۱۶۹۰ھ میں کجھوہ کے مقام پر اور تک زب اور شاد شجاع سے درمیان جو معرکہ ہوا تھا اس میں شیخ وجیہ الدین مائیک کے لشکر میں شامل تھے۔ ان کا بچا شیخ مہد احمدیؒ کے پوتے شیخ رفیع الدین بن قطب عالمگیری صاحبزادی سے ہوا تھا۔ شیخ رفیع الدین

(۱) رحیم بخش حیات ولی ص ۴۹

(۲) شیخ مہد احمدی دہلوی کو انڈیا ریکارڈز نے شیخ مہد احمدی لکھنؤ رکھا ہے۔ یہ شیخ مہد احمدی دہلوی ہی ہے۔

خواجہ باقی باندہ نقشبندی^(۱) (ف ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ) سے فیض یافتہ تھے اور انہوں نے اپنے والد شیخ قطب العالم سے بھی علوم ظاہری و باطنی حاصل کیے تھے۔

شیخ رفیع الدین نے زوجہ اولیٰ کی وفات کے بعد شیخ محمد مارف بن شیخ عبدالغفور اعظم پوری کی دختر سے نکاح ثانی کیا تھا۔ اس محفل عقد میں خواجہ باقی باندہ بھی اعظم پور ہاسٹ (نزد پٹنہ) کے تشریف لے گئے تھے۔ شادی لکھنؤ کی وادی میں شیخ محمد مارف کی صاحبزادی تھیں۔^(۲)

شیخ وجیہ الدین صوبہ مانوہ میں ہندوستانی قبیلے میں ڈاکوؤں کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے اور وہیں مدفون ہیں۔ ان کے تین فرزند تھے۔

(۱) شیخ ابو الرضا محمد ان کا انتقال ۱۰۱۸ھ (۲۱ اکتوبر ۱۶۰۹ء) کو ہونا بتایا گیا^(۳) ہے اور مادہ تاریخ ”قرب حقیقت“ ہے۔ ان کے ایک فرزند کا نام فخر عالم ملتا ہے جن کا انتقال ۱۰۳۸ھ (۱۶۲۷ء) میں ہوا۔^(۴) دوسرے فرزند رضا حسین کی شادی شیخ صفی الدین کی دختر نعمت سے ہوئی تھی۔ شیخ رضا حسین نے ۱۱۰۰ھ میں وفات پائی اور ان کی نسل منقطع ہو گئی۔

(۲) شیخ عبدالکلیم: یہ ولد فوت ہوئے۔ شیخ ابو الرضا محمد اور شیخ عبدالکلیم کی قبریں دہلی کے اس علاقے میں تھیں جو نو محلہ کہلاتا تھا۔ یہ پرانی دہلی میں موضع فیروز پور کے متصل تھا۔

(۳) شیخ عبدالرحیم: یہ شادی لکھنؤ کے والد ماجد ہیں۔ ان کی ولادت ۱۰۵۳ھ (۱۶۴۳ء) میں ہوئی۔ رحیم بخش نے لکھا ہے کہ ۱۰۴۳ھ میں وقت اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ سرپر آراء سلطنت تھے۔ مگر یہ صحیح نہیں اور نہ شاہجہاں کا تھا۔

شیخ عبدالرحیم کی تعلیم کا ابتدائی زمانہ گھر سے ہی بسر ہوا جہاں انہوں نے میرزا محمد زاہد بروہی سے شرح مواقف وغیرہ کتب کا مہیا کا درس لیا بعض کہتا ہیں اپنے پروردگار بزرگ شیخ ابو الرضا محمد سے پڑھیں ان کے علاوہ خواجہ خرد مسید عبداللہ اور خواجہ ابوالقاسم سے بھی فیض حاصل کیا۔

شاد عبدالرحیم کا پسران نکاح ان کے ننھیالی خاندان میں ہوا تھا اس سے شیخ صلاح

بعض تذکرہ نویس کہتے ہیں کہ یہ شیخ عبدالرحیم شاد کے مختلف شخصیت ہیں۔ ان کا وصال ۱۰۶۹ھ (۱۶۵۹ء) میں ہوا (حیات دلی ۸۹) ”یادگار اہل چشم“ سے تاریخ ۱۰۵۹ھ اور ”ذکرہ جہان“ سے ۱۰۵۹ھ برآمد ہوتی ہے۔ ”ذکرہ جہان“ کا یہ نسخہ ہے۔ ”شیخ صفی الدین صوبہ مانوہ میں ڈاکوؤں کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔“

(۱) حیات دلی ص ۶۹ (۲) حیات دلی ص ۷۰ (۳) حیات دلی ص ۲۲۳

الدین پیدا ہوئے۔ اس زوجہ کا انتقال ۱۲۸ھ / ۱۷۶۱ء کے بعد کسی سال ہوا۔
دوسرا عقد ہاون (۵۲) برس کی عمر میں فخر النساء بنت شیخ محمد پھلتی سے ہوا جو ان مکتوبات
کے جامع شاد محمد عاشق پھلتی کے دادا ہیں۔ زوجہ ثانیہ کے بطن سے دو صاحبزادے ہوئے۔

(۱) شاد ولی اللہ^(۱) ولادت ۲۷ شوال ۱۲۸۳ھ / ۲۱ فروری ۱۷۶۳ء، چہار شنبہ۔

(۲) شاد اہل اللہ^(۲) وفات ۸ ص ۱۲۸۳ھ / ۱۷۶۳ء۔

شاد اہل اللہ کے ایک فرزند شاد مقرب اللہ تھے ان کا عرفی نام ”میں مکو جیو“ تھا۔
دوسرے بیٹے معظم اللہ عرف مولوی محمد تھے ان کا نکاح مسافر طرہ بنت شیخ محمد رفیق بن شاد محمد عاشق
پھلتی سے ہوا تھا۔ ان سے دو بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئے۔

(۱) محمد مکرم (۲) محمد مختار (۳) امت عزیز (دختر)

شاد ولی اللہ کی پہلی شادی ان کے خنیانی خاندان (صدری) میں اپنے ماموں شاد حبیب اللہ
کی صاحبزادی امت الرحیم سے موضع بہت ضلع مظفر نگر میں ۸ ص ۱۷۶۰-۱۷۶۱ء میں ہوئی۔ ان کے
بطن سے شاد صاحب کے بڑے بیٹے شیخ محمد محدث پیدا ہوئے انہیں مولوی نور اللہ، حانوی کی
دختر صبیحہ منسوب بنائیں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔^(۳) شیخ محمد نے قصبہ بدھانہ (ضلع مظفر نگر) میں
۱۲۸۹ھ / ۱۷۹۳-۱۷۹۴ء میں انتقال کیا۔ وہیں مسجد کلاں میں مدفون ہیں دحلوی حنفیہ سے تاریخ
وفات ملتی ہے۔

شاد ولی اللہ کا عقد ثانی سو فی پت میں مسافر بی بی ارادت بنت سید ثناء اللہ سے ہوا۔ یہ
خاتون سادات حسینی سے تھیں۔ ان کے بطن سے (۴) اولادیں ہوئیں جن کی تفصیل شجرہ خاندان

(۱) مرقی دہلوی، تاریخ الخلفاء، ج ۱، ص ۱۲۸ (نوٹ) ۱۔ (۲) نجف۔ میں ایک کتب خانہ ہے (اوراق ۳۶ ص ۱۷) جسے شاد اہل
اللہ دہلی کی تالیف بتایا گیا ہے۔ ان نے ۱۷۶۰ء مختصر ہدایہ الفقه للامام عساکر، مختصر فی الفقه والعقائد
(فارسی) اور مختصر فی الحب بھی ان کی تالیفات ہیں جن کے نسخے نوٹک میں ہیں۔ (خریدہ السحطات
نوٹک ۱۷۶۳-۱۷۶۴)۔ شاد اہل اللہ کی تالیف ”حسن المسائل“ فاروقی پریس دہلی سے ۱۳۵۵ھ میں چھپی تھی (صفحات
۳۷۴) یہ کتب خانہ قاضی کا قریب ہے۔ ایک اور تالیف مجموعہ مسائل تہذیبیہ ”الدرر والذخائر“ ہے ۱۷۶۳ء سے شام ہے۔
(قاموس، مکتبہ جدیدہ ۱۷۶۵ء)

(۲) مہد القیوم، مظاہر جہاں ہے الامام شاد ولی اللہ ۱۷۶۳ء میں لکھا ہے کہ ”بدھانہ کی جامع مسجد میں دفن ہوئے اور وہیں آپ نے
۱۷ صاحبزادوں کے حوالہ بھی ہیں۔ ان کو مقامات حریت میں ۳۲ حوالے سے لکھا ہے۔

میں دیکھی جائے کہ میں یہ چار فرزند چار دانگ عالم میں مشہور و معروف ہوئے۔

(۱) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی: ولادت ۲۵ رمضان المبارک ۱۱۵۹ھ / ۳۳ اکتوبر ۱۷۴۶ء، شب جمعہ کو ہوئی اس لیے شاہ عبدالعزیز ہر سال ۵ رمضان المبارک کی شب میں ختم قرآن شریف کرتے تھے۔ اسکے بعد ریوڑیاں بطور تہرک تقسیم فہمات تھے۔ انکی اہلیہ حبیبہ دختر شاہ نور اللہ بڑھانوی تھیں۔ آپ کی وفات یک شنبہ ۷ شوال ۱۲۳۹ھ بعد نماز فجر (۶ جون ۱۸۲۳ء) کو ہوئی۔

(۲) شاہ رفیع الدین "عبدالوہاب" وفات یک شنبہ ۶ شوال ۱۲۳۳ھ مطابق ۶ اگست ۱۸۱۸ء (۳) شاہ عبدالقادر: وفات ۱۸ رجب ۱۲۳۰ھ / ۲۸ جون ۱۸۱۵ء۔ ان کا ترجمہ قرآن "موجہ قرآن" (۱۲۰۵ھ) مشہور عالم ہے۔

(۴) شاہ عبدالغنی: ان کا عقد مسماہ فضیلت بنت مولوی علا الدین پختی سے ہوا جن کے بطن سے ایک فرزند شاہ محمد اسماعیل شہید ہالاکوٹ اور دو بیٹیاں تھیں، پہلی بیٹی رقیہ لاہور میں۔ دوسری کلثوم بی بی شاہ رفیع الدین کے فرزند محمد موسیٰ کو بیاہی گئیں۔

مولوی محمد اسماعیل "شہید اپنی دونوں بہنوں سے چھوٹے تھے۔ ان کے ایک فرزند محمد عمر تھے جن کا نکاح مولانا عبدالحی بڑھانوی کی لڑکی فاطمہ سے ہوا۔ مولانا نہیں ہوئی۔ محمد عمر کا انتقال ۱۲۶۸ھ / ۵۲-۱۸۵۱ء میں ہوا۔ "داغ جگر" سے تارخ وفات برآمد ہوتی ہے۔

شاہ عبدالقادر کی ایک بیٹی مسماہ زینب تھیں جن کا ایک نواسہ محمد عمر بی تھا "محمد عمر کی والدہ کا نام جمیلہ تھا جو محمد مصطفیٰ بن شاہ رفیع الدین کی زوجہ تھیں" یہ اپنے والدین کی زندگی ہی میں فوت ہو گئی تھیں۔

شاہ رفیع الدین کے تین نکاح ہوئے۔ پہلی زوجہ مسماہ عارفہ ان کے ماموں کی بیٹی تھیں یہ سو فی پت کے خاندان سادات سے تھیں۔ ان کے بطن سے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی:

- | | | |
|----------------|----------------|------------------------------------|
| (۱) محمد عیسیٰ | (۲) مخصوص اللہ | (۳) محمد مصطفیٰ |
| (۴) محمد حسین | (۵) محمد موسیٰ | (۶) امت اللہ (دختر) ^(۱) |

(۱) مولانا محمد حنی صلی مرحوم کی مسمو کہ ایک عارض میں یوں لکھا ہے "حضرت شاہ رفیع الدین شش فرزند و شش بیٹی مولوی

مخصوص اللہ و مولوی موسیٰ و نیمہ و زینب سے تھے۔ مگر چھ بیٹے کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

(۲) اضافہ زیادہ شدت حضرت مولانا قاسم احمد نعیمی "مرقاۃ" ۲۹ جنوری ۱۹۹۹ء (مکتبہ)

امت اللہ کی شادی ساداتِ سو فی پت میں ہوئی۔ ان سے دو فہرند سید نامہ الدین اور سید نصیر الدین تھے۔ آخر الذکر شاہ محمد الحق دہلوی کے داماد ہیں۔ سید نامہ الدین کے بیٹے سید معز الدین تھے جن کے فہرند سید ظہیر الدین ولی البسی ہوئے جنہوں نے شاہ ولی احمد کے درمیان رجبہ کا احیا کیا اور ان کی بلائیں آتساقیف شائع بھی کیں۔

شاہ رفیع الدین کی دوسری زوجہ سے تین بیٹیاں ہوئیں۔ دو (۲) کا انتقال ہاپ کے سامنے ہی ہو گیا تھا۔

تیسری زوجہ مسماہ کلوتھیں۔ ان سے ایک فہرند محمد حسن تھے۔

شاہ رفیع الدین کے فہرند مولوی محمد عیسیٰ اپنے والدین کے سامنے ہی فوت ہوئے تھے۔ ان کی شادی مسماہ زب النساء دختر شاہ عبدالعزیز محدث سے ہوئی تھی۔

محمد حسین نے لاؤلد رو کر انتقال کیا۔ ان کا عقد مسماہ رقیہ خواہ شاد محمد اسمعیل شہید سے ہوا تھا۔ مولوی محمد مصطفیٰ فہرند شاہ رفیع الدین کا نکاح بی بی زینب (دختر شاہ عبدالقادر) سے ہوا اور ان کے بطن سے مولوی محمد یحییٰ پیدا ہوئے۔

مولوی محمد موسیٰ کی دو شادیاں ہوئیں۔ پہلا نکاح ثناء ربی بی (ہمشیر شاہ محمد اسمعیل شہید) سے ہوا اور ایک بی بی فائسلہ یادگار رہی۔

شاہ عبدالعزیز محدث کی شادی مسماہ حبیبہ بنت شاہ نور الدین بدخشاہی سے ہوئی۔ ان کی سب لڑاواں کے سامنے ہی فوت ہو گئی تھی، پس ماندگان میں وہ نواسے تھے

(۱) شاہ محمد الحق^(۱) (ف۔ ۲ رجب ۱۲۶۲ھ / مطابق ۱۷۷۶ء)

(۲) شاہ محمد یعقوب (ف۔ ۲۸ رومی قعدہ ۱۲۷۳ھ / مطابق ۱۲۸۳ھ اپریل ۱۷۶۶ء بعد)

مولوی محمد یعقوب نے اپنی برادری سے باہر کئی نکاح کیے۔ ان کی پہلی بیوی سیدہ مرزا

(۱) شاہ محمد الحق ۱۸ رومی ۱۲۶۱ھ نومبر ۱۷۷۶ء کو پیدا ہوئے تھے۔ دونوں بچوں سے ۲۹ مارچ ۱۷۸۲ء میں مدظلہ فوت ہوئے

۲ لڑاواں نور محمد مرثیہ میں درج حدیث کا فیضان جاری رہا۔ ۲۰ رجب ۱۲۷۳ھ ۲۰ جون ۱۷۶۶ء کو شہید ہوئے۔

۳ مسماہ حبیبہ دہاتی میں پیدا ہوئے اور انتقال کیا۔ ہم نامہ میں حضرت خدیجہ بی بی رضی اللہ عنہا سے حوالہ قریب نہ ہے۔

۴ شاہ محمد رجب ۲۸ رومی ۱۲۷۰ھ ۲۸ مارچ ۱۷۷۶ء کو پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی ۷۷ سالوں میں مدظلہ میں انتقال کیا۔

۵ شہید محمد حاجی بدخشاہی نے اپنی زوجہ محترمہ خدیجہ بی بی زینب سے ۲۰ رجب ۱۲۷۳ھ (۲۰ جون ۱۷۶۶ء) کو نکاح کیا۔ ان سے نکاح ہوا تھا مسماہ زب النساء (ف۔ ۲۸ رومی ۱۲۷۳ھ) دو سال بعد ۲۳ رجب ۱۲۷۴ھ (۲۳ جون ۱۷۶۷ء) میں فوت ہوئیں۔

جان سوداگر کی بیٹی تھیں۔ دوسری مسماہ ظمورن کھو خاں روبہ بنی دختر تھیں۔ کھو مسلمان ہو گیا تھا۔
شاہ محمد اہلق کی زوجہ لافنی بیگم بنت نذر حق عباسی سے چند لڑائیوں میں ہوئیں اکثر ان کے
سامنے ہی فوت ہو گئیں تین بیٹیاں باقی رہیں۔

شاہ محمد اہلق کے دو بیٹے ہوئے (۱) محمد سیمان ۸ سال کی عمر میں مر گئے۔ (۲) محمد
یوسف نے چار سال کی عمر میں انتقال کیا۔

شاہ صاحب کا ایک نکاح مسماہ سعیدہ بیگم سے بھی ہوا تھا یہ قوم کی برہمن تھیں ان کے
دو بیٹے رہے ان میں مسلمان کیا تھا اور ان سے ایک بیٹی سکندر پیدائش ہوئی جو شیر خواہی بی میں مر گئی تھی۔
شاہ محمد اہلق کی بیہ سعیدہ مہرچ سے واپس آتے ہوئے اندور میں فوت ہوئیں۔ ان کی
تہہ چھوٹی نواب خورشید (اندور) میں تھی۔

مولانا نور اللہ بڈ خانہ نوی جو شاہ ولی اللہ کے مکتب الیہ میں سے ہیں کے مورث علی
مولوی مہین الدین کے دو (۲) فرزند (۱) ایک دختر تھیں۔

(۱) شاہ ولی اللہ (۲) مولانا فقیہ اللہ (۳) خاتون

خاتون کا نکاح شیخ مہیم الدین سے ہوا۔ شاہ نور اللہ کی شادی زمیرہ دختر خمس اہلق سے
ہوئی یہ جس کے ہاشمیت تھے لیکن انہوں نے بڈ خانہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

ان کی بیوی ان کی زندگی ہی میں فوت ہو گئی تھیں۔ چار بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔

مولوی نور اللہ بڈ خانہ نوی کی دختر جیمہ کا عقد مولوی عالم الدین بن علم الدین سے ہوا۔
ان کی دوسری دختر صبیحہ شاہ ولی اللہ سے ہے۔ فرزند شیخ محمد سے منسوب ہوئیں۔ تیسری بیٹی حبیبہ کا
نکاح شاہ عبدالحمید دہلوی سے ہوا۔

یہ شاہ ولی اللہ دہلوی کے خاندان کا اجماعی خاکہ ہے۔ اب ہم پہلے شاہ ولی اللہ کے والد
بزرگوار شاہ عبدالرحیم فاروقی کے پیشوایانہ نکاحات کے پھر شاہ ولی اللہ دہلوی کا ایک سوانحی خاکہ
اور ان کے چاروں فرزندوں گرامی کے تراجم درج کریں گے۔

شاہ عبدالرحیم دہلویؒ

مولانا شہید احمد قسیمیؒ نے لکھا ہے ”حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے بہن و بھائی کا اندازہ اس وقت تک جاری طرح نہیں دے سکتے جب تک سن کے ماحول خاندان خاصہ سنا ان کے والد ماجد کی سیرت ساز شخصیت سے قیمتی طرح واقفیت نہ ہو۔“

خود شاہ ولی اللہ نے ان کے حالات و ملفوظات میں رسالہ رواق اور یہ مکتبہ جو ان کے اہل حق میں شامل ہے ان کے والد شیخ و جید الدین فاروقی سپاہی پیشہ تھے۔ نہایت سے استقامت دے دیا تھا مگر ایک ہارن میں شہیدوں کے درجات دکھائے گئے تو انہوں نے شہادت کی تہذیب میں پھر فوجی مائزمت اختیار کر لی اور روکن کی طرف روانہ ہوئے۔ برہان پر تک پہنچے تو یہ مکتبہ ہوا کہ شہادت گاہ پیچھے رہ گئی وہاں سے واپس ہوئے اور قصبہ بٹھیا کے قریب تاجروں کے ایک قافلے کے پھانے کے لیے بالکونوں سے لٹتے ہوئے شہید ہو گئے۔

شیخ عبدالعزیز شکبہارؒ کہتے ہیں شیخ رفیع الدین محمد آپ کا بیٹا تھا۔ مولانا محمد علی شاہ قصبہ عالم تھے۔ خواجہ باقی باللہؒ نے ابتدائے سوک میں انکی خانقاہ میں رہ کر تعلیم حاصل کی تھی۔ انکے اشارے پر ہی باقی باللہؒ نے بخارا جا کر خواجہ مکھکیؒ سے نسبت طریقہ تہشہد یہ حاصل کی۔ شیخ رفیع الدین خواجہ باقی باللہؒ کی خدمت میں رہے اور انکے مخصوص رفیقوں میں سے تھے۔

شیخ رفیع الدین کا دوسرا نکاح شیخ محمد عارف فہر زہد شیخ عبدالغفر اعظم پوری (خلیفہ شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ) کی صاحبزادی سے ہوا اس میں شرکت کے لیے خواجہ باقی باللہ بھی اعظم پور ہائے تشریف لے گئے تھے یہ موضع پتھراویوں (ضلع امرتسر) کے نزدیک واقع ہے۔ یہاں دو دور سے لوگ خواجہ سے ملاقات کرنے آگئے تھے۔ شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں:

”میں نواح کے صوفیہ نے جب خواجہ کی تشریف توری کے متعلق سنا تو تھما رہے تھے۔“

وفات

شاہ عبدالرحیم شوال ۱۰۳۰ھ / اگست ۱۷۱۸ء میں سخت بیمار ہوئے مگر تندرست ہو گئے۔ پھر ۱۰۳۱ھ میں کالعدمہ ہوا۔ ۱۳ صفر ۱۰۳۱ھ / ۲۳ جنوری ۱۷۱۹ء بدھ کے دن نماز فجر کے بعد انتقال فرمایا۔ آپ کی عمر ۷۷ سال ہوئی۔ انتقال کے وقت ان کے بڑے صاحبزادے شاہ ولی اللہ کی عمر ۱۶ یا ۱۷ سال تھی۔ شاہ عبدالرحیم کا فقہی مسلک حنفی تھا مگر کبھی ضرورت ہو تو کسی مسئلہ میں دوسرے مسلک فقہ پر بھی عمل کر لیتے تھے۔ مسلک طریقت میں نقشبندی نسبت ماب تھی 'وحدت وجود' کے قول تھے اور شیخ اکبر محمدی الدین ابن عربی کی بے حد تعظیم کرتے تھے مگر ان مسائل کو عوام کے سامنے بیان کرنا خلاف مصلحت جانتے تھے۔

آپ کی لوزاد کا حال شجرۂ خاندان میں دیکھا جائے۔

شاہ اہل اللہ بھلی آپ کے دوسرے صاحبزادے اور شاہ ولی اللہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ یہ ۱۰۸۱ھ کو بہت ہی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتابیں اپنے والد سے اور پھر بڑے بھائی سے پڑھیں۔ والد سے ۱۲ سال کی عمر میں ہی بیعت کر لی تھی۔ اشغال طریقت بعد کو بھائی سے حاصل کیے۔ ۱۰۹۳ھ میں شاہ ولی اللہ حج گئے جانے لگے تو دستار خلافت ان کے سر پر باندھی اور نہ در حیمہ کا سچا دو نظیم بنا کر گئے تھے۔

شاہ اہل اللہ علوم معقول و منقول کے فاضل تھے طب بھی پڑھی تھی اور مطب کرتے تھے 'نئی صداقت کے بعض واقعات شاہ ولی اللہ نے اناس العارفین میں لکھے ہیں۔ آپ ہندوستانی سب (ابو رید) میں دستار دیکھتے تھے اور اس فن سے بھی مریضوں کا کامیاب علاج کرتے تھے۔ شاہ ولی اللہ کی بھی متعدد کیفیات ہیں جن میں سے بعض شائع ہو چکی ہیں 'دوسری بنور غیر مطبوعہ ہیں۔ انکا حال اور تصانیف کی کیفیت حکیم محمود احمد برکاتی نے اپنی کتاب میں درج کی ہے۔

شاہ اہل اللہ بہت ہی میں رہتے تھے وہیں ۱۱۸۶ھ / ۷۳-۷۴ء میں انتقال ہوا۔ احاطہ درکاہ میں مدفون ہیں وہیں شاہ محمد شمس الدین شاہ عبدالرحمن وغیرہ کے مزارات ہیں۔

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے مختصر سوانح

شہادہ ولی اللہ دیوبندى سلسلہ روقى جيس ائلى و اردن ندران سادات سے تھیں۔ انكى اوت
۴۴ شوال ۱۳۱۵ھ (۲۹ نومبر ۱۹۰۳ء) کو ہرے کے دس حملہ آور تک نرسب نے آخرى نمازے میں پنا
نھیںیاں موضع بہنٹ (ضلع مظفر گھر) میں ہوئى۔ جس کمرے میں آگى ولادت ہوئى تھى، وہ اب تحریہ
کے وقت تک محفوظ ہے۔ اور اسی طرح کچھ عجائبات بھی انكى نھیںیاں کے لوگوں سے پائى ہو جو

آپ نے اپنے والد ماجد سے علوم نظام دینی کے علاوہ علمی نشانی بھی حاصل کیا۔ آپ کا درس کے تھے جب آپ کے والد محترم شہید المرحوم نے مسند ائمتہ القیام کیا (۳۳ھ) النساء)۔ شاہ ولی اللہ نے والد کے مدرسہ رحیمیہ میں ان کی جگہ بیٹھ کر درس دینے کا ارادہ کیا۔ آپ نے اپنے بچپن ہی میں قرآن کریم حفظ کر لیا تھا اور فقہ و حدیث سے متعلق علوم میں مہارت پیدا کرنی تھی اس لئے ہزاروں سو گز معون علوم صرف و نحو منطق و احکام وغیرہ میں بھی دستور دا بہم پہنچائی۔ تصوف و سنوک میں بھی آپ کی تربیت حضرت شہید المرحوم کی نگرانی میں ہوئی۔ نوادر المعارف (شیخ شہاب الدین سبزواری) والکح (جامی) وغیرہ کتب تمام فرما دیں۔ ہر قاعدہ درس حاصل کیا۔ شاہ صاحب نے مختلف علوم کی جن کتابوں کا مطالعہ سامانِ تدوین اپنے رسالہ "انجز الخلیفہ" میں کیا ہے۔

آپ کی پہلی شادی ۱۹۲۶ء میں اپنے ماموں شیخ عبید اللہ رحمتی کی صاحبزادی سے ہوئی اس وقت شاہ صاحب کی عمر صرف ۲۳ برس کی تھی۔ ان سے یہ فرزند شیخ محمد پیدا ہوئے۔ ایک صاحبزادی اوت العزیزہ بھی ان کے بطن سے تھیں۔ ۱۳۵ھ میں شاہ عبید اللہ رحمتی نے آپ کو بیٹے کے نام پر اور شیخ عبداللہ رحمتی نے آپ کو بیٹے کے نام پر دیا۔

فہمانی۔

شاہ صاحب نے ۱۱۵۴ھ میں شیخ محمد فاضل سندھی سے پورا قہرآن کریم حفص بن
عاصم کی روایت سے پڑھا والد کے انتقال کے بعد آپ مسلسل بارہ سال تک مدرسہ میں درس
دیتے رہے اور اس مدت میں ہر فن کے باکمال تیار کر دیئے۔ خود اپنے صاحبزادے شاہ عبدالحزیز
دہلوی کی تعلیم و تربیت کی جانب بھی گہری توجہ فہمانی۔ اسی زمانے میں مختلف اسلامی فرقوں اور
مسلموں کے مابین کا بھی وسیع مطالعہ کیا اور ہندوستان جن نازک سیاسی حالات سے گزر رہا تھا
ان کا مشاہدہ بھی کرتے رہے۔ ۱۱۶۳ھ/۱۷۵۱ء میں آپ نے حجاز کا سفر کیا اور وہاں کے علما اور
محدثین سے علمی استفادہ کیا۔ سفرِ حرمین کے دوران ہی آپ کو ایسے مشاہدات ہوئے جنہوں نے
شاہ صاحب کی فکری تحریک کی بنیادیں مضبوط کر دیں۔ ۱۱۶۵ھ/۱۷۵۳ء میں آپ سفرِ حرمین سے
واپس آئے اور پھر زیادہ تر وقت غور و فکر، بحث و تحقیق اور تصنیف و تالیف میں گزارا۔ حجاز مقدس
میں شاہ صاحب نے شیخ وفد التمدن سنیان مغربی شیخ ابو طاہر محمد بن ابوالفتح کردی اور شیخ تاج الدین
حنفی جیسے ممتاز علمائے عصر سے فیض حاصل کیا۔ مولانا مالک کی سند آپ نے شیخ وفد التمدن مغربی
سے حاصل کی۔ ان کے علاوہ شیخ احمد مغربی سے عربی زبان کے قواعد اور شیخ علی مصری سے فقہ شافعی
کا درس لیا۔ ان حضرات کے علاوہ شیخ حسن عجمی، شیخ احمد محبی، شیخ عبداللہ مصری، شیخ عبداللہ
ابو زری اور شیخ سعید کوئی، مہم بھی آپ کے اساتذہ کی فہستہ میں تحریر کرتے ہیں۔

شاہ صاحب نہایت ذہین، آموگوار، دقیقہ رس، متکرم، لہجہ اور رقیق القلب انسان تھے۔
آپ کے اوقات کا بیشتر حصہ عبادت و ریاضت، مطالعہ و تفکر اور تصنیف و تالیف میں بسر ہوتا
تھا۔

حجاز میں چودھویں قیام کرنے کے بعد آپ ۱۱۶۳ھ/رجب ۱۱۵۵ھ/۳۱ دسمبر ۱۷۵۲ء کو
دہلی واپس آئے۔ دہلی کے محلہ کلاں محل کوچہ فولاد خان میں مدرسہ رحیبہ منتقل ہو چکا تھا۔ شاہ
صاحب نے صاحبزادے عبدالحزیز اس کی ذمہ داری سنبھالے ہوئے تھے۔ اس

مدرسہ میں رد مرثا و صاحب نے اپنی متعدد کتابیں تصنیف میں جن کی ترتیب و تسوید ہمارے
نعمانوں زاد بھائی اور اس مجموعہ مکتوبات کے جامع شیخ محمد شوق پھلتی انہی مرثیت تھے۔

آپ کے مرض الموت کا آغاز ہذا نے (شعب مظہر) سے ہوا۔ ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ
جو یاقی ۱۹۳۷ء کو آپ طاری کے لیے دہلی تشریف لے کر اپنے مرید و شاگرد و بافضل اندہ شہید بنے۔
مکان میں قیام کیا۔ یہ چاندنی چوک میں مسجد روشن الدولہ کے احاطے میں واقع تھا۔ اب یہ
گوروارہ سیمس تنج کا ایک حصہ بن چکا ہے۔

۲۵ / محرم ۱۳۷۷ھ / ۲۰ / اگست ۱۹۵۷ء جمعہ کے دن غمہ کے وقت آپ کا انتقال ہوا
مندیان کے قبرستان میں اپنے والد ماجد کے سپرد میں دفن کیے گئے۔ (عالم دہلی ڈیڑھ راجہ)
آپ کی اولاد معنوی یعنی تصانیف اور اولاد جسمانی کا تفصیلی حال ہم نے محمد بن
دیا ہے۔

فہرست تصانیف شاد ولی اللہ دہلویؒ

ماخذ

- | | |
|--------------------|--------------------------------------------------------------|
| رحیم بخش | حیات ولی |
| عبدالحی حسنی | الشفیعۃ السالۃ فی اللہ |
| محمود احمد برکاتی | شاد ولی اللہ اور ان کا خاندان |
| ابو الحسن علی دہوی | تاریخ دعوت و عربیت حصہ چہم اشیر احمد فہیدی نے مضامین |
| ڈاکٹر عبدالحمید | قاموس الکتب (۲ جلدیں) |
| نمبر | نام کتاب |
| | موضوع |
| | نہاں |
| | قلمی نسخے |
| | مطبوعہ نسخے |
| ۱ | اتحاد النبیین (۴ جلدیں) |
| | فارسی |
| | مکتبہ سلفیہ آل ہور ۱۹۶۵ء |
| | سابقہ ادب |
| ۲ | الارشاد الیٰ مصیحات |
| | مولیٰ صدیق عربی |
| | مطبعہ مدنی دہلی ۱۳۳۵ھ |
| | علم الاسماء |
| ۳ | إزائنة الحقائق |
| | مسند خلافت عربی |
| | مطبعہ صدیقی بریلی ۱۹۶۵ء |
| | خلافة الخلفاء |
| ۴ | أسرار فقه |
| | فتیہ اس کا ترجمہ محمد نعمان نے عربی میں کیا ہے ایک مکتوب میں |
| | نویسہ (اشیر احمد فہیدی الخرقون صفحہ ۱۵۰)۔ برکاتی ص ۵۰ |
| ۵ | الطائف القدس |
| | تہذیب |
| | فارسی |
| | مکتبہ مدنی دہلی ۱۳۳۵ھ (۹۰۰ صفحات مشغولات) |

- ۶ الامداد فی مآثر تذکرہ فارسی شامل انفس العارفین و مجملہ مشہورہ رسائل مطبوعہ احمدی
الأجداد دہلی ایپس سرائفہ حال شجرہ نسب
- ۷ الانتباه فی سنانسل تصوف فارسی دیوبند ۱۳۵۲ مطبوعہ احمدی دہلی ۱۱۳۵
اولیاء اللہ
- ۸ انسان العین فی تذکرہ فارسی مطبوعہ احمدی دہلی
مشائخ الحرمین (شامل انفس العارفین)
- ۹ الانصاف فی بیان فتنہ لصرثہ مبنی من مخطوط جامع محسنی دہلی ۱۳۰۶
سبب الاختلاف (تحدید مرئوسہ سنہ ۱۹۱۸ء شعبہ مستبصرات محمدیہ
کے موضوع پر) منہ ہجریہ ۱۲۴۷ سنہ ۱۸۳۱ء
کی تاریخ (۱۲۴۷ سنہ ۱۸۳۱ء)
- ۱۰ أنفاس العارفین تذکرہ فارسی مخطوط دیوبند عمدۃ الملتح فہم ۱۳۵۰ء
مع الجزء اللطیف فرست ۱۳۰۲ تصوف فارسی ایک حصہ میں والد ماجد شاہ
۱۳۱۳ مکتوبہ ۱۳۳۹ دیوبند ۱۳۱۳
مخطوطات دیوبند میں شائع
بوالرشد کے حوالے سے مطبوعہ محسنی دہلی ۱۳۳۵ سنہ ۱۹۱۵ء
محمد اصفہ فاروقی دیوبند ۱۳۵۰ء شیعہ احمدیہ محمدیہ بوالرشد فاروقی
- ۱۱ البدور البازغہ کلام فارسی دیوبند ۱۳۰۲ مجلس علمی ڈبھیل (گجرات)
مکتوبہ محمد عارف بن عبدالصمد بڑھنوی ۱۳۵۰ سنہ (نورنگہ تصوف) شائع
محمد بنید اسلمیہ (عہد ۱۳۳۵) ۲ نسخے - ۱ نسخہ مصنف سے نقل
- ۱۲ البلاغ المبین تصوف فارسی مطبوعہ محسنی دہلی
- ۱۳ بوارق الولایہ تصوف فارسی شامل انفس العارفین
- ۱۴ تأویل الاحادیث فن حدیث عربی قد آن میں مذکورہ نہیں کا حال قمر ۱۱
۱۹۵۵ء مطبوعہ احمدی دہلی شادونی لندن آئینی
حیدر آباد سندھ
- الأنبیاء

۲۲ رسالہ دانشمندی اصول تعلیم فارسی

مطبع محمدی دہلی ۱۹۳۵ء

ترجمہ محمد زور ۱۹۶۳ء دہلی ترجمہ محمد زور محمدی ۱۹۶۳ء

۲۳ رسائل تفریحات تصوف عربی و پنجاب و ہندوستانی مشاہدات و ذراعات۔
الہیہ ۳ جلدیں

۱۹۱۲ء اور کتاب محمد شمس پٹلی ۱۹۳۶ء دہلی، مجلس علمی ۱۹۳۶ء

۱۹۱۲ء اور کتاب محمد شمس پٹلی ۱۹۳۶ء

۲۴ زہرا وین تفسیر بعض اجزا فارسی مخطوطہ عبدالحی ۱۹۱۲ء

۱۹۱۲ء

۲۵ سرور المحزون سیرہ فارسی مخطوطہ دیوبند

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۲۶ سطحات تصوف فارسی اصطلاحات تصوفیہ محمدی

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۲۷ شرح تراجم بعض ابواب بخاری قرن سہ عربی و ہندوستانی

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۲۸ شفا القلوب فارسی مخطوطہ

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۲۹ صرف میر (منظوم) قواعد

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۳۰ عقد الجید فی اصول فقہ

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۳۱ فتح الخبیر

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

۱۹۱۲ء مکتوبہ ۱۹۳۶ء ترجمہ سالار جنگ ۱۹۵۵ء

- ۳۱ لطائف القدس فی تصوف
معارف لطائف النفس
منظومہ کتب عبدالحی ۱۵۶
فہرست
- ۳۲ لغت
تصوف
فارسی عبدالحی ۲۹۱
شاد ولی اللہ انیسوی حیدر آباد
سندھ سنہ ۱۲۸۰
- ۳۳ مجموعہ مکاتیب (جلد اول)
(دو حصے)
فارسی منظومہ و نثریہ
میر تقی حسن چاکر دہلی جو اب
عبد الرحمن بن شمس محمد شمس علی
دارالمعارف جامعہ دہلی میں محفوظ ہے
حصہ اول مرتبہ شاد محمد شمس علی
۳۴ مجموعہ مکاتیب
فارسی منظومہ کتب
ایک مجموعہ ۱۰۰۰ اور ۱۰۰۰
خانہ جامعہ اس میں شاد محمد شمس علی
۳۵ المسوی شرح
الموطا (مہرانی ۱۵۰)
عربی اندلیس ہنس رقم
۱۰۰۰ اور ۱۰۰۰
۳۶ المصنفی شرح
الموطا (مہرانی ۱۵۰)
عربی تصوف
۳۷ المقالة الوضیعی فی
البصیحة والوضیہ
المعروف بہ وصیت
نامہ
۳۸ المقدمة فی قوانین
الترجمہ
فارسی نوٹ میں تین
۳۹ مستوبات مع
مناقب امام بنی رستم
امام نیمہ
۴۰ مکتوب عدنی
تصوف
فارسی دہلی ۵۹۲
اردو ترجمہ محمد عتیق لدھیانوی
۱۰۰۰ اور ۱۰۰۰
نقص ہے اس میں شامل

شاہ صاحب سے منسوب کتابیں

کچھ کتابوں سے بارے میں حضرت شاہ صاحب کے تذکرہ نگاروں کا خیال ہے کہ وہ اس سے علاہ منسوب کر دی گئی ہیں بعض کے صرف فرضی نام مکرر عقیدے والوں کو گمراہ کرنے کے لیے تھیلے ہیں۔ یہی چند کتابوں کی فہرست یہ ہے۔

- ۱ تحفۃ الموحدین عدم تقلید فارسی افضل المصنف دہلی اردو ترجمہ رحیم بخش لاہور ۱۸۹۷ء اسے بارے میں محمد ایوب قادری مرحوم کا خیال ہے کہ رسالہ شیخ محمد سعید کا تھا۔ وہ ہے۔
- ۲ البلاغ المبین رد تقلید فارسی ایوب قادری مرحوم نے اسے شاہ صاحب کے کسی شاگرد کی تصنیف قرار دیا ہے مولانا سلیمان ندوی بھی اس کتاب کو جعلی سمجھتے تھے۔
- ۳ قول سدید یہ کتاب بھی علاہ منسوب کر دی گئی ہے۔ حکیم محمود احمد برکاتی لاہور حکیم موسیٰ امیر تریات جعلی سمجھتے ہیں۔
- ۵ قرۃ العینین فی تاریخ فارسی فرضی فن دونوں کتابوں کے نام مزاحیہ لطف کے اپنے طور پر گھڑ کر تذکرہ گلشن ہند میں لکھے ہیں۔
- ۷ رسالۃ اوائل محمد ایوب قادری مرحوم کی تحقیق سے مطابق یہ شیخ محمد سعید بن شیخ محمد سنبل کی تالیف ہے۔
- ۸ فیما یجب حفظۃ عربی شاہ صاحب کے کسی شاگرد کی تصنیف بتاتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ملاحظہ: القاسم خارجی (اردو ترجمہ) لاہور ۱۹۷۷ء، مقدمہ از راجا محمود
شاہ ولی محمد نورانی کا خاندان لاہور ۱۹۷۸ء، از محمود احمد برکاتی

شاد ولی اللہ دہلویؒ کے

تلامذہ، مریدین اور خلفا

- ۱۔ تلمذی ابراہیم شیخ ۲۔ امین اللہ غفر نسوی
- ۳۔ اہل اللہ (شادی چلتی) (وفات ۱۷۷۷ء) ۴۔ بدر الحق بھتی شیخ
- ۵۔ شاہ اللہ پانی پتی قاضی (وفات ۱۲۴۵ھ ۱۸۳۰ء) ۶۔ جابر اللہ مہاجر حیدر آبادی
- ۷۔ جمال الدین (سید) رامپوری (فیض مومناہ خزانہ دین محمدی) (وفات ۱۷۶۵ء)
- ۸۔ چراغ محمد (مولا) ۹۔ حسنی شاد ابو سعید رائے بریلی
- ۱۰۔ خیر الدین سورتی (مولا) (وفات ۱۹ ستمبر ۱۷۷۷ء) مدفن رائے بریلی
- ۱۱۔ دائود (میاں) ۱۲۔ رستم علی بیگ (مرزا) شاہ صاحب رائے بریلی
- ۱۳۔ رفیع الدین (شاد) شاہ صاحب رائے بریلی ۱۴۔ شرف الدین محمد (سید)
- ۱۵۔ شیخ محمد بن محمد بن ابی الفتح ۱۶۔ عبدالرحمن غصوی (دائود)
- ۱۷۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۱۷۳۳ء) ۱۸۔ سید مدنی رامپوری
- ۱۹۔ عبدالغنی (دائود) عرف عبدالرحمن ۲۰۔ مہدیا دلی (شیخ) بن مہدیا سائیں سودھوا
- ۲۱۔ نواب رفیع الدین خاں ملوآپ دلی (۱۸۰۶ء) ۲۲۔ آپ کے شاہ صاحب سے فتویٰ انیس پانچ
- ۲۳۔ فضل اللہ کشمیری (بابا) ۲۴۔ محمد امین (مخدوم) والد محمد معین غصوی
- ۲۵۔ محمد امین (خواجہ) دلی انسی شہید (۱۷۷۷ء) ۲۶۔ محمد سعید (شیخ) بن محمد ظریف دہلوی
- ۲۷۔ محمد بن ابی الفتح بلگرامی (شیخ) ۲۸۔ محمد سعید خاں رامپوری (وفات قبل ۱۸۱۶ء)
- ۲۹۔ محمد شریف بن خیر الدین بن عبدالغنی ۳۰۔ محمد عابد بن خیر الدین بھتی

- ۳۰ محمد عاشق (۱) (بھائی)
 ۳۱ محمد شمس الدین (پا)
 ۳۲ محمد مصطفیٰ عثمانی (مخدوم)
 ۳۳ محمد شمس الدین (مخدوم)
 ۳۴ محمد شمس الدین (مخدوم)
 ۳۵ محمد شمس الدین (مخدوم)
 ۳۶ محمد شمس الدین (مخدوم)
 ۳۷ محمد شمس الدین (مخدوم)
 ۳۸ محمد شمس الدین (مخدوم)

محمد شمس الدین

مراجہ

- محمد شمس الدین (مخدوم)
 محمد شمس الدین (مخدوم)
 محمد شمس الدین (مخدوم)
 محمد شمس الدین (مخدوم)
 محمد شمس الدین (مخدوم)
 محمد شمس الدین (مخدوم)

بہترین انشا پرداز تھے 'خوابوں کی تعبیر دینے میں اپنے عہد کے ابن سیرین اور قوت حافظہ میں امام شمعسی کی نظیر سمجھے جاتے تھے۔ ایسے علوم کے روز و رات کو بھی انہیں متحضر رہتے تھے جن سے بظاہر برسوں آپ کا سابقہ نہ پڑتا تھا۔ اس کے ساتھ تصوف و سبوح 'ارشاد و ہدایت 'ورع و تقویٰ 'اتباع سنت اور عمل بالحدیث میں بھی امتیازی شان رکھتے تھے۔ اپنے عہد کے سیاسی اور سماجی حالات اور عصری تقاضوں سے بھی باخبر تھے اور اپنے والد ماجد کی حُریت نہایت دردمندی و دلسوزی کے ساتھ ان مسائل میں غور و فکر کرتے تھے۔

بچتے میں دو دن منگل اور جمعہ کو آپکا و غلط کو چھپا ان میں ہو کر تا تھا جس سے فیض یاب ہونے کے لیے دور دورے لوگ آتے تھے۔ ان محفلوں میں کوئی اختلاف، انگیزات نہ کرتے تھے۔ شاہ عبدالعزیز کی شادی مساد حبیبہ بنت شاہ نور اللہ بڑھائی سے ہوئی تھی۔

شاہ صاحب کی اولاد مزینہ زندہ نہ رہی۔ صاحبزادیوں اور تین چھوٹے بھائیوں کا انتقال بھی آپ کے سامنے ہی ہو گیا تھا۔ پس ماندگان میں دو نواسے مولانا محمد اتحق دہلوی اور مولانا محمد نقیب تھے جو ۱۲۸۵ھ / ۱۸۶۲ء میں مکہ معظمہ کو ہجرت کر گئے تھے۔

حکیم سید عبدالحی حسنی رائے بریلوی نے "نزه الخواطر" میں آپ کا حلیہ اس طرح بیان کیا ہے: "آپ کا قد لمبا بدن نحیف رنگ گندم جوں تھا۔ آنکھیں کشادہ اور داڑھی مٹھنی تھی۔" سید احمد ولی النسی نے شاہ صاحب کا لباس بتاتے ہوئے لکھا ہے: "تکشیفہ اس کے نیچے اُمرہ اور پانجام شرعی دستار کشمش کلاہ چبہ دار رومال بنی پاک سرے کا نینا اور پاپوش نرمی اور ہاتھ میں عصا سبز رکھتے تھے۔"

شاہ صاحب نے ۱۷ ر شوال المکرم ۱۲۳۹ھ / ۶ جون ۱۸۲۳ء اتوار کے دن سفر آخرت اختیار کیا۔ اپنے تہائی قبرستان (مندیان دہلی) میں مدفون ہوئے۔ نماز جنازہ کوئلہ فیوز شاہ کے میدان میں سید بار پڑھی گئی تھی۔

آصانیف

شاہ عبدالعزیز کی متعدد آصانیف ہیں فارسی میں زیادہ مبنی بر کلمہ ان میں سے کچھ شائع ہو چکی ہیں 'عمر اب وہ بھی بازار میں دستیاب نہیں۔ کچھ کبھی ضعیف چھپیں و۔ صرف بعض

- ۲ تحفۃ اثنا عشریہ عقائد فارسی ۴۴۰ صفحہ میں کئی معنی ترجمہ مولوی ہادی درانی نے کیا۔
- ۳ تفسیر پارہتارک الذی^(۱) تفسیر فارسی ٹوٹک اورق ۱۸۷
- ۴ تفسیر عزیز تفسیر فارسی ماحفہ ہوج اعزیز
- تفسیر پارہ عم تفسیر فارسی ٹوٹک اورق ۳۳۵ نسخے کا کتاب سراج الدین درانیہ
- ۵ حاشیہ علی شرح التفسیر لئری عبدالحی ۱۵۲
- ۶ حواشی بر شرح عقائد عربی غیر مطبوعہ
- ۷ حواشی بر کتب فلسفہ و منطق عربی غیر مطبوعہ
- ۸ رسالہ در اشعہ واجوبہ^(۲) عقائد فارسی قمرست مخطوطات دارالعلوم دیوبند ۵۹/۲
- ۹ رسالہ فی الانساب انساب ندوۃ العلماء مکتبہ نمبر ۲۰۹
- ۱۰ رسالہ فی الریایا تعبیر خواب عربی اردو ترجمہ مطبع احمدی دہلی نیز مطبع محبتائی
- ۱۱ رسالہ انساب و تہن عربی اس کی شرح تقریر انساب و تہن از مسلامت اللہ کشفی
برایہ ترجمہ از مراد حسن علی قول کشور مکتبہ ۱۸۷۹ مکتبہ خانہ لکھنؤ (ایڈو) پاکستان۔
- ۱۲ چالہ فائزہ^(۳) ہول حدیث اردو ترجمہ مطبع محبتائی دہلی
- ۱۳ عزیز القہس فی فضل کل عقائد فارسی خفائے راشدین کے فضائل میں مطبع احمدی دہلی
۲۲ صفحہ مع اردو ترجمہ از حسن علی حدیث مکتبہ
- ۱۴ فتویٰ عزیز (۲ جلدیں) فقہ فارسی مطبع محبتائی میرٹھ (عبدالحی ۱۰۹)
- ۱۵ فتح اعزیز تفسیر فارسی آخری نمبر میں ادا کے معمولی تعریف و جہدیں
موجود ہیں فی ہوزہ باب۔ ٹوٹک میں یہ نسخہ ہے اورق ۶۳ حدیث میں اس کے دو قسمی نسخے ہیں۔

(۱) تفسیر سورۃ فاتحہ کا یہ مجموعہ (اورق ۱۸) ۴۴۰ صفحہ کا جب سراج الدین ایسی کا ٹوٹک میں ہے۔

(۲) نیم تعزین سکنی پراوی پرائے کتب کے ہر پارے کے تحت ۲۲۴۰ میں خاکسار مزاج (ہندو) سے شواہد کا علی
نہ ہوا اور حضرت اسی نے مدت میں وہ شہادت شرف و عظمت حاصل کی اور ہندو خدا کی سوا نہ ہے۔ اسے قہر میں
تھے عظمت کی مدت میں پیش کرتے کہ جب حاصل ہے۔۔۔ یہ دوسری ۵۹۷ میں الفاف علی کتاب نے نقل کیے ہیں

(۳) دیکھئے عبدالحی الحدیث و سلامہ ۱۵۹، قمرست مکتبہ

- ۱۶ فی اسئلہ واجوبہ (ای کاہم تفسیر عربی و مرتبہ نواب رفیع الدین دہلوی) فارسی قلمی نسخے کتب خانہ صیغہ سہارن پور راجہ رام پور
- ۱۷ کرکات عزیز فی عنایت و اردو تین حصوں میں یہ کتاب مطبع محمد علی سے شائع ہوئی۔
- ۱۸ ملفوظات عزیز فی فارسی سا جب ۳۳ھ سے ۲۲ھ تک تصانیف کے ملفوظات۔
- ۱۹ مختصر فی المعراج عربی جامع مضمون۔
- ۲۰ میزان البلاغہ فارسی مفتی عزیز رحیم دہلوی کے ہاں تھیں۔ مکتبہ محسنی یہ ملفوظات شائع ہوئی مسدود۔ سن ۱۲۷۵ھ میں علی گڑھ میں شائع ہوئی۔
- ۲۱ میزان العقائد عثمانی عربی شاہ صاحب نے خود اس کی شرح لکھی "ملفوظات دہلی سے شائع ہوئی۔
- ۲۲ میزان الکلام فارسی عبدالحی ۳۳ھ

شاہ عبد العزیز دہلویؒ کے چند ممتاز تلامذہ

شاہ عبد العزیز دہلویؒ کے ۳۰۰۰ تلامذہ ہیں جن کی تعداد میں کچھ نئی نئی ہندوستانی شخصیات کا یہاں تذکرہ کیا جاتا ہے۔

شمار ۱ م سندوفات کیفیت

۱ تازہ مفتی صدر الدین ۳۳ ربيع الاول ۱۲۸۵ھ تا ۱۲۹۶ھ

۲ علی حسن قنوجی سید نواب صدیق حسین خاں کے والد

۳ علی رسول قادری

(۲۰) ملفوظات کا ایک قلمی نسخہ جس کی تفصیل ۲۵۰۰ ہجری قمریہ ۱۲۸۵ھ تا ۱۲۹۶ھ کو محمد علی نے تلامذہ کو برسر میں دیکھا۔
۱۔ (۲۱) انجملہ ملفوظات میں ہے جو اب ۱۲۸۵ھ کو علی گڑھ میں شائع ہوئی (صیغہ) میں محفوظ ہے۔ مولانا فیضی مرحوم نے ملفوظات سے

- ۴ ابو سعید مجددی شاد یکم شوال ۵۵ھ / ۳۱ جنوری ۱۸۳۵ء
- ۵ احمد سعید مجددی شاد ۱۱ ربیع الاول ۵۷ھ / ۱۷ ستمبر ۱۸۶۰ء مدفن: مدینہ منورہ
- ۶ احمد علی بجنوری سید ۷ اشی بخش کاندھلوی مفتی
- ۸ ثناء اللہ احمد بدایونی ۹ جلال الدین زبان پوری سید
- ۱۰ حسن علی صغیر محدث نکھنوی ۱۱ حسین احمد محدث طبع آبادی
- ۱۲ حیدر علی رامپوری ۱۲ ربیع الثانی ۵۶ھ / ۹ جولائی ۱۸۵۶ء مدفن: ٹونک
- ۱۳ حیدر علی فیض آبادی منتی اکا، اورازا الہ العیسٰی و غیرہ مصنف
- ۱۴ راحت رؤف احمد مجددی ف ۳۹ھ / ۳۳-۱۸۳۳ء
- ۱۵ رمضان بخش (شاد) امروٹی ۱۸ محرم ۸۰ھ / ۳ جولائی ۱۸۶۳ء ابن شام عبدالہادی چشتی و سجادہ نشین دو مناجد شہ عبدالہادی صاحب دینی
- ۱۶ رشید الدین دہلوی ف ۳۳ھ / ۲۸-۱۸۶۷ء
- ۱۷ رفعت غلام کبیرانی رامپوری ۷ ربیع الثانی ۳۳ھ / ۱۶ اکتوبر ۱۸۷۵ء مدفن: رامپور
- ۱۸ رفیع الدین (شاد) ف ۵ شوال ۳۳ھ / ۱۷ اگست ۱۸۷۸ء شاہ عبدالعزیز کے برادر خرد
- ۱۹ رمضان علی امروہوی سید ۲۰ ساحر غلام مدین غلوی کاووری
- ۲۰ سلامت اللہ کشفی بدایونی ۳۱ رجب ۸۷ھ / ۲۴ دسمبر ۱۸۶۳ء مدفن: کانپور
- ۲۱ قلمو الحق قادری پھلواری ۱۶ ربیع الثانی ۳۳ھ / ۵ ستمبر ۱۸۷۵ء
- ۲۲ عبدالحمید بدھانوی ۲۳ عبدالغفار دہلوی
- ۲۳ عبدالعزیز خانہ قادری ۱۰ محرم ۱۲۹۹ھ / ۳ جنوری ۱۸۷۹ء مدفن: گواہ خواجہ پاتی اللہ

مطبوعہ تنظیمات کے ساتھ مقدمہ جدید جو قلمی ہے، یہ ہے تو ان کا بیان ہے کہ مقدمہ تنظیمات میں بہت سی غلطیاں پائی گئی ہیں۔ ان کا احوال قاضی شہ الدین میرٹھی مرحوم نے مقدمہ تنظیمات میں کیا بھی ہے۔ اردو قلم جو کراچی سے شائع ہوا وہ کہیں نادر نہ ہو۔ انہی مواقع پر مستحق تخریر کیا ہے۔

- ۲۶ عہد افغانی (شاہ) محمد اسماعیل شہید لہ
- ۲۷ عہد القادر (شاہ) ف ۳۰ لہ شہید مہدی مرید: نوردار
- ۲۸ لہ م علی چریا کوئی ح فظ
- ۲۹ لہ م علی نقشبندی (شاہ) ف ۳۰ لہ ۵۲ نو ۱۸۶۳
- ۳۰ لہ م محی الدین کوئی
- ۳۱ فصل احمق شیر آبادی ف ۳۰ لہ ۱۸۶۱
- ۳۲ فصل ارحمان شیخ موہاوی م ۳۰ لہ ۱۸۶۱
- ۳۳ قطب الہدی رائے برہموی سید
- ۳۴ کریم احمد محدث دہلوی ۵۲ لہ ۳۰-۱۸۶۳
- ۳۵ کریم الدین دہلوی
- ۳۶ محبوب علی دہلوی میر ۱۰ لہ ۱۸۶۰
- ۳۷ محمد احمق رائے برہموی سید
- ۳۸ محمد احمق دہلوی (شاہ) ف ۲۳ لہ ۲-۱۸۶۵
- ۳۹ محمد اسماعیل شہید ۵ لہ ۱۸۶۳
- ۴۰ محمد رفیع مال مسعی شہید ۲۰ لہ ۱۸۶۰
- ۴۱ محمد شکر ریچملی شہید ۱۹ لہ ۱۸۶۲
- ۴۲ محمد تقی دہلوی (شاہ) ف ۳۸ لہ ۱۸۶۳
- ۴۳ منسوس لہ ۲۰ لہ ۱۸۶۲
- ۴۴ سید الدین سہیلی ۲۰ لہ ۱۸۶۳

اولاد

شاہ عبدالعزیزؒ کا نکاح شاہ نور محمد بڑھانویؒ کی صاحبزادی حبیبہ سے ہوا۔ ان کے بطن سے تین فرزند پیدا ہوئے ان سب کا بچپن ہی میں انتقال کیا۔ ان صاحبزادیاں تھیں ان کی وفات بھی شاہ صاحب کی زندگی ہی میں ہو گئی تھی۔

(۱) دختر یہ شاہ رفیع الدین کے فرزند محمد عیسیٰ سے منسوب ہوئے۔

(۲) مادر ان کے شوہر محمد افضل فاروقی تھے جن سے دو صاحبزادے ہوئے۔

شاہ محمد اہلقؒ ولادت ۱۱۹۷ھ / ۱۷۸۳ء، فوت ۱۲۶۳ھ / ۱۸۴۶ء

شاہ محمد یعقوبؒ ولادت ۱۲۰۰ھ / ۱۸۳۶ء، فوت ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۵ء

(۳) تیسری صاحبزادی کا عقد شاہ عبدالحی بڑھانوی سے ہوا جو سناہ صاحب کی حبیبہ کے حقیقی بھتیجے تھے ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔

مولانا عبدالقیوم بڑھانوی (ف ۱۲۵۵ھ) جو شاہ محمد اہلق کے داماد تھے مولانا عبدالحی بڑھانوی کی دوسری زوجہ کے بطن سے تھے۔

شاہ عبدالعزیزؒ کے دونوں نواسوں (شاہ محمد اہلق اور شاہ محمد یعقوب) نے ۱۲۵۸ھ میں مکہ معظمہ کو ہجرت کی تھی وہاں ان کا حلقہ درس جاری ہوا اور سلاطین و اکابر سے سند حدیث ملی آپوں کو ان کا انتقال ہوا اور جنت البقیع (مکہ معظمہ) میں مہمانیں دہشتہ خدیجہ رشتی امہ عثمانیہ کے مہارک کے ترکہ ہی مدفون ہوئے۔

شاہ رفیع الدین دہلویؒ

شاہ ولی اللہ دہلوی (کنی: احمد خان) سے (۱۱۴۰ھ سے) دو سو سے کم شاہ رفیع الدینؒ کی ذیلی شاہ
 ۱۱۴۳ھ تا ۱۱۵۰ھ مہرہ ہوئے۔ یہ ۱۲-۱۳ سال کے تھے کہ شاہ صاحب کا انتقال ہو
 گیا۔ ان کی بعد و قلم شاہ محمد حمید دہلوی کی عمرانی میں مولوی جوان سے ۱۱۵۰ سال تک
 تھے انہوں نے سب ناموں و محمد اسم بھٹائی سے بھی پڑھا اور ۱۱۵۰ سال کی عمر میں تحصیل
 علوم سے غائب ہو گئے تھے۔ شاہ محمد احمدؒ نے جس نے شاہ رفیع الدینؒ کی وجہ سے شاہ
 درس بنا کر لکھا تھا آتش کی مہی شاہ رفیع الدینؒ ہی کو سونپی تھی۔ یہ علوم نقل
 معقول ہو کر جاری تھے۔ انہیں نے اپنے مکتوبات میں متعدد بار بیان کیا ہے۔ شاہ
 رفیع الدینؒ بیاضی میں خیر معبود مہمائی تھے۔

”مولوی رفیع الدینؒ نہایت ترقی کر رہے تھے شاید موجود اس محمدی مہرہ شاہ
 مولوی رفیع الدینؒ سے کسی مہی آئی تھی کہ شاید اس عمر سے وہ محمدی مہی
 سے ہی ہوئی۔“

شاہ رفیع الدینؒ نے اپنے مولیٰ شاہ محمدؒ کی شوق بھٹائی کے تہذیب و ریاست کی تھی۔ ان
 متعدد تصانیف بھی ہیں چند کتاب کے نام ہیں۔

(۱) ردّ کلام اللہؒ۔ لکھیا ۱۱۵۰ھ تا ۱۱۵۱ھ میں مکمل ہوا۔ مکرر طبع و طبعات کا خیال
 ہے کہ آپ نے ترجمہ شروع کیا تھا بعد میں دوسروں نے مکمل کیا۔
 آپ نے نام سے مشہور کر دیا۔^(۱)

(۲) راہنجات۔ یہ رسالہ بھی آپ سے منسوب ہے۔ پہلی بار مطبعہ مصطفیٰ نعمانی نے
 ۱۳۶۰-۱۳۶۱ء میں چھاپا تھا مگر یہ دراصل مولانا محمد علی پانی پتی کا تھکا ہوا ہے

(۳) تفسیر فیہمی۔ سورۃ بقرہ کی اردو تفسیر۔ شاہ رفیع الدینؒ کے درس قرآن کی تفسیر ان سے

(۱) مکتوبات شاہ محمد حمیدؒ (ناری) ص ۳۰ (طبع مسیحی میرٹھ ۱۳۵۰ھ)

(۲) محمود احمد برکلی شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا تذکرہ ص ۱۵۱ (۱۳۵۰ھ) (۳) ص ۴

مید سید نجف علی عرف فوجدار خاں قلعہ بند کر لیا کرتے تھے اس کا
مسودہ انہوں نے شاہ صاحب کو دکھا بھی لیا تھا۔

سید نجف علی کے بیٹے سید عبدالرزاق نے ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۶ء میں اسے مطبع
نقشبندی دہلی سے شائع کر دیا تھا۔^(۱) یہ تفسیر اور ترجمہ دونوں سید نجف علی
نے لکھے ہیں مضموم شاہ فریق الدین کا بیان کردہ ہے الفاظ: "نما لکے ہیں۔"

(۴) رسالہ اذن، نماز (فارسی) محرم ۱۲۲۰ھ / اپریل ۱۸۰۵ء میں لکھا۔

(۵) رسالہ فوائد نماز (فارسی)

(۶) حنفیۃ العروش (فارسی) اسکی عبارت شاہ مہد اعزیز نے اپنی تفسیر فتح اعزیز میں نقل کی ہے۔

(۷) شرح ہامیات (فارسی) (۸) رسالہ در بیعت (فارسی)

(۹) شرح چہل کاف (فارسی) صفر ۱۲۲۰ھ / مئی ۱۸۰۵ء میں لکھی۔

(۱۰) رسالہ برہان احادیث و رسالہ معما تالیف ۸۳ جمادی آخر ۱۲۲۰ھ / ستمبر ۱۸۰۵ء

(۱۱) رسالہ مذکور پڑھیں (۲) جوابات سوالات اثنا عشر

یہ سب نو (۹) رسالے مجموعہ رسالہ تسع کے نام سے سید ظہیر الدین ولی اسی
نے مطبع احمدی دہلی سے شائع کیے تھے۔ پھر سنہ ۱۲۳۷ھ / ۱۸۲۳ء میں مولانا مہد الحمید سوتی نے
ہر رسالہ نہرت العلوم کو جر انوال (پاکستان) سے شائع کیے ہیں۔^(۲)

(۱۳) مجموعہ فتاویٰ شاہ فریق الدین مطبع محضائی دہلی ۱۸۰۳ء، مدرسہ نہایت العلوم گو جرانوالہ ۱۲۶۳ء،

(۱۴) تہذیب القیامۃ (قیامت نامہ) (۱۵) تنبیہ الغافلین مطبع احمدی لکھنؤ

(۱۶) رسالہ سمت قبلہ (۱۷) رسالہ تعریضات الخمسة المنحبرہ

عربی میں

(۱) امداد المحبہ، انصاف العلوم گو جرانوالہ ۱۲۶۵ء، (۲) تفسیر آیہ نور، انصاف العلوم گو جرانوالہ ۱۲۶۳ء،

(۳) تکمیل الاذیان تالیف ۱۲۳۰ھ / ۱۸۱۵ء، گو جرانوالہ ۱۲۶۳ء

(۴) دمعہ باطل مولوی غلام یحییٰ بھاری (ف ۱۷۷۷ء) نے شاہ ولی اللہ کے مکتوب مدنی کے رد

(۱) محمد عیسیٰ (۲) محمد مصطفیٰ (۱)

(۳) مولوی مخصوص اللہ (۴) (ف ۲۶ / اگست ۱۸۵۵ء) (۵) محمد حسین

(۵) محمد موسیٰ (ف ۷ / اگست ۱۸۳۳ء) (۶) محمد حسین (۷) دختر ام اللہ

محمد عیسیٰ سے شاد عبدالحزری کی بڑی صاحبزادی منسوب ہوئیں۔ محمد مصطفیٰ کا عقد زینب، ختر شاہ عبدالقادر سے ہوا اور ایک بیٹی کلثوم پیدا ہوئیں۔ جو شاد محمد اسماعیل شہید کو بیایں سکس کن کے نذرند شاد محمد عمر تھے۔

شاد رفیع الدین کی صاحبزادی ام اللہ کا عقد نجم الدین سونی پتی سے ہوا۔

مولوی سید نصیر الدین سے شاد محمد اخفق دہوی کی صاحبزادی منسوب تھیں۔ (۳) ان کے دو بیٹوں کے نام معلوم ہیں۔ (۱) سید عبداللہ (۲) سید عبدالکبیر۔ یہ دونوں اپنے پانا کے ساتھ ۱۲۵۶ھ / ۱۸۴۰ء میں مد مظفر کو ہجرت کر گئے تھے۔

شاد رفیع الدین کے نذرند مولوی محمد موسیٰ (ف ۱۲۵۹ھ / ۱۸۳۳ء) سے بھی دو رسالے یاد گار ہیں، محمد دونوں غیر مطبوعہ رہے۔ حجت العمل فی ابطال الحسد (فارسی) ۱۶۰ اور ابق پر مشتمل ہے۔ اس کے اختتام کی تاریخ ۱۲۴۲ھ / ۱۸۲۶ء بتائی گئی ہے۔ یہ رسالہ ڈاکٹر محمد ایوب قادری مرحوم نے دیکھا تھا۔ دوسرا رسالہ "در تحقیق استعانت" بھی فارسی میں تھا اور فی افعال نایاب ہے۔

صن کو لکھا ہے۔ (تذکرہ شاد ولی نہ ص ۳۰۰ کرچی ۱۹۹۹ء)۔ حیات ولی ص ۳۰۹ میں بھی یہی بات مٹی ہے۔ مولیٰ میری کاغذ کی کتاب ہے مخرج کیا ہے یہ ہم نے خاندان کے حساب کی تحقیق کرتے ہوئے شواہد میں ہی ظاہر کر دیا ہے۔ (۱) یہ "خبر" اردو کے شاعر بھی تھے جو شخص تھا۔ شاعری میں تقسیم ثنائی فراق سے مشورہ کرتے تھے۔ (ڈوبنگو تذکرہ پیش ہمار صفحہ ۳۴) قصب الدین ہاٹن نے ان کا نام نہ دے سکا مگر لکھا ہے۔ (نذر غریب ص ۵۳) انہوں نے ان کا نام میر حسن بھی لکھا ہے۔ یہ شاد عبدالقادر کے داماد اور شاد محمد اسماعیل کے خسر تھے۔

(۲) میر محمد ولی انیسویں نے یادگار ولی (مطبع احمدی دہلی ۱۹۸۵ء) میں لکھا ہے کہ "مولوی مخصوص من لکھی نشست اکبر مہر روشن لکھنؤ (دیریا جی) میں رہتی تھی۔ (روشن الدولہ تقریریں)۔

شاد حبیب اللہ (احمد ۱۹۷۱ء) کا میر تقی میر کی قبر پر گاہ خواہ پائی پائے میں ہے۔

(۳) عالی لدو لکھنؤ سراج کی (ف ۱۷۸۵ء) نے ابتدائے حال میں ان سے طریق تشبیہ میں بیعت کی تھی مگر زیادہ استفادہ کرنے کا موقع نہیں ملا۔ یہ خود شاد محمد خاقان مہدی کے غلیظ اور میر اور شاد رفیع الدین کے نواسے تھے۔ ان کے کتبہات کا ایک مجموعہ نوک میں محفوظ ہے۔

شاہ عبدالقادر دہلویؒ

(۱۷۰۰ء — ۱۲۳۰ھ)

شاہ عبدالقادرؒ شاہ ولی اللہؒ کے تیسرے بیٹے اور شاہ مہد اہمیز شاہ رفیع الدین سے چھوٹے تھے۔ آپکی ولادت ۱۷۰۰ھ / ۱۲۵۳ء میں ہوئی۔ اپنے برابر بزرگ شاہ مہد اہمیز اور شاہ محمد عاشق چلتی سے درسیات کی تکمیل کی۔ شاہ مہد اہمیز دہلوی سے بگلی نسبت حاصل کی۔ شاہ عبدالقادرؒ نے عمر کا بیشتر حصہ مسجد آب آبادی کے ایک حجرے میں بسر کیا، کمال اور استفادہ میں آپ نہایت ثابت قدم تھے۔ آپ کے ہمی کار سے قعدا میں زیادہ نہیں عمر اردو ترجمہ قہ آن کو من جانب اللہ وہ مقبولیت حاصل ہوئی جو کسی دوسرے ترجمے کے حصے میں نہیں آتی۔ یہ ترجمہ ٹھیکہ اردو میں ہے اور اس قدر چسپاں ہے کہ ست س شاہ صاحب کی مرامت ہی کہا جا سکتا ہے۔ ترجمہ قہ آن کی خوبی یہ ہے کہ کوئی لفظ زائد استعمال نہیں کیا جتنے الفاظ قہ آنی کے ہیں عموماً اتنے ہی لفظوں میں اس کا مفہوم ادا کر دیا ہے۔ اسلوب کے اعتبار سے بھی یہ ترجمہ ایسا ہے کہ عربی میں جس لفظ پر زور دیا گیا ہے ترجمہ میں بھی وہی آہٹک پیدا کیا ہے۔ وہاں ایسی سادہ و دلنشین ہے کہ عوام اور خواص دونوں سے سمجھ سکتے ہیں اور اس کی بے غت محسوس کرتے ہیں۔ شاہ صاحب نے صحورہ ہندی کی کوشش نہیں کی نہ اپنی نشا پر ہندی کا حال دیا ہے نہایت سادگی سے مفہوم کو پورا پورا ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ ہندی — غلط تلفظ استعمال کرتے ہیں۔ صرف چند مثالیں اس ترجمہ قہ آن کی خوبی سمجھنے کے لیے کافی ہوں گی۔

آیت	حوالہ	ترجمہ
وَلَعَلَّہُ اللہُ هٰی الْعَلِیَا	آیت ۶۰	اور اللہ ہی کاویں ہے۔
لَسْتُ عَلَیْہِمْ بِمَصِیطِرٍ	آیت ۶۱	وہیں ہے ان پر دروند۔
لَعَرَجَیْنِ طَلِیْقًا عَنِ طَلِیْقٍ	آیت ۶۲	تو چڑھانے سے ٹھنڈے پر ٹھنڈے۔
أَبْصَارُہَا خَاشِعَةٌ	آیت ۶۳	ان کے تیرے غم سے ہیں۔
أَنْذَاکُنَا عَظَامَا نَحْرَہُ	آیت ۶۴	یہاں ہم دو چھ ہڈیاں ٹوٹ رہی
وَأَلْوَانُہَا غَرَابِیِبٌ سَوْدٌ	آیت ۶۵	ان کے رنگ اور بھٹکتا کاس

”مختلف مشائخوں سے یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ شاہ صاحب و مولیٰ بہن و ابوبہرہ صحیح ذوق اور قریبی اتفاق کی روح اور طاقت اور روش سے مطابق اردو کے فن و فن کے انتخاب میں جو کامیابی ہوئی ہے اسکی نظیر کمرست کم ہندوستان میں نہیں ہے، مگر بعض مقامات پر دو عالم و زمخشری اور رفیع الصفیٰ جیسے علمائے بدعت و اندک وقت سے بھی بڑھ جاتے ہیں۔ تائید الہی اسی دہے کے اندر اس اور بھی اپنی اور ساری صحیح ذوق کے سوا کسی چیز سے اسکی توجہ نہیں کی جاسکتی۔“ (تاریخ دعوت و عمریت حصہ چہم اس ۶۶ ص ۳۱ شید)

اس ترجمہ کا نام عموماً موضح القرآن لکھا جاتا ہے مگر صحیح ”موضح قرآن“ (بدون الف. م) ہے۔ اس لیے کہ یہ نام تاریخی ہے اس سے ۲۰۵ھ برآمد ہوتے ہیں جو تکمیل ترجمہ کا سال ہے۔ یہ پہلی بار ۱۲۵۶ھ ۱۸۴۱ء میں مطبع احمدی بمبئی سے شائع ہوا تھا۔ اب نیا موضح قرآن کے بے شمار ایڈیشن نکلتے چکے ہیں اور یہ عام طور سے دستیاب ہیں۔ شاہ عبدالقادر کی ایک کتاب الصمود (اردو) کا حوالہ قسیم سید عبدالحی رائے دیوبند نے اپنی کتاب ”التفانہ الاسلامیہ فی السنہ“ (طبع دمشق) میں دیا ہے۔

ممتاز تلامذہ

شاہ صاحب کے ممتاز تلامذہ میں شیخ عبدالحی بدھانوی شہید محمد اسماعیل شہید شہید محمد رمضان مسی شہید مولانا فضل حق خیر آبادی شہید محمد باقی دیوبند اور مفتی صدر الدین سرگودھہ جید عالم ہوئے ہیں۔

شاہ صاحب مسجد آجڑ آبادی میں عبادت اور ارشاد و ہدایت میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کے لباس اور طعام کی کفالت شاہ عبدالعزیز کرتے تھے۔ انہیں اپنے چھوٹے بیٹے شاہ عبدالقادر سے گہرا قلبی تعلق تھا ان کی وفات کے بعد بھی بڑے اہتمام سے ایصال ثواب سے تھے۔ ملفوظات عزیزی میں لکھا ہے:

(۱) قسم کھود نہ برکاتی کا بیان ہے ”مولوی سید شاہجہاں الدہلوی نے ۱۰۷۰ھ میں شہادت دی۔“
 شائع کیا۔ چنانچہ مولوی علیہ الدین مولیٰ اسی نے ان کا وارث بن لیا۔ ان کے خاندان میں ان کی اولاد میں
 کی ہے، ان میں محمد موصیٰ اور اہل خانہ میں اور کئی اور کتبہ موجود ہیں، عبدالقادر معروف ہے موضح قرآن بھی ہے۔
 (۲) دہلی کے دوران کا زمانہ ص ۲۴۰-۲۴۵ پر دیکھئے مقدمہ فقہان احمدی اور مولیٰ رائے دیوبند ص ۱۹

”ایک دن شاہ صاحب اپنے بھائی مولوی عبدالقادر مرحوم کے عرس پر تشریف لے گئے اور بارہ روز مسافت جمیدہ کے پایہ دو تشریف لے گئے اور واپسی میں سواری پر تشریف لائے اور چوہوں کی قبروں کو ہاتھ سے بوسہ دیا جن میں آپ کے والد ماجد اور جدِ محمد نبی قبریں بھی شامل تھیں اور قرآن شریف اور فاتحہ سے فارغ ہو کر ایک خوش الحان سے فرمایا کہ مولانا درویش کی مشکوٰی سے پتہ سناؤ۔ اس نے صدر جہاں کا قصہ سنایا۔ ایک مرید کو جد آویا اور دوسرے مرید اور خلفا بھی اس سے متاثر ہوئے۔ اس مرید نے ایک نمونہ لایا اور قریب تھا کہ کرجے حضرت نے اپنے پاس لے کر آج دی۔ وہ مرید اپنا سر حضرت کے زانو پر رکھ کر بوسے رو رہا۔ اس مرید نے سر اور تاج (کراہ) پر آپ کے قہرات اٹک اور حجاب زمین ٹپک گیا اس مرید نے اس کارِ بدو سر کا محفوظ رکھ لیا۔ اگلے روز مرید نے کہا کہ حضرت اس وقت بندے سینے دیا فرمائیں کہ اندھائی مجھ کو اپنے پیچ کی محبت پر درجہ احسن نصیب فرمائے اور جو چاہے اس میں ترقی ہو فرمائے۔ آپ نے دیا فرمایا کہ منہ تھیں مجھ کو اور تھو کو خدا کی محبت دیا وہ نصیب ہو۔“ (۱)

اولاد

شاہ عبدالعزیز کی اولاد نرینہ نہیں تھی۔ ایک صاحبزادی زینب تھیں جن کا عقد آپ کے بھتیجے شاہ مصطفیٰ فرزند شاہ رفیع الدین سے ہوا تھا۔ ان کے بطن سے صرف ایک صاحبزادی فاشوم پیدا ہوئیں جو مولانا محمد اسماعیل شمیم کی زوجہ تھیں ان کے فرزند شاہ محمد عمر (متوفی ۱۲۶۸ھ) تھے۔ آپ اپنی بیٹی اور برادر بزرگ شاہ عبدالعزیز سے ملنے کے لیے ہفتہ میں صرف ایک بار جمعہ کے دن مسجد آبر آبادی سے اپنے گھر جایا کرتے تھے۔

شاہ عبدالقادر کا انتقال ۶۳ سال کی عمر میں چار شنبہ ۱۹ رجب ۱۲۴۰ھ (۲۸ جون ۱۷۷۵ء) کو ہوا۔ اپنے خاندانی قبرستان (واقع مسند پائے دہلی) میں مدفون ہوئے۔

شاہ عبدالغنی دہلویؒ

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے (زوجہ ثانیہ سے) چوتھے اور سب سے چھوٹے صاحبزادے شاہ عبدالغنی تھے۔ یہ ۱۱۵۶ھ - ۱۲۷۷ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے پروردگار شاہ عبدالعزیز دہلویؒ اور شاہ رفیع الدینؒ سے تعلیم حاصل کی پھر بعد رسد رحیمہ میں درس دیتے رہے۔ سادہ مزاج، سنجیدہ اور متواضع تھے۔ شکل اور لباس میں اپنے والد بزرگوار سے بہت مشابہ تھے۔ فقہ حنفی میں فہمی تھے۔ کتب رکھتے تھے۔ سب بھائیوں کا انتقال کسی ترتیب سے ہوا مگر سب سے چھوٹے (شاہ عبدالغنی) پہلے فوت ہوئے اور سب سے بڑے (شاہ عبدالعزیز) کے پتھر میں وفات پائی۔

شاہ عبدالغنی کا عقد شہداء الدین پھلتی کی صاحبزادی فیضہ سے ہوا تھا۔ شاہ محمد اسماعیل شہید ہالاکوٹ (ولادت ۱۱۵۷ھ - ۱۲۷۷ھ) شہداء الدین (ولادت ۱۱۶۱ھ - ۱۲۷۷ھ) کے چھ فرزند تھے۔ ایک صاحبزادی رقیہ شاہ محمد اسماعیل سے بڑی تھیں۔ دوسری صاحبزادی ام عثمانہ شاہ صاحب سے چھوٹی تھیں۔ بیٹی رقیہ کا عقد شہداء الدین پھلتی کے پوتے شیخ جمال الدین سے ہوا تھا۔ ان کا انتقال دوسری عثمانہ شاہ محمد اسماعیل نے کالج یوگان کی تحریک دوران ان کا دوسرا مقدمہ دہلی عبدالغنی بدخانی سے کر لیا تھا۔

دوسری صاحبزادی ام عثمانہ صاحبہ اور ان تھیں اور ۱۱۳۱ھ - ۱۱۶۳ھ تک ان صاحبزادیوں کے یہ قید حیات ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ ۱۱۷۷ھ میں عثمانہ شہید کی بیوی بھی ام عثمانہ تھیں اور شاہ رفیع الدین کی پتی اور شاہ عبداللہ درکی نواسی تھیں۔ ۱۱۷۷ھ میں عثمانہ شہید کی بیوی عثمانہ نے ۱۱۸۲ھ میں سفر حج کے دوران وفات پائی۔

شاہ عبدالغنی نے تین عام شباب میں ۱۱۹۷ھ - ۱۲۰۳ھ میں ۱۱۷۷ھ - ۱۱۸۲ھ میں انتقال کیا اور اپنے خاندانی قبرستان میں دفن ہوئے۔

(۱) محمود احمد دہلوی، شاہ ولی اللہ دہلویؒ، دارالحدیث، لاہور، ۱۹۷۷ء، صفحہ ۱۷۷۔

(۲) شاہ عبدالغنی کی قبرستان ہالاکوٹ، میرٹھ، ضلع میرٹھ، جسے پتھری چھوٹے میں سے قبرستان کہتے ہیں۔ یہ قبرستان دہلی کے پتھری چھوٹے میں ہے۔

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے افکار کا تجزیہ

شاہ ولی اللہ دہلویؒ محض ایک خانقاہ نشین درویش یا سادوں کی دنیا میں بند رہنے والے نہ تھے انکی تصانیف کا گہرا مطالعہ کرنے سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے زمانے کے حاکم مذہبی رسوم و عقائد سیاسی تشبیہ و تمثیل اور اسباب زوال و انحطاط پر نگاہ رکھتے تھے اور انکا صحیح تجزیہ کرتے تھے۔ انکی نظربانسی سے زیادہ حال اور مستقبل پر تھی۔ شاہ مہر عزیز دہلویؒ نے فرمایا:

”حضرت والد ماجد از ہم یک فن غنی طیار کردہ و دہ خراب ہر فن ہوا سی پر ہند
و خود مشغول معرفت آفرینی و نویسی بودند و حدیث می خواندند بعد مراقبہ ہر چہ
کشف می رسیدی باینکہ مریدان برتری شدند۔“

حضرت والد ماجد نے ہر فن میں ایک شخص کو نام بنا دیا تھا اور اس فن کے طالب کو
ان کے حوالے کر دیتے تھے خود معرفت لینے اور بیان کرنے میں مشغول رہتے
تھے اور حدیث کا مطالعہ کرتے تھے۔ مراقبہ کے بعد جو چاہتہ از روئے کشف معلوم
ہوتا تھا وہ لکھتے تھے بہت آمیزہ ہوتے تھے.....

اپنے انکشافات سے انہوں نے جو پیش گوئیاں کی ہیں وہ حیرت انگیز طور پر واقعات کے
میں مطابق ثابت ہوئیں چند مثالوں سے اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

(۱) شاہ صاحب کا ایک خواب انکے رفیق خاص شاہ محمد شوق بھٹائیؒ نے اپنے خواجہ تاش
خواجہ محمد امین کے حوالے سے کتاب ”القول الحسنی“ میں نقل کیا ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے فرمایا
”شوق از ہم جو ہر دو شوقی شب بحرہ در رہا مشاہد نمودم کہ کوہ در مسجد کے سینہ
مسجد جامع و شہید مسجد آہ تادی۔ کا کوئی گویند کہ این چہ صورت تریہ حضرت خاتم
النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) می شود جمع مشتق تصور جوہر آن صورت ایت دو اندام نیا چہ
آرزو کے مشاہدہ میں ہا حال بطرف کے نمود نہ متوجہ شدیم۔“

می جہ کہ در یک تکیہ صورت تریہ من حضرت سہلی اندامیہ و سم چہ تدریج خاص شدن
آرفتہ تا آن کہ تمام نمودار کردید اور میں انکا از میان آن تکیہ برآمدہ و خارج نمود کر
کشتہ و باقی دستمداو از آن در خواصہ کہ یہ انے تدریج علم حدیث بہت قوی غائیہ

بے اداس کامیابیوں کی طرف سے

سید احمد شہید نے بریلوی ۱۶ صفر ۱۲۷۵ مطابق ۲۵ نومبر ۱۸۶۱ء کو پیدا ہوئے تھے۔ وہ ۱۶ سال کی عمر میں ہی شاہ عبدالعزیز دہلوی کی خدمت میں آئے تھے (۱۲۷۵ھ تا ۱۲۸۱ھ)۔ انہوں نے شاہ صاحب دہلوی سے بیعت بھی لی تھی اور پھر شاہ عبدالعزیز کے بعض فیاض شاگردوں نے سید صاحب سے بیعت کر لی۔ شاہ ولی اللہ خاں اپنی چادر لٹا کر دعا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خرقہ پہن کر ان دونوں شاہوں سے بیعت معنی فرمائی۔ شاہ ولی اللہ دہلوی خود فرما رہے ہیں کہ یہ معہودہ نہ ہوا کہ وہ جوان کون تھے۔ ان کی ولادت تو شاہ صاحب کی وفات سے ۲۵ برس بعد ہوئی تھی۔ اس خواب میں مسجد جامع دہلی اور مسجد اکبر آبادی کا تذکرہ ہے جن دونوں مسجدوں کا حضرت سیدنا تحریک سے گہرا تعلق رہا۔^(۱)

(۲) فیوض الحرمین میں شاہ صاحب نے اپنا ۳۴ سال مشاہدہ لکھا ہے۔

”میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ”قیام الایمان“ ہوں۔ قیام الایمان سے میری مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ان دینی میں کلمہ فتح کو قیام الایمان کا لفظ فرمایا تو اس نے اپنے دوستوں کی تحسین کیسے جگے بہ طور پیدار یہ کار کے مقرر کیا۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ کئی بار وہ مسلمانوں کے شہر پر قبضہ ہو گیا۔ اس نے ان کے دل و مٹھ و گوت سے کھینچ لی اور ان کو پھانسی دیا گیا۔ انہیں کے شہر میں کفر کے شعائر اور رسوم کو جو جہنم کی آگ خدا کی بناؤں سے مٹانے سے سب کے شعائر اور رسوم کو مٹا دیے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پر غضب کیا اور میں نے اللہ کے اس غضب کو مالاہلی میں ایک مثالی صورت میں محسوس کیا۔ غضب الہی کی اس مثالی صورت سے میرے اندر بھی غضب کا اثر مرتفع ہو گیا۔ چنانچہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ غصے سے بھرا ہوا ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ میرا اس وقت غصے میں تھا نتیجہ قرآن کا جو مالاہلی میں ایک مثالی صورت سے مجھ میں مٹی تھی نہ کہ میرے دل غصے کا مٹھ دنیا کے اسباب میں سے کوئی سبب ہوا۔ اسی دوران میں نے دیکھا کہ میں لوگوں کی ایک بڑی بھیڑ میں ہوں جس میں کہ روٹی بھی ہیں اور بھی بکریاں۔ عرب بھی ان میں سے بعض تو اونٹنوں پر سوار ہیں اور بعض ٹھوڑوں

الغول النحلی (قاری نعمت اللہ شاہ طبعی) کا ماری مکتوب ۱۲۷۵ھ تا ۱۲۸۱ھ، جلد ۱، ص ۱۶۸، اور ۱۲۸۱ھ تا ۱۲۸۷ھ

قیام الایمان کا ماری ۱۲۷۵ھ تا ۱۲۸۱ھ، ص ۱۶۸

(۲) دیکھئے غزوات (مکتوبہ) ص ۱۶۸، اور اس میں دیکھئے کہ مکتوبہ شاہ ولی اللہ نے ایک خواب کی تعبیر یہ کہ

پر اور بعض پیس ہیں۔ اس بھائی من سب ترین مثال برونی ہستی سے آدنی ہے۔
موقع پر میدان وفات میں جان کے نکل جانے سے۔ میں نے دیکھا کہ یہ سب
سب میرے قفس ہاٹ جانے کی وجہ سے غصے میں جھک جاتے ہیں اور مجھ سے
پوچھ رہے ہیں کہ اس وقت لڑکا کیا کھاتے ہیں؟ میں نے ان سے کہا کہ ”جو کچھ مانو
توڑو۔“ وہ کہتے تھے کہ یہ سب ہمہ میں نے خوب دیکھا جب تک قہر نہ دھجو
۔ میں نے ان کو دیکھا۔ میرا یہ لڑکا تھا کہ وہ آپس میں کہتے تھے۔ انوں نے انوں
سے مضحکہ اور مے شمع دیکھنے۔ چنانچہ ان میں سے بہت سے قہر میں اچھڑ گئے
ان نے انوں کے بھی لڑکے اور لڑکیاں لے کر مجھ میں ان شوق حریفانہ اور خوب
یہ یہ قہر اور اس سے کہنے انوں کو قہر یہ یہ قہر۔ یہ وہ بھی میرے پیچھے پیچھے
چلے۔ ہم نے بھی ہی حریفانہ یہ شک۔ بعد دوسرے شوق، یہ جیسے لڑنے پر قہر
میں ہم کہ ہم ان کے پیچھے اور وہاں ہم نے لڑا تو قہر یہ وہ ان سے ان شوق اور
نہیں۔ اور لڑکے بعد ہوش و قیادت نہ رہے۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ مسلمانوں
تہذیب میں ان کا قہر کا ہوش و قیادت سلام سے سوتھو ساتھ چلے۔ ان کے ان میں
ہوش و سلام نے لڑنے کا ہوش و قیادت کرنے کا قصہ یہ۔ میں نے ان کو ان سے کہوں
کہ خوب زور سے پتہ نہ آتا تو میں پھر ان کے بہ رمت جان برونی سے۔ میں نے ان
سے دیکھا کہ رمت اور سلام نے ان سب مسلمانوں کو جو ان انی میں شریف
ہوئے اپنے دشمن میں سے یہ ان کے رمت کا فیضان ہوتا ہے۔ ان کے بعد میں نے
دیکھا کہ ایک شخص نے ان کے مجھ سے ان مسلمانوں سے اتفاق پوچھا جو ہمارے
دوسرے سے رمت تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ ”خوب دیکھنے میں تو قہر یہ انوں
ہو۔ میں برونی و قہر یہ ہے۔“

یہ خوب میں نے ان قہر میں دیکھا۔ رمت کا قہر میں دیکھا۔“

اس خواب کی تشریح و تفسیر مولانا منظر الحسن گیلانی نے خوب کی ہے۔“

موت کے ہیں کہ ”تھمک اس تاریخ سے ۲۵ سال بعد یعنی ۱۳۰۵ھ میں اپنی وفات سے تین

سال پہلے۔۔۔ جو کچھ خواب میں دیکھا تھا، بیداری میں۔۔۔ پھر اسی کا وہ انداز کرایا گیا۔“ انہوں

(۱) خواب کے لیے یہاں الفاظ کل مطلق استعمال کیے گئے ہیں کہ ”خوب“۔ ”خوب“ جو دو بار ”خوب“ و ”خوب“۔

(۲) اشعار و اشعار تہذیب و تمدن میں ”خوب“ اور ”خوب“ کے لیے ”خوب“ اور ”خوب“۔

(۳) تہذیب و قہر کے لیے ”خوب“۔ ”خوب“ (مئی ۱۹۹۹ء) میں ۹۵ء

امرا نے ان سے ساز باز نہ رکھی تھی۔ شاہ صاحب نے نجیب الدولہ و لعلہ کے اب جانوں کی قوت و
 قوتِ شہرہ دہی ہے اس سلسلے میں ان کے دو خط بہت اہم ہیں جو اسی مجموعہ مکاتیب کا حصہ ہیں اور جو
 مرحوم شایق احمد گھامی کی کتاب ”شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات“ میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان دو
 خطوں کا اردو ترجمہ ملاحظہ کیجئے

فقیر نے مانہ، قند میں قومِ جاد کی خلعت بھی مہزوں کی دہنِ طریقی دیکھی ہے۔
 میں نے دیکھا کہ جانوں کے دیرات و قہقروں پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا ہے۔ وہ
 مسلمانوں کی پناہ گاہیں بن گئے ہیں۔ نہ سب قیاس یہ ہے کہ وہ جسے جانوں کے قہقروں میں
 ہمیں کہ یہ بات غیبِ الغیب میں ہے شہد ہے۔

اللہ کے فضل سے امید یہ ہے کہ نجیب فقیر کا صلہ دہی اور ان معذوں کی فوجیں تیار
 ہو جائیں گی۔ مگر آج ضرور سمجھنا پڑے کہ دشمن سے جنگ کرنے میں کوئی بھی ہوتی ہے
 ہی معمولی سی خبر سے دل پر دائرہ نہ ہو جائے۔ حضرت ابنِ مسعودؓ نے فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا
 ہے جس میں نجیب و غمزدگی نہیں آئے۔ اس پر کہ میں نے یہ دو مہار سے نصیب فقیر کی
 بات کے خلاف ہے۔ یہ بات فقیر اس حد تک ہے جیسے کہ سب چٹواری جموں
 سے دیکھا ہے۔

حیات تھیں۔ انہوں نے تین اولادیں چھوڑیں۔ ایک بچی عمر ۶ سال، دو بچے (شیخ محمد) عمر ۳ سال، تیسری بچی عمر ۶ ماہ۔

شاد صاحب کے ایک خط (بنام مخدوم محمد معین شصتوی) سے شیخ محمد کی ولادت ۱۴۶۹ھ - ۱۳۳۳ء دریافت ہوتی ہے۔ والدہ کی رحلت کے وقت دو تین سال سے تھے تو والدہ کا انتقال ۱۴۸۵ھ - ۱۳۶۰ء میں ہوا۔ شاد صاحب نے مقدمہ ثانی - ۱۵۲ھ - ۱۳۶۰ء میں لیا۔ ان زوجہ سے دونوں صاحبزادیوں کا منہ ولادت بھی اس خط کی روشنی میں متعین ہوتا ہے۔

(۴) مکتوب ۶۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب مسوی شرح "مواعظ" (بزبان عربی) کی تالیف زور دی ہے۔ مکتوب ۷۳ میں بواضع (شرح حزب المنہج) کی تالیف کا ذکر ہے۔ خط ۱۳۴ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مسودہ صاف ہو رہا ہے۔

خط ۱۵۵ میں جتہ اللہ الہاد اور الہاد فی سلاسل اوریا اللہ کی تکمیل کا ارادہ ہے۔ مکتوبات ۴۲۴ میں بھی تصانیف کا تذکرہ ہے۔ مکتوب ۴۶۸ سے "الہاد کے مسودے کا نو مکتوب ۴۶۸ سے مکتوب ۴۶۹ میں لغوی حسی کا حوالہ ہے۔

ایک خط میں خیر کے مسودے کا تذکرہ ہے (۱۴۲) اگلے خط میں جتہ اللہ الہاد کے بعض اجزاء کا ذکر ہے۔ ازالہ الخلفا کی فصل چہارم تسویدی منزل میں ہے (۱۵۲) اس وقت ہر سب سے بڑا مقصد درگاہ اسی میں ازالہ الخلفا کی تکمیل کے لیے التجا کر رہا ہے اس میں رسالہ تدوین مذهب فی رواق الفکر کو بھی ایجاز و اختصار کے ساتھ لکھ دیا ہے۔ " (۱۵۲) ازالہ الخلفا میں تشریح مسائل فی انورین لکھنا شروع ہو گئے ہیں۔ (۱۶۲)

(۵) (جلد ۲ مکتوب ۹) سفر حج کا تذکرہ ہے "روزہ و شنبہ روزہ و اربعہ و اہم و آخر و پھر رسیدہ شد۔ بتاریخ چہارم سبب ہجرات و چہ نمود و خواہ شد۔" یعنی ۱۲ جماد الآخرہ ۱۴۳۳ھ / ۲۴/۲/۱۹۰۴ء و پھر ۱۰ صعدہ کو شاد صاحب جمیر پہنچے اور دن بعد وہاں سے ہجرات کی طرف سفر کرنے کا ارادہ کیا۔ ۱۲ جماد الآخرہ و روزہ و شنبہ بتاریخ گیا ہے مگر تقویم کے حساب سے اس تاریخ کو بوقت کا دن آتا ہے۔

(۶) اسی خط (۹۲) میں یہ بھی لکھا ہے کہ "والدہ صاحبہ و اس بیت این فقیر ہمد را تسکین و بند" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۴۳۳ھ / ۱۰ صعدہ میں شاد صاحب کی والدہ ماجدہ حیات تھیں اور اہلیہ بھی۔

- (۱) بعض خطوط سے شاہ صاحب کے شخصی حالات کا اندازہ ہوتا ہے۔ مکتوب ۱۵۲/۲ میں ہے کہ "بائیں ایک فلسفہ مباحثہ نیست" (۱)۔ مباحثہ میر کا پاس ایک پیسہ بھی نہیں)۔ مکتوب ۱۵۵/۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں مکان خیالی کر کے اکبر آبادی مسجد میں آ رہے تھے۔ چالیس دن اس میں مقیم رہے۔ ہر سال مکان کی چار پانچ اور چٹانیاں تبدیل کی جاتی تھیں۔ (۱۵۵/۲)
- ایک دختر پیدا ہوئی ہے، مرقیہ رکھا ہے۔ (۲۷۲) حریت دے دے جواب دیا ہے۔
- (۱) شاہ مبداء عزیز و دیوی اسکے بارے میں "عبد حمید نے تواتر میں قمریہ پڑھا۔ پچھلے سال سے بہتر" (۱۵۱/۲)
- (۲) مجھ کو جمع مسجد دینی ملتی ہے۔ حدیث توفیق کی خاص طور پر تقلید ہوگی۔ مزاحم کے ساتھ دینی نہ نہیں۔ (۱۵۲)
- (۱۰) بادشاہ و مسلمان اور اسلامی شعروں کے ساتھ متعلقہ لوگوں پر ہیں۔ (۱۵۲)
- (۱۱) صوفیہ کی لفظی حد فیموں کو "الحق قدس" میں دیکھا گیا ہے۔ اس کا کتب و مکتوب حد کتابت سے بڑھ گیا اور ایک مستقل رسا ہو گیا۔ آپ جو نام مقرر کریں وہی رکھ دیا جائے گا۔ حسب دستور قہر یہ کہ فقیری یا تصوف کی سنت یا تصحیح اور اس کا مرنے میں یہ دورے دور میں آپ کو دخل رہا ہے۔ (۲۰۲-۲۱۱) نیز (۲-۳)
- (۱۲) اسوہ کے ترجمے میں مشغولیت ہے۔ (۲-۳)
- (۱۳) مسئلہ وحدت اور جوہر کے بارے میں (۲۸۲)
- (۱۴) "اور خاندان شاہ" دو صد سالہ یا قہر ترازین است ایٹلائے کہ خواہ شد نبود" (۲۸۲)
- (۱۵) میر نے حضرت (شاہ مبداء) کا وہ باب ہندی میں یہ دو پڑھتے تھے اور انہیں بہت رقت ہوتی تھی۔ (۱۵۲)

پات جھڑتے یوں نہیں سن رہے بن — رات
اب نے پچھڑے ہو ملیں دور پڑیں کے جا —

(۱۶) ہر شخص کو دوتا ہے جو اس کا دلی مطلوب ہو۔ میں نور اللہ اور میں محمدؐ شق و

”ہا“ مطلوب تھی وہ انھیں مکنی اور اس سے گئے عروج کے امیدوار ہیں (۶۶/۲)

(۱۷) وکر جہر سماع غنا اور محبت ائمہ زیاتیں سننے سے قلب بیدار ہوتا ہے۔ (۶۶/۲)

(۱۸) بندہ کا ایک دو ہا میرے قلب میں اللہ کیا گیا ہے۔ (۶۶/۲)

میرے من میں چیت ہے جس دیکھت مجھ چین

کئی گئی اب دن چھرے کیوں کوئے دن رین

(۱۹) شاد عہد ابرہہ کے فزندی وادت نام محمد نعمان تجویز کیا۔ اپنی ایہ کا سلام

ہے۔ (۳۳/۲)

(۲۰) مسجد اکبر آبادی کے لاسق سفارش متفقہ وقت پر ہا کرے۔ (۱۶۰/۲)

مصادر اور مراجع

(شاد ولی اللہ دہلوی کی جن تصنیفیں فہرست مقدمے میں پیش کی گئی ہیں) ایسے ہی ان کے تعلق سے متعلق دیگر پستے درج کیے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ درج ذیل کتابیں اس کے سوا کچھ اور افکار کا تفصیلی مطالعہ کرنے میں مددگار ہو سکتی ہیں۔

- ۱۔ آثار الصفا دہلوی سید محمد بن شاد ولی اللہ ۱۹۶۰ء
- ۲۔ بچہ ہجوم نواب صدیق حسن خان (تاریف ۱۹۶۰ء)
- ۳۔ انتخاب المصنف نواب صدیق حسن خان (تاریف ۱۹۶۱ء)
- ۴۔ روح المعانی مکتوبہ حسن آسٹونی
- ۵۔ محفل فقہ اور شاد ولی اللہ دہلوی، جامعہ مظہر بنی اسرہل
- ۶۔ التعمید لتعریف انصاف الحدید حبیب اللہ علی شاہ، ۱۹۶۰ء
- ۷۔ دانش فقہیہ حسن آسٹونی محمد حسن
- ۸۔ غرقان (پیرانی) شاد ولی اللہ نواب مرتبہ محمد مظہر، مولیٰ مدھیہ
- ۹۔ لغز الحلی (فارسی متن) مرتبہ میرزا حسن نورانی، مولیٰ مدھیہ ۱۹۶۰ء
- ۱۰۔ لغز الحلی سائید عبد الفتی محمد حسن نورانی، تاریخ ۱۹۶۳ء
- ۱۱۔ لغز الحلی مرتبہ شاد ولی اللہ دہلوی
- ۱۲۔ نور مکتوب (قلمی) شاد ولی اللہ نور بخش شاد ولی اللہ مدھیہ ۱۹۶۰ء
- ۱۳۔ پانی بندستان (اردو قلمی) شاد ولی اللہ نور بخش شاد ولی اللہ مدھیہ ۱۹۶۰ء
- ۱۴۔ تاریخ الناصح علی فاخر خٹک، اللامہ قلمی میرزا حبیب علی دہلوی کا سب سے پہلا مکتوبہ، مولیٰ مدھیہ ۱۹۶۰ء
- ۱۵۔ تذکرہ دانشیر، شاد ولی اللہ مدھیہ
- ۱۶۔ تذکرہ مولیٰ بند، حسن علی ۱۹۶۰ء
- ۱۷۔ تذکرہ عشق بند مرزا حبیب
- ۱۸۔ حدائق الحقیقہ فقہیہ محمد حسینی ۱۹۶۱ء
- ۱۹۔ صحت ولی امس میں تاریخ کا مرتبہ صحیح احمد علی بخاری، لکھنؤ، لکھنؤ (سہ ماہی) سید محمد نور، ۱۹۶۰ء
- ۲۰۔ حیات حبیب مرزا حبیب دہلوی
- ۲۱۔ حیات عزیز سید احمد علی امس دہلوی ۱۹۶۰ء
- ۲۲۔ حیات عزیز رحیم بخش دہلوی ۱۹۶۰ء

- ۲۳۔ خزائن الامانیہ، غلام سرور لائبریری، شکر پور، پشاور، ۱۳۵۰ھ
- ۲۴۔ دہلی اور اس کے اطراف مولانا سید عبدالغنی رائے بریلوی، ۱۹۶۱ء
- ۲۵۔ سیر المتفاحین، غلام حسین صاحبانی
- ۲۶۔ سید احمد شہید از غلام سرور مولیٰ مصر
- ۲۷۔ سیرت سید احمد شہید، مولانا سید ابو الحسن علی مدنی
- ۲۸۔ سیر دہلی محمد آجیو، طالبی دہلی پوری، انوار، ۱۳۵۰ھ
- ۲۹۔ شادی لہو — عربی نثر کے محسن الرحمن حسینی، لاہور، ۱۹۶۶ء
- ۳۰۔ تعلقات شاد محمد اشعاع شہید
- ۳۱۔ مرآۃ العیون (دقائق عبدالقدور خانی) تالیف ۱۷۳۱ء، مرتبہ فائدہ محمد ایوب قادری
- ۳۲۔ فخر الہی، نور الدین حسین فخری، ۱۷۹۰ء
- ۳۳۔ قتلہ رفیق احمد علی خیر آبادی، مرتبہ فائدہ محمد باقر
- ۳۴۔ اہل بیت طہارت، فائدہ محمد علی خیر آبادی
- ۳۵۔ عبادت عزیز، (تالیف ۱۷۹۰ء) نواب مبارک علی خان
- ۳۶۔ پیر کرم، غلام علی آزاد، پٹنہ
- ۳۷۔ مقامات طریقت، عبدالرحیم ضیاء، حیدر آبادی
- ۳۸۔ مقامات مقدسہ، شاد غلام علی دہلوی، مرتبہ محمد اقبال مجددی
- ۳۹۔ مقدمہ، قادیانی شاد عبدالعزیز، مرزا محمد بیگ دہلوی، ۱۷۹۴ء
- ۴۰۔ ملفوظات شاد عبد العزیز دہلوی، مرتبہ قاضی بشیر الدین بیہ ضلعی، مطبع پٹیائی میرٹھ (اردو ترجمہ) از محمد علی لطیف، ۱۷۹۰ء
- ۴۱۔ مناقب فخریہ، نواب غازی الدین فیروز جنگ، ۱۷۹۰ء
- ۴۲۔ بیعت درود، شاد غلام علی دہلوی، ۱۳۴۳ھ
- ۴۳۔ محمد میاں، عوامی بھند کا شاد، لاہور، ضلع
- ۴۴۔ نقش حیات، مولانا سید حسین احمد مدنی
- ۴۵۔ نور القلوب (قصی) ملفوظات شاد آفاق، سیہ ٹکلی، مولانا محمد علی رضوی (فارسی نثر اور فارسی)
- ۴۶۔ واقعہ دارالعلوم، دہلی، بشیر الدین احمد، لاہور، ۱۳۳۳ھ
- ۴۷۔ یادگار دہلی، سید احمد علی، مطبع احمدی دہلی، ۱۷۹۴ء
- ۴۸۔ حجت اللہ، شاد درود شمس، مولانا حبیب اللہ سندھی، لاہور، (۱۳۵۰ء، نیت لکھنؤ)
- ۴۹۔ شاد ولی اللہ اور ان کا فلسفہ از مولانا حبیب اللہ سندھی، مرتبہ پروفیسر محمد سرور سندھ، سائر انجمنی، لاہور، ۱۹۵۰ء
- ۵۰۔ شاد ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک، مرتبہ محمد سرور سندھ، سائر انجمنی، لاہور، ۱۹۵۰ء
- ۵۱۔ شاد ولی اللہ، موسم انبیاء کا صوفی سکالر از فائدہ سندھی، منظر (انگریزی)، اسلام آباد
- ۵۲۔ ۱۹۵۰ء (قومی ہستی کشیش)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ویباچہ (از حافظ شاہ عبدالرحمن پچلتی)

(الحمد لله الذي) علم بالقلم علم الانسان ما لم يعلم (العلق ۴-۵)

تمام تعریفیں ثابت ہیں اللہ کے لیے جس نے سکھایا قلم کے زور سے اور اس نے آدم اور ان کی اولاد میں سے انبیاء کے اوپر صحیفوں اور کتابوں پر مخصوص قہر تن و نازل کر کے وہ باتیں سکھائیں جن سے انسان واقف نہ تھا۔ اور وہ انبیاء سب کے سب مرتبہ اول اور عظمت والے تھے اور ان انبیاء کے درمیان میں اللہ تعالیٰ نے جو رتبہ نبی حضرت محمد ﷺ کو عطا فرمایا جو سب سے زیادہ مرتبہ والے اور سب سے زیادہ عظمت والے تھے خاص کیا اور ان کو "فصل الخطاب" اور "جامع کلمات" بھی عطا کے ساتھ ساتھ خاتم المرسلین کے مبعوث کیا۔ ایسے جامع کلمات جو دقائق ابوت و حقائق جبروت اور تمام اسرار و حکم پر مشتمل ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس عطا کے ذریعے اس امت پر جو کہ خیر الامم ہے احسان کرے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے الامام کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھتیجے اور کامل ترین وارث کو کہ وہ لوگوں کو بہترین راستہ دکھائے تاکہ وہ لوگ دوسرے لوگوں کی ہمتوں کو چگانے کے لیے غفلت کی غیند سے اٹھ جائیں۔ پس وہ عارف ذات اور عارف صفات کے بیان کرنے میں اپنے نبی کا اتباع کریں خطاب و کتاب کے ذریعے سے اور وہ درود و تحفہ

اور مراست کے ذریعے سے 'تاکہ وہ لوگوں کو اس کا رخیہ کا گواہ بنا دیں تیرہ و تاریک نہانے میں۔

اور اہل و اہل صلوہ و سلام ہو سیدنا حضرت محمد ﷺ پر جو کہ سلطان عرب و عجم ہیں اور ان کی کل و اصحاب پر بھی صلوہ و سلام ہو جو کہ سخت اندھیروں میں ہدایت کے چراغ ہیں۔

کہتا ہے فقیر عبدالرحمن 'رحم کرے اس پر اللہ جو کہ رحمن رحیم اور ولی ہے۔ ابن محمد عاشق جو کہ اپنے مرشد (حضرت شاہ ولی اللہ) کی طرف سے سچی کے نام سے پکارے جاتے ہیں اور جو علاقہ سادات بارہہ میں مخلص کے رہنے والے ہیں رب قوی ان دونوں کے ساتھ اچھا معاملہ کرے۔

چونکہ اہل اہل حقیقت قطب اصحاب طریقت سیدنا و مولانا ابو الفیاض قطب الدین احمد معروف بہ شاہ ولی اللہ تعالیٰ ان کے ارشاد کے سائے کو تمام کائنات پر دائم رکھے۔ کے رفعت و مکتوبات کا ایک حصہ جو حضرت والا کے بعض اصحاب اور بعض منتسبین کی طرف صادر ہوئے تھے نیز تفسیسات ایہ جو مقاصد و مطالب مکتوبات کو سمجھنے کے لیے ایک جامع نسخہ ہے 'تلفند نہیں ہوئے تھے۔ اس کمترین درگاہ ولی اللہی نے ان کی جمع و تدوین میں اپنی سعادت دارین سمجھ کر اس امر جلیل القدر کے انجام دینے میں سعی یلغی۔ اس کا اتمام و تکمیل اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارا رب رحمن و مستعان ہے اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔ اور نہیں ہے کوئی گناہوں سے بچنے کی قوت اور طاعت کرنے کی طاقت مگر اللہ کے ذریعے سے۔

معارف و حقائق آگاہ شاہ نور اللہ کے نام

[اسرار کو چھپانے اور احکام شرعیہ کی ترغیب کے بیان میں]

برادر عزیز القدر میاں نور اللہ — اللہ تعالیٰ ان کو منور کرے —

سیدہ مسنون الاسلام کے بعد مطالعہ کریں —

آپ کا مکتوب بہت اُسلوب پہنچا اور حقیقتِ مرقومہ واضح ہوئی۔ علم وحدت وجود (فلسفہ توحید وجودی) آپ نیل کے مانند ہے کہ وہ مجبوہین کے لیے پانی ہے اور مجبوہین کے لیے بلاء و مصیبت ہے۔

اہل نفس کو جس قدر حیرانی وحدت وجود کے اس اعتقاد کی وجہ سے پیش آتی ہے معلوم نہیں کہ کسی اور بات کی وجہ سے اس قدر حیرانی پیش آتی ہو۔ عوام الناس کے لیے اس سے بہتر کوئی امر نہیں ہے کہ علوم تعلیمیہ اجمالیہ پر جن کو شرع

شاہ نور اللہ کے متعلق جامع نے یہ الفاظ لکھے ہیں کہ وہ حضرت شاہ ولی اللہ کے صحابہ و اصحاب میں سب سے زیادہ اقدم و اکرم (سب سے پرانے اور سب سے زیادہ با عزت) ہیں۔

علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے ، اکتفا رکریں ، متکلمین کی تحقیقات و ثبوتات سے قطع نظر کریں اور اس سے زیادہ کوئی غور و فکر نہ کریں ، نہ نفی میں نہ اثبات میں۔۔۔

والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

گرامی قدح محمد عاشق جیو سہم اللہ تعالیٰ

آنا بعد — آپ کا خط بہجتِ نخط پہنچا اور حقیقتِ مرتومہ واضح ہوئی۔ سالک کو حضرت حق تعالیٰ کے جلال و کبریائی سے قلبی تعلق رکھنے کے ساتھ ساتھ کچھ وظائفِ ظاہرہ کو بھی لازم رکھنا ضروری ہے۔ اس لیے کہ مردِ کامل وہ ہے کہ طبقہٴ نفسیہ (جسمانیہ) اور طبقہٴ نفسیہ (روحانیہ) میں سے ہر ایک کو کچھ فائدہ پہنچائے۔ چشم و جدان میں محسوس ہوا کہ مجذوبِ خالص کو سالکِ خالص کے مقابلہ میں دارالجزائر (آخرت) کے اندر کچھ رفعت و عظمت نہیں ہے۔ ہاں جو کمال مجذوبِ خالص کو فی نفسہ حاصل ہے وہ دوسری چیز ہے۔ اُس کمال کی رو سے دارالکسب (دنیا) اور دارالجزائر دونوں برابر ہیں۔ اس لیے کہ قوائے نفسیہ سے نہ تو کوئی کسب کیا جاتا ہے اور نہ اُس پر کوئی جزاء دی جاتی ہے.....

منش میں جامع نے اپنے والد بزرگوار کے متعلق لکھا ہے کہ وہ حافظِ علوم ولی الہی اور حاملِ اسرار بزرگی ولی الہی ہیں۔

جیسا کہ ایک عارف غازیوں کے میدانِ کارزار کے اندر عام لوگوں کی صف میں ملاحظہ ہوتا ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ تقسیمِ غنائم کے وقت اُس کا عرفان وہ شے ہے کہ جس کو اس نے جزا اور بدلے کے واسطے طلب نہیں کیا ہے بلکہ وہ عرفان اُس کا مطلوبِ لذتہ ہے۔ —

تمام وظائف جو ہمارے مختار و پسندیدہ ہیں تین ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "مدد طلب کیا کرو صبح و شام کے ذریعے سے اور کچھ رات کے آخری حصے کے ذریعے سے"۔ —

(۱) جب تہجد کے لیے اُٹھے تو (مع وثر) سات رکعت پڑھے یا نو یا گیارہ۔ ان رکعات میں سورۃ یٰسین پڑھے یا سورۃ واقع یا سورۃ یوسف۔ اس کے بعد ماثورہ دعاؤں میں سے کوئی دعا پڑھے، جو اس کے مناسب وقت ہو، اور چاہئے کہ دعا کا وقفہ اتنا ہو جتنا کہ سورۃ ملک کے پڑھنے میں ہوتا ہے، یا اس کے قریب قریب ہو۔ کتاب حصن حصین کی فصل "فضل الدعاء" کا بغرض معرفت مطالعہ کرنا چاہئے۔ اس کے بعد جتنی دیر بھی ہو سکے فکر اور تعلقِ قلب میں مشغول ہو جائے۔

(۲) نماز فجر ہے۔ اس کے بعد تسو بار کھلا لا اِلهَ اِلَّا اللّٰہ اور تسو بار سبحان اللّٰہ و بحمدہ اس کے بعد آفتاب کے بلند ہونے تک تعلقِ قلب حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہے۔ پھر دو رکعت نماز پڑھے، اور آفتاب کے گرم ہونے کے وقت چار رکعت پڑھے۔ —

(۳) نماز عشاء کے بعد ہے۔ تسو بار کھلا لا اِلهَ اِلَّا اللّٰہ غفی سے کچھ اُپر اور جہر سے کم آواز میں پڑھے۔ بعد سورۃ ملک پڑھے۔ اس کے بعد بستر پر جائے اور مودت پڑھ کر اور ہاتھ پر دم کر کے تمام جسم پر پھیرے۔

حقائق و معارف آگاہ شاہ نور اللہ کے نام

[در ارشاد و طریق تسکین طالبان]

برادر گرامی قدر میاں نور اللہ ————— اللہ تعالیٰ ان کو ان کی بلند یوں تک پہنچائے۔ فقیر ولی اللہ کی طرف سے سلام سنت الاسلام کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کی مکتوب بہت اُسلوب پہنچا اور حقیقت واضح ہوئی۔

اکثر آدمی جو کہ راہ خدا کی رغبت رکھتے ہیں اُن کی استعداد ایسی اُونچی نہیں ہوتی کہ ان کو حضور مجرّد کا مکلف کریں، یا دوامِ محبت کو اور معنیِ دلبر کے ساتھ وابستگیِ قلب کو صبح و شام اُن کا مطمح نظر اور نصب العین بنائیں اُن کا علاج یہ ہے کہ اُن کے حق میں دار و مدارِ امر کوئی اور چیز بنائی جاسے۔ مثلاً یہ ہدایت کریں کہ وہ دن رات میں چار ہزار مرتبہ کہنے لگیں (لا اِلهَ اِلَّا اللہ) کہہ لیا کریں۔ دو تین مہینے اُن سے اتنی ہی مقدار پر اکتفا کریں۔ جب اُن کا دل ذکر کرنے سے راحت و تسکین پانے لگے تو اُس وقت محبوبِ ذہنیہ شوقیہ کا مشاہدہ اسی شرطِ مذکور کے ساتھ کرتے رہیں۔ جب یہ ملکہ راسخ ہو جائے اُس وقت اُن کو ذکرِ خفی سکھائیں۔

میں نے غور کیا تو پتا چلا کہ اکثر سب لکوں کا اضطراب اس وجہ سے ہے کہ وہ اگرچہ فہم معنی خبر دہی استغاثت رکھتے ہیں، اور شوق تو سید بھی رکھتے ہیں لیکن ان کی حالت کے مطابق ان کی آلودہ طبیعت جو کہ پلے پن اور گھٹیا پن کی کشاکش میں پڑ گئی ہے، اس سعادت کو قبول نہیں کرتی۔ اسی وجہ سے ان کی حالت میں پیمیدگی واقع ہو جاتی ہے، اور قسم قسم کے شکوک اور طرح طرح کے تاریک خیالات ان کے ذہن میں ابھرنے لگتے ہیں۔

المختصر یہ بات جان لی گئی کہ آپس گروں کو پادشاہوں پر قیاس نہیں کرنا چاہیے، دونوں کی استعداد میں بڑی فرق ہوتا ہے، اس وقت میں راز کی تفصیل اس سے زیادہ ممکن نہیں تھی۔ اس کے بعد اللہ نے جاہات اور تفصیل لکھی جائے گی۔

واستلام

حقائق و معارف آگاہ شاہ نور اللہ کے نام

براہد عزیز میاں نور اللہ — اللہ تعالیٰ ان کو کمال کی نعمتوں پر فائز کرے
 فقیہ ولی اللہ کی جانب سے سلام محبت الیام کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا مکتوب پہنچی
 اور حقیقت مرئومہ واضح ہوئی۔ اس جگہ (دہلی) آکر اثر صحبت محسوس نہ کرنے اور واپس
 جانے کے بعد اثر صحبت محسوس کرنے کا سبب یہ ہے کہ طبیعت فقیر اس زمانے میں علوم
 ظاہر کی طرف مائل ہے اور وہ ظاہر کی طرف رُخ کیے ہوئے ہے اور باطن کی طرف
 پشت کیے ہوئے ہے۔ اور آپ اس کے برعکس ہیں.....

حقائق آگاہ شاہ نور اللہ کے نام

بعض شبہات کے جواب میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادر گرامی قدر میاں نور اللہ — اللہ تعالیٰ اُن کو عافیت سے رکھے۔
سلام محبتِ انتظام کے بعد فقیر ولی اللہ کی جانب سے مطالعہ کریں کہ آپ کا خط پہونچا
اور حقیقتِ مرقومہ واضح ہوئی۔ آپ نے بعض شبہات کے تفصیلی جوابات کی درخواست
کی تھی لہذا ان جوابات کو لکھنا شروع کیا جاتا ہے۔

بہر حال یہ بات کہ آپ کے حال کو معلوم نہیں کیا گیا، سچ کہتا ہوں اس کا سبب
ایک انقباض و کدورت تھا جو میں اپنے اندر آپ کی طرف سے پاتا تھا بغیر اس کے کہ اُس کی
کوئی وجہ معلوم ہو — بہت سی باتیں ہیں کہ منہ تک آئیں لیکن اُن پر لب نہیں کھولے
گئے — اللہ تعالیٰ ہی حقیقتِ دل کو خوب جاننے والا ہے —

بہر حال نایافت کا نہ پانے کا نقصان و اضطراب آپ کا مقصود ہے، لیکن مرد
وہ ہے کہ اس کو جو کچھ بھی پیش آئے اُس کو عقل و درک کی ترازو میں تولے، قیل و قال

پر قانع اور ہر چیز میں مقلد محض نہ ہو۔ آپ اپنے عقل و ادراک سے اس مسئلے پر غور کرو۔ ہم نے آپ ہی کو منصف کیا، آپ دیکھیں کہ آیا آپ کو فسار و بقاء کا کچھ حصہ اور دوامِ یادداشت طریق کی کوئی صورت تاخیرِ صحت کی وجہ سے حاصل ہے یا نہیں؟

اگر آپ کہتے اپنے آپ کو اس امر میں مشغول کر دیں تو یہ دائرہ لامحالہ وسعت پیدا کرے گا ہاں وسعتِ دائرہ اور ظہورِ آئنا کثرتِ توجہ کے سبب سے ہونا یہ ایک امر دیگر ہے۔ اور میری غرض یہی معنی ہیں۔ دی ہوئی چیز کو نہ دی ہوئی سمجھنا اور دیکھی ہوئی چیز کو نہ دیکھی ہوئی جاننا بڑے غضب کی بات ہے۔ اور آپ کی اصلی استعداد اسی دائرے کی وسعت ہے (جس کا اوپر ذکر ہوا) لیکن اس میں ترقی آنکا اس کے طور پر ایک ایسا امر ہے جو حساب سے باہر ہے۔

بہر حال یہ امر کہ فقہائے حنفیہ کی موافقت بعض ایسے مسائل میں جو کہ خلافِ احادیث صحیحہ میں ترک ہو جاتی ہے، اور یہ بات عوام کے طعنِ شیعہ کا سبب ہے، میں کیسا کروں آپ بھی جانتے ہیں کہ کتبائیت میں عصر کے بعد ایک : قد دیکھا گیا، اور اُسی دن بعض مسائل مجتہدیت کا، اور جو قیاس و اجتماع میں حق بات ہے، اُس کا ذکر ہوا تھا۔ اس کے بعد جب ہم دہلی پہنچے تو ہم سے : عام واقعہ میں کہا گیا کہ عملیات میں حق سبحانہ کی طرف سے ایک جمعیتِ قلب حاصل ہوگی۔ بالجلد کرم باری تعالیٰ سے امیدواری یہ ہے کہ آہستہ آہستہ ذہن اس کو قبول کریں گے۔ اور اس کے بارے میں مجھے کوئی اذیت نہیں پہنچے گی، اور اگر پہنچے گی تو میں کیا کروں معذور ہوں : ہ

(ترجمہ شعر) : ”اگر سلطانِ دین مجھ سے طمع کی فرمائش کرے تو میں طمع کروں گا اور اس کے بعد قناعت کے سر پر خاک ڈال دوں گا۔“

بہر حال یہ بات کہ میاں محمد عاشقِ نایافت کا نعرہ لگاتے ہیں، ان کے حال پر غور کیا جائے کہ یادداشت، توحید، و رفقِ تعالیٰ کی طرف جمعِ ہمت اُن کی رصد گاہیں ہیں یا نہیں۔

اس سے پہلے میں نے کہا تھا کہ اُن کو ایک نذرانے کے بعد کوئی قلق واضطراب باقی نہیں رہے گا۔ آپ بھی میرے اس کہنے کو جانتے ہیں۔ اب اس وعدے کی ابتدا ہے اگر اس اثناء میں اُن کو کسی اور مقام پر لے آئیں تو یہ حقیقت زیادہ تر واضح و نمایاں ہو جائے گی۔ اُن سے دریافت کریں، اُن ہی کو ہم نے اس مسئلے میں حکم و نالٹ کر دیا۔

بہر حال یہ بات کہ محمد عالم سے کہا گیا کہ ہمارا کام رونق پذیر ہوگا۔ اس قصے کی تفصیل یہ ہے کہ میں نے ان سے کہا کہ مجھ کو خلعتِ جتہ دیت دی گئی ہے تو انہوں نے کہا کہ امام کی تقلید کی جائے گی؟ میں نے کہا کہ حدیثِ نبویہ (صلی اللہ علیہ وسلم کی) خاص طور پر تقلید ہوگی۔ پھر میں نے اُن سے کہا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے اس فقیر کے حق میں وسعت و فراخی معاش کا ارادہ کیا ہے، اور فراخی معاش کی صورتوں میں سے ایک صورت بیان کی اور یہ کہا کہ اگر کر سکتے ہو تو اس طور پر کوشش کرو۔ ورنہ ایک مدت میں یہ دونوں (مذکورہ بالا) باتیں ظاہر ہوں گی، خواہ اس صورت سے خواہ کسی اور صورت سے۔ اب بھی میرا قول وہی ہے، اور حضرت کریم مطلق سے بھی امید رکھنا ہوں اور اس بات کے برخلاف ہر گز نہیں ہوگا۔

میں یہ نہیں کہتا کہ اُس وقت میرے خزانے میں درہم و دینار ہوں گے یہ بات نہیں ہے، بلکہ اتنا خرچہ مل جائے گا کہ پھر غمِ معاش باقی نہ ہوگا، اور اگر کوئی گنبد دار یا کوئی غریب و فقیر میری طرف امداد کے لیے متوجہ ہوگا تو اس کی خوراک و پوشاک کا متکفل ہو جاؤں گا۔

میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ تمام عالم میرے اس طریقے کو قبول کر لے گا بلکہ (قبول کرنے والے) تین یا چار اشخاص ہوں گے۔ یہاں تک کہ ایک وقت آئے گا کہ کام روشن تر اور واضح تر ہو جائے گا۔ میرے ہاتھ سے نہیں بلکہ کسی اور کے ہاتھ سے، میری نیابت کے طور پر۔ اس معنی میں کہ نہ تو یہ کام جذبہٴ گناہی کے خلاف ہوگا اور نہ کسی

کے منافی ہوگا جس کو میرے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے۔
 (ترجمہ شعر) : ”مصلحت یہ نہیں ہے کہ راز پردے سے باہر آئے ورنہ رندوں
 (عارفوں) کی محفل میں کوئی خبر ایسی نہیں ہے جو (منہوم) نہ ہو۔“

برادرِ محمد عاشق سے دریافت کر لیں کیوں کہ میں نے یہ حقیقت کئی مرتبہ ان
 کے سامنے بیان کی ہے (اور یہ بھی دریافت کریں کہ) کیا میں نے کوئی بات اس سے زیادہ
 کہی ہے یا میرے کلام میں کوئی کجی اور اختلاف ہے؟ مجھ کو آپ کے ساتھ ایک شفقت
 ہے جس کو میں ترک نہیں کروں گا۔ اسی لیے میں کہتا ہوں کہ آپ اُس شبہاں سیرت
 غیرِ مسلم کے ساتھ نشست و برخاست نہ رکھیں جو علمِ باطن سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا
 اور اُس کا علم فقط زبانی ہے، ورنہ آپ بے قدر اور بیکار ہو جائیں گے۔

آپ کا کام سب سے زیادہ میں تقلیدِ محض ہے نہ کہ تحقیق۔ ایسا نہ ہو (جیس کہ اس
 شعر میں بیان کیا گیا ہے)۔

ترجمہ شعر : ”ایک کو اچکور کی چال چلا، اُس نے اپنی چال ہی فراموش کر دی۔ یعنی وہ
 چکور کی چال تو کیا چلا خود اپنی چال ہی چھوٹ گیا۔“ (کو اچلا ہنس کی چال اپنی بھی چھوٹ گیا)۔
 دوسرے یہ کہ آپ نعماتِ قانون (مزامیر) کے سماع کے عادی نہ بنیں
 کیونکہ یہ مردِ سالک کے لیے ایک بُری بات ہے۔

”اگر تم اچھا کرو گے تو اپنے واسطے اچھا کرو گے، اور اگر بُرا کرو گے تو اپنے
 لیے بُرا کرو گے۔“

والسلام

حقائق آگاہ شاہ نور اللہ کے نام

بعض تاویلات و تنبیہات کی تسلی کے بیان میں

براہِ رگرمی میاں نور اللہ سلام محبت انتظام کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا مکتوب ہیئتِ سلوب پہونچا اور حقیقتِ مرقومہ واضح ہوئی۔

ہماری جنگ بھی صلح کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔ — بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کی طرفِ نظرِ رحمت سے دیکھے گا تو وہ بندہ کبھی بھی بد بخت نہیں ہوگا، اور اللہ اُس بندے کو کبھی بھی نظرِ غضب سے نہیں دیکھے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ایسا ہی معاملہ کرتا ہے جس بندے کے ساتھ چاہتا ہے۔

مگر چونکہ ہم اس عالمِ تغیر و تقلب میں پڑے ہوئے ہیں اس لیے اسی طریقے پر معاملہ کرتے ہیں جو اس جہانِ متغیر کے مناسب حال ہے، اور ساتھ ہی اصل محبت کی حفاظت اور غیبت کے عدمِ تغیر کو بھی ملحوظ رکھتے ہیں۔

آپ کو معلوم ہو گا کہ فقیر کی مجالِ صحبت میں سے ایک مجلس میں آپ نے ان شکوک و شبہات کو پیش کیا تھا (جو خط میں لکھے ہوئے ہیں) اور چونکہ اصل غرض پر

اطلاع کرنا یقینی طور پر مقصود تھا، اس لیے سب باتوں کو مستحسن پایا۔ ورنہ اصل غرض پر اطلاع مقصود نہ ہوتی تو بھی تعلق رکھا جاتا۔ صبر کا میدان اس سے زیادہ وسیع ہے، وہ ایک ضعیف پر تشنگی (صبر) کی لذت قوی فطرت لوگوں کے نزدیک انتقام کی لذت سے بہتر ہے۔ لیکن کیا کیا جاتے کہ اس طرح کی کوئی بات نہ تھی اور نفس کو اس شور و شعلہ و ہنگامے میں کوئی حصہ نہیں ملا تھا۔

اللہ میرے حال کو، اور آپ کے حال کو درست فرمائے۔ درمیاں کی بندیوں پر آپ کو فائز کرے اور ہماری آنکھوں کو آپ کے ذریعے سے ٹھنڈا کرے، درجہ کی محبت کو دارالآخرۃ بلکہ اُس سے بعد تک ہمیشہ ہمیشہ کے لیے برقرار رکھے۔ ورنہ آپ کے قدم کی تمام لغزشوں کو اور قلم کی تمام غلطیوں کو معاف فرماتے۔

اس شور و شعلہ میں جو طبیعت کے لحاظ سے ابھی نہیں تھی یک عجیب حالت محسوس ہوئی۔ اس کا کچھ حصہ ایک طویل پرچے میں میاں محمد عاشق کو دکھا گیا ہے..... شاید کسی وقت آپ اُس پرچے کی تحریر پر مطلع ہوں گے۔ سفر بدنی کی بالکل حاجت نہیں ہے، فقط سفر قلبی مطلوب ہے۔

والسلام

حقائق آگاہ شاہ نور اللہ کے نام

[تسلی اور ارشادِ ادب میں]

برادر گرامی قدر میاں نور اللہ ————— نورہ اللہ ———
سلام کے بعد مضامہ کریں —

آپ کا مکتوب مرغوب پہونچا اور حقیقتِ مرقوم معلوم ہوئی —

اے محبوبِ دل ! اس فقیر کے دل کی ایک ایسی خاص کیفیت ہے جو ازل سے ایک متغیر نہیں ہوگی، وہ کیفیت، شفقت ہے خلق اللہ پر عمومی طور سے، اور فصوصی طور سے ان لوگوں پر جنہوں نے اس فقیر کے واسطے سے حضرت وجود حق کے معاملے میں اپنے تعینات اعتبار یہ کوٹے کر کے رکھ دیا ہے۔ لیکن جب یہ ایک کیفیت اُن لوگوں تک پہونچتی ہے (جن کو فقیر سے تعلق ہے) تو وہ ہر دم ایک نئی شکل اپنی اپنی مختلف استعدادوں کے مطابق اپنے اندر پاتے ہیں۔

د قرآن میں ایک آیت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے :

”بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنی حالت

کو خود نہ بدلے۔" [۱۱/۱۳]

لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے قلم کی زبان آپ کے دل کی زبان کے مقابلے میں زیادہ فصیح و بلیغ ہے۔ ہونا یہ چاہیے کہ آپ کے دل کی زبان آپ کے قلم کی زبان سے زیادہ فصیح و بلیغ ہو۔ اور اس صفت میں کوشش کیجیے۔

۱ حدیث میں ہے کہ :

”بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں و اعمال کو نہیں دیکھتا ہے لیکن وہ تمہارے دلوں پر نظر رکھتا ہے۔“

وقت تنگ تھا ورنہ اس سے زیادہ لکھتا۔

برادر خورشاد شاہ اہل اللہ کھلتی کے نام

[اُس مکتوب کے جواب میں جس کے اندر حضرت شاہ صاحبؒ کو سفرِ حرمین شریفین کے ارادے سے (کسی عذرِ قوی کی وجہ سے) رجوع کرنے کی استدعا کی گئی تھی]

برادرِ اجمنہ میں اہل اللہ سلمۃ اللہ تعالیٰ

فقیر ولی اللہ کی طرف سے سلام مسنون کے بعد مطالعہ کریں

صحیفہ شریف پہونچا اور حقیقتِ مرقومہ واضح ہوئی۔ فقیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے کہ، دے حج اور زیارتِ قبرِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرے، اور حضرت رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فیوض حاصل کرنے کی تسکین پیدا ہو۔

حضرت مرحوم، شاہ عبدالرحیم دہلویؒ کا پہنچا ہوا لباس تھوڑے عرصے کے لیے ہم نے اپنے جسم سے جدا کر دیا ہے۔

(ترجمہ شعر) : " دوست نے میری گردن میں ایک رستی ڈال دی ہے، اور جہاں اس کا دل چاہتا ہے مجھے لے جاتا ہے۔ "

ہمارے نزدیک انہوں کی اطاعت کے مقابلے میں حضرت حق تعالیٰ کا حکم

اولیٰ واعلیٰ ہے ۔

ترجمہ شعر ” ہم نے اپنے سے اور اپنے رشتہ داروں سے جدائی اختیار کر لی

ہے اور ہمارے یار کے سوا جو بھی ہے وہ انکار ہے ۔“

ہمارے ذہن میں بن جانے لگا یہ بات ڈال دی گئی ہے کہ بڑے بڑے

(روحانی) میدانوں کی تمام ہمتیں تمھاری حفاظت و رستہ میں مصروف ہیں اور (سفر

حج و زیارت کے) جانے آنے میں حضرت حق سبحانہ کی عنایت تمھارے شامل حال ہے ۔

اس حکم اور علم یقین کے بعد انتہائی عسروئی کی بات ہوگی کہ چند بے توقیر جاہلوں کے کہنے

سے کہ جن کی بصیرت کی آنکھ ابھی تک نہیں کھلی ہے ہم (سفر حج کے ارادہ سے) باز نہیں

لباس ولایت جس کو اولیاء کی نیابت میں ”من فلان عن فلان“ کے طور پر

میں نے پہنا تھا ، تھوڑے دنوں کے لیے اس تمام لباس کو پہنے وجود سے الگ کر کے میں نے

تم پر ڈال دیا ہے ، اور خود بے لباس ہو گیا ہوں ، میں امید رکھتا ہوں کہ ایک لباس

خاص کہ وہ مظہریت و محمدی ہے ، اس زمانے میں اتنا قدرہ پہنچے پہنچیں ۔ یہی شوق میں

ہم کشاں کشاں جا رہے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ جہاں کہیں ہم جاویں گے حضرت حق تعالیٰ

اس سے زیادہ نعمت عطا فرمائیں گے ، خوش خوش رہو ورنہ میں کسی کہ ورت کو جگہ

زد و کوئی غمی ہو یا فقیرو ، اللہ تعالیٰ ان دونوں سے بالاتر اور علیٰ ہے ، اور اس آیت کو

جبرست پڑھو جس کا ترجمہ یہ ہے :-

”اے رسول آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمھارے آباء اور تمھاری اولاد اور تمھارے بھائی

اور تمھاری بیویاں اور تمھارے کنبہ اور تمھارے وہ مول جن کو تم نے کیا ورنہ تجارت جس

کی کساد بازاری سے تم ڈرتے ہو ورنہ مساکین و گھرجن کو تم پسند کرتے ہو ، اگر یہ سب

چیزیں تم کو اللہ اور اس کے رسول کے اور جہاد فی سبیل اللہ کے مقابلے میں زیادہ محبوب ہیں تو تم

انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے ام و فیصد کو خواجہ کرے ۔“

والتبر

شاہ اہل اللہ پھلتی کے نام

[اشرف سفر حرمین شریفین سے]

برادر ارجمند میں بن اللہ سلمہ اللہ۔۔۔

فقیر ولی اللہ کی جانب سے سلامِ محبتِ الیم کے بعد مطالعہ کریں کہ ہم پوری
آسودگی اور پوری عافیت کے ساتھ پیر کے دن بت ریح ۱۰ جہادی ثانیہ (۱۳۸۵ھ) کو
اجیر شریف پہنچ گئے۔ ہم جہادی ثانیہ کو گجرات کی طرف روانگی ہوگی۔ ان شاء اللہ۔
مرتبہ شریف۔ اسے سعدی اگر دوستِ حقیقی موفقی ہے تو دونوں عالم کی تکلیفیں درمستفین
آسان ہیں۔

ہم نے وہی سے اپنا سفر مس وقت تک نہیں نکالا جب تک کہ ہم نے یقینی طور پر
یہ بات معلوم نہ کریں کہ حضرت حق تعالیٰ (سفر حج و زیارت کے) جانے آنے میں پوری پوری
مس فی اور آسودگی شامل حال کرے گا۔ اور اس بات کو یقین کے ساتھ جان لینا بار بار

کے اہام اور مسلسل ذوق و شوق کے ذریعے سے حاصل ہوا تھا۔
 مختصر والدہ صاحبہ کو در فقیر کے سب گھر والوں کو تسکین و تسلی دیں۔ یہ
 بات یقینی ہے کہ گھر میں (حضرتیں) بجز حضرت حق کے کوئی حافظ و ناصر نہیں ہے، اور وہی
 سفر کے اندر حافظ و ناصر ہے۔ اور مجھے یہ بھی الہام ہوا ہے کہ یہ سفر جانے اور آنے
 میں بہت کامیاب رہے گا۔ میں نہیں جانتا ہوں کہ (اس سفر میں) اللہ کی نشت نیوں
 میں سے کس قسم کے فوائد حاصل ہوں گے، لیکن حضرت حق سبحانی نے یقین دلایا ہے کہ
 اس میں بہت سے ظاہری و باطنی فوائد نصیب ہوں گے۔ اس کے بعد طویل سفر
 کی وجہ سے توقف کرنا اور غلت زراہ کی وجہ سے ڈرنا محض بزدلی اور کم ہمتی ہے۔

دستام

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

مکتوب الیہ کی دادی کی تعزیت میں اور بشارت کے بیان میں

براہِ درگرمی قدرِ میاں محمد عاشق جیو سدا رہتا۔۔۔۔۔

فقیر دلی اللہ کی طرف سے سلام مسنون کے بعد ملاحظہ کریں کہ نانی صاحبہ کی وفات حسرت آیات کی خبر سنی۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے اور اُن کے درجات کو بلند فرمائے۔۔۔۔۔

نہیں کہہ جاسکتا کہ دل پر کیا گزری۔ ہمیں اس خبر سے (ذاتی طور پر) رنج و غم اور تشویش خاطر تو تھی ہی، لیکن آں عزیز (آپ) کے دل کی پریشانی اور آپ کے غم کے تصور نے ہماری تشویش خاطر کو ایک طرف رکھ دیا ہے، اور ہر جانب سے ہجومِ شکرِ تردد نے ہمارے ہوشِ گم کر دیے ہیں۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ بہادر شخص کو میدانِ جنگ میں اور مومن کو صبر و شکر کے موقع پر

سے شیخ محمد پھلتی کی اہلیہ محترمہ، جو شاہ محمد عاشق کی دادی اور حضرت شاہ دلی اللہ کی نانی تھیں۔

پہچانا جاتا ہے، اور یہ صبر و شکر مجموعہ مصیبت کے وقت مومن کی خاص صفت ہے۔ ورنہ ہر کس و نا کس ایمان و اطاعت کا خیال اپنے سر میں پکاتا ہے (ایمان و اطاعت کا دعویٰ کرتا ہے)۔ حدیث شریف میں ہے کہ ”صبر وہ معتبر ہے جو صدمے کے ابتدائی وقت میں ہو“۔ اور صبر سے مراد محض جزع و فزع (رونا دھونا) اور بے صبری کو ترک کرنا ہی نہیں ہے، بلکہ اس طور پر خوش ہونا ہے کہ اگر اس مصیبت کو قضا و قدر اس کے حق میں مقرر نہ کرتے اور اس غم کو اُس کے دل میں نہ پہنچاتے تو صبر کی جزاء، اس کو کس طرح مل سکتی تھی؟ اُس کا دل پڑ مردہ ہو جاتا اور جزع و فزع کرتا۔ (اور جبکہ وہ جزاء) اُس کو پہنچ گئی تو گو یا سوکھے دھانوں میں پانی پڑ گیا اور پیاسے کو شربت نصیب ہو گیا۔ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو بھی حالتِ روزی کرے، کیونکہ یہ حالت صبر کی بلندی اور اُس کی چوٹی ہے۔

عجائب اتفاق سے ایک یہ بات بھی ہے کہ اس خبر کے پہنچنے سے پانچ چھ روز پہلے والدہ صاحبہ نے خواب میں دیکھا تھا کہ گویا فرشتوں کی فوجیں آسمان سے نازل ہوئی ہیں، اور ایک امر کی تیاری میں سعی و یلغ کر رہی ہیں۔ اُس وقت کچھ معلوم نہیں کہ یہ کیا ماجرا ہے، اس کے بارے میں پوچھا جا رہا ہے۔ اتنے میں میاں محمد عاشق (یعنی آپ) آگئے، اور والدہ صاحبہ کے کان میں کہا کہ ”شستر لگا دیا گیا درخون بہت برآمد ہوا“۔ مختصر یہ ہے کہ والدہ صاحبہ کا یہ خواب ان خوابوں کے منجملہ ہے جن سے نجات و بخشش میت کا پتہ چلتا ہے۔ اس کے بعد ان شاء اللہ واضح طور پر لکھا جائے گا۔

عجیب بات یہ ہے کہ آپ نے لکھا تھا کہ کلیم اللہ کے طفیل میں (میرے لیے بھی دعا خیر کرنا) آپ نے یہ کیوں نہ لکھا کہ میرے طفیل میں کلیم اللہ کو دعائے نیر میں یاد رکھا جائے۔ قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ آپ زیادہ محبوب و زیادہ بزرگ اور میرے دل میں زیادہ گزرنے والے ہیں۔ شاید آپ اس

نکچے کو نہیں جانتے، اسی لیے آپ نے اس بات سے چشم پوشی کر لی ہے —

قرب نسبت کو کوئی دور کرنے والا نہیں ہے، بلکہ قرب قلب کو بھی کوئی دور نہیں کر سکتا۔ اگر آپ نہ ہوتے تو ہم بھی نہ ہوتے اور دنیا بھی نہ ہوتی —

نور سفید سے ایک رمز مکتوبات سابقہ میں آپ کی طرف سے لکھا گیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے: "ایک قلب ہے جس کا رنگ چاند کے رنگ کی تمک سے زیادہ ہے۔"

— اس دردِ تازہ کو غنیمت جان کر اس کے ذریعے سے بعض باریک حجابات کو دفع کرنے میں مدد طلب کریں اور غم و درد کے ذریعے سے شہرت اور مخلوق سے بھاگ کر مخلوق کی طرف جانے بلکہ مخلوق میں گھٹنے ملنے سے مستغنی ہونا چاہیے، اور دنیا کو ایسی سخت طلاق دی جائے جس کی واپس نہیں ہوتی۔ دنیا تفریق اور شکوک میں ڈال دیتی ہے۔ فکم من حبیب فارق حبیباً —

(ترجمہ شعر): "وقت آگیا ہے کہ میں قبیلہٴ بنائ کی طرف متوجہ ہو جاؤں اور ان بتوں کے غم کا حرف لوحِ دل پر لکھوں۔"

مکتوب یازدہم

﴿ ۱۱ ﴾

شہ اہل اللہ کھلتی کے نام

اپنی ص جزادی کے انتقال کی اطلاع

إِنَّمَا الْإِنْسَانُ ضَيْفٌ لَّاهِلَةٍ يُقِيمُ قَلِيلًا بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَرْحَلُ

(ترجمہ) ”آگاہ ہو جاؤ کہ انسان اپنے اہل و عیال میں ایک مہمان کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کے درمیان میں غمور اساقب مکتوب ہے۔ پھر کوچ کر جاتا ہے۔“
 برادر ارجمند سلام محبت الہیہ کے بعد مطالعہ کریں کہ عائشہ ایک وقتی اور عارضی نعمت تھی جس سے ”رذی الخیرونہ“ پر غلبہ تک ہم متمتع ہوئے تھے۔ چونکہ وہ مالک الملک حق مجتہد کی طرف سے ہمارے پاس ایک امانت تھی، اس لیے اس نے اس امانت میں اپنا تصرف کیا۔ پس ہم اللہ کے فیصلے پر راضی ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ (بے شک ہم سب اللہ کی ملک میں، اور ہم سب کو اسی کی طرف لوٹنا ہے۔)

ہر حال میں اللہ کی حمد اور اس کا شکر کرنا لازم و ضروری ہے
 اسے بھائی تم جی ایسے ہی راضی ہو جاؤ جیسے میں۔ راضی ہو۔ اگر راضی نہ ہو

قدرت نہیں رکھتے تو صبر کر دو۔ اور اگر صبر نہیں کر سکتے تو توبہ تکلف صبر کر دو۔ اور تمہاری طرف سے کوئی زیادہ غم واضطراب نہیں ہونا چاہیے اس لیے کہ یہ اضطراب ایک کمزوری ہے اور ہلکے پن کی بات ہے۔

جاننا چاہیے کہ وقتی دعارضی نعمت مسلسل فائدہ پہنچانے کے لیے نہیں ہوتی لہذا عطا کرنے کے بعد واپس لے لی جاتی ہے۔ پس پاک ہے ذات اللہ کی جو خداداد مجیدہ اور حمیدہ ہے۔ پنے تمام افعال میں۔

جیسا کہ میں خیال کرتا ہوں تمہیں اس خبر سے بہت زیادہ صدمہ ہوگا، تمہارا صدمہ اور تمہاری تشویش خاطر بہت زیادہ شاق اور سخت بات ہے۔ ع

چہ گویم ہمہ ہرچہ ہستی توئی

اسی وجہ سے آں عزیز کا اضطراب و غم ہمارے لیے مصیبت کی زیادتی کا باعث ہوگا۔ لہذا تمہیں لازم ہے کہ اپنے اس اضطراب و غم سے ہمارے دلوں کو تکلیف پہنچانے سے پرہیز کر دو۔

والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام [خیر کثیر کے مسودے کی خوشخبری]

دعا کہ ہمارا دے سر پانے کے قلم کے تحریر کا درد دہ ہے

سلام مسنون اور اظہار شوق کے بعد معلوم کریں — —
کس قدر بے نشا حیاں اور بے مزگیاں ہیں جو اس بے قرار کو دامن گیر ہو گئی ہیں۔
— سبحان اللہ! نغم دنیا کا بجوم اس قدر ہو کہ کسی کو بے قابو اور بے بس کر دے!
لیکن ایک شکل و صورت ہے جو بے سرو پا ہے، اور حکمتوں میں صوفی اور فلسفی کا غرق ہو جانا
اُس کی امواج میں سے ایک موج ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کٹاں کٹاں کتاب
خیر کثیر کی تحریر و تسوید میں سرگرم و مشغول ہوں۔ اُس کے مسائل و مضامین لگاتار ذہن
میں آ رہے ہیں اور جوق در جوق بجوم کر رہے ہیں — واللہ الموفق — (اور اللہ
توفیق دینے والا ہے)

(ترجمہ شعر) "چونکہ آپ اس کلام کا مبداء ہیں، اگر یہ کلام طویل ہو جائے تو آپ خود ہی اس
کو طویل دے رہے ہیں۔"

والسلام

مکتوب سیزدہم

﴿۱۳﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

[بعض بات راتِ محفّط کے بیان میں]

برادر عزیز القدر میاں محمد عاشق سَلَامُ رَبِّہٖ —

فقیر ولی اللہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں

رقعہ شریفہ حجۃ اللہ البالغہ کے اجزاء کے ساتھ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزاے
خیر دے، اور آپ کے قلب کو اور آپ کی اولاد کے قلوب کو اسی طرح زندہ رکھے جس
طرح آپ نے اس کتاب کو زندہ کیا۔

فقیر تہ دل سے آپ کے سلوک کی جانب توجہ رکھتا ہے۔ اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ
یہ توجہ کافی ہوگی۔ —

والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

[بعض طریق سلوک کی تلقین دے لیں میں]

برا اور عزیز میں محمد عاشق سلمہ ربّہ، فقیر دلی اللہ کی جانب سے سلام سنت
اسلام کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا مکتوب پہونچا اور حقیقت مرقومہ واضح ہوئی۔
اس مکتوب میں ایک طرح کا حُزن و قلق آپ نے غمخیز کیا تھا۔ اُس کا مصلح
یہ ہے کہ ایک دو مہینے کے لیے یہاں ادبی، تشریف لے آئیں۔ کریم مطلق کے کرم سے
یہ توقع ہے کہ اچھے طریقے پر یہ شرکایت دفع ہو جائے گی۔ اور یہ فقیر ملاقات کا مشتاق بھی
ہے۔ جب تک ملاقات نہ ہو اس وقت تک چند شب متواتر غسل یا تازہ وضو کر کے اور دو
رکعت نماز نفل پڑھ کر "اللہ اللہ" پوری پوری شدتِ تغیم کے ساتھ ایک ہزار بار پڑھیں
اور اس پڑھنے میں پیش نظر وہ نور ہو کہ جو بالائے عرش قائم ہے والرحمن علی العرش
استوی (اور رحمن تعالیٰ عرش پر بیٹھا) اسی کی طرف اشارہ ہے۔

وہ ایک ایسا نور ہے جو قمر کی طرح سے صاف اور روشن رنگ والا ہے۔ اور ہم نے زمانہ سابق میں اس نور کا حال آپ سے بیان کر دیا تھا۔ اور دراصل اس اسم مبارک یعنی اللہ کی حقیقت مثالیہ بھی نور ہے اور یہ تدلیسات حضرت حق میں سے ایک تدلیس ہے کہ تسکینِ قلب اور تدلیس کی طرف راہ یابی اسی کے اندر پوشیدہ ہے۔

الغرض اس طرح سے تصور کریں کہ ظاہری آنکھ سے یہ بات دکھائی دے کہ وہ نور اشیا سے مجرّدہ میں سے نہیں ہے، اور نہ اس قسم کی کوئی چیز ہے کہ عالم وجود میں اس کی نظیر نہ پائی جاتی ہو، یا اس کا تصور دشوار ہو۔ جب تک کہ اس نور کے ساتھ توجہ ممکن ہو اسی تصور میں مشغول رہیں اور پھر مذکورہ بالا باتوں کا حافظہ کرتے ہوئے ایک ہزار بار اللہ اللہ پڑھیں۔ جب تک وقت میں گنجائش ہو یہ عمل کرتے رہیں، اور یہ بات جان لیں کہ وجود مطلق اور اس کی طرف توجہ کرنا سلب و فنا کی قبیل سے ہے، وجود و بقا کی قبیل سے نہیں۔ بقا ان تدلیسات الہیہ کا منشا، یعنی جائے نشو و نما ہے اور فنا اخلاق وجود کا منشا ہے۔ باقی مباحث کو ملاقات پر موقوف رکھا گیا ہے۔

والسلام

مکتوب پانزدہم

﴿۱۵﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

[حضرت شاہ صاحب کے تمام امور میں کفالت الہی کا بیان]

برادر گرامی قدر میں محمد عاشق — اللہ تعالیٰ ان کو کمال کی مندی پر فائز کرے — فقیر ولی اللہ کی طرف سے سلام محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں کہ صحیفہ شریف پہونچا اور حقیقتِ مومنہ واضح ہوئی ۔

اتفاق سے اس جگہ (دہلی میں) ایک شخص صحاح شریف (صحیح احادیث کی چھ کتابیں) (میں سے صحیح مسلم) کی شرح نوویؒ اور تنقیح شرح بخاریؒ فروخت کرتا ہے دل ان کتبوں کے خریدنے کا خواہشمند ہے لیکن اسباب ظاہریہ یعنی اقتصادی حالات نے صحیح بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ ۔

ابو زکریا عینی بن شرف انودویؒ اشافعی متوفی ۷۴۸ھ کی شرح المنہاج فی شرح مسلم بن الحجاج کی طرف اشارہ ہے جو پانچ جلدوں میں چھپی ہے (الاعلام ۸/۱۳۹)

حافظ مغلطائی کے شاگرد بدرالدین محمد بن بہادر بن عبداللہ الزرکشی متوفی ۷۹۳ھ کی شرح التنبیخ لالفاظ الجامع الصحیح ”مراو ہے۔ یہ ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ (الاعلام ۶/۶۰)

کچھ بد و نہیں کر رہے ہیں۔ کیا کیا جائے؟ ہم نے اپنے آقا و مولا سے جو کہ ہماری جزوی و کئی حاجات کا مشغول ہے اس حاجت کو پورا کرنے کی دعا کی۔ حق تعالیٰ نے اس دعا کا قبولیت کے ساتھ استقبال کیا۔ اور اسی کے لیے تم تعریفیں میں اور اسی کا احسان ہے۔ اب دیکھا جاہئے اس دعا کی قبولیت کا ظہور کب ہوتا ہے۔ اور ایسے ہی ایک حویلی فروخت ہو رہی ہے۔ میرے دل میں اس مکان کی خریداری کے لیے آقا و مولا رب العزت سے دعا کا جذبہ پیدا ہو رہا ہے۔ اور بغیر مالذکبنا ہوں کہ میرے پاس ایک پیسہ نہیں ہے۔ آقلے حقیقی (بطور ابہام) فرماتا ہے کہ تمہارے اختیار میں کوئی چیز نہیں ہے، تمام کاموں میں اختیار میرا ہی ہے، اور تمہارے تمام منافع کا میں ہی کارساز ہوں۔ میں نے تم کو اپنے ظہورات حال کا مرجع بنایا ہے اپنے سمجھنے کے لیے نہ کہ غبر کے سمجھنے کے لیے۔ اور کیا میرے سوا کوئی دوسرا تیرے منافع کے لیے متصرف و کارساز ہے؟ ع

’میں تلو باپ سے زیادہ شفق ہوں۔‘

ان ایام میں جو حالت و کیفیت نصیب ہوتی یہ تھی (جو مذکور ہوئی)۔ یہ بہت ہی رنگین اور عجیب و غریب کیفیت ہے۔

دل ہمیشہ آپ سے مکاتبت و مکالمات کا خواہاں رہتا ہے۔ لیکن قاصد یا سفیر کے جانے کے وقت کو اور اس کی عجلت کو، پیش نظر رکھتا ہوں ورنہ ع

مُن از کجا غم یار ان مہربان ز کجا

(میں کہاں اور غم یار ان مہربان کہاں!)

شاہ محمد عاشق بھلتی کے نام

برادر گرامی قدر میاں محمد عاشق اس فقیر کی جانب سے سلام کے بعد مطالعہ کریں
کہ خط نبوت نمط پہونچا اور حقیقت واضح ہوئی۔ ماموں صاحب (شاہ عبیدہ اند بھلتی) سے
اتہاس کریں کہ ہمت کو مضبوط رکھیں۔ میں کیا کروں کہ میرے اند رہمت نہیں ہے۔ ہاں ایک
خاطر (جذبہ) ہے۔ اللہ تعالیٰ اس خاطر میں کوئی تاخیر عطا فرمادے۔

انغصہ دل ہر وقت آنا کشادہ رہتا ہے کہ اس کو مراد پر محمد و دکر نے کی کوئی صورت
نہیں ہوتی، الا بحسب خاطر۔

لیکن ہم اس قدر جانتے ہیں کہ جو کچھ ہمارے دل میں گذرتا ہے اگرچہ وہ بحسب خاطر
ہی ہو غالب یہ ہے کہ اس کے خلاف نہ ہوگا۔ اور اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

مکتوب بغداد

۱۷۱۰ھ

شاہ نور اللہ کھلتی ثم بڑھانوی کے نام

ایک عقیدت مند کی وفات پر اظہارِ افسوس اور بعض اُسرار کا افادہ

برادر گرامی قدر میاں نور اللہ ————— توڑہ اللہ تعالیٰ —

اس فیر کی جانب سے سلام سنتِ اسلام کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا مکتوب پہونچا اور حقیقتِ مندرجہ واضح ہوئی۔ محمد خان رحمۃ اللہ علیہ نے اس عالم سے رحلت کی —
اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر ہم راضی ہیں —

دل کو کس قدر صدمہ و غم پہونچا اس کو احاطہِ تحریر میں نہیں لایا جاسکتا۔ یہ غم اس لیے بھی ہے کہ وہ ایک سچی محبت کرنے والے، مشقتوں پر صبر کرنے والے، اور بہت خدمت کرنے والے انسان تھے۔ اس قسم کے انسان (کسی علاقے میں) دو تین یا چار کے سوا نہیں پائے جاتے اس طرح کے واقعات و سانحات کے پیش آنے پر اس فقیر کو عالمِ ناسوت (دنیا) سے ایک قسم کی وحشت پیدا ہو جاتی ہے؛ رفیقِ اعلیٰ کی طلب بہت زیادہ دامن گیر ہو جاتی ہے، اور دنیا کی شکل و صورت سے ایک نوع کی بے تعلقی اور عجیب طرح کی بے خودی سی ہو جاتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ محمد خان کی وفات سے ایک عجیب قسم کا غم و اہم دل کو پہونچا۔

دوسری بات یہ ہے کہ کس علم یا کس معرفت کو رائج کرنے والا اس شخص کے
 سوا ہوتا ہے جو حضرت حق تعالیٰ کی طرف سے اُن علوم و معارف کا مظہر ہو تب یہی
 طریقہ ہے اللہ تعالیٰ کا — اور تم اللہ تعالیٰ کے طریقے میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔ ۳۰۳
 دیکھا چاہئے کہ آئندہ اللہ تعالیٰ ان علوم و معارف کا رواج دینے والا کس کو بنائے گا
 اور یہ سعادت کس کو نصیب فرمائے گا :

آپ نے سفرِ حرمین میں خود میرے اس تردد کو دکھا ہے۔ لیکن یہ فقیر اس مسئلے کی
 اصل اور اس حالت کا منشا بیان کرتا ہے۔ (اور وہ یہ ہے کہ) آپ کو اس وقت قرب
 نوافل میں ایک اضمحلال اور ایک قُرب وجود حاصل ہے، جو ہر نئی اصطلاح میں مستحب سے
 قُربِ نوافل سے عبارت ہے۔ اور حقیقت نہ برہ کی پگنگی سے خلوت و صہوت میں دُنبول و دُنیب
 سے جہول کی ایک اچھی کیفیت کہتے ہو۔ ورنہ حالِ قُربِ فرائض کی یک شاست ہے۔ اور مغرور
 جو کہ اجمال میں تمام مقامات کا احاطہ کرنے والا ہوتا ہے۔ اور بعض مقامات سے لذت یا سب بھی
 ہوتا ہے، اُس کو گردشِ اوقات کے اعتبار سے ذوق و شوقِ حرمین امکہ و مدینہ، اسی
 وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ پس آپ حسبِ حالِ مشتاق ہو کر بیٹھیے، اگرچہ آپ ایک اہم
 مستحسن کے تصور کی حیثیت سے اب بھی مشتاق ہیں۔ ہم اس معنی کو ایک تمثیل سے وضع
 کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ آنکھ تعذیق و تائید کرتی ہے کہ عورتوں سے رغبت ہونا کم
 انسان ہے اور آنکھ اس معنی کی مشتاق ہے، لیکن وہ رغبت جو مردوں کو عورتوں کے
 اختلاط و ملاقات سے ہوتی ہے فی الحال اُس کو کہاں سے لائیں؟

بہر کیف اللہ تعالیٰ کی حمایت سے جب اس شہر (دبی) میں آپ آئیں گے تو
 اس راز سے واقف ہو جائیں گے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس بات کو مانگتے ہیں اور بے شک
 وہ قریب و مجیب ہے یہ فیصلہ اپنی شہرت کے مبالغے سے اور اپنے کمالات کے مشہور
 ہونے سے اور لوگوں کے عقیدہ تمسک و تابعدار ہونے سے، اپنے آپ کو تادور پاتا ہے

کہ بیان نہیں کیا جاسکتا۔

اگر غیب سے کوئی امر جو کہ ان باتوں کے ظہور کا باعث ہو آئے تو بظاہر اس کے احکام کا ظہور بحسب تدبیر اور بحسب غنڈی بخت ہوگا۔ جب حقیقت امر یہ ہے تو کیا کیا جاسکتا ہے؟ لیکن امید قوی ہے کہ نفس غیب جو کہ اُمور مذکورہ کا تقاضا کرنے والا ہے، بے معنی اور بے کار نہیں ہوگا اگرچہ یہ دُسانط (درمینی واسطوں) کے ساتھ کیوں نہ ہو۔

المختصر جم نے یہ نکتہ بار بار تحریر کیا ہے۔ اس کو کمتر سمجھ لیں۔ رحمن نے اپنی مخلوق میں جو مقتدر کیا ہے اس کے علاوہ ہم کسی چیز کی قلع نہیں کرتے ہیں۔

اشیاء کی جلت و حرمت دو قسم کی ہے۔ اور یہی اصل ہے۔

دوسرے یہ کہ جلت و حرمت اشیاء اولیاء، نقباء یا رُہاد کی طرف سے ہو۔ ان دو کے علاوہ اس باب میں بہت سے امور ہیں، اور شریعتِ مصطفویہ اس کو بیان نہیں کرتی اور جو جلت و حرمت لار اعلیٰ میں منعقد ہوئی ہے، وہ اپنی نسبت میں تغیر قبول نہیں کرتی یہ کلام ایک طویل و عرض رکھتا ہے جس کو حجۃ اللہ الہ اندہ میں پوری طرح لکھا گیا ہے۔

فقیر کا آنا جانا بہت دشوار ہے۔ تماشائے سبزہ زار کی آرزو کا جواب دینے کے لیے یہ شعر کفایت کرتا ہے۔

آں را کہ دوسراے نگار بست فارغ است۔ از سیر بوستان و تماشائے لال زار

ترجمہ: "جو شخص محبوب کے گھر میں رہتا ہے وہ سیرِ باغ اور تماشائے لال زار سے بے پروا ہے۔"

باقی رہی آپ کے احباب سے ملاقات، وہ آجائیں گے (اور ملاقات ہو جائے گی)۔ فقیر کے دل میں جو بات تھی، وہ یہی ہے جو کبھی گئی اور باقی آپ جو صمیمِ قلب سے نہ کہ رسم کی بنا پر یا لوگوں کے کہنے سننے سے، یا معرفتِ حقوق کی بنا پر مشورے کا قصد کرتے ہیں، فقیر بے شک آپ کے مشوروں کا تابع ہے، چاہے وہ سفرِ حرمین سے متعلق ہوں یا اُس کے ماسوا۔

ایسا عجیب شہادہ تو وارد ہے کہ جو کچھ اس مشورہِ حالیہ میں مُعتمِد و مقرر ہوتا ہے امورِ دیگر کے اختلاط کے ساتھ اشارہِ غیبی بھی اُسی کی طرف ہوتا ہے۔
والسلام

نہ تبادر کسی بات کا ذہن میں اچانک آنا۔ توارد: ایک کے بعد ایک بات کا سمجھ میں آنا، ایک جیسا مفہوم ہونا۔

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

[چند اشعار پر مشتمل جو کہ اسرار کو متضمن ہیں]

برادر گرامی قدر میاں محمد عاشق — اللہ تعالیٰ ان کو معارج کمال پر پہنچائے

فیقر ولی اللہ کی طرف سے بعد سلام محبت التزام مطالعہ کریں کہ یہاں ہر طرح سے عافیت ہے، اور آپ کی خبریت بھی ہر حیثیت سے مطلوب ہے۔

(ترجمہ اشعار عربی) (۱) بہت سے فراق ایسے ہیں جو حقیقت میں قرب ہیں، اور بہت سے فراق ایسے ہیں جو اصل کو کھینچنے والے ہیں۔

(۲) ایسے واقعات میں تو صرف جسم کو دیکھنے والا نہ بن بلکہ حقیقت کا طالب بن۔

(۳) قربِ ناسوت (دنیا والے قرب) میں دھوکا ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے

کہ دانائے راز کے نزدیک یہ ایک قسم کا فراق ہے جو فریبوں اور خیانتوں کو طلب کرتا ہے۔

میں چاہتا تھا کہ کوئی خاص بات لکھوں لیکن سوسے ان تین اشعار کے جو ایک عجیب

نکتے کو متضمن ہیں، اور کوئی مضمون ذہن میں نہیں آیا۔ ان ہی اشعار کو کافی سمجھنا چاہیے۔

والسلام

مکتوب نوزدہم

۱۹۰۰ء

حقائق آگاہ شاہ نور اللہ بوڈھانوی کے نام

[بشارت شمول حفظ الہی برائے شیخ نجیب الدین]

برادر عزیز القدر شاہ نور اللہ — نورہ اللہ تعالیٰ —
فیقر ولی اللہ کی طرف سے سلام سنت اسلام کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا خط بہت
نقطہ پہنچا اور حقیقت مرقومہ واضح ہوئی۔

دیہاتوں کی بد نظمی اور شیخ نجیب الدین کا اظہار اب معلوم ہوا۔ چاہیے کہ خاطر جمع رکھیں
اور پورے اطمینان کے ساتھ رہیں۔ اگر تمام عالم آگ ہی آگ ہو جائے تو حضرت باری کے
کرم سے یہ امید ہے کہ آپ لوگ سلامت رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے: ”اور مخالفین نے مکر کا ارادہ کیا
پس ہم نے ان کو بہت زیادہ خسارے میں مبتلا کر دیا۔“

بعد ازیں ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کے جان و مال اور آبرو کی سلامتی کی دعا ہر رات کو
کی جائے گی جیسا کہ پادشاہ مسلمین اور اسلامی شکروں کے لیے کی جاتی ہے۔

احتیاط کے طور پر ہر شخص ہر نماز کے بعد ایک ہزار بار یا حفیظ اور ایک ہزار بار
درود شریف اور پانچ بار سورۃ التالیف پڑھتا رہے اور ختم خواہ گان بھی پڑھیں۔

والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی ر کے نام

[مشتل بر بشارت]

برادر عزیز القدر میاں محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ بغفر ولی اللہ کی طرف سے سلام
محبت انبیا کے بعد مطالعہ کریں کہ ایک طویل مکتوب جو ایسے وقت میں لکھا گیا تھا جب یہ فقیر
دہلی پہنچنے کے قریب تھا، وہ اچھے وقت میں پہنچ گیا۔ اس میں لکھا ہوا تھا کہ ہم رے
ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی تھی کہ کوئی راز ایسا نہیں ہوتا کہ ہمیں آپ جس کی اطلاع نہ دیتے
ہوں۔ واقعی یہی بات ہے۔ میں کوئی راز ایسا نہیں جانتا کہ قصداً آپ کے پوشیدہ
رکھنے کی کوشش کی ہو۔ ہاں اگر بھول چوک یا تاہل سے ایسا ہو گیا ہو تو وہ دوسری بات
ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اس قسم کا خیال (آپ کے دل میں) کیوں گزرتا ہے؟ اور اس دسو
کا کب موقع ہے؟

(ترجمہ نعر عربی) "اے علی (محمد عاشق) آپ سے ایسی محبت ہے جو مکمل ہے اور فنا ہونے
والی اور متغیر ہونے والی نہیں ہے۔"

انحصار ان آیام کے عجائبات میں سے ایک یہ بات ہے کہ اس فقیر نے ایک دن

خواب میں دیکھا کہ دریائے شور (سمندر) کے کنارے پر کھڑا ہوا ہے اور وہاں پردیوانہ وار ایک شخص ہے جو ہر بندہ ہے، اور اس کے مزاق میں لڑکپن ہے۔ وہ اپنے ہاتھ پاؤں کی حرکت سے ہزار من کا لنگر اور بہت بڑا پتھر اپنی گردن میں لٹاتا ہے۔

یہ فقیر اور پوری جماعت اُس کی حرکات سے تعجب میں ہیں۔ اس اثنا میں اچانک ایک عرب کا باشندہ جو صالحین کی شکل و صورت میں ہے، سمندر کے درمیان سے آواز دے رہا ہے کہ 'ڈرو! ڈرو!'۔ میں نے جانا کہ وہ عرب اس جگہ سے جاگنے کے لیے کہہ رہا ہے۔ میں جلد وہاں سے بھاگا اور اس سمندر کی بندرگاہ کے پیچھے پہنچ کر بندرگاہ کا دروازہ بند کر دیا۔ یہاں تک کہ ہمارے اور اس شخص دیوانہ کے درمیان فاصلہ ہو گیا۔ وہ دیوانہ ہمارے جد ہو جانے کی وجہ سے وحشت زدہ ہو گیا اور اُس نے سمندر میں غوطہ کھایا۔ اس کے غوچے سے جو پانی اُٹھا ہے وہ ایک آگ ہے اور وہ آگ ایک خوفناک ہاتھی کی صورت میں دکھائی دیتی ہے۔ پھر وہ آگ مٹھ گئی اور غائب ہو گئی۔ اس حالت کو دیکھ کر میں حیران ہو گیا، اور بندہ فیاض یعنی خداوند کریم سے اس کی حقیقت معلوم کی ایک الہام قلب پر وارد ہوا کہ یہ شخص جنات کے خبیثوں میں سے ایک خبیث ہے جس کو ہندی زبان میں "سُر" کہتے ہیں۔

ان دو فرقوں کے قومی متناسق و متحد ہوتے ہیں۔ ان دو میں سے ایک فرقہ وہ ہے کہ جس کے نفوس کی سرشت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ جس چیز کی طرف متوجہ ہوں اس کو توجہ کی غایت بنا سکیں۔ بخلاف انسان کے کہ وہ مثلاً ایک پتھر یا آسانی، آتما سکتا ہے اور اُس کے دو گئے وزن کے پتھر کو وہ نہیں اُٹھا سکتا۔

دوسرا فرقہ کا ملین کہ ہے کہ اُن کی ہمت (توجہ) بھی کوئی حد نہیں رکھتی۔ اس لیے کہ اس سے زیادہ ہمت انسان کی قدرت میں نہیں۔ ان دونوں فرقوں کے درمیان ایک عظیم فرق ہے اس وجہ سے کہ (درحقیقت) کا ملین کے اندر کوئی (ذاتی) قوت نہیں بلکہ تمام قوتوں کا مجموعہ ہے، اس لیے کہ اجتماع اسباب کے وقت اور مصلحتِ کلیہ کے اس شکل کے اندر

منحصر ہونے کے وقت اس کامل کے فوارہ میں شخص اکبر ظہور فرماتا ہے۔ ان خبیثان جن کی قوت ان ہی کے نفوس میں رکھ دی گئی ہے۔ نیز (میرے قلب پر) یہ بھی الہام فرمایا گیا کہ جب بندوں میں سے کسی بندے کو قضا و قدر یہ چاہتے ہیں کہ اس قوم (جنات) کے دستِ ظلم و ستم سے نجات دیں تو اس قوم (جن) کی نظر کو اس شخص کی طرف سے ہٹا لیتے ہیں۔ ایسے ہی قرآن اور اسماء مستی کا بڑھن اسی طریقے سے تاثیر کرتا ہے مقابلہ و تصادم کے طریقے سے نہیں۔

اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ جادو کی حقیقت ان قوئی کا توجہ کرنا ہے کسی شخص کو تکلیف پہنچانے کی طرف کسی نہ کسی طریقے سے۔ الفاظ کو پڑھ کر ہو، یا طلسم کے ذریعے ہو، یا ہمت اور توجہ سے یا اور کسی طریقے سے۔ اور فقیر (ولی اللہ) لفظِ سحر سے اس قسم کے قوئی کی توجہ مراد یہ ہے۔

والسلام

حقائق آگاہ شاہ نور اللہ کے نام

ان کے فرزند کے تولد پر مبارکباد اور ارشادِ طریقِ معاش

برادر عزیزِ قدر میاں نور اللہ ——— شُورَہ اللہ ———

فقیر ولی اللہ علیٰ عہد کی جانب سے سلامِ محبتِ انجیم کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا
مرسد مکتوب پہنچا اور غیر دعاغت معلوم ہوئی۔ فرزندِ رحمت کی ولادت سے انتہائی
مست حاصل ہوئی۔

الحمد لله رب العلمین ——— اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ بچے کا نام عطا، اللہ
رکھیں ہر شخص کے حق میں یہ بات اُحسن و اَدب ہے کہ جو کچھ اللہ نے دی ہے اُسی پر راضی رہ کر
اپنے دل کو مطمئن رکھے اور اسی حاصل شدہ کو اپنی ضروری حاجتوں پر بطریقِ میانہ روی خرچ کرے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ معاش کے اندر میانہ روی یعنی اعتدال
نصفِ عقل ہے۔ اور معاش کی زیادتی میں اختصار اور سہولت کے طریقے پر بغیر طمع، فسق،
تجمل اور اضطراب کے کوشش کرے۔ اگر زیادتی معاش میسر آجائے تو فیہا بہت بچہ
ہے، ورنہ خیر۔ ثروت و دولت کی زیادتی نظر نہ آنے والے اسباب پر موقوف و منحصر ہے۔

نقطہ بندے کی کوشش مؤثر اور کارآمد نہیں ہوتی۔ پھر اپنے آپ کو کیوں تکلیف میں ڈالے۔
 (ترجمہ عمر) ”میں تجھ کو ایک نصیحت کرنا ہوں تو اسے یاد کر لے اور اس پر عمل کر۔ اس لیے کہ
 یہ بات مجھے پیر طریقت سے سُن کر یاد ہوئی ہے۔ وہ نصیحت یہ ہے کہ جو کچھ تجھے اللہ کی طرف
 سے دیا گیا ہے اُس پر راضی رہ۔ اور چین بے چین (ناراض) نہ ہو۔ اِس لیے کہ تجھ پر اور تجھ پر
 اختیار کا دروازہ نہیں کھولا گیا ہے۔“ یعنی اس سلسلے میں مجھے اور تجھے اختیار حاصل نہیں ہے۔
 خصوصاً اس زمانہ پر فتن میں ہر آدمی کو اپنی کاموں کے لیے فکر مند ہے اور اپنے معاش اور
 روزی کے لیے مشغول اور پریشان ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے جو غالب ہے
 اور خوب جانتے والا ہے۔

والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

[مخاطب یعنی مکتوب الیہ کے بارے میں توجہ خاص کی بشارت اور بعض سوانح کا جواب]

برادر عزیز! قدر میاں محمد عاشق سمد اللہ تعالیٰ —

فقر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام محبت التبسم کے بعد مطالعہ کریں —

ما فی قریب میں رقعہ نہ لکھنے کا سبب یا تو قاصد کے جانے کی اطلاع کا نہ ہونا ہے،

یا قاصد کے جانے کی اطلاع سے پہلے اتنے وقت کا نہ ملنا ہے جس میں خط لکھنے کی اچھی طرح گنجائش ہو۔

یہ فقیر آپ کی نسبت وہی بات اپنے اندر پاتا ہے جس کو ایک شاعر نے اس شعر میں کہا ہے:

(ترجمہ شعر): ”چھوٹی پہاڑیاں کام کرنے والے کی کوشش سے ایک جگہ سے دوسری جگہ

منتقل کی جاسکتی ہیں مگر میرا غم عشق بوجہ اپنی بلندی و کثرت کے منتقل نہیں کیا جاسکتا۔“

یہ وقت بھی جس میں خط لکھ رہا ہوں اتنی گنجائش نہیں رکھتا کہ جتنی طرح سے بات لکھی

جاسکے۔ لیکن اجمالی طور پر یہ ہے کہ آپ کے پوشیدہ لطائف بے شک و شبہ مہذب اور

عمدہ ہیں.....

دل چاہتا تھا کہ مدافعت کی تقریب بکتب میں شرکت کے لیے پہنچا جائے۔ لیکن

کیا کیا جانے ع

کبھی ہوائیں کشتیوں کی خواہش کے خلاف بھی طغی ہیں!

مکتوب بست دوم

﴿۲۳﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

برادر عزیز القدر میاں محمد عاشق سلمہ اللہ

فقر دلی اللہ کی جانب سے سلامِ محبتِ مٹام کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا مکتوب بہت اُسلوب پہنچا اور حقیقتِ مرقومہ واضح ہوئی۔

عبدالرحمن کی والدہ (آپ کی زوجہ) کی کیفیاتِ مرض اور بھر شغایاب ہونا اور اب کمزوری کا باقی رہنا، اور جو بچی پیدا ہوئی تھی اُس کا وفات پا جانا جو خط میں لکھا تھا یہ سب باتیں مطالعے میں آئیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ اچھا معاملہ کرے، اور آپ کو سلامت رکھے، اور اپنے آغوشِ رحمت میں آپ کو ٹھکانا دے۔ اے گھر والو! اللہ کی رحمت ہو آپ پر بے شک اللہ تعالیٰ حمید اور مجید ہے۔

اور وہ نسبت یعنی کلمہ حسبنا کتاب اللہ جس پر دلالت کرتا ہے وہ بقا پر حقیقۃً القدوس ہے۔

حسبنا کتاب اللہ (قول حضرت عمرؓ)

کے اندر غیبی اعظم کے عکوس میں سے کسی عکس پر اعتماد کرنا ہے۔ اس اجمال کی شرع کو مبریٰ کتاب ہمعات کے اندر نسبت تساؤلیہ کے بیان و بحث میں دیکھنا چاہئے۔ آپ مکذوب مدنی کو بروقت ملاقات حاصل کریں گے۔

واستلام

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

[بعض معلوماتِ معروضہ کے استحسان و تعریف میں]

برادر عزیز القدر میاں محمد عاشق سلمہ اللہ —

فقیر ولی اللہ کی طرف سے سلام شوقِ الہیہ کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ نے جو کچھ تحقیق وجود کے سلسلے میں لکھا تھا کہ وجودِ اولِ اوائل سے صادر ہوا ہے نہ کہ نفسِ اولِ اوائل سے — یہ بات واقعی ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ یہ فقیر کہا کرتا تھا کہ بظاہر اس فقیر کا وجدان تحقیقِ صوفیہ کے فی الجملہ مخالف ہے۔ اس لیے کہ اولِ اوائل مصدرِ وجود ہے نہ کہ نفسِ وجود — اُس وقت میں کہتا تھا کہ شاید صوفیہ کی مراد بھی یہی معنی ہوں۔ اور یہ بات جو لکھی ہے کہ علمِ حصولی اور علمِ حضوری کی حقیقت تک پہنچنے کے لیے کوئی راستہ نہیں ہے، یہ بھی مطابق واقعہ ہے۔ اور سبب یہ ہے کہ یہ علوم اور دوسرے علوم بٹولے ہوئے خواب جیسے معلوم ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ وجودِ انسان میں بے شمار طبقات جمع ہو گئے ہیں۔ ہر طبقے کا ایک خاص علم ہے، لیکن سب کے طور پر ایک طبقے کا علم دوسرے میں داخل ہو گیا ہے۔ پس ہر ایک طبقے کے وجود کی طرف سے اپنے حکم کے ساتھ تمام طبقات کے گہرے اور دقیق

علوم مترشح (ظاہر) ہوتے ہیں، اور طبقات واضحہ کے اندر طبقات خامضہ کے ضمنی کمال کی بنا پر یہ علوم روشن نہیں ہوتے آج کے دن (دور حاضر کے اندر) احراف و نیب (تمام عالم) میں اسی خواب فراموش سے صلح کر لینی چاہئے۔

ایک طبقے کا دوسرے طبقے سے جدا ہونا دو قسم پر ہے۔ ایک انفکاک جمعی (جمعی طور پر جدا ہونا) ہے، اور وہ جسم کی موت کے ذریعے سے ہوتا ہے، پھر ہوائی موت سے، پھر صورتِ مشالہ کی موت سے اور پھر صورتِ روحیہ کی موت سے، پھر ان عقلی انہی کی موت سے۔ اسی طرح مسلسل —

دوسرے انفکاک علمی جو کسی تدبیر کے اقتران و اتصال کے ساتھ ہو، اور یہ (علم کے ساتھ) مخصوص ہے اور ایسے لوگ کم ہیں۔

اگر سچ پوچھیں تو آپ کا مذکورہ بالا یہ قول بھی علومِ موعودہ (من علوم کا وعدہ کیا گیا) کی زیادتی و کثرت سے تعلق رکھتا ہے۔ اور عقین کلمہ طیبہ کے ذریعے سے کہ جس سے ترقیاتِ فیہ متناہیہ مراد ہیں مرتبہ و درجہ کی نفی کرنی چاہئے۔ اور ذات کی جانب رجوع کرنا ایک ایسا امر ہے جو واقعے کے مطابق ہے۔ آپ نے اپنے خط میں اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ کیا تھا اور علومِ نبویہ سے بھی ایک اور رمز آپ کو ظاہر ہوا تھا اور (وہ یہ ہے کہ) انبیاء علیہم السلام کو ان کی امت کی استعداد کے مطابق صورتِ بقائیہ عطا کرتے ہیں تاکہ یہ انبیاء کے اعمال و اخلاق میں جو احکام الہی منعقد و قائم ہیں ان کو ظاہر کرنے والی بن جائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی خاص استعداد کے مطابق چلتے تھے، اور حضرت حق سبحانہ تعالیٰ ان کو ان کی امت کی صورتِ بقائیہ کے لباس میں لاتا رہتا تھا تاکہ حقیقتِ نبوت (اور مقصدِ نبوت) کی تکمیل ہو۔ ۛ

”اگر خوشی سے کوئی نہ آئے تو اُس کو کھینچ کھینچ کر لاتے ہیں۔“

آپ برابر معارفِ صادقہ (سچے معارف) سے آگاہ کرتے رہا کریں۔ اس لیے کہ فقیر آپ کے معارفِ صادقہ سے بہت خوش ہوتا ہے۔ والسلام۔

مکتوب بست و پنجم

۲۵۵

شاہِ محمد عاشق پھلتی کے نام

[بعض احوال عجیبہ و غریبہ کے بیان میں]

(ترجمہ شعر) 'محبوب میرے پاس پہنچا اور مجھ کو بے چین کر دیا، اتنی دیر نہیں بیٹھا کہ میں اپنے دل کو تسلی دے سکوں۔'

ہاں بے شک، جو شخص حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے آمین کو جھوڑے جو خالص حقیقت کی طرف توجہ کرنا ہے، اور فنا ہونے والی چیزوں کی محبت میں گرفتار ہو جانے اُس کی سزا بھی ہے کہ قضا و قدر اس کو غمِ دل کی بدبو میں مبتلا کر دیں۔ — فانی چیزوں پر ترف ہے اور پھر ترف ہے۔ اگرچہ اس کے ضمن میں بادۂ تومید کے ساغر بلائے جائیں اور قُرب کی خوشیاں بردے کارائیں۔

(ترجمہ شعر) 'اُس یارِ دلنواز کے شکر کے ساتھ ساتھ اُس کی شکایت بھی ہے۔ اگر تو عشق کا نکتہ داں ہے تو ابھی طرح سے یہ حکایت سن۔'

ایک شخص کو جہاب ہاسے دریا سے قدیم میں سے ایک تَبَاب (بیلے) سے واسطہ پڑا۔ رفتہ رفتہ اُس سے محبت اور دل بستگی پیدا ہوئی اور پھر وہ محبت خالص ذاتِ تَبَاب

کی طرف متوجہ ہو گئی۔ اس حجاب کے بعض اچھے اوضاع و اطوار کی طرف متوجہ نہیں ہوئی۔ اگرچہ شروع میں اس معاملے سے بھی کچھ سلسلہ خرابی کی ہو۔ پھر وہ دل بستگی بلبے کی ذات سے آگے بڑھ کر پانی کی ذات سے متصل ہو گئی اس لیے کہ بلبے میں پانی کا ہی ظہور ہے۔ اور اس مقام پر توحید کی تند و تیز شراب اس شخص کے دماغ میں سرایت کر گئی اور وہ کچھ عرصے تک اس بادۂ توحید کے نشے میں مست و بیخود رہا۔ چنانکہ دریائے قدیم خود اپنے اندر بدل گیا اور اُس نے اس حجاب کو توڑ پھوڑ دیا، اور وہ محبت و دل بستگی الہم و غم کی صورت میں ظاہر ہو گئی۔ وہ کوئی ایسا غم و الم نہ تھا کہ جس کو ترازو میں تولی جا سکے یا پیمانے سے ناپا جا سکے۔ بلکہ وہ غم ایک سمندر کے بعد دوسرا سمندر تھا۔

(ترجمہ آیت) ”اور جتنے درخت زمین بھر میں ہیں اگر وہ سب قلم بن جائیں اور یہ جو سمندر سب سے اس کے علاوہ سات سمندر اور ہو جائیں تو اللہ کی باتیں نغمہ نہ ہوں“ لے

پھر وہ غم خود گم ہو گیا اور عین دریا بن گیا۔ اور اس نے عجیب و غریب شست و شو دھلائی کی۔ پھر اس شخص نے توبہ کی کہ اس کے بعد وہ جنابوں سے دل نشک نہ کرے گا۔ یہ اللہ عز و عزیم کی تقدیر ہے۔

(ترجمہ شعر) ”وقت آگیا ہے کہ میں محبوبِ مہی کی طرف رخ کروں اور اُس کے نغمہ و عشق کے حرف کو اپنے دل کے تختی پر لکھوں۔ میں جمالِ جاودانی (پایدار) کا قصد کرتا ہوں غالب ہوں، اور جو حسن پایدار نہ ہو اُس سے ہزار ہوں“

ان دونوں لوگوں سے ملنے جلتے سے ایک قسم کی بے تعلقی ظاہر ہو گئی ہے، اور دن کا میلان ترکِ اختلاط کی طرف ہے۔ لیکن بچوں کی تربیت کا وجوب ایک ایسی قید ہے جو غلو ت کے حقوق کو پورا کرنے کو مانع ہے۔ پھر نزعِ جب کی کو حاصل نہ کیا جا سکے تو کئی کو چھوڑ بھی نہ جائے۔

والسلام

مکتوب بہت و ششم

﴿۲۶﴾

حقائق و معارف آگاہ شاہ نور اللہ کے نام

[علماء اعلیٰ کے ساتھ لاحق ہونے کی علامت کے بیان میں اور تجرید و تفرید کے ارشاد میں]

برادر عزیز القدر میاں نور اللہ — نورہ اللہ تعالیٰ — ذوق و شوق کے ساتھ ہیں۔
فقیر ولی اللہ کی طرف سے واضح ہو کہ آپ کا نامہ مشکیں شمامہ پہونچا اور دل اس کے
مسالے سے محفوظ و مسرور ہوا۔

سعادت انسان کی علامت اور اس کے علاء اعلیٰ سے لاحق ہونے کی نشانی یہ ہے
کہ ہمیشہ اس کے قلب میں ایک حرارت اور ایک انجذاب پایا جائے کہ جس کے ذریعے سے وہ
تمام تعلقات دنیویہ و آخرویہ کو دفع کر دے۔

ہاں جو حضرات اربابِ عقل و عقد (منظوم) ہیں اور بڑے بڑے روحانی عہدوں پر
فائز ہیں ان کی بات دوسری ہے۔ ہم کو اور آپ کو مناسب یہی ہے کہ جب تک نقطہ لاہوت
تک نہ پہونچ جائیں مگر صورت میں رہیں — وطن کی محبت ایمان کی علامت ہے —

والسلام

مکتوب بست و ہفتم

﴿۲۷﴾

حقائق آگاہ شاہ نور اللہ کے نام

[علاج حیرت کے بیان میں]

برادر گرامی قدر میاں نور اللہ — نورہ اللہ تعالیٰ — اس فقر کی جانب سے مطالعہ کریں۔ آپ کا مکتوب پہنچا اور حالات معلوم ہوئے۔ آپ نے حیرت کے متعلق نشان دہی کی تھی حیرت کا علاج یہ ہے کہ افکار قلبیہ (مراقبات) میں انصرام کے ساتھ مشغول رہیں یہاں تک کہ اسمِ مجدد ستارہ کی طرح روشن ہو جائے۔

سفرِ گجرات میں مجالس صحبت کے اندر اس مضمون کو میں نے بہت کچھ بیان کیے شاید آپ کو یاد ہوگا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ یہ ایک اچھی حالت ہے۔ اگر اس حالت کے آداب کو آپ بحال نہیں گئے تو وہ (اسمِ مجدد) پوری طرح سے روشن ہو جائے گا ورنہ ناقص۔ کمرِ دشمنی کا رہے گا۔

والسلام

مکتوب بست و ہشتم

﴿ ۲۸ ﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

[مکتوب الیہ کے حالات اعتکاف میں اپنی توجہ کرنے کی خوشخبری اور بعض دوستوں کے ارشاد و تلقین کے بین میں]

افنی اعززی میاں محمد عاشق سلام محبت التیام کے بعد مطالعہ کریں —
 آپ کا خط بھجت نہ پھونچا اور حقیقت مر قومہ واضح ہوئی۔ آپ خوشی کے ساتھ اعتکاف میں بیٹھے۔ ایسے بہت کم دن گزرتے ہیں کہ آپ کی یاد دل میں نہ آتی ہو۔ ایسی یاد نہیں کہ جو بیگانوں، آشناؤں یا بھائیوں اور ان جیسے لوگوں کے حصے میں آتی ہے۔ بلکہ ایسی یاد جیسے کوئی خود اپنے کو یاد کرے۔ اس سے زیادہ کیا کہا جاسکتا ہے اور کیا لکھا جاسکتا ہے۔
 بہر حال میں نے فلاں شخص کے بارے میں غور کیا کہ وہ کس کی مجلس میں بیٹھے۔ تو میرا دل آپ کے سوا کسی پر نہیں ٹھہرا کہ میں کی صحبت اس فلاں کو نافع ہو۔ پس چاہئے کہ وہ آپ کے پاس بیٹھے۔ آپ اللہ کا ذکر کریں اور وہ بھی اللہ کا ذکر کرے امید ہے کہ یہ بات آپ دونوں کے لیے نفع بخش ہوگی، خاص طور پر اعتکاف کی حالت میں — یہ بات میری طرف سے اس فلاں کو پہونچا دو۔

آپ کے خطوط پہونچنے ہیں، لیکن وہ خطوط نشاط و مسرت سے بھرے ہوئے نہیں
 پہونچتے۔ بچھے معسوم نہیں کہ یہ کیا بات ہے۔ اپنے دل کو متولیں۔ محمد خلیل کو اس فقیر
 (ولی اللہ) کی طرف سے یہ بات پہونچا دیں کہ اعتکاف میں آپ کا خادم رہے وراہ ہر روز
 دو گھڑی آپ کے زانو بہ زانو بیٹھے اور ذکر کیا کرے۔

واستقام

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

[رسالہ الطاف القدس کے بیان میں اور چند سوالات کے جوابات]

برادر عزیز القدر میاں محمد عاشق سید اللہ تعالیٰ سلام کے بعد مطالعہ کریں۔

کتاب الطاف القدس میں عجیب و غریب علوم و معارف آگئے ہیں جو قریب چھ جزو کے ہیں یہ تمام علوم تازہ بہ تازہ نوبہ نوا اور بعض مسائل علمیہ کی تخصیص کرنے والے ہیں۔ ایسے مضامین اس دور میں شاید کسی کے قلب پر وارد نہ ہوئے ہوں۔ صوفیہ کی بعض غلطیوں کو اس کتاب میں لی کیا گیا ہے۔ یہ بات شاید اسی کتاب کے ساتھ مخصوص ہو۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے حق کے پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی تھی: "اے اللہ مجھے ایسا ملک عطا کر جو میرے بعد کسی کو نہ ملے۔"

اور یہ صورت کسی کی شرکت کو برداشت نہیں کرتی۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ کہہ کر میرے بھائی باذن کو میرا شریک بنادیکھیے تبلیغ کا ارادہ کیا تھا۔ اصل کمال کا نہیں ہے شاہ صاحب کو یہ رسالہ شمس (۱۱۸۸ھ) میں مجمع حدی دہلی سے شائع ہو چکا ہے۔

کہ وہ اصل کمال کی تجدید کرنے والے تھے، اور نبیِ قدس کا دورِ دورہ اُن پر ہو چکا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشارکتِ سلیمانؑ سے اِسی وجہ سے امتراز کیا کہ انانیتِ کبریٰ یعنی حق تعالیٰ نے جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا قبول کر لی، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک سے یہ داعیہ (مطالبہ) ختم ہو گیا، اور آپ خود اپنے اختیار سے اِس ارادے سے باز رہے۔

والسلام

شہ محمد عاشق بھلیق کے نام

[رسالہ الطاف القدس کے بارے میں]

برادر عزیز! قدرِ مہاں محمد عاشق مستہم اللہ تعالیٰ —

سلام کے بعد مطالعہ کریں کہ لعائف والا مکتوب رفتہ رفتہ مکتوبات سے بڑھ گیا اور ایک مستقل رسالہ ہو گیا ہے

ترجمہ شعر: "اس کلام کا آغاز چونکہ آپ کی ذات ہے، اس لیے اگر یہ کلام طویل ہو جائے تو آپ ہی اس طویل کا سبب ہوں گے"

ناچار یہ بات لازم ہے کہ ہر مطلب کے لیے ایک فصل قائم کی جائے اور دوسرا مستودہ بھی ضروری ہے اس رسالہ کا نام ذیل کے ناموں میں سے کوئی ایک ہونا چاہیے:

(۱) فتوح القدس فی لطائف النفس (۲) الطاف القدس فی لطائف النفس

(۳) الفتوح القدسیۃ فی اللطائف النفسیۃ (۴) النفع الانفس فی سیر الانفس

یا ان چار ناموں کے سوا آپ جو نام مقرر کریں وہی رکھ دیا جائے گا۔ حسب دستور قدیم مرقفہ کی ہر تصنیف کی تبدیلی مستودے کو صاف کرنے یا تصحیح کرنے یا اس کا نام رکھنے میں

یا دوسرے امور میں آپ کو دخل رہا ہے —

المختصر یہ رسالہ اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے —

جیسا کہ پورے قہر یہ کار عورتیں مجرب دو انیس جانتی ہیں اور مریضوں کو دیتی ہیں۔ اور ایک طبیب ہوتا ہے کہ وہ اعصاب ہن کی تشریح کرتا ہے، اور ہر ہر عضو کی آفت اور بیماری کو جانتا ہے۔ اور اس آفت اور بیماری کا سبب بھی جانتا ہے۔ اور قانون کلی کے ساتھ کہ جس کا ملکہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو دیا ہے، اُس کا علاج و معالجہ کرتا ہے۔ یہی نسبت اُن لوگوں کے درمیان جنہوں نے سیر مقامات کی ہے، اور طالبوں کو سلوک طے کرایا ہے۔ اور اُس شخص کے درمیان ہے جو لطائفِ نفس اور احوالِ نفس کا علم رکھتا ہے۔

دوسری قابلِ تحریر بات یہ ہے کہ میرے دل میں یہ بات آتی ہے کہ اس کتنا بگاڑنا کرنا اس فقیر کے ذمے درگاہِ انہی سے مقرر ہو گیا ہے۔ (فقیر) اس کی بالفعل ایک فہرست (عنوانات) لکھ رہا ہے اور اس کو تفہیمات میں سے ایک تفہیم بنائے گا۔ ان شاء اللہ۔ آپ اپنے ظاہری و باطنی حالات تفصیل سے لکھ رہے ہیں اس لیے کہ دل متاثر رہتا ہے۔

والسلام

مکتوب سی ویکم

﴿۳۱﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

برادر عزیز القدر میاں محمد عاشق سلمہ اللہ۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام کے بعد مطالعہ کریں کہ یہاں پر خیریت ہے۔
 آپ کی خیر و عافیت مطلوب ہے۔ خط نہ بھیجنے کا سبب یہ تھا کہ میں نے سنا تھا کہ آپ علاقہ
 بارہہ کی سیہ کے لیے گئے ہونے لگے ہیں۔
 (ترجمہ شعر) 'راہ عشق میں قرب و بُعد کی کوئی منزل نہیں ہوتی۔ میں آپ کو بر ملا دیکھ رہا ہوں اور
 دعا بھیجتا ہوں۔'

والسلام

مکتوب سی و دوم

﴿ ۳۲ ﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

برادر عزیز القدر میاں محمد عاشق سلمۃ اللہ .

فقیر ولی اللہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں کہ مکتوب گرامی پہنچا، و تحقیقت
مرقومہ واضح ہوئی۔

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے آپ کو شرف بخشا.....

اور ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے اور اپنے اصحاب کے لیے اس سے زیادہ کی درخواست کرتے ہیں۔

شاہ محمد عاشق بھلیتی کے نام

مکتوب ایہ کے لیے ایک معرفت عظیم کا اشارہ اور بعض بشارات [

برادر عزیزِ نقد رمیاں محمد عاشق فقیر ولی اللہ کی طرف سے مطالعہ کریں۔

(آپ نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ جو رقعہ آپ نے شاہ ولی اللہ نے قبولِ عہد کے باوجود جہاں تھادہ گم ہو گیا، اس کی مشدگی کے باعث ایک شدید غم دل کو پہونچا۔

کہہ دو کہ جو کچھ دنیا میں ہے وہ فانی ہے اور ہم سرمدی ہیں، اور دوامِ حق کے ساتھ دائم ہیں ہم نہیں

میں گے: ج

ترجمہ ص ۷۱: ہمارا دوم دفتر عام پر ثبت ہے:

ان شاء اللہ تعالیٰ بہت زیادہ عظیم نقد معارف کہ جن کو رمضان المبارک کے عشرۂ اخیرہ میں خیر بر کیا گیا ہے، عن قریب پہونچیں گے۔ وہ معارف اس مضمون پر مشتمل ہیں جس کی طرف اس مکتوب کے شروع میں اشارہ رہے۔ اس کے علاوہ بھی دوسرے معارف ہیں۔ نور کا مجسم فہرہ دیکھنا مبارک مر ہے۔ وہ عالم شہادت (عالمِ ظاہر) میں بعض امورِ ملکوت کے ظہور کا پتہ دینے والا ہے۔ سنی تاریخ سے آپ علم سے مشہادت کے درجہ میں آگئے۔

اس وقت ان ہی مختصر کلمات پر راضی ہو جانا چاہیے۔ وقت تنگ ہے اور قاصد ٹھہرنے

والسلام

والا نہیں ہے (جلدی کر رہا ہے)۔

مکتوب سی وچہارم

﴿۳۴﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

[بعض آیات کی تاویل جس کو مکتوب الیہ نے لکھا تھا اُس کے
استحسان و تعریف میں]

برادر عزیز القدر مہمان محمد عاشق سدا رہا۔

فقیر ولی اللہ کی طرف سے سلام سنتِ اسلام کے بعد مطالعہ کریں۔

آپ نے جو کچھ آیہ نحنُ اقربُ الیہ من حبل الورد (۱۸: ۵۰) اور آیت ان الصفا
والمرورة من شعائرو اللہ (۲۴) کے متعلق لکھا تھا وہ سب ظاہر کے مطابق ہے۔ اس کی
تعبیر علمِ ظاہر و علمِ باطن میں جلد تیار ہو جاتا ہے

مکتوب سی و پنجم

۳۵

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

برادر عزیز القدر میاں محمد عاشق سلام اللہ —

فقرِ دنی اللہ کی طرف سے سلامِ محبت التیام کے بعد مطالعہ کریں

ترتیبہ شعرِ عربی میں اسے حبیب ایسی محبت پر ہوں جو دائمی اور ابدی ہے اور متغیر نہیں ہوتی۔ آپ کی جانب دل کو ایک ایسا کالہ انجذاب اور ایسی زبردست کشش ہے کہ اس کو بے ن نہیں کیا جاسکتا۔

میں نے قصہ بودِ معانہ میں کہا تھا کہ تدبیرِ منزلی میں کوئی نقصان نظر آ رہا ہے۔ یہ بات آپ کو یاد ہوگی۔ اب ایسا دکھلایا جا رہا ہے کہ کچھ نہ کچھ راحت عطا کریں گے۔ دیکھا جائے کہ یہ بات کس طرح سے ظہور میں آئے گی۔

والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی ۷ کے نام

برا در عزیر القدر میان محمد عاشق سید ربیع فقیر ولی اللہ کی جانب مطالعہ کریں —
 آپ کا خط بہجت غمط پہونچا اور حقیقت معلوم ہوئی۔ چونکہ اس فقیر کے دل میں یہ بات ہے
 کہ فقیر کی تعنیفات و تالیفات کی جمع و تدوین میں آں برا در عزیر القدر کو ایک خاص دخل ہے،
 تبیین کے لحاظ سے بھی اور اس کے علاوہ بھی —
 اسی بناء پر نور العیون کے ترجمہ کا نام آپ پر موقوف رکھا گیا تاکہ اس نیم رکھنے کے
 سبب سے ہی اس کتب کی تکمیل آپ کے ہاتھ سے ہو —
 آپ جو چاہیں اس ترجمہ کا نام رکھیں۔ ترجمہ نور العیون کو عامل رقعہ کے ہاتھ سے سچ
 رہا ہوں۔

والسلام

مکتوب سی و ہفتم

﴿ ۳۷ ﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

[بعض مکشوفات کے بیان میں]

بر اور عزیز القدر میاں محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ —

فقیر ولی اللہ محفی عنہ کی جانب سے سلام محبتِ مٹام کے بعد مطالعہ کریں کہ اس طرف کے حالات لائقِ تہ الہی ہیں۔ آپ کی جانب سے بہت سے خطوط پہونچے۔ اس زمانہ میں منوط کے ترجمے میں مشغولیت ہے۔ حضرت باری سے یہ امید ہے کہ اس کی تکمیل کے بعد جو کچھ ذہن نشین اور مد نظر ہے وہ وقوع پذیر ہو جائے گا۔

آپ نے لکھا تھا کہ کوئی فائدہ مناسب قولِ حالی ایک مدت سے آپ نے نہیں لکھا۔ (اب میں لکھتا ہوں) :

مجھے کئی مرتبہ یہ بات مکشوف ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں میں عجیب عجیب اسرار ہیں..... جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اندر ایک حکم کو جاری کیا، پس وہ حکم اُن کی ذریت میں سراپت کر گیا اور برابر اُن کی ذریت میں کتب و حکمت اور نبوت جاری رہی۔

اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فریدون کے اندر ایک حکم جاری کیا۔ پھر بربران کی ذریت میں ملک اور سلطنت رہی جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

اور جیسا کہ جد چنگیز خان اور تیمور میں ایک ہستہ بعید جاری کیا پس ان کے خاندان میں جب تک اللہ نے چاہا سلطنت رہی۔

اور اسی طرح میرے اوپر یہ بات کھولی گئی کہ بے شک میرے اندر در میری کتابوں میں اور میری اولاد میں ایک ستر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو جاری کیا، پس وہ جاری رہے گا۔
قیامت تک ان شاء اللہ تعالیٰ —————

والسلام

مکتوب سی و ہشتم
۵۳۸۵

شاہ نور اللہ کے نام

[مکتوب الیہ کے بعض مکشوفات کا استحسان اور اپنے بعض مکشوفاتِ عالیہ کے بیان میں]

برادر گرامی قدر میاں نور اللہ — نورہ اللہ تعالیٰ — اس فقیر (ولی اللہ) کی جانب سے مطالعہ کریں۔ آپ کا خط بہجتِ نمط پہنچا۔ جو کچھ آپ نے لکھا تھا وہ دیکھنے والے کے معاملے کی حقیقت پر دلالت کرنے والا ایک کشف ہے جو کہ مطابق نفس الامر ہے — لیکن یہ ضرور ہے کہ آپ کا حال اس بات کا متقاضی نہیں ہے کہ یہ مقام برابر حاصل رہے۔ بلکہ اس قسم کی محبت میں استغراق ہو جانا بھی ایک قسم کا حال ہے۔

بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ ہے کہ اُس پر غیب کے انوار فائض و وارد ہونے اور اُن انوار سے اس بندہ خدا کو ہر طرف سے کھینچنے کا ایک آلہ بنایا ہے۔ مگر اس صفت کا ظہور تمام مخلوق کے سامنے کچھ عرصے کے بعد ہو گا۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ انبیاء علیہم السلام کے لیے بہت سی غنیمتوں اور نعمتوں کا ظہور بعد شدت کے اور بعد مدت کے ہوا۔ یہی حالت کا ملین میں سے انبیاء کے وارثین کی ہوتی ہے۔ بعض ایسے انبیاء ہوئے ہیں کہ اُن کے انوار اُن کی حیاتِ ظاہری میں عیاں نہیں ہوئے۔ بلکہ اُن کے دنیا سے چلے جانے کے بعد ظہور میں آئے۔

کیا آپ نہیں دیکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرق و مغرب ارض بہت سے شرقی و غربی ممالک (دکھانے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان علاقوں کے اموال غنیمت نہیں دیے گئے، یعنی آپ کے زمانے میں وہ علاقے فتح نہیں ہوئے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ابھم ہوا کہ کسریٰ (شاہ فارس) ہلاک و برباد ہوا اور اُس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا۔ اور قیصر (شاہ روم) ہلاک و برباد ہوا اُس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا۔

ان فتومات کا ظہور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ہوا۔ پس جاننا چاہیے کہ ہر چیز کے لیے ایک میعاد معین اور مقرر ہے۔ چنانچہ مولانا روم علیہ رحمۃ اللہ ملتے ہیں ۷

(ترجمہ شعر مثنوی)؛ " ایک زمانے تک اس مثنوی کی تکمیل میں تاخیر ہوئی۔ خون کے دودھ بننے تک ایک مدت درکار ہے۔ "

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

[مکتوب الیہ کی بعض معلومات کی تصویب و تصدیق میں]

برادر گرامی قدرمیاں محمد عاشق سدا ستر فقیر ولی اللہ کی جانب سے بعد از سلام محبت الیہ مطالعہ کریں کہ آپ کے کئی خطوط یکے بعد دیگرے پہنچے۔ پہلے خط میں مقدمات و تعینات کے اندر ظہور مطلق کی خبر دی تھی.....

یہ حقیقی کشف ہے اور بعض اوقات اس کشف کو بھول جانے میں یا امور محبوبیت اور امور وحدانیت کی نسبت سے اس معرفت کے اندر ضعف پانے جانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اور اس کا سبب پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

المختصر آپ اطمینان قلب کے ساتھ مشغول رہیں۔ جو کیفیت آپ پر گذر رہی ہے وہ وہی ہے جو پہلے درویشوں پر گذرتی تھی۔ اس کیفیت کی وہ حضرات خبر دیتے تھے اور جوش کا اظہار کرتے تھے۔ اس کیفیت کے بارے میں زمانے کا تقدم و تاخر (آگے پیچھے ہونا) تحقیق کی رو سے کوئی دخل نہیں رکھتا۔ اگرچہ عام ذہنوں کی رو سے تقدم و تاخر کو پورا پورا دخل ہے۔

اس زمانے میں ایک قصیدہ حضرت پیغمبر علی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں لکھا گیا ہے۔ اس کے بعض اشعار اور سورے رہ گئے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ تین تعبیرات کے ساتھ یہ قصیدہ پہنچے گا۔
والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

[مکتوب الیہ کی طرف توجہ خاص کے بیان میں]

برادر عزیز! قدرِ مہاں محمد عاشق سدا اللہ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام
محبتِ التبسم کے بعد مطالعہ کریں۔

آپ کے دیدار کا جو شوق ہم رکھتے ہیں وہ درحقیقت نرالی ہے کہ تجھ کو زردال کی صورت
میں اُس کے دامن تک پہنچنے کی قدرت نہیں۔ یہی ایک لطیفہ ہے جو کہ خود اپنے اند پر مجیدہ ہو رہا
ہے۔ ایک جگہ سے رُونا ہوتا ہے اور دوسری جگہ کو اپنا قبضہ توجہ بناتا ہے اور پھر خود ہی
اپنے میں گم ہو جاتا ہے۔

والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

[الطاف بے پایاں پر مشتمل]

برادر عزیز، گرامی قدمیاں عداغ عاشق سلام مسنون کے بعد مطالعہ کریں کہ خط بہت مختص
پہونچا اور حقیقت معلوم ہوئی۔

حدیث شریف میں ہے، 'بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو اور اعمال کو نہیں دیکھتا
ہے بلکہ تمہارے دلوں کو اور نیتوں کو دیکھتا ہے'۔

سمان اللہ! جو لوگ کہ جان کی برابر ہوں بلکہ میں جان ہوں اُن کا معاملہ دوسروں
کے معاملے کی طرح نہیں ہے۔ آپ کے اخلاص و جود اور صلاحیت حانی کے بارے میں ہم بالکل
راضی اور مطمئن ہیں۔ اس راستے سے کوئی خطرہ دل میں نہ لائیں، نہ اس وقت اور نہ اس
کے بعد۔۔۔ عالیہ وقت تنگ تھا۔ بس اسی قدر پر اکتفا کریں اور اس شعر میں غور کریں

دنوت فلم اهدی التحية في الصباء فهل لي الى قلبي يكون رسول
ترجمہ: تو قریب آیا، اور میں نے سلام محبت کا ہدیہ بھی پیش نہ کیا۔ کیا کوئی ہے جو میرے دل کا

واستلام

قاصد بن جائے:

شاہ محمد عاشق بھٹائیؒ کے نام

[بشارت عظیمہ کے بیان میں اور ایک سوال کا جواب]

برادر گرامی قدر میاں محمد عاشق سلام سنت اسلام کے بعد مطالعہ کریں کہ مکتوبِ بہجت اسلوب پہنچا۔ چند مرتبہ دل میں یہ بات آئی کہ آپ کو استعداد کے موافق نقطہ ذات تک رسائی حاصل ہوگئی، اگرچہ وہ عوم غریبہ کے ضمن میں ہو اور یہ بھی دل میں آیا کہ غریب اس کی صورت بقا کا ظہور ہوگا۔ مدت ہوگئی کہ اس کیفیت کا میں منتظر ہوں۔ تعجب ہے کہ اب تک اس کیفیت کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں ملی۔

جس خواب کا ذکر کیا گیا ہے اس کی ایک غرض اصلی جوارح حق میں سے ایک جارجہ کی ضرورت ہے۔ اور غلصین کے قلوب میں نصرتِ خداوندی کا علم ہونا اور دینی جذبہ و جہد کے اسباب کا مہیا ہونا ہے اور دوسری غرض مسلمانوں کو نفعِ عظیم کی بشارت دینا ہے۔ سلطنتِ خود قائم کرنے والی نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ سلطنت ذاتی طور پر خود اپنے کو جمانے والی چیز نہیں ہے۔ اس کے سوا اگر کوئی اور چیز اپنے کو جمانے والی اور مستحکم کرنے والی ہو تو وہ بعید نہیں ہے۔

حقائق آگاہ شاہ نور اللہ بوڈھانوی کے نام

[بعض مکشوفات کی تحقیق میں]

براہِ عزیز القدر میان نور اللہ نورہ اللہ تعالیٰ —

فیر ولی اللہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا مکتوب ہیبتِ اسلوب پہونچا اور حقیقت معلوم ہوئی حقیقتِ الحقائق کی اصل ہر نقیدہ یقین سے مبرا اور منتر ہے۔ اس کے باوجود ہیبت سے مظاہر میں وہ حقیقت جلوہ آرا ہے اور اس نے ہر جگہ ایک حکم ظاہر کیا ہے۔
منہذ اُن مظاہر کے شخصِ اکبر کے قلب پر تجلی فرمائی اور اس تجلی سے ملکوت پر ایک نورانی عکس پڑا۔ اگر اس عکس کے لحاظ سے کوئی چیز ثابت کریں اور اس کو ایک روشنی اور شعشعائیں کہیں تو بجا ہے۔ ایک سالک کو اس سے اکثر سابقہ پڑتا ہے۔ چشمِ معرفت سے اس عکسِ نورانی کی طرف متوجہ ہوتا رہتا ہے، اور ایک اچھا عقیدہ اُس کے دل میں جلوہ گر ہوتا رہتا ہے بہر حال تحقیق کا تشبیہ اور تشریح میں جمع کرنا ہے اس طور پر جس کا ذکر کر دیا گیا اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ وجود کی حیاتِ برزخی بلکہ ہر موجود کا وجود حضرت وجود مطلق کی طرف سے اُس وجود کو نہ شعشعائیں و روشنی کی پھواری۔

آگے بڑھاتے پر ہے، اور یہ وجود مطلق ہی نفس الامری اور حقیقی وجود ہے، سالک سے آگاہ ہو یا نہ ہو۔ تب اوقات سالک پر یہ نفس الامری ارتباط استغراق و شمولک علمی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور حکم لگاتا ہے کہ حیات برزخی معرفت حق کا سبب ہے اور پھر جب بعض غافلوں کو موجود دیکھتا ہے تو اشکال میں پڑ جاتا ہے۔ اس علم کا منشا یہ ہے کہ اس سالک کے نفس و ذات میں حضرت وجود مطلق کا علم حضوری اُس کا وہی رب و نفس الامری ہے۔ پس اس کا حال اس کے اندر غالب آ جاتا ہے اور ہر چیز میں ارتباط کو اسی لباس علم میں ملبوس دیکھتا ہے۔ اور تحقیق وہ ہے جس کا ہم نے ذکر کیا۔

والسلام

شیخ محمد عبد کے نام

اس مکتوب کے آخر میں شاہ محمد عاشق سے خطاب فرمایا گیا

صبح صادق سے پہلے اٹھنا اور اپنے آپ کو اس وقت شغل باطنی (ذکر و فکر) میں مشغول رکھنا انتہائی مفید ہے۔ کشف و کرامات اور علوم مکاشفات صبح و شام آنے جانے والوں کے مانند ہیں اس لیے کہ یہ چیزیں صبح کو آتی ہیں اور شام کو چلی جاتی ہیں، یعنی عارضی ہوتی ہیں۔ مردانِ خدا جو کچھ اس دنیا سے سرمایہ حاصل کرتے ہیں اور جو چیز قبر میں اور قبر کے بعد (آخرت میں) ان کے ساتھ رہتی ہے، وہ یہی ملکہ یادداشت ہے اور بس۔ مگر یہ وہ یادداشت نہیں ہے کہ جو عظیم حصولی کا ایک شعبہ ہے اور جس کا استحضار وہ ایمان بالغیب ہے کہ جو ابتدائے مسلمان میں حاصل کیا جاتا ہے؛ بلکہ وہ یادداشت ہے جو جو ہر نفس کے انکسار اور توحید کے اندر اضمحلال و استغراق سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ یادداشت نہ حضور ہی ہے نہ حصولی۔ اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ایسی یادداشت حصولی بھی ہے اور حضور ہی بھی۔ (بہر حال) اس یادداشت میں خود کو گم کر دینا چاہیے۔

(ترجمہ شعر) جس طرح سے بھی بن پڑے یہ کوشش کر کہ اپنے آپ کو کوئے دوست کی طرف

کھینچ کر لے جائے، وہ یادداشت درحقیقت نقطہ وجود ہے اور حیرت بھی اسی نقطہ وجود کا نام ہے۔ اسی کے ذریعے سے ہے جو کچھ ہے۔ جو کوئی اس نقطہ وجود کے بغیر نہ اکو پہچاننے کی کوشش کرے تو یہ یقینی طور پر انکس کا تیر ہے۔

(ترجمہ شعر) 'اور میں اگرچہ ہزاروں آدمیوں کو مخاطب بنا کر گفتگو کرتا ہوں لیکن صل میں تو ہی میرا مقصود و مراد ہے اور تو ہی میرا مخاطب ہے'۔

والسلام

مکتوب چہل و پنجہ

﴿۳۵﴾

[اغنیاء میں سے ایک غنی کے نام، ایک شخص کی حاجت روانی کے لیے جو حج کا ارادہ کر رہا تھا]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خدا ! بندہ عاجز کس زبان سے تیری تعریف کا حق ادا کرے جو تیری عنایت بے پایاں کے لائق ہو، اور کس دل سے تیری بے انتہا نعمتوں کے مقابلے میں تیرا شکر ادا کرے۔ (ترجمہ شعر) "اگر میرے ہر ہر دو گئے میں زبان ہو تو بھی میں تیری واہبی حمد کو پوری طرح ادا نہیں کر سکتا۔"

اے اللہ تو گردن میں ایک رسی ڈال کر حرمین شریفین کی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اس طریقے پر کہ کوئی چیز بندے کے اس شوق کو روکنے والی نہیں ہو سکتی۔ جو رحمت تیرے راستے میں آئے وہ عین رحمت ہے، اور جو مشقت تیری طلب میں جھیل جائے وہ عین عنایت ہے۔ (ترجمہ شعر) "جمال حجاز نے عاشق پر ایسا افسوس بھونکا ہے کہ بیول کے کانٹوں کی لوک اس کو ریشم معلوم ہوتی ہے۔"

میں ایک ایسی شکل ہوں جو تیری صنعت کاری کی رنگ آمیزی کا سرمایہ و شاہکار ہے۔ اے اللہ تو نے مسلمین کی حاجت کو ماکانِ وقت کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے اور حاکموں کو وصیت فرمائی ہے کہ وہ نفراء کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ (پنچاچتر تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کا ارشاد ہے کہ 'اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک کہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے'۔ اور اے اللہ تو نے فقرا کو کم سوال کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ بے شک کوئی شخص اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ اس کے ہاتھ کا ممکنہ رزق نہ مل جائے گا۔ غمزدار ہو جاؤ، طلب اور سوال میں کمی کرو۔ اے اللہ عطا کرتا ہے اور منع کرنے والا تیرے سوا کوئی نہیں ہے، اگر عطا ہے تو تیری طرف سے ہے اور منع ہر میں عطا کرنے والے لوگ ماجرہ مستحق ثواب ہیں۔ اور اگر منع ہے تو تیری طرف سے منع ہے۔ اور نہ دینے والے معذور ہیں۔

ترجمہ شعر: محبوب حقیقی کے جلوہ یحییٰ میں عکس نہیں تھا۔ اے علی کس قریب کی بنا پر مجھے آئینہ ساز بنایا۔

و استدم

۷ حضرت شیخ فرید الدین سعود گنج شکر قدس مدہ نے کسی شخص کے لیے ایک سفارشنامہ لکھا۔ انت کو اسی مضمون کا لکھا تھا جس کے الفاظ یہ تھے:

رَفَعْتُ قَضِيَّتَهُ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ إِلَيْكَ فَإِنْ أَعْطَيْتَهُ فَأَلْعَطِي هُوَ اللَّهُ
وَ أَنْتَ الْمَشْكُورُ وَ إِنْ لَمْ تُعْطِهِ فَأَلْمَانِعْ هُوَ اللَّهُ وَ أَنْتَ الْمَعْذُورُ
وَ اللَّهُ أَعْلَمُ

ترجمہ: "میں نے اس شخص کا معاملہ اللہ کے حضور میں پیش کیا اور پھر تیرے سامنے، اگر اس کو کچھ دو گے تو عطا کرنے والا تہ ہی ہے تمہارا شکر یہ دیکھا جائے گا، ورنہ دو گے تو منع کرنے والا بھی اللہ ہی ہے تمہیں معذور سمجھا جائے گا۔"

مکتوب چہل و ششم
﴿۴۶﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

[بشارت دینے والے کچھ شعروں پر مشتمل]

برادرِ میاں عاشق، سلام کے بعد مطالعہ کریں۔

(ترجمہ اشعار):

جو کچھ میں جانتا ہوں اگر وہ سچ ہے تو کوئی سننے والا یہ بات یقیناً تم تک پہنچا دے گا۔
تمہاری محبت ایک معاملہ ہے جس کے حسن و خوبی کی تاب لانا ممکن نہیں لاچار
وہ ہر دوسرے بھید پر غالب آجائے والی ہے۔
برق اور ٹھنڈک بھی اگر تمہاری محبت کے ساتھ جمع ہو جائیں تو وہ دونوں زائل ہو جائیں
گے اور (شعلہ محبت) دل میں دکھتا رہے گا۔

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

[شیخ ابوالرضا محمد کا قول ہے کہ گناہوں سے معصوم ہونا ولایت
 احسانی و عرفانی دونوں میں شرط نہیں ہے، اس قول کے معنی - شاہ
 صاحب کا وہ مکتوب گرامی جو مکتوب مدنی کے نام سے موسوم ہے
 اور توحید و جود اور توحید شہودی کی تطبیق میں ہے جو انہوں نے
 ایک مدنی کو تحریر فرمایا تھا اس کی کچھ کیفیت کا بیان نیز بوداؤد شریف
 کی ایک حدیث کی تاویل کے سلسلے میں سوال کا جواب]

برادر عزیز القدر میاں محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ فقیر کی طرف سے مطالعہ کریں کہ
 آپ کا رقعہ پہنچا۔ یہ بات ممکن ہے اگرچہ وقوع میں کم آنے کے ایک شخص کا لطیفہ قدب و
 وروح اور لطیفہ ہست و نفس مہذب نہ ہوا ہو، اور اس کے پوشیدہ لطائف مثلاً تجرہ بہت
 نور القدس، خفی اور اخفی مہذب ہو جائیں، جیسا کہ جذوب نفس کے اندر یہ بات دیکھی جاتی ہے۔
 پس ایسی صورت میں اس شخص کو ولایت احسانی حاصل نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ ولایت
 احسانی کی بنیاد پانچوں لطائف کی تہذیب پر ہے۔ البتہ اس کو ولایت عرفانی حاصل ہو گئی ہے۔

اس لیے کہ ولایت عرفانی کی بنیاد فقط لطائف کا منہ (پوشیدہ) کی تہذیب پر ہے۔ پس اس شخص (مجدوب محض) کے لیے ممکن ہے اگرچہ سرخ کوتاہی سے بھی کم دہجے میں ہو (مشاذ و نادر ہو) کہ غیر شرعی امور اس سے صادر ہوں پھر وہ توبہ کر لے، اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لے۔ نیکی اور بدی کے احکام کی نسبت سے تقبیل کا حکم لگانا حقیقی ہے، اس لیے کہ تمام شریعتیں اس بارے میں یکساں ہیں۔ ان احکام کی نسبت سے نہیں کہ جو بعض شریعتوں میں ہیں اور بعض شریعتوں میں نہیں ہیں۔ فقط ذرائع کی درستی کے لیے یا اسی طرح کی کسی غرض کے لیے مشروع ہیں۔ اس لیے کہ وہ دوسری صورت میں (غیر شرعی امور میں) خود مجدوب محض سے بکثرت واقع ہوتے ہیں۔ اگر اتنی ہی تحریر سے شبہ رفع ہو جائے تو چسپا ہے، ورنہ اس مضمون کو پوری تفصیل سے لکھا جائے گا۔ اشکال کے مقام کو متعین کریں تاکہ اس طرف توجہ کی جائے۔

مسند وحدت وجود و وحدت شہود کو دریافت کرنے والے اسماعیل آفندی (مدنی) ہیں۔ جب ان کا خط پہونچا تو فقیر نے جواب لکھنا شروع کر دیا۔ اس مسئلے میں ایک عجیب تفسیر کو منہ پر کھولا گیا۔ مربی کے آداب کا لحاظ رکھ کر پورے احترام کے ساتھ اسماعیل آفندی کے تفاض سے جواب کو قبول کیا ورنہ سوال کرنے والے کا حوصلہ جواب کی گنجائش نہیں رکھتا۔ اسی وجہ سے ایک مختصر جواب ان کو لکھ کر بھیج دیا گیا۔

وہی شعر پڑھنا چاہیے :

(ترجمہ) " اگرچہ میں ہزاروں مخالفین سے خطاب کر دوں لیکن اس خطاب سے مقصود تم ہی ہو اور تم ہی مخاطب ہو۔"

مطلب یہ ہے کہ ان نفوس کی طرف خطاب متوجہ ہوتا ہے جو مناسبت رکھتے ہیں اگرچہ محرک کوئی دوسرا ہی کیوں نہ ہو۔ واللہ اعلم۔
اور ہو سکتا ہے کہ اس سائل کے سبب سے خطیرۃ القدس سے اس جواب کو

مغذ کیا گیا ہو۔ پس اس آئینے میں جو کہ مطلق ہونی کا حکم رکھتا ہے تمام علوم بلکہ تمام موصو
رہ مار جیتہ و ذہنیہ کی نسبت سے متمثل ہو گیا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کے احوال
کو خوب جانتا ہے۔

آپ نے یہ بھی لکھا تھا کہ ابو داؤد کی ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے نغنون سے نیچے تہبند لٹکانے والے کو وضو کے لوٹانے کا حکم فرمایا ہے۔ اس کی
تفسیر کیا تاویل و توجیہ ہے۔ جاننا چاہیے کہ اس حدیث میں یک قسم کا اختصار ہے جو معنی
ہو مطلب میں خلل انداز ہے اسی وجہ سے اس حدیث کی تاویل و توجیہ شارحین پر دشوار ہونی۔
مقرر کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا جو کہ ازار کو نغنون سے نیچے
لٹکانے ہوئے تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو تہبند کو نغنون سے نیچے لٹکانے سے
منع فرمایا اور دوبارہ وضو کا حکم فرمایا۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے اس
شخص کو وضو لوٹانے کا کیوں حکم فرمایا؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں
کرے گا جو تہبند کو لٹکانے والا ہو۔ پس اعادہ وضو کے حکم کی غرض یہ ہے کہ یہ اسباب ازار و نغنون
نیچے تہبند لٹکانے کے گناہ کا دیگر کفارات کی طرح سے ایک کفارہ بن جائے۔ اس لیے کہ وضو کو شریعت
چھوٹے چھوٹے گناہوں کا کفارہ قرار دیا گیا ہے۔ اور سائل کی غرض سبب حکم کو معلوم کرنا تھا۔ حاصل جواب
اشارہ ہے اس بات کی طرف جس کو ہم نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ پہلے راوی نے یا اس کے بعد کے
راوی نے فقہ نہی کو مخدوف کر دیا اس وجہ سے یہ اختصار معنی میں خلل انداز ہوا، اور یہ اشکال پیدا ہوا کہ
وضو کا اعادہ تہبند کے نیچے ہونے کے باوجود کیا فائدہ رکھتا ہے؟ اس دہم کا جواب بعض شارحین نے
ان کلمات میں دیا ہے جو اصل اشکال سے بھی، نیچے درج کی بات ہے۔ (چنانچہ بعض شارحین نے) جواب
میں کہا ہے کہ آپ نے اعادہ کا حکم فرمایا تاکہ وہ شخص سوچے کہ مجھے کیوں وضو کا حکم فرمایا۔ اس کے بعد نغنون
سے نیچے تہبند لٹکانے کی برائی کو محسوس کرے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ یہ توجیہ ان متاخرین کی
ہے جو حافظہ حدیث نہیں تھے۔ اللہ ان کی فحلا کو معاف فرمائے۔

شاہ نور اللہ بوڈھا نوئی کے نام

مسند وحدت وجود میں صوفیہ وحکم کے مسلک کے بیان میں

دفع ہو کہ وہ صوفیہ جو وحدت وجود کے قائل ہیں اور وہ فلاسفہ جو اشراقیین میں سے ہیں دونوں کے دونوں وحدت وجود میں اور اس بات میں متفق ہیں کہ ممکنات، وجود مطلق کے تحت ہیں۔ اور اس بات میں بھی متفق ہیں کہ وجود مطلق کی رنگارنگی اور تغیرات کے مظاہر ہیں۔ مگر فرق یہ ہے کہ فلاسفہ اشراقیین وحدت وجود کو جزئی قرار دیتے ہیں، اور صوفیہ وحدت وجود کو کلیت و جزئیت سے منترہ و مبرا سمجھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ اختلاف بھی محض لغوی ہے حقیقی نہیں ہے۔ جو وحدت وجود کو جزئی کہتا ہے اس کی غرض اُس شخص کا ثابت کرنا ہے جو عین ذات ہے در شخص مزاہم و مانع نہیں ہے۔ اُس عقیدہ اور جہت کا جس کا تقاضا وجودِ اقصیٰ (وجود مطلق) کرتا ہے۔ اور جو شخص وحدت کو جزئیت سے منترہ رکھتا ہے اُس کی غرض وہ جزئیت ہے جو شخص سے زیادہ و پر دلالت کرے، اور تعقیدات اور جہات کے ساتھ بھی مزاحمت کرتی ہو، ورنہ نہیں۔ جو شخص عین ذات ہے کوئی ماقول اُس کی نفی کیسے روا رکھے گا۔ یہاں ایک بات باقی رہ گئی اور وہ یہ کہ حکماء اشراقیین تعلقات ذات کو عقول کہتے ہیں۔

اور منتزعات ذات کو اس لفظ کے ضمن میں بیان کرتے ہیں۔ اور صوفیہ تغلبات ذات کو اسماء و تجلیات کے ضمن میں بیان کرتے ہیں۔ اگر ایک گروہ نے ایک بات بیان کی اور ایک نکتہ معلوم کیا، جو دوسرے گروہ کو حاصل نہیں ہوا، تو اس کو تدافیع (کش مکش) کہہ سکتے ہیں۔ بہر حال اس کا منشاء زبان پیغمبر کا ظاہر کلام ہے اور یہی غرض ہے۔ لیکن بعد تحقیق و تدقیق نظر ان سب گروہوں کی غرض بھی وہی مدعا ہے جو مذکور ہوا۔ اس لیے کہ وجود امر انتزعی ہے لامحالہ اس کو خارج میں ایک مطابقت ہے، اور اس کے انتزاع کا منشاء وجود حقیقی کے مطابق و موافق ہے۔ اور انتزاع کا منشاء وجود حق کے ساتھ نسبت ہے۔ اب میں اس استناد کو بیان کرتا ہوں جس کی نسبت وجود حق کے ساتھ ہے۔ اگر اصل غلب میں اور اہل حقیقت میں اس استناد کا وجود داخل نہ ہوتا تو ممکن ممکن نہ ہوتا اور فی نفسہ باطل ہوتا۔ پس نتیجہ غیر تحقیق یہ ہے کہ معلول کا وجود یہی استناد ہے۔ اور کوئی یہ وہم نہ کرے کہ اس مقام پر میں اب استناد چاہتا ہوں کہ جو معنی اضافی ہے دو شبہوں کے درمیان میں — نہیں نہیں، بلکہ وہ استناد مراد ہے کہ جو تمام ہئوت یک جہت چاہتا ہے اور اس کے اصل معنی جہات واجب سے کسی جہت کے ساتھ ٹکون اور اطلاق حضرت وجود کا تقید ہے اور حضرت وجود کی شئون میں سے شان اول ہے۔ اس کے سوا نہیں —

پس اس مقام پر ولایت حق تعالیٰ ثابت ہوتی ہے —

اس کے بعد ان جہات کی تفصیل میں اور بعض جہات کے بعض پر تقدم کی بحث میں پڑ گئے۔ کچھ کو بیان کر دیا اور کچھ کو دیسے ہی چھوڑ دیا۔ بہر حال جو لوگ کہتے ہیں کہ اثر جعل وجود کے ساتھ ماہیت کا متصف ہونا ہے اور وجود ممکن کے اندر ماہیت پر نازند ہے اور اس کے لیے سورج کی روشنی کی مثال بیان کرتے ہیں۔ یہ سب گفتگو اس وجہ سے ہے کہ اس بات کو معقولات ثابتہ کے پردے میں بیان کرتے ہیں۔ ان پر (حکماء پر) معقولات ثابتہ کی تحقیق اور ضویر ذہنیہ غالب ہیں، اور ایک صورت کا انساب و دوسری صورت سے،

اور حقائق نفس الامر کی تعبیر سب اس عبارت سے ہے کہ جس کی اصل یہ صورتِ ذہنیہ ہیں ۔ اسی لیے آغاز کلام میں ہم نے تحقیق و تدقیق کی قید لگائی ۔ اگر اس کے بعد کوئی شبہ دل میں آئے تو اس کی اطلاع دیں ۔

وقت تنگ تھا اس سے زیادہ جواب کی گنجائش نہیں تھی —

اور وہ دو سوال جو آپ نے پہلے لکھے تھے یاد نہیں رہے ۔ دوبارہ لکھیں ۔ غالباً عارف سے معصیت سرزد ہونے نہ ہونے کا سوال تھا ۔

والسلام

شاہ نور اللہ بوڈھا لوی کے نام

[جزا، و سزا کے مسائل میں بعض تحقیقاتِ خامضہ]

(قرآن و حدیث کی انصوص اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ بعض گنہگاروں کو حق تعالیٰ معاف فرما دے گا۔ لیکن اُن لوگوں کے لیے جو گناہ کبیرہ والے ہیں مسند عوض و سزا کا مسند) ہے اللہ تعالیٰ نے اس علم (قرآن) میں جو تمام لوگوں کے واسطے اپنے رسول پر نازل کیا، اور عام و خاص ہر ایک کو اس میں خطاب فرمایا اس راز سے مجزاث رے کے کچھ پت نہیں دیا۔ جیسا کہ فرمایا، اللہ تعالیٰ عذاب دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ عذاب اور مغفرت کا تعلق مشیت سے ہے، اور کسی چیز سے نہیں۔ لیکن خواص کو بھی اس مسئلے کی تعلیم دے کر یہ بات واضح کر دی۔ اور انہوں نے جان لیا کہ دنیا و آخرت کا تمام کاروبار یقیناً مشیت سے وابستہ ہے۔ اس کے باوجود اسباب کا طریقہ انہوں نے چھوڑا نہیں۔ بہر حال دنیا میں اگر اسباب نہ ہوں تو البتہ تکلیف اور مواخذہ باطل ہو جائیں۔ یعنی نہ کوئی مکلف رہے اور نہ کسی سے مواخذہ ہو۔ اور آخرت میں پس جب کہ اعمال کے لیے حکم لگایا کہ وہ دخولِ جنت کا سبب ہیں، و بعض اعمال کے

متعلق حکم لگایا کہ وہ ذنوبِ جنت کے موجب ہیں۔ پس اگر خاص اس عفو کا تادمہ و ضابطہ بیان کریں تو مخالفِ نصوص نہیں ہوگا، بلکہ نصوصِ ظاہری کا بطن ہوگا اور اس منکر کا انکشاف ہوگا۔

جب یہ بات تمہید میں لگنی تو اب کہتا ہوں۔۔۔ جن اعمال کو بندہ کرتا ہے وہ اعمال بندے کے اعضا و جوارح اور نفس و روح کی مداخلت سے صادر ہوتے ہیں، اور صورتِ انسانیہ مجرّدہ کی اور ایسے ہی اس صورت کی جو لباسِ مثالی میں ملبوس ہے ان اعمال میں بالذات کوئی مداخلت نہیں ہے۔ لیکن اگر یہ صورتِ انسانیہ مجرّدہ یا صورتِ ملبسہ بہ لباسِ مثالی بدن اور روح سے منقطع نہ ہوتی ہو بلکہ بدن روح کے ساتھ حفاظت اور اختلاط رکھتی ہو [.] اور اُس کی ہمت و توجہ بدنی منافع تک پہنچی ہوئی ہے خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں۔ مثلاً اُس کے بد نظرو وصالِ مَور اور شرابِ ظہور کا پینا ہو یا اُس کے مانند ہو، اس شخص کو وہ نیک عمل نفع دیتا ہے جس کو اُس کی زبان کہے یا اُس کا ہاتھ کرے، اُس کی عادت بھی اعمال سے وابستہ ہوتی ہے۔ اس کا غضب محض گالی گلوچ اور مار پیٹ ہوتا ہے، اور اس کی سخاوت محض وہ عطیہ ہے جس کو فقیر کے ہاتھ پر رکھے۔ جب اس حالت سے کچھ بلند تر ہو تو اُس کی ہمت و توجہ روح کے منافع تک پہنچی خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں۔ اُس کی لذتِ مالی انبساطِ نفس کی وجہ سے ہے اگرچہ وہ انبساطِ نفس بغیر شاہد و شراب کے میسر آئے۔ اور اُس کا غضب اُس کے نفس کا جوش ہے اگرچہ گالی گلوچ اور مار پیٹ اور گالے کی رنگوں کے بھونکنے سے خالی ہو۔ اور اس کی سخاوت بھی اُس کے نفس کا بذل (یعنی بیچ) کے ساتھ جوش مارنا ہے اگر کسی فقیر کو مال کا عطیہ نہیں دیا۔ اس قوم کے لیے موت کے بعد فوایہ اور اکیہ میں، چاہے اُن فوایہ اور اکیہ کو نیاں سے تعبیر کریں یا ہمت سے موسوم کریں، یہ اعمال و اخلاق اس قوم کی ہمت کو گھیرے ہوئے ہیں، خوفناک صورتوں میں منتقل ہوتے ہیں اور ان کے ذریعے سے اُس کو عذاب دیتے ہیں

یا وہ اعمال اچھی صورتوں میں منتقل ہوتے ہیں اور اس کو انعام و ثواب دیتے ہیں اور جب عالم برزخ سے گذر کر مشر میں جاتا ہے تو یہ اعمال و اخلاق صُورِ مِثالیہ کے ساتھ منتقل ہو جاتے ہیں۔ یا تو وہ اعمال اُس کو فائدہ دینے والے ہوتے ہیں، یا نقصان پہنچانے والے ہوتے ہیں۔ لیکن وہ جو ہم عالم قبر کا اوپر سے نیچے تک احاطہ کیے ہوئے ہو، اور اسی طرح سے اُس نے عالم مشر کا بھی احاطہ کر لیا ہو، اُس کو تعذیب و تنعیم (عذاب دینا یا نعمت دینا) نہیں کی جاسکتی۔ اگرچہ ہم موم اس شخص کے اندر کچھ رنگ ظاہر ہو اور پھر وہ رنگ ختم ہو جائے تو وہ دوسری بات ہے۔

”اور یہ لوگ ان لوگوں میں سے ہیں کہ اللہ کی طرف سے اُن کے لیے نیکی سبقت لے گئی۔ پس یہ لوگ جہنم کی آگ سے دور ہیں۔“

اور یہ جماعت وہ لوگ ہیں جو جسد و شمس کے لحاظ سے مردہ ہوتے ہیں۔ لفظ موت علمی کی رو سے ہی نہیں، بلکہ موت حالی کے لحاظ سے بھی، اور اپنے خیمت سے گذر جاتے ہیں اور وحدت کبریٰ کے ساتھ متعلق ہو کر پھر لوٹتے ہیں، اور ہر عالم کے حکم کی نیکیاں کرتے ہیں۔ اس جماعت کی اکثریت معصوم ہے خصوصاً کبائر سے — اور اگر کسی سے کوئی کبیرہ صادر ہوا تو وہ استغفار و ندامت کے ساتھ مقرون و متصل ہو گا۔

لاحالہ شارح نے اس گروہ کو اس لفظ عام میں پیٹ دیا کہ ”گناہ سے توبہ کرنے والا“ ایسا ہے جیسے اُس نے گناہ ہی نہ کیا ہو۔ اور اس لفظ میں: ”لما دیا اُنہوں نے ایک عمل صالح کو دوسرے عملِ بد کے ساتھ — شاید کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر کی طرف متوجہ ہوا ہو، اور فرمایا عملِ کر و تم جو تمہارا جی چاہے، میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے —

لیکن دو گروہ کہ جن کا ہم نے ذکر کیا، ان میں سے سب بقون بھی ہیں اور اُن میں سے اصحابِ ایمین بھی ہیں، اور اُن میں سے اصحابِ اشمال بھی ہیں۔ وہ دگ کہ جن کی غایت ہمت افعال و اعمال تھی اُن کا مواخذہ بھی افعال کے ساتھ ہے۔ اور جن لوگوں کی غایت ہمت

افعالِ روح ہوائی ہیں، اُن کا مواخذہ اخلاق کے ساتھ ہے۔ لیکن چاہئے کہ لوگ معرفت پر مغرور نہ ہوں بہت سی تدقیق گزرتی ہیں اور بہت سے زمانے بیت جاتے ہیں جب کہیں ایک فرد نمودار ہوتا ہے کوئی کیا جانے کہ وہ کیا ہے اور کون ہے؟ وہ احوال و تجلیات جس پر لوگ ناز کرتے ہیں اُس فرد کی معمولی اور کتر چیزیں ہیں۔ بہت سی بیکار باتیں مجھ سے صادر ہوئیں پس میری قیامت قائم کی گئی اور اُن بیکار باتوں کا حساب لیا گیا، اور حساب کے اندر کھود کرید کی گئی یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ میں ہلاک ہو گیا۔ پھر میری مغفرت کر دی گئی، بایں طور کہ میں اپنے نفس کی طرف رجوع ہوا اور میں نے پہچان لیا اُس تجلی کا مبداء جس کے حکم نے مجھے گھیر لیا تھا۔ پس میں راغب ہوا غفور اور رؤف وغیرہما اُسماء کی طرف، اور میں نے اُن اُسماء میں غور کیا۔ اور یہ کیفیت علم بائشہر کو اور انشراح و انبساط کو لائی اپنے عقب میں —————

والسلام

چیز ہے۔ یہ دوسری وحشت ایک اُنسیت ہے جو رنگ و مزاج کے اعتبار سے وحشت معلوم ہوتی ہے بخلاف پہلی وحشت کے۔ جوں ہی کہ طبع منقطع ہوئی اور خود کو مردہ سمجھ لیا تو پہلی وحشت معدوم ہو جائے گی۔ پھر اگر کوئی وحشت ہوگی تو دوسری قسم کی رائے کا سبب اسبابِ جلائیہ والی وحشت ہوگی۔ (کشفی طور پر) مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ ابھی عزت سے خروج کی طبع اور بشری ہستی و کمزوری آپ کی دامن گیر ہے۔ پس آپ اپنے کو ان دونوں چیزوں سے یعنی طبعِ خروج اور سبکی بشریت سے محفوظ رکھیں۔

(ترجمہ شعر) میرا نفس یہ بات کہتا ہے کہ تم سلوک کے آخری نقطے تک پہنچے ہوئے ہو اور تم مرکزوں کا وسط ہو.....

اے عزیزِ باتمیز! ایک وقت وہ ہوگا کہ آپ زبانِ حال سے اپنے علاقے میں وہ بات کہیں گے جو آپ سے پہلے ایک بزرگ نے حضرت شیخ گیلانیؒ نے زبانِ حال سے کہا تھا: قد می هذا علی رقبۃ کل ولی (مجھے اپنے زمانہ کے ہر ولی پر فوقیت حاصل ہے) کیا کیا جائے کہ میں جوش میں آگیا ہوں۔ اگر اس سے زیادہ قلم کو حرکت دوں تو میری بات مخاطبت کے قاعدہ و قانون سے باہر آجائے گی۔

حاصل یہ ہے کہ ”تم اپنے متعلق پہ گمان رکھتے ہو کہ میں ایک چھوٹا سا وجود رکھتا ہوں۔ حالانکہ تمہارے اندر ایک عالمِ کبیر لپٹ ہوا ہے۔“

یہ وحشتیں جو اس مدتِ قلیل میں برداشت کی جا رہی ہیں، ایک قسم کے سفوف کا حکم رکھتی ہیں جس کو لذتِ کھانوں سے پہلے کھاتے ہیں، یا بخوش (یعنی پیشِ نفل) کا حکم رکھتی ہیں جن کو لذتِ نشہ کے حاصل کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں بسکتری اور شک دماغی بھی کتنی بڑی بلا ہے، جس کی وجہ سے لوگ عاجز ہو جاتے ہیں اور ایسی مصیبت اٹھاتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ اگر ممکن ہو تو ایامِ عزت میں اضافہ زیادہ نافع ہے۔ اگر رمضان کے بعد پھر عزت اختیار کریں تو بدول اور پریشانی نہ ہوں اور امیدوار (ترقی) رہیں۔

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

[بعض اشغال کے ارشاد میں]

آپ نے جو اوراق و وظائف لکھے تھے وہ سب سب مستحسن اور پسندیدہ ہیں۔

اگر پورا اعتکاف میسر نہ آئے تو اس (مختصر غلوٹ) کی بھی قدر کرنی چاہیے۔ اگر کسی چیز کے کل کو حاصل نہ کیا جاسکے تو کل کو چھوڑا بھی نہ جائے۔ رات اور دن میں قیام لیل (تہجد) اور اپنے سبق باطنی میں مشغول رہنے کو نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اگر کسی وقت یہ طہرات و وسوسے (جن کا ذکر کیا ہے) غلبہ کریں تو یہ ذکر کرنا چاہئے: سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ کی دن پر ضرب لگائیں، اور سبحان اللہ کو دل میں رکھ لیں۔ اور الحمد للہ کی ضرب حق سبحانہ کے نور پر جو فوق العرش ساکن ہے لگائیں۔ سبحان اللہ کہنا اللہ تعالیٰ کو حادث صفوں سے منزہ کرنا ہے، اور بحمدہ کہنا اللہ تعالیٰ کی ان تعریفیات کا ثابت کرنا ہے جو اس کی شان کے لائق و مناسب ہیں۔ اس ذکر کے درمیان میں فصل نہ کریں، متواتر و مسلسل ذکر کریں یہاں تک کہ اپنے اندر انشراح اور کشادگی دیکھیں اگر اس ذکر کے بعد نورِ اعظم کا نہیں جو کہ فوق العرش ساکن ہے

اس طرح پر کریں کہ اس تجرب میں گمشدگی واقع ہو تو یہ صورت بہت زیادہ مفید ہوگی۔
 مایوسی اور غم و اندوہ کو دور کرنے میں اور انشراحِ قلب حاصل کرنے میں اس نور کی
 حقیقت بہت عجیب ہے۔ ان شاء اللہ اس حقیقت کو بھی لکھا جائے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ
 یہ عالم مثال سے ایک حقیقتِ الہیہ ہے۔ بعید نہیں ہے شیخ اکبرؒ نے ”عرشِ تکوین“ سے
 اسی حقیقت کو مراد لیا ہو، اس لیے کہ تکوین عالم مثال سے باہمی اختلاط کے بغیر متصور نہیں
 ہو سکتی۔

والسلام

مکتوبِ پنجاہ و دوم

﴿۵۲﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

[بعض فوائدِ سلوک اور بشارتِ عظیمہ کے بیان میں]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ فقیر ولی اللہ ہمیشہ آپ کے نیک انجامِ اعمال کا منتظر رہتا ہے۔ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ آپ کوئی امر دریافت طلب لکھیں اور آپ کے لکھنے سے پہلے اُس بات کے جواب کا احاطہ نہ کر لیا گیا ہو، یا ہم نے جواب نہ دیا ہو۔ مگر یہ تشویشات و تفکرات جو آپ کو لاحق ہیں طبیعتِ بشریہ و تشبیہ کے ایجادات ہیں ان کی طرف توجہ نہیں کرتا اور ان کے جواب میں بھی مشغول نہیں ہوتا۔ آپ خود بھی اپنے اوقات عزیز کو تشویشات و تفکرات بے جا کے اندر جو ایک لغو اور بہت رکیک چیز ہے صرف نہ کریں۔ ان تشویشات کی مثال اُن خوابوں کی سی ہے جو خوابہائے پریشان کہلاتے ہیں کہ اُن کی خبر نہ دینا اور اُن کا بیان نہ کرنا ہی بہتر ہے۔ اور یہ تشویشات شیطان کا دُراوا ہیں۔ پس شیطان مردود سے بچنے کے لیے اللہ کی پناہ مانگو۔ تجریدِ توحید اور ازراہِ افعال ذاتِ اعلیٰ کی طرف توجہ کے علاوہ اپنی آنکھوں کو سی لیں۔ اور اگر نفس کی گفتگو اور ان الفاظ کے خیالات جو اس گفتگو پر دلالت کریں، اور طبقہِ ثوبہ (دھوکے کا طبقہ) سے میری غرض اسی کے قریب ہے، اور آپ کے راستہ کو رد کریں

تو از سر نو تو پھر گریں اور خدا سے پناہ مانگیں۔ اور توحید نشاۃ فی اللہ کو ہاتھ پر رکھیں یعنی قابو میں رکھیں۔ یہ مسکین بھی دل و جان سے آپ کے لیے اس حقیقت کا طالب ہے۔

اے اللہ تیرا فضل و کرم عام ہر شخص کو پہنچا ہوا ہے اور تو ہر ایک کو اُس کی ضرورت کے موافق چیز عطا فرماتا ہے۔ مسکین کی آنکھوں کو بھی اپنے دربار کی تہلی کی رویت کے ذریعے جو کہ شہ عاشق کے نفسِ ماطفہ پر وارد ہو، ٹھنڈا کر اور اس مسکین کو بھی مسرور و افسدہ و رخس دل کر دے۔ آمین یا رب العالمین

اب آپ کو میں اُن باتوں کی خبر دیتا ہوں جن کو آپ کے بعض حالات سے متعلق مجھے سمجھ یا گیا ہے آپ تومسد میں غمخوں کے ذریعے درد کی صرف خالص توجہ اور اللہ کے مدد میں نشہ کے ذریعے اپنے سکون اور وقار پر ہو جائیں پس میرے بعد یہ بات ظاہر ہوگی۔ دردِ ندانی کی طرف سے آپ کے لیے ایک راستہ آسان ہو جائے گا۔ اس مثبت سے کہ آپ مرتد دہی کے پوری عرج حاصل کرنے والے ہو جائیں گے۔ بے شک یہاں ہی ظہور میں آئے گا اور آپ مغربی جان میں گئے کہ وہ امر جس کے آپ مشتاق تھے آپ کو بوجہ فعل حاصل ہو گیا۔ جس کو آپ پہلے علمِ غریب کے طور پر جانتے تھے۔ اس مثبت سے کہ آپ بیحد وسعت کو پوری عرج حاصل کرنے والے ہو جائیں گے۔ وہ قد و نسبت بہر ممکن سے قریب ہے۔ اور بے شک ایسا ہی ہوگا۔ اور آپ کو یہی چیز حاصل ہوگی جو آپ کے عوس پر چھا جائے گی اور آواز اور ک کو بھر دے گی۔ اور وہ علمِ حضوری ہے جس کی غمخوں فقر سے پہلے میں انجام کیا کرتا تھا۔ یہی وہ علمِ حضوری ہے جو آپ پر تھا گیا ہے اور اس نے آپ کے مدد کے کو بھر دیا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے گا فوق العرش سے، اور غلبی کرے گا اس حال میں کہ وہ بڑی شان والا ہے اور وضع بیان دے گا۔ ایسا کامل ہے کہ جو محیط ہے آپ کی پشت پر۔ پھر ہوگا جو ہوگا، اُس چیز میں سے جس کو میرے رب جل جلالہ نے مجھ بتایا ہے۔ اور آپ کے وہ کمالات جو آپ کو اس دامِ دنیا میں حاصل ہیں اور در

آخرت میں حاصل ہوں گے اُن کمالات کی اتمالی عوہ پر بھی آپ کو خبر دینے کی مجھے اجازت
 ہٹنہیں دی گئی۔ اور اس بشارت کو جو اللہ کی طرف سے ہے غنیمت شمار کریں اور اس
 ۸ کو ان نعمتوں میں شمار کریں کہ جن کے لائق نہ آپ تھے، نہ میں ہوں، اور نہ اس زمانے میں
 ۹ کوئی اور فرد ہے۔ جبکہ اُن کو غرض اپنی عنایت سے بغیر کسی قابلیت اور استحقاق کے عطا فرمایا۔
 پس جب آپ کے پاس میرا یہ خط پہونچے، دورِ کمت نفل شکرانے کے پر میں
 ۱۱ اس نعمت پر کہ آپ کے لیے اچھی باتوں کا فیصلہ کیا گیا۔ آپ اپنے چہرے کو خاک نہ کر میں
 ۱۲ سجدہ کریں اور اللہ سے اُمید لگائیں اور ترقی کریں، اور اپنے اندر نشوونما کا کوئی راستہ
 نہ چھوڑیں۔

اے اللہ اپنے جود و کرم کو زیادہ کر دے اور عطا کر اُس شخص کی طرف جس کی
 یہ شان ہو کہ میں اُس کو نعمت حاصل ہونے پر شکر ادا کروں۔ پس نواب ہی ہے جیسا کہ تو نے
 اپنی خود تعریف کی ہے

واستلام

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

[بعض امور سلوک اور بشارت کے بیان میں]

آپ کا رتیبہ گرامی پہونچی درحقیقت واضح ہونی — الحمد للہ المتعال بعدتمہ کے واضح ہو کہ میں نے محمد شاہد کے ہاتھ ایک رقعہ بھیج دیا ہے جس میں لکھا ہے کہ آپ کے حالات میرے اوپر پیش کیے گئے۔ میں ان سے خوش ہوا۔ آپ کے تعلقات خارجیہ منقطع ہو گئے ہیں مگر مین کو اللہ نے چاہا باقی رکھا (وہ مستثنیٰ کے حکم میں ہیں)، اور تعلقات داخلیہ باقی ہیں۔ — اَلَا مَآثُ اِلٰہ — غور و تامل کے بعد اسی قدر واضح ہوا۔ اب آپ کا خط اس حقیقت کا گواہ بن کر آیا۔ اس مقام میں دوامِ یادداشت سے مراد عدم غفلت ہوتی ہے، کسی نوع کی بھی ہو، قصداً ہو یا بغیر قصد کے ہو۔ اس مقام و موقف پر میں چاہت ہوں کہ آپ کے آئندہ حالات کے متعلق کچھ بتاؤں تاکہ آپ اپنے معاملے میں باہمیرت رہیں۔

جانتا چاہیے کہ آپ کا جذب جو نمودار ہوا تھا، وہ اب استہاک کو پہونچ گیا، اور اس کا اثر یہی تعلقات خارجیہ (کا انقطاع) اور یادداشتِ دائم بمعنی مذکور یعنی عدم غفلت ہے۔ اس کیفیت کو دانتوں سے پکڑیں، یعنی مضبوط طریقے پر محفوظ رکھیں اور اس بات کا موقع نہ دیں

کہ اس میں ایک ذرہ برابر فرق اور کمی آنے۔ اس کے بعد ایک اور جذب پیدا ہوگا جو اس سے زیادہ مضبوط ہوگا، اور زیادہ قریب اُمید ہوگا۔ اُس وقت اس بات کی کوشش کریں کہ گرہ انانیتِ خودی اور پندار کی کھل جائے۔ اور میں اس کی امید رکھتا ہوں۔ اللہ کار ساز ہے اُس بات کا جس کو ہم نے کہا ہے۔ دوسرے جذب کے وجود میں آنے تک یادداشت کو قطعِ تعلقاتِ خارجیہ کے دانتوں سے مضبوط پکڑے رہیں۔

والسلام

مکتوب پنجہ و چہارم

۵۴۰

شاہ محمد عاشق پھلتی ر کے نام

[بشارتِ عظیمہ کے بیان میں]

افعی و اعزری میاں عثمہ عاشق سلام مطالعہ کریں۔

چنے کے پہلے دو عشروں کا حال معلوم ہوا، در آخری دو عشروں کے حالات سننے کا دل منتظر ہے۔ اگر کوئی آنے والا ادھر کو آئے تو اس کے ہاتھ آخر کے دو عشروں کا حال لکھ کر جینا چاہئے۔ کبھی رمضان کے عشرہ خیرہ کا بھی عکاف کریں۔ جب عکاف سے باہر آئیں گے تو اس کے فوائد و ثمرات نظر کے سامنے آجائیں گے۔ نعمت اپنے زور سے پہنچی جاتی ہے۔ قدر نعمت بعد زوان۔

میرا دل آپ کی جمعیتِ قدس کا خواہاں و جو یاں ہے، در غلجہ کو آپ کے حق میں ایک نیک گمانی ہے، جس کا تعلق ضرور ہونا ہے۔ قصہ مختصر آپ کی خدمت میں جو کہ دو سو سال کی یا اس سے زیادہ قدیم ہے، وہ اختلاف و لغت و اتحاد و محبت پر آمیدہ زمانہ میں ہوگی کہ باطن میں زخمی

و جعلها كلمة باقية في عقب [الزحرف ۲۸] * اور اللہ اس کو کلمہ باقیہ بنا دے

آئندہ نسلوں کے اندر — یہ دوسری بشارت ہے۔

(ترنہ اشعار) اے وہ شخص کہ تیرے نام سے عشق ٹپکتا ہے، اور تیرے نامہ و پیغام سے عشق کی بارش ہوتی ہے، جو شخص تیرے کوچے سے گذرتا ہے عاشق ہو جاتا ہے۔
ہاں تیرے در و بام سے عشق کا مینہ برستا ہے۔

والسلام

۱۔ اسی مضمون کے شعراء بیدار کے قلم میں رنگین قلم کی چھت پر لکھے ہوئے ہیں، یہ قلم بڑید شاہی سلطنت
علی بڑید شاہ مدت حکومت ۹۵۵-۵۶۲ تا ۹۸۰/۵۶۹) نے بنو یا تھا۔ شاہ صاحب
نے پہلے شعر میں تصرف کیا ہے۔

ہر درخیش کے در صدف درو عشق
از بہرِ نثر در گہت آرد عشق
عاشق شود تنکس کہ در تپہ ز درت
گویا ز در و بام تو می بارد عشق

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

[ارشاد کے بیان میں]

حد و صلوٰۃ کے بعد — آپ کا نامہ مشکین شامہ پہنچا اور آپ کی خیر و عافیت معلوم ہوئی جو خط میان فقیر اللہ کے خط کے ساتھ لکھا گیا تھا اُس کی رسید نہیں پہنچی۔ اُس کا جس انتظار ہے۔ ایک مسند اس سے پہلے لکھا گیا تھا کہ اپنے وجود پر غور کر ورنہ فانی ہو جا آپ نے اس کی تفصیل دریافت کی تھی۔ اس کے لیے بڑا وقت چاہیے۔ لیکن اس وقت اس قدر سمجھ لیں کہ آپ کا حال فقیر کے سامنے لایا گیا۔ میں نے بہت غور کیا تو یہ محسوس ہوا کہ آپ کے اندر تعلقات خارجیہ اکثر و بیشتر ختم ہو گئے ہیں۔ اَلَا مَاشَاءَ اللہ۔ اور تعلقات داخلۃ کہ جن میں سب سے بڑا تعلق، تعلق انانیت ہے باقی ہے۔ اَلَا مَاشَاءَ اللہ۔ اس بات سے خوب خوش ہو جائیں۔ لیکن (اتنا لحاظ رہے کہ) بیکسو، ایک ہی آرزو کرنے والے، کثیر التجربہ، کثیر الذکر، فلیس الکلام اور فانی النہمت رہیں —

آپ کے اوپر لازم ہے ایسی بھاری محبت کو بھیلنا کہ اگر وہ پہاڑوں پر ڈال دی جائے تو وہ گر جائیں، اور ناپید ہو جائیں۔ اور اگر وہ محبت دنوں پر ڈال دی جائے تو دن راتیں بن جائیں، بے شک اس کے بعد ایک ابدی و سرمدی فرمت و خوشی ہے۔ کوئی نوجوان نہیں ہے مگر محبت کے ساتھ بوجہ نشاط کے فنا کرنے کے، اس لیے کہ یہ محبت دائمی ہے.....

مکتوب پنجہ و ششم
﴿۵۶﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

[بش ارات میں]

براور عزیز القدر میاں محمد عاشق جو سلمہ اللہ تعالیٰ
فقیر ولی اللہ کی جانب سے سلام سنت اسلام کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا مکتوب
بہت اسلوب پہنچا۔ دل مطمئن ہوا۔ ہمارا دل ہمیشہ آپ کی خیریت معلوم کرنے کے لیے
منتظر رہتا ہے معلوم نہیں کہ آپ ان ایام میں خلوت (گوشہ تنہائی) میں بیٹھے ہیں یا نہیں۔
جمعیت باطنی کی کیفیت کس نوعیت کی ہے؟ اس بارے میں ہمارے دل میں ایک بات
گزرتی ہے خارج میں اس کی تحقیق تک کیا ہوگا (معلوم نہیں)۔ ان مختصر (اس وقت) یہ
معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک حال سے دوسرے حال تک منتقل ہو رہے ہیں یا قریب ہے
کہ ایک حال سے دوسرے حال تک منتقل ہوں۔ اس کے قریب کون مر معلوم ہوتا ہے
واللہ اعلم

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

میاں محمد عاشق میو سلام کے بعد مطالعہ کریں — جو کچھ ماموں صاحب (شاہ عبید اللہ پھلتی) سے معلوم ہوا اُسے لکھیں۔ متعدد مجلسوں میں اُن سے استفسار کریں، اس لیے کہ بات میں سے بات نکلتی ہے۔ اگر کسی ایسے شخص سے جو یادداشت ٹھیک نہیں رکھتا، سنیں تو ضروری ہے کہ مکرر دریافت کریں اور لکھنے میں قلیل درجے پر اکتفا کریں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہزرگوں کی زبان سے علم حاصل کرنا ایک علیحدہ سلسلے کی بات ہے۔ المختصر یہ مکتوب جامع ہو جائے گا اور تصوف کی بہت سی باریک باتیں واضح ہو جائیں گی۔ یہ مکتوب وقت اور حال کے نتائج میں سے ہے، اس کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔ اور اللہ جانتے کہ اس کے بعد میں کب تک کر پڑ جاؤں، اور کس وادی میں غور و خوض کرنے لگوں۔ دو وقت ایک صورت میں نہیں گذرتے ہیں، جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے حضرت (حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی) کبھی کبھی ہندی کا یہ دھڑ پڑھتے تھے اور بہت روتے تھے۔

بات جھڑنتے یوں کہیں سُن رہے بن کے رائے

اب کے بچھڑے ناہتہ ملیں دُور پڑیں گے جانے

(ترجمہ) "بن کے پتے جھڑتے ہوئے یوں کہتے ہیں کہ اے بن کے مالک سُن اب کے بچھڑے ہوئے ہم نہیں ملیں گے اور دُور جا پڑیں گے۔"

والسلام

شاہ نور اللہ بوڈھا توئی کے نام

[بعض بشارت کے بیان میں]

برادر گرامی قدر میاں نور اللہ — اللہ تعالیٰ اُن کو اُن کے نفس کی بدتوں سے محفوظ رکھیں اور رب کی مہضیات پر چڑھیں، اور اُن کو فانی فی اللہ در باقی باقی کر دیں۔
اس فقیر کی طرف سے بعد سلام محبت الیہام مظاہدہ کریں —
آپ کا مکتوب گرامی پہونچا، در تحریر کردہ حقیقت وضع ہوئی، ہمارا دل منتظر ہے، اپنی صحت و عافیت کی خبر لکھتے رہا کریں۔ شیخ نجیب الدین کے بارے میں دعا کی جائے گی۔ آپ کو چاہیے کہ یا بدیع العجائب بالخیر بارہ ہزار مرتبہ ہمیشہ جماعی طور پر یا ران موافق کا حلقہ کر کے عزیمت کلیہ اور محبت قویہ کے ساتھ پڑھتے رہیں۔ ان شاء اللہ۔
مردم مؤخر نہیں ہوگی، چوری ہو جائے گی۔

جس صرح سے کہ چین کی حالت میں ایک آدمی بعض امور کو چھا، در بعض کو بُر جانتا ہے اور جب زیادہ عمر کا ہو جاتا ہے تو وہ استمسان و استہجان (چھانی و بُرئی) برعکس ہو جاتی ہے، اور یہ چین کا نشہ ہے جو حقیقت شیا کے ادراک کو مائع ہے

علیٰ هذا القیاس (اسی طرح پر) انسان نشوونما کے زمانے میں اپنے گمان کے مطابق بعض اشیاء کو اچھی نظر سے اور بعض اشیاء کو بُری نظر سے دیکھتا ہے۔ جب عمر رسیدہ ہو جاتا ہے تو حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔
 (ترجہ شعر)؛ "جب غبارِ چٹ جائیگا تو منقریب تو دیکھ لے گا کہ تیرے پائو کے نیچے گھوڑا ہے یا گدھا ہے۔"

میری مراد یہ ہے کہ حالتِ سُکر میں استغراق کے ہوتے ہوئے نظر کو زیادہ نیچے ڈالے اور حقیقتِ امر علیٰ عکس (برعکس) قرار دے۔
 والسلام

مکتوب پنجاب و ہنرم

﴿۵۹﴾

شیخ محمد قطب رشتکی کے نام

[ارشاد سلوک میں]

برادر گرامی میاں محمد قطب فقیر ولی اللہ کی طرف سے سلام و تحیات انتہائی مبارک کے بعد مطالعہ کریں۔ آپ کے حالات کی تفصیل کا انتظار کر رہا ہوں کہ آپ کہاں اٹھتے بیٹھتے ہیں، اور کہاں رہتے ہیں، اور کیا معاملہ رکھتے ہیں۔ اگر آپ خلوت (گوشہ تنہائی) میں بیٹھیں اور سس وقت دل پریشان ہو تو اس ضعیف (ولی اللہ) کی صورت خیال میں لائیں۔ کچھ بعید نہیں ہے کہ (اس تدبیر سے) ایک طرح کی جمعیت خاطر بہم پہنچ جائے۔ والسلام

شیخ محمد قطب رستگاری کے نام

[مشتمل بر بشارات]

برادر گرامی قدر میاں محمد قطب اس فقیر کی طرف سے سلام محبت آمیز کے بعد
• حاضر کریں کہ آپ کا خط پہونچا اور حقیقت معلوم ہوئی۔ آپ یہ نہیں سمجھتے کہ ذکر و شغل کرنے میں
یا نہیں دراپنے نفس کے استمداد کی پروش کرتے ہیں یا نہیں۔

ہماروں اس مہفت کو معلوم کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ منتظر رہتا ہے۔ اُمید
قوی ہے کہ اگر دو مہینہ حضور کی پابندی کریں تو روحانی فتوحات کے سب دروازے بہ
یکبار کھل جائیں گے۔

(ترجمہ شعر) ”عشق نے ایک شور و شغب ہماری فطرت میں رکھ دیا، اور ہماری جان
کو شور و غوغا کے ہاتھ میں قید کر دیا۔“

فرصت غنیمت ہے۔ عاقل کو اشارہ کافی ہے۔ —

والسلام

مکتوب شصت و یکم

﴿ ۶۱ ﴾

محمد قطب، رشتگی کے نام

[اشعار پر متضمن]

برادر گرامی میاں محمد قطب بعد سلام سنتِ اسلام مطالعہ کریں کہ آپ کا مکتوب
 بہت اُسلوب پہنچا۔ اس فقیر (ولی اللہ) کی پوری وصیت یہ ہے کہ شغلِ باطن میں اور
 کتب کے مطالعہ میں مشغول رہیں۔

محمد قطب رشتگی کے نام

ارشاد سلوک میں

برادر گرامی محمد قطب سلمہ اللہ تعالیٰ فیروز فی اللہ کی جانب سے سلام
سنتِ سلام کے بعد ہوا لکھیں۔۔۔۔۔

رقعہ گرامی پہنچا اور حقیقت مرقومہ واضح ہوئی۔ آپ نے فکر آخرت کے متعلق غریب
کہا تھا اور اپنے حال کی شکایت جو کبھی بھی سب خجک ہے، مگر نئی بات ذہن نشین رہے کہ
حضرت پیر محمد علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بے شک دین آسان ہے، اور جو اس میں سختی، تغیر
کمرے گا وہ اس سختی سے خود مغلوب ہو جائے گا۔ پس سید ہمارے ساتھ طلب کرو اور صلاحیت
کے قریب ہو جاؤ اور خوش وقت ہو جاؤ، در صبح و شام اور رات کے کچھ حصے سے اعانت
طلب کرو، یعنی ان اوقات میں بھی خاص طور پر عبادت کرو، اللہ کا دین اور اس کی شریعت
بہت ہی آسان ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت کا واسطہ کی مقتضی ہونی کہ نجات انسان کو ایسے
نے "کوئی غنص دین پر غالب آنے کی کوشش نہیں کرے گا مگر دین ہی اس پر غالب آجائے گا
بھی دین میں اگر غلبہ کرے گا تو خود اگنا جائے گا۔"

اعمال و احوال سے وابستہ کرے کہ جن کو مریض، ضعیف، تندرست، بوڑھا اور جوان سب کے سب بے تکلف اور بے مشقت اختیار کر سکیں اور کسی نے دین میں سختی اختیار نہیں کی، مگر یہ کہ سختی اُس پر غالب آگئی، یعنی وہ سختی سے مغلوب ہو گیا۔ اگر کوئی شخص ہر دن کار و روزہ رکھے یا ہر رات کا قیام (نفل نماز) اپنے اوپر لازم کر لے تو وہ سب بات کو نبھا نہیں سکے گا، اور سست و کابل ہو جائے گا اور اطاعتِ خداوندی میں نشاط نہیں دیکھے گا۔ اُس کی مثال تیلی کے تیل کی سی ہوگی کہ رات دن اُس کو بانکتے اور مارتے ہیں لیکن وہ نہیں جانتا کہ چلنے میں کیا نفع ہے اور نہ چلنے میں کیا نقصان ہے۔ اس کو (اپنے برابر چلنے رہنے میں) کوئی فائدہ نہیں ہے، البتہ اس ضرور ہے کہ لوگ اُس کی تکلیف دہی سے مأمون و محفوظ ہو جاتے ہیں۔ تم سب میانہ روی اختیار کرو، اچھا کام کرو، نزدیک کا راستہ اختیار کرو، خوش رہو اور اپنے دلوں کو اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی بشارت و خوش خبری دو اور اُس کی رحمت کے امیدوار رہو۔ اُس کا فضل غیر متناہی ہے اور اُس کی رحمت عام ہے۔

چاہیے کہ نین و نیت کو شش سے عبادت میں مشغول رہیں۔ ایک فجر کے بعد سے کر آفتاب کے درو دیوار پر ظاہر ہونے کے وقت (اشراق) تک، دوسرے شام سے لے کر عشاء کے بعد تک، تیسرے رات کے آخری حصے سے لے کر طلوعِ صبح صادق تک۔۔۔

پس چاہیے کہ لا اِلهَ اِلَّا اللہ اور سبحان اللہ و بحمدہ کے ذکر میں آفتاب کے ظاہر و بلند ہونے تک مشغول رہیں۔ پھر ظہورِ آفتاب کے بعد (اشراق کی) ذکر و نماز ادا کریں۔ اور عشاء کے بعد سورۃ صُفَّت، جمعہ، حشر، تغابن اور حدید جیسی دو تین سورتوں کی قراءت کریں۔ اس کے بعد نیند کے غلبے سے پہلے تک ذکر لا اِلهَ اِلَّا اللہ کریں۔ اور آخری شب کا اکثر وظیفہ (تہجد و وتر کی) گیارہ رکعتیں ہیں۔ ان رکعتوں میں سورۃ یس یا اُس کے مثل کوئی سورۃ پڑھیں۔ نماز (نماز تہجد) کے بعد ایسی دعائیں پڑھیں جو دل کے

موافق ہوں۔ ایسی دعائیں کتابِ حُصْنِ حُصْنِ کے آخر میں مذکور ہیں۔

دعاؤں کے بعد فکر میں مشغول ہوں، کہ خدا کو حاضر و ناظر جانیں، یا موت و آخرت کی فکر کریں اور اپنے عمل کی کوتاہی کو سوچیں، یا جلالِ خداوندی اور عظمتِ خداوندی اور اُس کی قدرت کی شمولیت و عمومیت پر غور کریں۔ اس کے بعد کچھ دیر آرام کریں۔ عمل کی یہ مقدار سالک کے لیے کافی ہے اور بہت ہے۔

آپ نے یہ بھی لکھا تھا کہ مرضِ غالبِ اور درِ دُسر کا بدرجہ کمالِ غلبہ ہے۔

میرے بھائی! یہ سب باتیں موجبِ شکر ہیں! اس لیے کہ پہلے صحت، قوت اور مالداری سب کچھ حاصل کیے ہوئے تھے۔ خدا جانے صحت و قوت اور مالداری کے ہوتے ہوئے کون سی معصیت میں گرفتار ہو جاتے۔

(ترجمہ شعر) ہم اپنے اُد پر آفت سہتے ہیں، طامت برداشت کرتے ہیں اور خوش رہتے ہیں۔ اس لیے کہ ہمارے مسلک میں رنجیدہ و آزرده ہونا کفر کی بات ہے۔

والسلام

محمد قطب، متکی کے نام

[دورہ ایمان کے کمالات کے بیان میں]

برادر گرامی میان قطب سید رہہ سلام محبت آمیز کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا خط پہنچا۔ یقیناً جاو کہ دورہ ایمان کی تکمیل جو ہمارے نزدیک کمالات کے مراتب میں سے پہلا مرتبہ ہے ہر شخص کی حیثیت کے لحاظ سے جداگانہ اور مختلف ہے۔ بعض کی طبیعت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اُمید، خوف پر غالب ہو، اور بعض کا مزاج اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ خوف کی مقدار اُمید کی مقدار سے زیادہ ہو۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مزاج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سننا اور اُس بات کو قبول کرنا تھا، یعنی اُس بات پر عمل کرنا تھا۔ لہذا ان کا کمال صدیقیت کے رنگ میں نمایاں ہوا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مزاج ذکاوت اور فطانت تھا، اسی لیے اُن کا کمال علم کے اندر دیکھنا و مہارت اور حقائق الہیہ میں تلاش و تجسس کی صورت میں ظاہر ہوا۔

اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مزاج دین کے لیے مضبوطی و سختی اور تندی

و تیزی کرنا تھا لہذا اُن کا کمال امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور اللہ کے احکام کے معاملے میں شدت و سختی کی شکل میں نمودار ہوا۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مزاج بردباری اور حب تھا لہذا اُن کا کمال تحمل اور سنی دت کی صورت میں جلوہ گر ہوا۔

المختصر غور و غوض کے بعد میں نے یہ معلوم کیا ہے کہ آپ حبیعت کے لحاظ سے اُمید ورجا سے وابستہ ہو۔ آپ کا کمال اور آپ کی حبیعت کی صفائی اور آپ کی نجات اللہ کے فضل سے اُمید ورجا میں پوشیدہ ہے۔ تشویشات و تفکرات کو ہرگز اپنے اندر دخل نہ دیں۔ ہمیشہ اُمید ورجا کی کیفیت کا ذکر اور حضرت سبحانہ کے فضل عام کا ذکر اور کبیرہ گناہوں سے بچنے کا شکر ادا کرتے رہیں۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ہر شخص کے لیے ایک مخصوص راستہ رکھا ہے۔ اس راستے سے وہ شخص حق تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔ آپ کا راستہ اُمید ورجا، پروردگار پر حسن ظن اور امتیہ نجات و وصول ہے۔ آپ رنجوں اور غموں اور ناامیدیوں کی تاب و طاقت نہیں رکھتے ہو اس فقیر کا گمان یہ ہے کہ آپ کا حال پہلے کے مقابلے میں اچھا ہے۔ اور فقیر نے جو حسن ظن کی ترغیب آپ کو دی تھی وہ خوشیوں کا سبب ہے۔

والسلام

محمد قطب، رشکی کے نام

[خوف و رجا اور بشارتِ نجات کے بیان میں]

براہِ رگرا می میاں محمد قطبؒ بعدِ سرِ مطالعہ کریں —

معاد اور آخرت سے اس قدر زیادہ ڈرنا کیا فائدہ رکھتا ہے۔ اور ڈرنا محض اس لیے ہے کہ ان گناہوں کو ترک کر کے آخرت کی طرف متوجہ ہوں۔ فقط ڈرنا مقصود نہیں ہے۔ جس وقت خوف دل پر غلبہ کرے تو خوف کے عوض و مقابلہ میں اعمالِ غیر میں سے کوئی نہ کوئی عمل مثلاً ذکرِ غفی یا ذکرِ جلی یا تدبیر کے طور پر تلاوتِ قرآن مجید یا مطالعہٴ حدیث یا اُس کی مثل اختیار کریں۔ یہ اعمال مذکورہ و دخولِ جنت کے لیے کافی ہیں۔۔۔۔۔

آپ بہت زیادہ ڈرتے ہو، اور سخت گمان رکھتے ہو، حالانکہ بات سہل و آسان ہے۔ جو شخص کہ اس سفر (سفرِ حج) میں ہمارے ساتھ رہا ہے اُس کو کوئی نہ کوئی چیز ضرور ملے گی، جلد یا بہ دیر — ہر ہم سفر کو وہ چیز پہونچے گی جو اُس کی مطلوبِ دنی ہے۔

میاں نور اللہ اور میاں محمد عاشق کو فہم مطلوب تھی، اُس کو انہوں نے پالیا۔ اور وہ دیگر ترقیات کے بھی اُمیدوار ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ —

اور عبدالرشید کا مقصود دلی تہیہ دل سے تحصیلِ علم تھا، اور اُن کا یہ مقصود بھی (حاصل ہونے کے) قریب ہے۔ اور آپ کا مقصود و مطلوب (فقط) نجاتِ اُخرویہ تھا وہ بھی حاصل ہوگا۔ میری اِن باتوں کو یقین بنائیں۔ جو مشقتیں اِس سفر (سفرِ حج) میں اُٹھائیں اِن سے خوش رہیں اور رنجیدہ نہ ہوں۔ آپ کو کیا خبر ہے کہ اِس سفر میں کیا کیا مصیبتیں (مقرر) تھیں۔
 وقت تنگ ہے ورنہ زبانِ قلم کو اور کشادہ کرتا —
 والسلام

محمد قطب، رشتہ کی رح کے نام

[ازالہ حب جاہ کی تاکید میں]

برادرِ گرامی قدر میاں محمد قطب سلمہ ربہ سلام سنتِ اسلام کے بعد مطالعہ

کریں

آپ نے لکھا تھا کہ وسوسے هجوم و غلبہ کر رہے ہیں اور آپ کا انتہائی نصب العین جاہ و مال ہو گیا ہے۔ اے بھائی! دنیا کی حُبِ جاہ آپ کی بصارت و بصیرت کا پردہ بن گئی ہے جو اس طرح کی باتیں آپ کے دل میں گزرتی ہیں۔ غور کرنا چاہیے کہ اگر بالفرض بہت زیادہ کوشش کرو اور قسمت بھی مدد کرے تو مرتبے کی انتہا یہ ہے کہ بادشاہ ہو جاؤ، اور فرعون بھی ایک بڑا بادشاہ تھا، جو کہ ابھی تک ناکامی کے کنوئیں میں قید ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کو موت دیدے مگر یہ دعا قبول نہیں ہوتی۔

حاصل کلام یہ ہے کہ یہ امورِ دُنیوی سے آپ نعلق رکھتے ہو کسی عقل مند سے اُن امور کا سرزد ہونا مشکل ہے۔ ہمیشہ صبح و شام یا دُحق میں مشغول رہنا چاہیے۔ اور نیک و کو قائل کرنا اور لایعنی باتوں سے زبان کو روکنا چاہیے۔ آپ نے اپنے کو لوگوں میں بہت زیادہ عقل مند تصور

کر رکھا ہے۔ آپ کو جاننا چاہیے کہ آپ بھی زیادہ کوئی ہوشیار شخص موجود ہے۔ اپنے سے زیادہ ہوشیار شخص کو اگر جانتے ہو تو اُس کی تابعداری کرنی چاہیے، اور اس رسوائی سے جو ہو رہی ہے، چھٹکارا حاصل کرنا چاہیے۔ آپ نے جو خط میں لکھا تھا اور جس کا ذکر اوپر ہو چکا اُس کو پڑھتے ہی میرے دماغ میں ایک دُعوٰی سا آگیا یعنی دماغ مکدر ہو گیا اور میں نے بہت افسوس کیا کہ آپ کہاں سے حل کر کہاں جا پڑے۔ ایک وقت تھا کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی محبت بلکہ محبت کی محبت آپ کو گھیرے ہوئے تھی۔ اب جاہ و مال کی محبت آپ کے اندر سرایت کر گئی۔

_____ ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں اپنے نفسوں کی شراروں اور اپنے اعمال کی بُرائیوں سے۔

آپ نے یہ بھی لکھا تھا کہ شغل و ذکر سے دل میں تردد اور تامل ہوا ہے۔ اس مفسر (ولی اللہ) کو بہت تعجب ہوتا ہے کہ طریق شغل کے جاننے اور رابطہ رکھنے کے باوجود آپ کیوں تردد و تامل کرتے ہو۔ _____ اور علم تو اللہ سبحانہ ہی کے پاس ہے۔ _____

والسلام

مکتوب شصت و ششم

﴿۶۶﴾

محمد قطب رشتگی کے نام

[علاجِ خطرات اور علاجِ اندالہ حبِ دنیا کے بیان میں جو سات باتوں پر مشتمل ہے]

برادر گرامی میاں محمد قطب سید ربہ سلام محبتِ انتظام کے بعد مطالعہ کریں۔
(ترجمہ شعر): 'اگر محبوب کے علاوہ کوئی اور نصابِ العین ہو تو یہ عشق نہیں ہے ایک سودا
یہودہ ہے۔'

ہر آدمی ایک جداگانہ مزاج رکھتا ہے اور ہر مزاج کا ایک علیحدہ علاج ہے۔ آپ
کا مزاج خیالی ہے کہ قوتِ تخیل کو غالب رکھتے ہو۔ آپ کا علاج اس کے سوا اور کچھ نہیں
ہے کہ آپ محبتِ دنیا سے توبہ کرو۔ محبتِ دنیا سے توبہ کے بعد ہر خیال جو آپ کے دل میں
گذرے گا وہ نقصان نہیں دے گا۔ اس لیے کہ یہ خیال جو توبہ کے بعد رہ جائے گا جسم کے تابع
ہے۔ جب روح جسم سے جدا ہو جائے گی تو وہ خیال جو تابعِ جسد تھا نیست و نابود ہو گیا۔ جب
عالمِ قبر میں آؤ گے تو پاک صاف رہو گے۔ لیکن دنیا کی محبت اس روح کے اندر خلل ڈالنے والی
ہے اور جسم کے زوال کے بعد بھی خرابی ہے اور کتنی کچھ خرابی، اس کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔

یہ علم حق ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ہم کو اس علم کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔

و الحمد لله رب العلمین —

اب ہم اس بات پر آتے ہیں کہ محبت دنیا سے تو بہ کیسے حاصل ہوتی ہے؟
(۱) اس کا پہلا رکن موت کو یاد کرنا ہے وقتاً فوقتاً۔

(۲) دوسرا رکن اپنے اوپر یہ بات واجب و لازم کرنا کہ میں محبت حق سبحانہ و تعالیٰ رہوں۔
(۳) تیسرا رکن اپنے دل کا نگہبان ہونا ہے کہ جب دل میں خطرات و وساوس کا سلسلہ شروع ہو تو اس سلسلے کو ٹوڑ دے۔

(۴) چوتھا رکن اپنے آپ کو نفاذ دست میں رکھنا اور دل کو طول نہ کرنا ہے اس لیے کہ جب آدمی آزرہ خاطر ہوتا ہے اور پریشان و حیران ہو جاتا ہے تو خطرات و وساوس زیادہ غلبہ کرتے ہیں۔

(۵) پانچواں رکن ایسے لوگوں کی محبت سے پرہیز کرنا جو دنیا کی باتیں بہت کرتے ہیں۔
(۶) چھٹا رکن ہر وقت گوشہ نشینی اختیار نہ کرنا۔ خلوت صبح کے وقت تین چار گھنٹے تک کرنی چاہئے اور صبح صادق سے دو گھنٹے قبل نماز تہجد میں مشغول رہنا چاہئے، اور سونے کے وقت قرآن کی چند سورتیں پڑھ کر سونا چاہئے۔ اس سے زیادہ خلوت ابتداء میں خصوصاً آپ کے مزاج کے لحاظ سے سخت مضر ہے۔

(۷) ساتواں رکن اپنی یہودہ گردی پر رونا اور قلب میں رقت کا ہونا۔ یہ ہمارے سات رکن ہیں۔ اگر آپ مشرق سے مغرب تک اور مغرب سے مشرق تک دوڑو گے تو آپ کے روحانی مرض کا بجز ان امور کے کوئی علاج نہیں ملے گا۔ اور اس بار جب آپ یہاں آئیں تو نیت کو خالص کر کے اور ان سات رکنوں کو یاد کر کے آئیں۔

میں آپ کو بہت دوست رکھتا ہوں ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی۔ کوئی بات اور کوئی علاج اس سے بہتر نہیں ہے۔

”اگر دیہات میں کوئی موجود ہے تو میں نے دوا و ازیں دی ہیں“

والسلام

محمد قطب رہتگی کے نام

[ارشاد و تلقین]

برادر گرامی قدر میاں محمد قطب سلام کے بعد مطالعہ کریں —
ایک مدت کے بعد آپ کا جو خط پہنچا وہ قسم قسم کی شکایتوں سے بھرا ہوا تھا، اس وجہ سے غصہ طور پر وحشت کا باعث ہوا۔ جاننا چاہیے کہ اگر شائد دنیاوی ہیں تو ان کو وصول الی اللہ کا سبب سمجھا جائے فصل و جدائی کا باعث نہ سمجھا جائے۔ ان شائد کا علاج تسلیم، رضا بہ قضا اور محبت جاہ و مال کو جڑ سے اکھاڑ دینے سے کرنا چاہیے۔ اور اگر شائد، اخروی ہیں تو جامع کلمہ اس بارے میں وہ ہے جس کو حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے :
”لوگوں کی خالق سے دوری کا باعث یہ ہے کہ وہ خود اللہ تعالیٰ سے دور رہتے ہیں، اور اپنے اوپر خواہ مخواہ کا بوجھ ڈال لیتے ہیں در نہ فیض الہی میں کوئی کمی نہیں ہے۔“

ہمارے حضرات عالی مرتبت قدس اسرار ہم نے فرمایا ہے : ہوش در دم، نظر بر قدم، سفر در وطن، خلوت در انجمن، یاد کرد، بازگشت، یادداشت، نگاہ داشت۔
اس فقرے نے ان اصطلاحات مذکورہ میں سے ہر ایک کی تشریح الگ الگ آپ کے روبرو بیان کی ہے، ان تشریحات کو یاد رکھنا چاہیے۔

مکتوب شصت و ہشتم

﴿۶۸﴾

محمد قطب، تنگی رح کے نام

[مکتوب الیہ کے صاحبزادوں کے اسماء کے بارے میں

اور سلوک متعلق دور باعمیوں کے بارے میں]

برادر گرامی میاں محمد قطب سمت ربہ سلام کے بعد مطالعہ کریں —

آپ کا خط پہونچا اور حقیقت مرقومہ واضح ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نہال اخلاص کے دونوں

تازہ بیووں کو یعنی آپ کے دونوں نو عمر فرزندوں کو مبارک اور عمر رسیدہ کرے —

والحمد للہ سبحانہ — بے شک تنگی کے ساتھ ساتھ کٹ دگی ہے —

اس فقیر اولی اللہ کا مذہب و مسلک یہ ہے کہ کسی کے نام میں سوائے اللہ تعالیٰ کے

کسی اور کی طرف نسبت کرنا جیسے کہتے ہیں عبد الرسول، غلام علی اور غلام محی الدین وغیرہ

جائز نہیں ہے۔ پس زیادہ مناسب یہ ہے کہ دونوں لڑکوں کے نام احسان اللہ اور اکرم اللہ

رکھیں اس لیے کہ ان دونوں بچوں کا وجود اللہ تعالیٰ کے احسان و کرم سے ہوا ہے۔ اگر تافہتہ

کا لحاظ کر کے شہاب الدین اور نصاب الدین نام رکھیں تو مستحسن ہے۔

آپ یہ نہیں لکھتے ہو کہ ذکر و شغل کرنے ہو یا نہیں، اور اُس میں ذوق پانے ہو یا

نہیں۔ ہمارا دل اس بات کا متلاشی و منتظر رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مراد تک پہونچائے۔

دو رباعیاں فقیر کے دل میں آئی ہیں (یعنی فقیر کی خود کی کہی ہوئی ہیں) اُن کو یاد کریں اور ان پر عمل کریں۔ اُن کا ترجمہ یہ ہے:

’وہ ذکر جس کا زبور نعتِ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو نہ ہبِ عشاق میں وہ محض مکر و فریب ہے۔ کلمہ لا الہ الا اللہ کے حاشیہ یعنی حرف لا سے تمام عالم خلق، دنیا کی نفی کر اور الا اللہ کی رُو سے ربِّ غفور کی جانب چل۔‘

۱۰۱ میں تیرے عشق میں تم عالم سے یکسو ہو گیا، اور تیری یاد کے سوا جو کچھ بھی ہے اُس سے الگ ہو گیا۔ مجھ بندے کا مقصود تیری یاد کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ تیری طلب کے اندر میں اپنے دل و جان سے بھی گزر گیا۔

میں نے پہلی رباعی میں طریقہ ذکر اور دوسری میں ماسوی اللہ سے قطع تعلق کا طریقہ بیان کیا ہے۔ —

والسلام

مکتوب شصت و نہم

﴿ ۶۹ ﴾

محمد قطبؒ کی رشتگی کے نام

[ارشاد و ہدایت]

برادر گرامی میاں محمد قطب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مطالعہ کریں —

اگر پورے طریقے پر جناب باری سبحانہ کی حرف توجہ میسر نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے نام کو بالکل ترک نہیں کرنا چاہیے — جو چیز کُل حاصل نہ ہو سکے تو کُل کو چھوڑا بھی نہ جائے۔ یہ ایک مشہور ضرب المثل ہے۔ اہل و عیال کا فکّر دل سے باہر نکال دیں۔ اس طریقے سے ضرور ضرور ایک طرح کی جمعیتِ قلب حاصل ہو جائے گی۔

جہاں کہیں بھی رہیں کتبِ علیہ کے مطالعہ سے اور ذکرِ قلبی کے اشغال سے فاصل

نہ ہوں۔

مخدوم محمد معین ٹھٹھی کے نام

اللہ تعالیٰ کی امداد و تدوۃ المحققین، زبدۃ المذتقین، معین الحق والدین (محمد معین ٹھٹھی) کے ظاہر و باطن کو شامل رہے۔

بعد حمد و صلوة کے فقیر ولی اللہ عفی عنہ بہت سے سلام اور کامیاب دعائیں اُس مقامِ بہت التزام کی طرف پہنچاتا ہے، اور اپنی خیر و عافیت اور اپنی اولاد اور اپنے متبعین کی خیر و عافیت اور اُن کے شوقِ ملاقات کے بیان کا اظہار کرتا ہے۔ الحمد للہ والمنة کہ آپ کو شفا سے کئی حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے میں ہرج سے شفا سے نہایت جسمانی بیماریوں سے عنایت فرمائی اسی طرح وہ تمام امراضِ قلبیہ سے بھی آپ کو شفا عطا فرمائے اور وہ انکار و آپ کے محسوسات اور معقولات کے اندر غلبہ عقل سے پیدا ہونے، اپنی رحمتِ کاملہ کے ذریعے سے براہِ علوم و فائزہ اہل عصر بلکہ تمام بنی نوع انسان تک پہنچا دے۔

اللہ تعالیٰ متوق توفیقین اور حقوق خرقہ کو اور اُس وصیت کو جو طرق مشہورہ کے اکابر سے اس ضعیف ادلی اللہ کو پہنچی ہے اور جن لوگوں کو اس فقیر کے واسطے سے (یعنی حقوق) پہنچے ہیں یا پہنچیں گے اُن کی اچھی طرح تکمیل کرا دے۔ اور اس بشارت کو متحقق کرانے جس کو حضرت والد بزرگوار (حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی) نے اس فقیر و ضعیف کے حق میں بیان

کیا ہے مثل اس بشارت کے جو ان کے بزرگوں نے درجہ بدرجہ یعنی ہر شیخ نے اپنے مرید کو عطا کی ہے اور جو حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ تک سلسل پہنچتی ہے۔ اور خواجہ صاحب وہ پہلے بزرگ ہیں جن کے قلب میں منجانب الہی بواسطہ روح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم ہندستان کے اندر طابین حق کو ارشاد و ہدایت کرنے کا داعیہ و جذبہ پیدا ہوا۔ اور اللہ کے لیے یہ بات دشوار نہیں۔

اس لیے کہ بقا ہے جسم کا مقصود اسی قسم کے معانی و معائن ہیں۔

(ترجمہ شعر) اُنکے کافاندہ یہ ہے کہ وہ محبوب کو دیکھے۔ اگر نہ دیکھے تو مینائی سے کہا فائدہ ہے؟

آپ کا وہ مکتوب گرامی جو اس عاجز کے حالات معلوم کرنے کے لیے صادر ہوا تھا

پہنچ گیا۔ اور اُس نے اس عاجز کے دل کو بڑی بڑی رامتیں عطا کیں جزاکم اللہ تعالیٰ

خیر الجزاء۔ اور تغلبت زمانہ (انقلاب زمانہ) کی وہ کمٹیں کہ مصلحت کلیہ نے افراد کا منہ

فاسدہ پر جن کی مہر لگانی ہے مطالعو کی گئیں۔۔۔ اُس کے ساتھ آیہ فان مع العسر

یسرا (بے شک مکی کے ساتھ آسانی ہے) پڑھنی چاہیے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کسی مناسب

وقت میں آپ کے مقاصد ظاہری و باطنی کے لیے دعا کی جائے گی۔ اور قبولیت اللہ تعالیٰ

کی طرف سے ہے۔

والسلام

مخدوم محمد معین ٹھٹھیؒ کے نام

[مسئلہ نکوین میں اُن کے ایک سوال کا جواب اور معنی ازل کی تحقیق]

(بزبان عربی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں ثابت ہیں اللہ کے لیے جو ظاہر ہوا ہر اُس چیز کے ساتھ جو ظاہر ہوئی، اور چھپا ہر اُس چیز میں جو چھپی۔ اور وہ اپنے مرتبہ ذات کے اندر ایسا ہے کہ نہ تو علم اُس کو پاتا ہے اور نہ کوئی عالم اُس کو حاصل کر سکتا ہے۔ اگر وہ اپنے رُخ کا پردہ کھول دے تو یقیناً حد نظر تک جو کچھ ہے اُس کو بخلا دے۔ اور وہ اپنے مرتبہ ظہور میں ہر روز ایک نئی شان میں ہے۔ وہی لوگوں کو اوپر اُٹھاتا ہے (عزت دیتا ہے) اور وہی ہنس کر تباہی (ذلت دیتا ہے)۔ اور صلوة و سلام سید البشر پر جو کہ معارف حقہ کے ساتھ مبعوث ہوئے، تم مٹی اور اُون والے مکانات اور خیموں والوں کی طرف۔ اور اُن کے آل و اصحاب پر جب تک کہ چھپائے والے پرندے چمکنے چمچھانے رہیں۔

بعد حمد و صلوة کے کہتا ہے اللہ کے بندوں میں سے سب سے زیادہ مقرب و فقیر بندہ احمد جو ولی اللہ کے نام سے پکارا جاتا ہے اور جو شیخ عبد الرحیم عمری الدلہوی کا بیٹا ہے۔

اللہ (اس بقدر بندے کو) وہ چیزیں عطا فرمائے جو اُس کو دین و دنیا میں زینت دینے والی ہوں اور اُن چیزوں سے محفوظ رکھے جو اُس کو عیب دار کرنے والی ہوں۔

میرے ایک بہت ہی معزز اور عظیم مخدوم کی طرف سے خط پہنچا۔ اُن مخدوم سے میری مراد وہ ذات ہے جو اللہ تعالیٰ کے انعامات اور روشن عطا پا کے ساتھ مخصوص ہے۔ ایک ایسے عالم کی طرف سے جو تحقیقاتِ جلیلہ کے میدان میں سبقت لے جانے والے ہیں، وہ ایسے عارف ہیں جو مشکلاتِ عقلیہ کے حل کرنے میں کامل و ماہر ہیں۔ یعنی مولانا معین اللہ والدین (محمد معین)، اللہ تعالیٰ اُن کو اُس مقام پر پہنچا دے جس کی اُن کو تمنا ہے۔

اللہ ہی سے فریاد ہے اور اُس سے مدد چاہی جاتی ہے۔ اُسی کی طرف سب کام سپرد ہیں اور اُسی پر بھروسا ہے۔ اور اللہ سے اُمید باندھنا بھی دعا کی ایک قسم ہے، اور بلا کے فیصلے کو دعا رد کرتی ہے۔ اُمید ہے کہ انگار مانہ پھلے زمانے سے بہتر ہوگا اور جو چیز آگے آنے والی ہے وہ ماضی کا تدارک کر دے گی۔

میں ایک مسئلے میں (الجھا ہوا) ہوں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اُس کی بحث کروں۔ اور وہ مسئلہ تکوین و فقر ہے۔ مسئلہ صفات میں ایک طویل بحث ہے جو کتابت کے کئی اجزاء میں بھی نہیں آسکے گی۔ اور اُس کا حاصل ہوگا مشکئین، حکماء اور صوفیہ کے مذاہب کو درمیان میں جمع کرنا۔ اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ احسان کرے گا ان پر (مکتوب الیہ پر) اُن کی سوالی تحریر کے ذریعے سے۔ مگر ہم نے (ان کی اصلی فرمائش کو) چھوڑ دیا ہے اور مسلکِ صوفیہ کی تحقیق کی طرف منوجہ ہوئے ہیں۔

پس (واضح ہو کہ) ازل ایسے امتداد سے عبارت نہیں ہے جو زمانے سے پہلے ہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو اپنی ذات کے ذریعے اس تغیر سے پیدا کیا جو کہ امتزاجِ زمان کا منشاء ہے پس جائز ہے کہ فعلِ ازل ہو یا مفعولِ زمانی ہو، اور اس کی مثال وجود ہے اس لیے کہ وہ جسم میں ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے کہ مرتبہ ذاتیہ کی جہت سے

وجود پر وہ حکم لگا یا جانے جو جسم کی خصوصیات سے ہے، تجسّد اور تنبیہ وغیرہ
 کے اندر —————

اور اس کلام کی تشریح آپ پر پوشیدہ نہیں ہے۔ اس کے بعد جوابات دلیں
 آنے لگی اُس کی آپ کو خبر دوں گا۔ —————

والسلام

مکتوب ہفتاد و دوم

۴۲۰

خدم محمد معین ٹھٹّی کے نام

[درگاہِ الہی میں سواں کرنے کے طریقے کے بیان میں]

معین برحق ! اللہ تعالیٰ آپ کی اعانت تمام حالات میں کرے، اور آپ کی تائید و نصرت کرے اور آپ کو تمام ظاہری و باطنی نعمتیں کامل طور پر عطا کرے۔
بعد سلام کے تحریر کیا جاتا ہے کہ آپ کا مکتوب گرامی پہونچا، اور اشفاقِ فروزاں کا اُبھارنے والا ہوا جس جگہ محبت و اُلفتِ روحانی مضبوط ہے وہاں قریب ہے کہ صحبتِ ظاہری بیکار ثابت ہو۔

(ترجمہ شعر) دوستی کے لیے مصاحبت کی (ساتھ رہنے کی) ضرورت نہیں ہے (دیکھو!) ابھی تک بادِ مین نکہتِ عربی کے اندر محو ہے۔

نہیں نہیں بیکار ہی نہیں بلکہ قریب ہے کہ صحبتِ ظاہری خلل انداز ہو جائے، اس لیے کہ صحبتِ ظاہری میں بدن کی تاریک شکلِ روحِ ہوائی کے اندر مدخلت کرتی ہے اور اُلفتِ روحانی کے تصرف کی طرف کم متوجہ ہوتی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اہلِ عشق کے گروہ ایک دل اور ایک رُخ رکھتے ہیں۔

اس گروہ کا قابو میں لانا بہت آسان ہے۔ جون ہی کہ کوئی درویش خالص محبت کے ساتھ ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو حکم ہوتا ہے انشد منهم شوقاً و امنية یتین زبڈے شوق و در زبڈے آرزو ان سے زیادہ شدید ہوں ہر وقت وہ فرقہ پور سے طریقے پر اس درویش کا ہو جائے گا۔

ترجمہ شعر: ہم مغلی کے دسترخوان پر ایک بھنا ہوا مرغ رکھتے ہیں۔ جو ہمراہ مہمان ہوتا ہے وہ ہمارے دل کو اپنے ہمزہ لے جاتا ہے۔

اگر کبھی کبھی حضرت رب العالمین کو اس عرج قسم دیں کہ اے میرے رب! اے وہ ذات کہ جو ہر شخص سے اُس کی رگ جان سے زیادہ قریب ہے، میں تجھ سے تیری اُس مدت کے طفیل سوال کرتا ہوں کہ جس کے ساتھ تو نے فلاں شخص کو ڈھنپا ہے، در تیری اس محبت کے طفیل سوال کرتا ہوں کہ جس نے فلاں شخص کا احاطہ کیا، در تیری اُس نظر کے طفیل سوال کرتا ہوں جس نے فلاں شخص کو دیکھا۔ (وہ سوال یہ ہے کہ) تو مجھے فلاں فلاں نصیبت سے عافیت دے۔ اُمید ہے کہ وہ معاملہ اپنی آنکھوں سے دیکھے جس کا ذکر حدیث شریف میں کیا گیا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے: اگر کوئی پرانگندہ حال مومن قسم کھائے گا اللہ پُر تو ایتہ اللہ چور کر دے گا اُس قسم کو۔

مسئلہ اول: اِلٰی الرَّحْمَةِ (رحمتِ خداوندی کی طرف زیادہ دعا کرتے والے) کے بارے میں پوچھا گیا ہے: بخدو! اس عاجز کا پسندیدہ مسلک یہ ہے کہ نفسِ انانیہ کی ذات سے وہ روح ہوائی جو کہ تاریک حیثیت کی حامل ہے، اعراض کرتی ہے اور مادہِ مشابہ سے متعلق ہو جاتی ہے وہاں یعنی مادہِ مثالیہ میں تس م نفوس کی یک ہی حیات ہوتی ہے۔ اب نہیں ہے کہ ہر نفس کے لیے جدا گانہ حیات ہو۔ چہ جب وہ وقت قریب آئے گا کہ اس دورے کے ایام ختم ہو جائیں تو سب ارواح انسانِ الہی میں غائب ہو جائیں گی، اور ان الہی رموت کے اندر مضحک اور پوشیدہ ہو جائے گا شہرِ ہوائیہ سے اعراض کے وقت

ادلّٰ اِلٰی الرَّحْمَةِ مُخْفٰی ہو جاتا ہے ۔

پس ارحم الراحمین (اللہ تعالیٰ) سب سے آخر میں دوزخ کی آگ سے ایک ایسی قوم کو نکالے گا جس کے افراد نے کبھی خیر کا کوئی کام نہیں کیا ہوگا اور وہ جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے ۔ اللہ تعالیٰ اُن کو حیات کے کنوئیں میں ڈالے گا پس وہ موتی کی طرح ہو جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ اُن کو جنت میں داخل کر دے گا ۔

اہل کے معنی اُس مدتِ طویلہ کے ہیں کہ علمِ بشر میں اُس کی کوئی حد و نہایت نہیں ہے اور علمِ بشر سے مراد علومِ نسمہ ہیں ۔

اس مسئلے میں کلام، طویل ہے ۔ کاغذ کا یہ پرچہ اور یہ ننگ وقت اس مسئلے کو کب برداشت کر سکتا ہے !۔ باقی کلام یہ ہے کہ روحانی دوستی ایک دو بات کے ظاہر کرنے کا سبب بن جاتی ہے، مجھے معذور رکھیں ۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل یہ ہے کہ آپ مدتِ مصطفویہ کی حرف متوجہ رہیں یہ شرط نہیں ہے کہ ایک شخص معین کی طرف سے ہی جو کہ بیانِ ملت کے درپے ہے اُس کی شرح و تفصیل ہو ۔ یہ بات تجھی طرح جان لیں کہ مدتِ مصطفویہ قبلہ حقیقی ہے، اور شارحین کی شرحوں کی صرف التفات کرنا آپ کے علاوہ لوگوں کے کما حقہ ادراکِ ملت سے کمی اور کوتاہی کی وجہ سے ہے ۔ دیگر بات یہ ہے کہ مذاہبِ اربعہ (حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ) سے مطلقاً خروج و اعراض کرنا پسندیدہ بات نہیں ہے چاروں اماموں میں سے کسی نہ کسی امام کے مسلک کی تقلید کرنی چاہیے)

والسلام

مخدوم محمد معین کھٹی کے نام

[اُن کے بعض اشکالات کے جواب میں]

تائید الہی اس اقوال رجال کے نقاد کے شامل حال ہو جو —
 عنایت نامہ شکیں شمامہ پہونچا، جو ان امور کی اطلال دینے والا تھا جن کا انجام ان شاء اللہ
 تعالیٰ بخیر ہوگا۔ آپ اس فقیر کو انتہائی مخلص اور خلوت و خلوت کا دعویٰ گونصوٰر فرمائیں —
 اللہ تعالیٰ آپ کو ہرنگی سے کٹ دگی نصیب فرمائے —
 فقیر کے نزدیک جو چیز بڑے شدہ ہے وہ یہ ہے کہ پہلی چیز جو اول الاول سے ابتداء
 و ایجاد کے طور پر صادر ہوئی وہ نفس کلیہ ہے، اور نفس کلیہ میں دو صفتیں موجود ہیں: ایک جثیت
 فعلیت اور اُس کی نسبت سے عرش وجود میں آیا۔ دوسرے جثیت قوت، اور اُس کی نسبت
 سے پانی ظہور میں آیا، جو افلاک و عناصر کا مادہ ہے۔ اور عرش کے پانی پر ہونے کی صورت میں
 افلاک اور عناصر کی صورتیں ظاہر ہوئیں۔ اور نفس کلیہ اول الاول کے ساتھ اس طرح کی
 نسبت رکھتا ہے کہ اگر اُس کو اسم کہیں تو جائز ہے، اور اگر صفت نام رکھیں تو بھی درست ہے
 اور مُنبذ کہیں تو کوئی مضائقہ نہیں —

المنفرد تکلیف کی شان یہ ہے کہ نفسِ کبھی کو صفتِ علم و قدرت اور امامِ مبین کہتے ہیں۔ پس اہل اللہ کا ذوق، خواہ انبیاء ہوں، خواہ اولیاء، کبھی یہ ہے کہ حضرت مہدیا (اللہ تعالیٰ) اور اُن کی صفات کے علاوہ کوئی قدیم نہیں ہے۔ حضرت مہدیا، فیاض واجب بالذات اور قدیم بالذات ہیں اور اُن کی صفات واجب بالغیر ہیں۔

زمانے کی حقیقت فقط حرکتِ دوریہ کی مقدار نہیں ہے، بلکہ جو حرکت بھی ہو وہ تقویمِ زمان کی کیفیت سے زیادہ مشابہ نظر آتی ہے۔ اور اگر نظر اس سے بھی کمتر ہو تو محسوس کرے گی کہ مقومِ زمان فقط حرکت بالفعل نہیں ہے، بلکہ حرکت بالقوت بھی مقومِ زمان ہے۔ اور حرکت مقولہٗ أعراض ہی نہیں ہے بلکہ اگر جو اہر میں حرکت واقع ہو تو وہ بھی زمانے کی ایک نوع کی تقویم کر سکتی ہے۔

ان مقدمات سے واضح ہو جاتا ہے کہ نفسِ کبھی 'بعدِ مہوم' کے استزاع میں جس کا مقوم کسی شے کا قوت سے فعل میں مطلق نکلنا ہے، ہو سکتی ہے۔

پس جو نفسِ کبھی کے بعد ہے، امتدادِ مہوم سے مسبوق (بعد کو آنے والا) ہے۔

یہی وہ چیز ہے جس کو تکلیفینِ زمانہ میں مراد لیتے ہیں۔ پس بُرہان، وجدان اور تمام مخلوق کا اجماع سب کے سب اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ تمام اشیاء، زمانے کے اعتبار سے حادث (نوپیداشدہ) ہیں۔

اگرچہ کمالاتِ الہیہ عدد میں محصور نہیں کیے جاسکتے لیکن پھر بھی وہ چار مراتب میں محصور ہیں جیسا کہ مجھے میرے رب تبارک و تعالیٰ نے بتایا ہے :

(۱) ابداع (۲) خلق (۳) تدبیر (۴) تدلی

وہ اسماء و صفات جو ابداع کی طرف راجع و متوجہ ہوتے ہیں اُن سب کا مصداق خارج میں نفسِ کبھی ہے۔ اور وہ اسماء و صفات جو خلق کی طرف راجع و متوجہ ہیں اُن سب کا مصداق نفسِ کبھی کا اس حیثیت سے ہونا ہے کہ وہ (نفسِ کبھی) اللہ کی طرف سے فیض کے

بعد فیض قبول کرتا ہے۔ اور یہ سب صورتوں میں نفسِ کھیت کی اصل ذات میں داخل ہیں۔ درودہ اسماء و صفات جو رجب و متوجہ ہیں تدبیر و تدن کی طرف، ان میں تہذیب و ترقی و تعلیمی آئنا بنا ہے۔ اور ان میں نچلے امور کے واسطے کسی نہ کسی صورت سے ایک تاثیر ہے۔ اور وہ صورت مصلحتِ کلیہ کے مطابق حفاظت و نگہبانی کرنا ہے۔ اور ہر زمانے میں اس کا حسبِ مصلحت جاری رکھنا ہے۔ پس جب امورِ سفلیانہ پہلے درجے کے امور موجود ہوں تو مصلحتِ کلیہ عالم کے اندر طریقوں میں سے کسی طریقے پر جاری کی جاتی ہے۔ پس اس طریقے کا صادر ہونا مصلحتِ کلیہ کی حفاظت کے وجہ سے ضروری ہو۔ پس بدعت و خلقِ دوہم خلق کے ساتھ دائم ہیں، لیکن خلق و تدبیر کے متعلقات متغیر ہیں۔

پس کہا جاتا ہے کہ بعض امور میں رزق ہے، بعض میں نصرت و مددگاری ہے اور بعض میں فذلان یعنی بے نصرتی ہے۔

اور جمعِ ضدین دو قسم کی ہے: حقیقی اور مجازی۔ جمعِ ضدین حقیقی دائرۃ امکان میں نہیں ہے (ممکن نہیں ہے) اور جمعِ ضدین مجازی کا تحقق ہوتا ہے۔ اور جمعِ ضدین مجازی کی دو قسمیں ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ اس زمین میں جو کہ آدم علیہ السلام کی بقیہ مٹی سے پیدا ہوئی وہ اس مثال اور خیال کے زمان میں بھی ظاہر ہو کر زمین سے نیچاں فلک اور ملک اعلیٰ کے آشیانے کی مثل ہو گئی ہے۔ اس کی ملاقات کما کے نزدیک معتبر ہے جو ازل کے لحاظ سے بھی اور صبرِ حق کے لحاظ سے بھی۔

پس اس زمین میں ممکنات موجود ہوتے ہیں، اور نقیضین بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ اس جگہ مشکل کا حل اس کلمہ سے کیا جاسکتا ہے کہ فرض المخیّ لیس بمخیّ و خیال المخیّ لیس بمخیّ (مثال کا فرض کرنا محال نہیں ہے اور محال کا خیال بھی محال نہیں ہے)

دوسری بات یہ ہے کہ بعض تیز اور زوردار قوے اپنے اوپر کسی ہمت کو اٹھاتے ہیں کہ وجوہ شے کا تقاضا کرنے والی ہوتی ہے اور بعض قوے ایسی ہمت کو اٹھاتے ہیں کہ جس کا تقاضا عدم شے ہوتا ہے۔ پس ملاذ اعلیٰ میں صدق ذہنیہ کی اصل کے ثابت ہونے کی وجہ سے ملاذ سافل، ملائکہ کا نچلا طبقہ میں بھی طرفین کے لیے صدق ذہنیہ ثابت ہوتا ہے۔

اس جلدی کی حالت میں ان ہی کلمات پر اکتفا کیا گیا۔ میں نے طول کلام کی فرصت نہیں پائی۔ یہ بھی جو کچھ لکھا گیا آپ کے حکم کی تعمیل میں لکھا گیا ہے، ورنہ جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ کافی ہے۔

’ترجمہ شعر‘ ہماری عبارتیں مختلف ہیں اور تمہارا حسن و جمال ایک ہے۔ اور ہر شخص اسی حسن و جمال کی طرف اشارہ کرتا ہے —

والسلام

مخدوم محمد معین ٹھٹھیؒ کے نام

[ارشاد]

تائیداتِ الہی اُس شخص کے شام ہو جو، جو زبدۂ اہل کمال، اور حال و حال کے جمع کرنے والوں کا پیشوا ہے۔ یعنی مخدوم مکرم و معظم معین السنۃ والدین جو کہ حق الیقین کے خزانوں کے امین ہیں۔

اتابعد — فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام مسنون اسلام کے بعد معروض ہے کہ آپ کا گرامی نامہ مصنف ابی بکر ابن ابی شیبہؒ کے ترتیبی اجزاء کے ساتھ پہونچا جیسا کہ سابق میں بھی دو دفعہ میں ترتیبی جزو پہونچے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزاء عطا فرمائے اور آپ کے ساتھ بہترین معاملہ فرمائے، اور آپ کے حال و استقبال

۱۰ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہؒ الکوفی (۱۵۹ھ / ۷۷۵ء - ۲۳۵ھ / ۱۸۲۹ء) یہ رُصافہ میں معلّم تھے ۸/ محرم ۲۳۵ھ کو انتقال ہوا۔ علم حدیث میں جو مصنف آج دستیاب ہیں اُن میں مصنف ابن ابی شیبہؒ قدیم ترین ہے۔ یہ معانی و موضوعات حدیث کی ترتیب ہے۔ طبقات ابن سعد ۲/ ۲۸۸ الفہرست ابن النديم ۲۰۹۔

کی اصلاح فرمائے اور آپ کی طرف نظر بھٹ سے دیکھے۔ بے شک وہ قریب ہے اور عجیب ہے۔

آپ کے گرامی نٹ کے مضمون سے فوق الفوق کے نہ پائے جانے کو نہ نظر رکھ کر خوف خاتمہ، عزیز و شکستگی کا غلبہ اور احوال کی رنگ برنگی سے وحشت کا ہونا مفہوم و معنوم ہوا۔ یہ تمام باتیں گواہ عاویں ہیں آپ کے صدقِ حال اور سلامتی انجام پر —

ان شاء اللہ تعالیٰ۔۔۔ اس لیے کہ بے شبہ اسراف کرم اس مال پر تھے، اور اسی عرفِ شاد کیا ہے شیخ طریقت، مابہ حقیقت خواجہ بہ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے اس عبارت میں جس کو ان سے خواجہ محمد پارسا نے رسالہ قدسیہ میں روایت کیا ہے۔ فقیر کو مدت سے یہ خواہش ہے کہ کوئی چیز نصیحت و غیر خواہی کے سلسلے میں اپنے فہم کے مطابق آپ کے پاس پہنچائے۔ چہر آپ کے علم کی جامعیت اور تحقیق میں رُسوخ پر جب نظر کی جاتی ہے تو وہ باعث سکوت ہو جاتی ہے۔

انفصہ اب میں اس ساعت مسرت میں لکھ رہا ہوں تاکہ جانوں یہ بات کیسی ہے۔ آیا با موقع ہے یا بے موقع —

آپ کے ان پیام پیری میں جو کہ نفاذِ کوح کے بچنے کا وقت ہے مرضی اپنی یہ معلوم

۱۔ رسالہ قدسیہ تالیف خواجہ محمد پارسا (ف ۸۲۲) شائع کردہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان راولپنڈی ۱۹۷۵ء۔

(متن رسالہ از صفحہ ۳۳ تا ۱۸۸۶)

ہوئی ہے کہ آپ اپنے کو اُسی نسبت پر رکھیں جو شیخ، جو القاسم قدس سرہ (غضبندی سندھی) سے حاصل کی ہے، اور اسرارِ توحید کی تفصیلات اور اس کی نیز نگہوں کی لذتِ ندواری سے اپنے آپکو یکسو رکھ کر غفلتِ عظمیٰ کی توجہ میں جس کو شیخ اکبر کی اصطلاح میں حقیقت محمدیہ سے تعبیر کیا گیا ہے، مستغرق رہنا چاہیے۔

اس وقت اسی مختصر تقریر پر اکتفا کر لیا گیا۔ دیکھنا چاہیے کہ ذہنِ عالی کے کس موقع و گوشے میں یہ بات آتی ہے: —————

وَسَدِّم

نہ مولانا جو القاسم بن مفتی داؤد نعمتہ سندھ کے رہنے والے تھے، فقہ، اصولِ فقہ و علومِ عربیہ میں مہارت رکھتے تھے۔ مدتِ انعامِ درس و تدریس میں مشغول رہے۔ ورنگ نریٹ نے جنسِ محکمہ رضا میں وکیلِ شرعی مقرر کیا تھا۔ ۱۳۰۲/۵ء میں وفات پائی وہ بے اہل و عیال تھے۔
تاریخِ برآمد ہوتی ہے۔ نزیہ الخوہر ۱۶/۶ء، علیہ ہند، تحفۃ المکرّم ۱۳۰۲ء
بحوالہ نقباءِ ہند ۱۳/۵ء۔

مکتوب ہفتاد و پنجم

﴿۷۵﴾

نشاہ نور اللہ پھلتی شمع بوڑھا نوی کے نام

برادر عزیز القدر میاں نور اللہ — نورہ اللہ تعالیٰ — حافظ حقیقی کی
حفاظت میں رہیں۔ تمہارا بدعا نہ خیریت سے پہنچنا معلوم ہوا — فالحمد لله حمداً
کثیراً طیباً مبارکاً فیہ
(ترجمہ شعر)؛ جس طرح سے بھی ہو سکے (اس بات کی کوشش کر کہ تو خود کو محبوب حقیقی کے کوچہ
میں لے جائے)۔

طالبین اور ذاکرین کے ساتھ توجہ کی مشق کرنا بمع ہمت کا زیادہ ثمرہ دیتا ہے۔

والسلام

مکتوب ہفتاد و ششم

﴿۷۶﴾

شاہ نور اللہ بوڑھانوی کے نام

برادر گرامی قدر میاں نور اللہ — اللہ تعالیٰ ان کو کمالات کی بلندیوں پر

چڑھائے۔

فقیر ولی اللہ کی طرف سے بعد از سلام دعا کیں

ہمارے پاس ایک وصیت ہے جس کو میاں محمد عاشق سے اور تم سے کسی بھارک وقت میں بیان کریں گے۔ اے اللہ ! تو ان دونوں شخصوں کو اونچے اونچے مرتبوں پر فائز کر اور اس دور میں ان دونوں سے لوگوں کو بہت مدت تک نفع عطا کر۔۔۔ اور ان دونوں کو توفیق عطا فرما کہ وہ اس وصیت کو جس کو آئندہ کسی وقت بیان کیا جائے گا جیسا کہ چاہئے اُس طرح پورا کریں —

والسلام

شاہ نور اللہ بوڈھانوی کے نام

برادر گرامی قدر شاہ نور اللہ — نورہ اللہ تعالیٰ —

فقر ولی اللہ غنی عنہ کی طرف سے سلام محبت التزام کے بعد مبالغہ کریں کہ تمہارا مکتوب جو خیر و عافیت کی خبر دینے والا تھا پہونچا، اور تحقیقت مندرجہ معلوم ہوئی۔
”ترجمہ شعر“ راہ عشق میں قرب و بعد کا کوئی مرحلہ نہیں ہوتا۔ میں تجھ کو صاف دیکھ رہا ہوں اور دعا بھیج رہا ہوں۔“

تمہارے خطوط مسلسل اور یکے بعد دیگرے پہونچے۔ اور بعض اوقات قاصد کے جلدی جانے کے باعث یا درس و تدریس میں ہماری مشغولیت کی وجہ سے یا اسی طرح کے کسی اور سبب سے جواب لکھنے میں کوتاہی واقع ہو جاتی ہے۔ اگر میں جواب نہ لکھوں تو نفیست و حضور کے یکساں ہونے کی وجہ سے نہ لکھنا ہی لکھنا ہے۔

اگر آپ کی دنیا و آخرت کی خیریت طلبی کے لیے لکھتا ہوں تو وہ جوشش دل کے تقاضے اور موانع و مثاغل (رکاوٹوں) کے نہ ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

(ترجمہ شعر عربی)؛ چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں (کارکنوں کی کوشش سے) ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو سکتی ہیں مگر میری محبت اپنی بلندی کی وجہ سے متقل نہیں ہو سکتی۔“

والسلام

مکتوب ہفتاد و ہشتم

﴿ ۷۸ ﴾

نشاہ نور اللہ بڈھا نوئی کے نام

برادر گرامی قدر شاہ نور اللہ — نورہ اللہ تعالیٰ — فیرونی سہ کی
طرف سے سلام شوق و محبت کے بعد مہالہ کریں ۔۔۔

تم نے اپنے شوقِ ملاقات کو لکھا تھا کہ بہت زیادہ ہے۔ میری طرف سے اشتیاق
ملاقات کو اسی قدر بلکہ اس سے زیادہ جانیں۔
(ترجمہ شعر) : اگر میر کی شاخ میں چل آجائے تو کیا تقویٰ ہے۔ اور اگر مشقت دُوری و جدائی ختم
ہو جائے تو کیا عجب ہے !۔

اگر محمد حسن اطائبِ حریت، مشتاق ہے تو جو کچھ اُس کی استعداد کے مناسب
جانیں اُس کو تلقین کریں، مراقبہ احاطہ ہو یا اُس کے نش۔۔۔

جہر و غفی سے گذر کر جب نوبتِ مراقبہ پہنچے تو مراقبہ احاطہ سے زیادہ تاثیر رکھنے
والی کوئی چیز نہیں ہے۔

جذب سے مراد توحیدِ افعالی، توحیدِ صفاتی، توحیدِ ذاتی اور نسبتِ بے نشانی
ہے کہ جس کو ہم ”یادداشت“ کہتے ہیں۔ اور سلوک سے مراد طاعات و طہارات
کی انواع و اقسام کا ملاحظہ کرنا اور اراجِ طیبہ، مشائخ کے انوار کا معائنہ کرنا ہے۔

جس نے یہ دونوں راستے (جذب و سلوک) طے کر لیے اُس کا کام پورا ہو گیا۔
 لیکن دو مذکر میں کوشش کرنا لازم و ضروری ہے۔ طالب اللہ کی طلب کرے یہاں
 تک کہ اُس کو یقین، یعنی موت آجائے

والسلام

شاہ نور اللہ بوڈھا نوی کے نام

[بیان مراقبہ میں]

باسمہ سبحانہ

برادر گرامی قدر میاں نور اللہ۔۔۔۔۔ نور اللہ تعالیٰ
فیقر ولی اللہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں۔

قیمہ گرید پہونچا اور حقیقت مندرجہ واضح ہوئی۔ تمہارا احاطہ ظاہر کرنے کے لیے (سنخار
کیا گیا۔ ظاہر ہوا گو یا حضرت قبلہ گاہی (حضرت شاہ عبد الرحیم) قدس سترہ نم پر توجہ دے رہے ہیں،
اور تم آنکھیں کھولے ہوئے ہو۔ اور توجہ کی تھوڑی سی تاثیر کی وجہ سے جس کا تم احساس کر رہے ہو،
اپنا ستر ہلا رہے ہو، اور کچھ حرکت کر رہے ہو اور تمہارا آنکھوں کا کھولے رکھنا اور سر کا ہلانا حضرت
والا کی ناخوشی کا سبب ہے۔ آخر کار والد صاحب بہت زیادہ ناخوش ہوئے اور غصہ کیا۔ اس
فقیر نے اس سلسلے میں تمہاری بہت زیادہ سفارش حضرت والد سے کی۔ حضرت والا نے تم
کو معاف فرمادیا، اور فاتحہ وغیرہ پڑھی۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ دوبارہ حضرت ابشان (حضرت
شاہ عبد الرحیم) گھر سے باہر آئے، اور مجلس توجہ منعقد ہوئی، اور وہ تمہاری طرف متوجہ ہوئے۔

اور تم جیسا کہ (توبہ کے وقت مراقبے میں) شرط ہے آنکھوں کو بند کر رہے ہو اور مستغرق اور مغموم ہو گئے ہو۔

یہ خواب ایک طویل رکھتا ہے (یعنی طویل ہے) لیکن اس میں جو کچھ تمہارے متعلق تھا وہ اسی قدر ہے (جو دکھا گیا)۔

اس خواب کا حاصل یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم اس بات کے لیے مامور ہو کہ صوفیہ کے طرز پر رہو اور ان کے اشغال کی پابندی کرو۔ لیکن میرے اس لکھنے کے باوجود تم بھی استخارہ کرو۔ جب استخارہ کرو تو جو کچھ ظاہر ہو اس پر عمل کرو۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر ختم قرآن یا اس کی مثل کا بغیر کر کے اس کا ثواب حضرت ایشان (حضرت شاہ عبدالرحیمؒ) اور ہمارے سلسلے کے دوسرے مشائخ کو پہنچاؤ تو بہتر ہے۔

والسلام

شاہ نور اللہ بڈھا نوسی کے نام

[مشتمل بر معرفتِ عظیمہ]

برادر عزیز انقدر میاں نور اللہ — سورہ اللہ تعالیٰ — سلام
سنت اسلام کے بعد مطالعہ کریں کہ تمہارے دیکھنے کا اک شوق میرے ہاٹن میں محسوس
ہوتا ہے معلوم نہیں کہ اس کی وجہ کیا ہے تمہارا مسرت آمیز خط پہنچا اور حقیقت مندرجہ
منکشف ہوئی۔ تم نے جو کچھ میاں محمد عاشق سے متعلق لکھا ہے اُس پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اس
کے احسان کا شکر ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے اس سے زیادہ کا سوال کرتا ہوں۔ بے شک اللہ
تعالیٰ قریب اور مجیب ہے۔ جو کچھ قریب ملا راہی کے متعلق تم نے لکھا تھا وہ اُسی طرح ہے۔ اس لیے
کہ اتفاقات (زندگی بسر کرنے کے طریقوں) کو قائم کرنا اللہ کے نزدیک پسندیدہ اور
مستحسن ہے۔

خواب کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا اللہ اُس کو بھی کر دے۔ بے شک وہ جو بات
چاہتا ہے اُس کو پوری طرح انجام دیتا ہے —
فقیر بھی اس خواب کے مضمون کے نفس و فوٹ کا بغیر کرنے والا ہے —

ہر چند کہ وقت کا تعین نہیں کیا جاتا، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ انوار ہیں جو عالم بشر (دنیا) کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ ایک رنگ عالم سے اٹھتا ہے اور اس جگہ اثر کرتا ہے، ایک کیفیت منعقد ہو جاتی ہے۔ جب اُس کیفیت کا سایہ زمیں پڑتا ہے تو پھر ان انوار محیطہ کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور اس طرح سے دُور ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ نیک لوگوں سے عیسیدگی اور قطع تعلق کا رنگ اور بد لوگوں سے شرارتوں کا رنگ اس جگہ آ جاتا ہے اور عام ہلاکت و بربادی کا سبب ہوتا ہے۔ و اللہ اعلم۔ اس عظیم القدر وجدان کی حقیقت پر خوب اچھی طرح سے غور کریں۔

والسلام

شاہ نور اللہ بوڈھانوی کے نام

[حقیقتِ رؤیا کی تحقیق میں]

برادر گرامی قدرمیاں نور اللہ — نورہ اللہ تعالیٰ — فغیر ولی اللہ کہ صرف
سے سلام محبت انجام کے بعد مطالعہ کریں —

تمہارا مسرت آمیز خط پہونچا اور حقیقتِ مندرجہ معلوم ہوئی۔ یہ دو خواب جو تم نے لکھے
تھے اگر خرابی صحت و مزاج کے قبیلے سے، جو بیماری کا لازمہ ہے نہیں ہیں، تو یہ دونوں خواب
تمہارے فضول بقا پر دلالت کر رہے ہیں۔ اس لیے کہ بقا اس وقت تک ممکن نہیں ہو سکتی
جب تک کہ بندہ حضرت حق جل شانہ کو نہ دیکھے۔

گویا حضرت حق سبحانہ نے انتظامِ ملت میں ایک بات چاہی، اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اُس امرِ مراد کے پورا کرنے میں جوارح اور اعضاء کی طرح سے ہیں۔
موجود صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں دیکھنا کہ آپ نے مکہ فتح کیا ہے، اور چند

آدمی وہاں سے بھاگ گئے ہیں اور وہ لوگ تمہاری (شاہ نور اللہ کی) ہدایت سے ہدایت یاب ہو گئے ہیں اور تمہاری سفارش سے اُن کا اسلام قبولیت کا درجہ پا گیا ہے۔ یہ خواب بھی ایک دوسری بشارت ہے، جو تمہارے اُس امرِ طریقت میں راسخ القدم ہونے پر دلالت کر رہا ہے جس کو حضرت پیغمبر علی اللہ علیہ وسلم سے اتصالِ سند کے ساتھ بظریق عن غنی (مفعلن) پایا ہے حق تعالیٰ اس بندہ عاجز کو اور اس کے سب دوستوں اور پیچھے اور پچھتے یا رون کو شریعتِ طریقت اور حقیقت کے آداب میں راسخ القدم کر کے علمِ مجتہدیت کا ٹھکانے والا بنادے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا ہے۔

رہی یہ بات کہ میں نے اول کلام (اول تحریر مکتوب) میں خرابیِ مزاج سے عدمِ احتیاط کی جو قید لگائی ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ اہل تحقیق کے کلمات و اقوال اس بات پر متفق ہیں کہ ہر وہ خواب جو ایک بیمار آدمی دیکھتا ہے اور ناسازیِ مزاج یا خرابیِ صحت کا اُس خواب میں کوئی دخل ہوتا ہے، اُس خواب کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

والسلام

شاہ نور اللہ بدھانویؒ کے نام

[ارشاد و سلوک کے بارے میں اور اس بیان میں کہ ان کے لطائف میں سے کون کون سا لطیفہ ان پر غالب ہے]

برادر عزیز اقدس شاہ نور اللہ —۔ نورہ اللہ تعالیٰ — فقیر وں اسے
 عفی عنہ کی صرف سے سلام محبتِ انبیا کے بعد مطالعہ کریں —
 تمہارے لطائف کے اندر غالب لطیفے قلب اور خفی ہیں۔ لطیف قلب کا بیدار کرنا ذکر
 جبر سے اور سماع غنا سے اور رخت انگیز باتوں کی طرف توجہ کرنے سے ہوتا ہے۔ اور لطیف
 خفی کا بیدار کرنا ذکر خفی کے ذریعے سے، لا موجود الا اللہ کے ملاحظے کے ساتھ ورنہ
 مراقبات کے ساتھ ہوتا ہے جو اس معنی کے مناسب ہیں۔
 اجمال تو یہ ہے، اور اس کی تفصیل ہر ایک کی استعداد کی حیثیت سے جداگانہ ہے۔
 اس معاملے میں قلب کو حاکم بنانا چاہئے۔

معرفتِ قلب کے سلسلے میں فقیر کے دل میں ایک رباعی (فی البدیہہ) آئی ہے جس
 کو فقیر پیش کرتا ہے

(ترجمہ) ”خبردار یہ گمان نہ کرنا کہ اور اک سرنے والا اور پانے والا دس ہے۔ یاد کوئی دوڑنے والا گھوڑا ہے اور بازی لگانے والا گھوڑا ہے۔ اگر تو سمجھے تو تجھ سے ایک نکتہ بیان کرتا ہوں یہ خود بخود چمکنے والا موتی دل زندہ ہے۔“

اس کے بعد بھی لطیفہ قلب اور لطیفہ غنی کے بارے میں کچھ باتیں لکھی جائیں گی۔

والسلام

شاہ نور اللہ بڈھا نوئی کے نام

[معنی رباعی کی تحقیق میں]

برادر عزیز القدر شاہ نور اللہ — نورہ اللہ تعالیٰ — فقیر ولی اللہ
کی طرف سے سلام محبتِ مٹم کے بعد مطالعہ کریں۔

تم نے اس رباعی کے معنی دریافت کیے تھے ۵

تا مطنِ نیکنی مُدِ برک ویا بندہ دل است + یا تو سُنِ با ز بندہ و تا ز بندہ دل است

گویم بنور مزے گھر بغہمی آن را + ایں گوہر تا بندہ بخود، زندہ دل است

اس رباعی سے غرض و مقصود حقیقتِ ان ن سے آگاہ کرنا ہے جس کو دل سے

تعبیر کیا جاتا ہے اور اس میں حقیقتِ ان ن کے طبقات کا بیان ہے۔ پس اس کا طبقہ ظاہرہ

نوبِ مدرکہ متحرکہ بالا ارادہ ہے، اور مدرکہ و متحرکہ بالا ارادہ ہونا تمام انواعِ حیوانات

میں پایا جاتا ہے یہ درجہ وہ نہیں ہے کہ ان ن اس کے ذریعے سے دوسرے حیوانات

سے ممتاز ہو۔ اس سے زیادہ فنی طبقہ عقل ہے جو کہ حیوانات میں نہیں پائی جاتی۔ اور عقل کی بڑی

خصوصی صفت ایک چیز سے دوسری چیز کی طرف منتقل ہونا ہے، چاہے وہ بطریقِ قول یا شارح

ہو یا بطریق پر ہان، دلیلِ خطائی ہو یا حدیثِ دہم و فہم راستہ کے طور پر ہو۔ اور عقل کو اسی صفت (ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کی صفت) کے تحت اسے دوڑنے والے گھوڑے سے تعبیر کیا گیا۔ اس لیے کہ عقل کا میدانِ افکار میں دوڑ دوڑ جانا تیز رفتار گھوڑے کے دوڑنے کے مشابہ ہے۔ اور لفظ ”توسن“ (گھوڑا) اس بات کو بتاتا ہے کہ اس عقل وہی قوت حیوانی ہے، اگرچہ بعض امور کی زیادتی کی وجہ سے اس نے عقلِ انسانی نام پایا ہو۔ اور عقل کی ایک بڑی خصوصیت فخر و تفاخر کرنا جذبِ منفعت، دفعِ مضرت اور خیرِ جاہ و مرتبہ میں اپنی ہمت کو صرف کرنا ہے۔ اسی بنا پر عقل کو بازندہ و بازی لگائے والا کہہ گیا۔ اور یہ دو خصلتیں مذکورہ حقیقتِ آدمی کے لیے پوست کے مانند ہیں۔ ورنہ ان کی اصل و حقیقت ایک چمکنے والا موتی ہے جو کہ روشن ہے اور خود سے زندہ ہے۔ یعنی ایسا بجز وہ ہے کہ جسمِ اُس کے ذریعے سے زندہ ہوتا ہے اور اس کو معنی زندگی کسی مادی طاقت سے حاصل نہیں ہیں۔ اور اصل میں وہ نفسِ ناطق ہے بلکہ تجربہ بہت ہے کہ نفس کو روشنی اُسی سے حاصل ہے۔ اور وہ حقیقت میں تجلیِ عظم کا ایک بلند ہے جو اس نفس کی سطح پر ظاہر ہو گیا ہے، اور آخر میں تجلیِ عظم کے ساتھ ملحق ہو جانے لگا، اور ہمیشہ ہمیشہ اپنے اس وجود کے ساتھ ہوتا ہے۔ جو اس کے مقابلہ میں غرض کی حیثیت رکھتا ہے تحقیق تجلیِ عظم کے ضمن میں متحقق و ثابت رہے گا۔

والسلام

مکتوب ہشتاد و چہارم

﴿۸۴﴾

خواجہ محمد امین اولیٰ الٰہی کشمیریؒ کے نام

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے یہ مکتوبے پردہ نبھانے کے بیان میں ہیں۔
یہ مکتوبے مغایب سے خلت کے بارے میں ہیں۔ اور اس بارے میں ہے کہ خلت کا
محولہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بعضے فرد کے واسطے ملتا ہے۔

برادر عزیز بقدر خواجہ محمد امینؒ سے ۔۔۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے شہود کے
ساتھ کرم کرے

سوال کیا ہے کہ حضرت شیخ مجدد (الف ثانی) قدس اللہ تعالیٰ سرہ فرمایا نے
جند ثالث کے مکتوب ۹۳ میں، اور اس کے علاوہ بعض مکتوبات میں اس بات کو صراحت فرمایا
کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہزار سال کے بعد بعض افراد امت کے واسطے
سے مقام خلت حاصل ہوا اور دعا اللہم صل علی محمد کما صلیت علی ابراہیم
(ہزار سال کے بعد) درجہ قبولیت کو پہنچی۔ اور اشارے اور فریضے سے یہ بات مفہوم ہوتی ہے
کہ اس فرد خاص سے مراد خود حضرت مجددؒ کی ذات ہے۔
یہ مقتدر و نظریہ بظاہر بہت سے اشکالات کا غل و ورد ہے۔ ان میں سے ایک

اشکال یہ ہے کہ حصول مقامِ خلعت میں جو کہ اعلیٰ مرتبہ ہے، افرادِ امت میں سے کسی فرد کا توسط و ذریعہ ہونا اُس فرد کی حضرت خاتم الانبیا، علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ اقدس پر فضیلت کو مستلزم ہے۔ اور حضرت مجددؑ خود اس اشکال کے جواب کے درپے ہوئے ہیں، اور فرمایا ہے کہ اگر خادم اور غلام اپنے خدوم و آقا کے واسطے کوئی عمدہ اور اعلیٰ درجہ کا لباس تیار کریں تو اُس سے خادموں اور غلاموں کو آقا پر کوئی فوقیت لازم نہیں آتی ہے، اور اس جواب میں جو بات ہے وہ ظاہر ہے۔ مجتہد ان اشکالات کے دوسرا اشکال یہ ہے کہ حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیس بنایا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیس بنایا تھا۔“ اور یہ حدیث پہلے ہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلعت ثابت کرنے کے لیے نص صریح ہے۔ پس یہ کہنا کہ ہزار سال کے بعد یہ مرتبہ خلعت حاصل ہوا (اس سے پہلے حاصل نہ تھا) ایک حدیث صحیح و صریح کے مخالف ہوگا۔ (بطور تاویل) یہ بات کہنا بھی مناسب نہ ہوگا کہ یہ خلعت جو حدیث میں وارد ہوئی ہے اُس سے مراد مطلق محبوبیت ہے نہ کہ اصطلاحی خلعت۔

— بندہ کوئی اشکال نہیں ہے —

آپ کی خلعت کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تشبیہ دینا اس تاویل سے انکار کرنا ہے پس اس مسئلے میں جو کچھ آپ کے نزدیک متحقق ہو وہ لکھیں۔

آپ کے اس مکتوب کے سبب سے دل میں آیا کہ یہ بندہ موجودہ حالت میں اس مسئلے کے بارے میں جو کچھ لکھنے کی توفیق پائے اُس کو لکھے۔

یہ بات جانتی چاہیے کہ اہل اللہ کا کشف سچا اور صحیح ہوتا ہے، لیکن اہل اللہ بعض اوقات حقیقت امر کو اجمالی طریقے پر معلوم کرتے ہیں، اور بعض اوقات تفصیلی طور پر رُو در رُو۔ اور بعض اوقات بغیر حجاب کے معلوم کرتے ہیں۔

کلام صوفیہ کے متبعین اجمال و تفصیل کو جاننا ضروری سمجھتے ہیں، اور غالباً جو کلام مجمل اور کلام مفصل میں مخالفت کرتا ہے، اُس سے بھی چشم پوشی کرتے ہیں۔ پس ہم اس بات میں

شک نہیں کرتے کہ (قضا و قدر) زمانے کے ہر حصے اور دور میں ایک نئے فیض کا آغاز کرتے ہیں، اور ہر اسے زمانے میں بھی ایک خاص فیض کا دروازہ لوگوں کے درمیان کھل گیا ہے۔ اور چونکہ حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مبارک آپ کے مبداء یقین کی عظمت و رفعت اور عموم فیض کی وجہ سے کہ جو آپ کے ذریعہ سے لوگوں پر وارد ہوا ہے اور ان نظام دورہ کے ظہور کے سبب سے، اس نور کے ذریعے سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تجر بہت سے نمودار ہوا۔۔۔ اور ان دوسرے اسباب کی وجہ سے جن کا ہم احاطہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے، اس عنوان خطیرۃ القدس کی، اس کی شکل و صورت کی، اس کی روپوش اور گمان کی جگہ اور تمثیل صورت اور جو کچھ بھی اس قبیل سے کہا جاسکے اُس کی غایت ہو گئی ہے۔ نفوس بنی آدم کے احجار بہتہ کی وجہ سے جو کہ درجہ بہ درجہ اور طبقہ بہ طبقہ پیدا ہوتے ہیں ہر جدید فیض جو دنیا میں ظاہر ہوتا ہے اور تازہ بہ تازہ بروئے کار آتا ہے وہ حظیرۃ القدس کا ضمیمہ بن جاتا ہے۔۔۔

اکثر و بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ اہل دل اس ام کا ادراک اجمالاً کرتے ہیں اور ان الفاظ سے اس مضمون کو بیان کرتے ہیں کہ یہ تمام کمالات اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئے ہیں، اس کلام کی تفصیل اور اُس کے حق کا ادراک نایا ہے کہ یوں کہا جائے کہ مصلحت کلیۃً الہیہ نے تقاضا کیا ہے کہ تجلی اعظم کی کچھ شریعتیں اور بعض تفصیلیں اور اُن کے عکس و پرتو ہر زمانے میں پیدا ہوں، اور اُن کا منشا (جائے نشو و نما) کالین میں سے ایک شخص کا تجر بہت ہو، اور تجر بہت اُس نور سلس کے ساتھ تجلی اعظم کی شعاع کے مانند اور اس جو ہر اعظم کے عرض کی شکل ہو جاتا ہے۔ اور وہ (تجر بہت) بحسب اطوار و اُدوار اپنے طریقے پر ہے اور (تجلی اعظم) بحسب اشخاص و بحسب اُزمان بھی اپنے طریقے پر ہے۔ اس فقیر (ولی اللہ) نے اس قسم ظہور اور اس قسم استکمال کی طرف اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔

باجمال ذاتیں حسنی دگر درکار شد + چشم اور اسرہ ام یا زلف اور شانہم
 (اُس کے جمالِ ذاتی کے ساتھ ساتھ ایک اور حسن بھی درکار ہوا۔ لہذا میں اُس کی
 آنکھوں کا سرمہ ہوں یا اُس کی زلف کے لیے کنگھی ہوں)۔

جب یہ مقدمہ بطور تمہید تیار ہو گیا تو اب دوسرا مقدمہ جاننا چاہئے۔ وہ یہ
 ہے کہ حقائق اجمالیہ جو کہ اہل اللہ پر ظاہر ہوتے ہیں، چونکہ لغت اور عرفِ عام اُن کی تعبیر
 سے قاصر ہیں اس لیے یہ اہل اللہ قرآن و حدیث سے ایک ایسا لفظ لیتے ہیں جو فنِ
 اشارت و اعتبار کی رو سے اس مضمون پر محمول ہو سکے، اور اس لفظ کو ان حقائقِ
 اجمالیہ کا جو اُن کے قلب پر فائز ہوتے ہیں عنوان بن لیتے ہیں۔ اور کلام کو اُس لفظ کے ساتھ
 وابستہ کر دیتے ہیں اور اُن دقیق معارف کو اُس لفظ کے پردے میں ادا کرتے ہیں۔ ان
 مطالعہ کرنے والوں پر جو ذی شعور اور اہل فہم میں لازم ہے کہ اُس لفظ کی خصوصیت سے چشمِ
 پوشی کریں اور اپنا مطلعِ نظر اور نصبِ العین اُسی اجمالی حقیقت اور دقیق معرفت کو
 بنائیں۔

پس جس مسئلے میں ہم گفتگو کر رہے ہیں اُس میں لفظِ حَقَّت کا لانا اور لفظِ
 استجابت دعاہم اللہم صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ کا لانا، اور اس دائرے
 کی تصویر کہ جس کا مرکز صرف ذات ہے، اور جس کا محیط کلمات ذات میں، اور پھر اُس
 مرکز کا ایسا دائرہ تا مہ بن جانا کہ جس کا مرکز محبوبیت ہے اور اُس کا محیط امتزاجِ محبت
 ہے یہ سب کا سب فنِ اشارت و اعتبار کا کرشمہ ہے۔

اس قسم کے مقدمات پر اعتراض وارد نہیں ہوا کرتا ہے۔ جیسے کہ اس صورت
 میں کوئی کہے کہ "میں نے ایک شیر دیکھا جو مجھ کو دیکھ رہا ہے"۔ تو اس بات پر اعتراض
 نہیں ہوگا کہ اُس شیر کے بھانسنے والے دانت، بڑے ناخن باؤم نہیں ہیں۔

اسی طرح حقیقتِ قرآن، حقیقتِ کعبہ، حقیقتِ محمدیہ اور دائروں اور قوسوں کو

بیان کرنے کا بھی یہی حال ہے۔

پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہزار سال کے بعد ایک نئے دور کا آغاز ہو ہے جو بعض اعتبارات سے گذشتہ فیوض کا اجمال ہے۔ مثلاً قلب، روح اور ستر وغیرہ کے حالات نے مجمل ہو کر جمعیت ظاہر کر لی۔ اور یہ دورہ دیگر بعض اعتبارات سے گذشتہ فیوض کی تفصیل ہے۔ مثلاً حجر بہت اور آمانیت کبریٰ کے مسائل اس دور میں گذشتہ زمانوں کے مقابلہ میں زیادہ تفصیلی ہیں۔ اور اس دورے کے متعلق کی تفصیل ایک ایسی تشبیح کا حاملہ کرتی ہے کہ یہ ورق (کاغذ) اس کی گنجائش نہیں رکھتا۔

المختصر حضرت شیخ محمدؒ اس دورے کی جنب دی شخصیت میں اور اس دورے کے بہت سے خصوصی معارف ہیں جو حضرت شیخ محمدؒ کی زبان سے رموز وایم کے طور پر نکلے ہیں۔ شیخ محمدؒ اس دورے کے قطب ارشاد میں اور ان کے ہاتھ پر بہت سے ہجرت اور بدعت کے جنگوں میں بھٹکنے والوں نے خلاصی پائی ہے۔ تعظیم حضرت شیخ محمدؒ حضرت عذراؒ (ذوار اللہ تعالیٰ) اور مکون کائنات (اللہ تعالیٰ) کی تعظیم ہے اور تعظیم شیخ کا شکر ادا کرنا ان کے مغیض (اللہ تعالیٰ) کی نعمت کا شکر ادا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مجور میں صاف فرمائے۔

یہ فقیر ولی اللہ ان اکثر معارف کا تصدیق کنندہ ہے جن کو حضرت شیخ محمدؒ نے آغاز دورہ کے زمانے میں تحریر فرمایا ہے مثلاً توحید شہودی کی طرف ان کا اشارہ کرنا۔ اگرچہ حضرت محمدؒ نے اس معنوں میں رموز وایم سے تجاوز نہیں کیا ہے، وریات کو ہاکن کھول کر بیان نہیں کیا ہے، مثلاً معارف اجمالیہ میں علماء اہل سنت جنہوں نے معارف اجمالیہ کو تقلید انبیاء سے اخذ کیا ہے ان علماء اہل سنت کی حقانیت کا علم اف کرنا اور یہ فرمانا کہ ان کے معارف تحقیقات صوفیہ کے مخائف نہیں ہیں۔

اس لیے کہ معارف علیہ مظہرہ القدس اور غیبی اعظم پر اقدس واکتفا کرنے دے ہیں

اور آئینہ کے اندر دیکھنے والے کی صورت کے مانند نفسِ کبہ میں متعین و مقرر ہیں۔ اس تعین سے بہت اولیٰ کئی منزل آگئے ہیں۔ اور وہ حضرات جو کچھ اس مقام کی خبر دیتے ہیں سب سچ اور درست ہیں۔ اور اس صورت میں ماسوی اللہ کے حادث ہونے کا قول اور اس ارادہ کا قول جو نئے نئے تعینات رکھتا ہے واجب ہے۔

یہ ہے وہ کام جو غیر کے نزدیک حضرت مجتہدؑ کے معارف کی شرح میں متعین ہوا ہے۔ اگر اس اشکال کے حل کرنے میں تعین و انشئمانہ و عالمانہ کو کام میں لائیں تو کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مجتہدؑ کی غرض و نیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اولیٰ امر میں بغیر توسط کے صحتِ کثابت کرنا ہے اور بنی آدم پر فیضانِ حق میں اپنے تفسیر کا اثبات کرنا ہے۔ پس معنی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے ہزار سال کے بعد لوگوں نے اس صحت سے حقت پایا اور اس بات سے کوئی خدشہ اور مضائقہ لازم نہیں آتا ہے۔ اس لیے کہ اضافی فضیلتیں مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدر و متبوع ہونا مخلوق کے توسط سے متحقق ہو ہے عجم کے فتح ہونے کے بعد۔

اور اسی طرح ہر وہ عالم کہ اس کے سبب سے ایک جماعت ہدایت یافتہ ہوتی ہے اور وہ جب عت حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو درست کر دیتی ہے وہ عام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمومی دعوت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قوم کے مقدر ہونے کا واسطہ ہوگا۔ اس کا انکار کرنا ہٹ دھرمی ہے۔

والحمد لله تعالى أولاً و آخراً و ظاهراً و باطناً و صلى الله
على خير خلقه محمد و آله و أصحابه وسلم۔

مکتوب ہشتاد و پنجم

﴿۸۵﴾

خواجہ محمد امین کشمیری کے نام

قرآن کے قدیم ہونے اور وحی بواسطہ ملائکہ ہونے اور حقیقت قرآن بیان میں

برادر خواجہ محمد امین نے ۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے شہود و معرفت کے ساتھ

مکرم کرے

سوال کیا ہے کہ قرآن کے قدیم ہونے کا راز کیا ہے اور وحی کا نازل ہونا کہاں سے ہے اور حقیقت قرآن کے کیا معنی ہیں ؟

جانب چاہئے کہ جب ازل میں تخلیٰ اعظم کے زمانے سے پہلے، سطح میں حقیقت برحقہ متعین ہونی لوکالات تخلیٰ اعظم سے ایک کمال اُس کے ساتھ متعین و قائم ہو، اس طرح جیسے روشنی کا قیام جسم آفتاب کے ساتھ ہے۔ اور وہ کمال نازل شدہ علوم کے ساتھ نفوس انسانہ کی تدبیر ہے نفوس بنی آدم میں سے کامل نفوس کی راہ سے ایسے علوم کے قانون پر کہ جس کا صورت انسان اپنے افراد میں باقتضای اقلی اسباب کشف کی شرط کے بغیر مقدرات اولیہ عقیب وغیرہ کے ساتھ تقاضا کرتی ہے۔ اور اس کمال نے ایک تعین و اعیانہ پیدا کر لیا ہے اور ایک اپنی جامع و مانع تعریف ہم پہونچانی ہے۔ اس کے بعد تخلیٰ اعظم کے ان عکسوں نے جو طیار اعلیٰ

کے، حجازِ نبیہ میں متعین و قائم ہونے میں ایک دوسری صورت اختیار کر لی۔ تذکیر بالاء اللہ، تذکیر بایام اللہ، تذکیر جزا و سزا سے قیامت، مخاصمت کفار، تعین احکام و عبادات، تدبیر و تالیف منزلی اور تدبیر و تالیف مدنی (ملکی) ان علوم میں سے کوئی علم اس جگہ مقرر و قرار نہیں ہوا، اور دائرے کثادہ تر ہو گئے۔ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو مدِ غیبی کے ذریعہ جو ملائے اعلیٰ کے مطہرۃ اقدس کی پشت سے برآمد ہوئی اور ملائے اعلیٰ کی ہمتوں نے ان سب علوم کو متعین کر دیا۔ جبریل علیہ السلام اس تعین و عقلیت میں ملائکہ کے پیش رو ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نعتِ غریبہ اور سورتوں اور آیتوں کے اسلوبِ جسدید و عجیب کا لباس پہنا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سورت و آیات کو لوگوں تک پہنچایا۔ ان آیات کے پہنچانے میں ذرائع الہی میں سے ایک ذریعہ و آلہ ہو گئے اور قوتِ غیبی سے اس کام کو سرانجام دیا۔ ہزاروں افواج ملائکہ کو قرآن کی محبت کا اور اس کے الفاظ کے حفظ کرنے کا اہم کیا گیا۔ اور (نزول کے بعد) بنی آدم نے ہر زمانے میں اس کی تلاوت کی اور اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل کیا اور اُن کے اعمال نامے میں اس کی تلاوت (کا ثواب) کو لکھا گیا۔

بس عالم مثال کے ایک موطن (مقام) میں جو عالمِ علوی و سفلی کے درمیان ہے اور جہاں آسمان و زمین دونوں کی برکتیں جمع ہوتی ہیں اُس سے صورت اختیار کر لی اور ایک عجیب و وسعت پیدا کر لی۔ پس قرآن اپنی اصل کے لحاظ سے قدیم ہے البتہ باعتبار نزولِ حادث ہے۔ یہ قرآن عربی زبان میں ہے اور حضرت حق تعالیٰ کا کلام ہے اور ایک بزرگ فرشتہ یعنی جبریل امینؑ کے واسطے سے نازل کیا گیا ہے، اور یہ بندوں کی زبانوں پر پڑھا گیا ہے، عظیم الشان مصاحف میں لکھا گیا ہے، اور گروہ ملائکہ میں یہ قرآن واجبِ تعظیم اور کثیرِ ابرکات (قرار دیا گیا) ہے۔ اس کی تلاوت بنی آدم کی حاجتوں کو برائے میں تاثیر رکھتی ہے، اس لیے کہ حدیث میں ہے کہ قرآن جس مقصد سے پڑھا جائے

وہ پورا ہوتا ہے۔ اور یہ قرآن ملا و اعلیٰ اور عالم مثال دونوں میں متعین و مقرر ہے۔
 اور الحمد للہ میں اس حقیقت معینہ در عالم مثال پر ہے واسطہ پورا پورا یقین رکھتے ہوں۔

» ترجمہ شعر: « اگر میرے لیے ہر بنِ مویک زبان بن جائے تو میں اللہ تعالیٰ کی واجب اور حقیقی حمد ادا نہیں کر سکتا۔ »

واستلام

مکتوب ہشتاد و ششم

﴿۸۶﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

مکتوب الیہ کے حق میں ایک عظیم اثباتِ بشارت کے بیان میں [

عزیز القدر ہر ادبِ گرامی میاں محمد عاشق ظاہرؔ و باطنًا حافظِ حقیقی کی حفاظت میں رہیں۔ فضل باری سے یہ اُمید داری ہے کہ جب تجلیِ اعظم کے آئینوں کے عکسِ تجلیِ اعظم کی حقیقت سے متصل ہوں گے اور عکسوں کے گردِ دیگر ذکر نہیں جمع ہوں گی تو ہم اور تم ابداً آباد تک آرام سے ایک دوسرے کے ساتھ رہیں گے۔ یہ ایسا وصل ہوگا جس کے بعد کوئی فراق نہ ہو، اور ایسا بسط ہوگا کہ اس کے بعد کوئی قبض (دل تنگی) نہ ہو۔ اس مضمون کا ایک ہندی دوسرہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے۔

میرے مثنیٰ میں پیت بنے جس دیکھے مجھ جین

گلی گلی اب کون پھرے کون کو کے دنِ زین

(ترجمہ) "میرے دل میں وہ محبوب مستقل طور پر بس گیا ہے جس کے دیکھے سے میرے دل کو چین ملتا ہے۔ اب کون اُس کو گلی گلی تلاش کرتا پھرے، اور کون دن رات اُس کو پکارے؟" اس وقت ان ہی دو تین کلمات پر اکتفا کرنا چاہیے۔ والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

برادر عزیز القدر میں محمد عاشق جو سلمہم اللہ تعالیٰ
فیروزہ کی طرف سے سلام کے بعد مظلوم کریں کہ کتاب سلسلات کو
بھیج دیا گیا۔ ہم شعبان کے آخر عشرے اور تمام ماہ رمضان کے اعتکاف کا قصہ
رکھتے ہیں، اور دل یہ چاہتا ہے کہ آپ بھی اعتکاف میں ہم سے ساتھ رہو تاکہ یہ اعتکاف
دوستوں کی صحبت میں اچھی طرح گزرے۔

جہاں تک ہو سکے آئے میں دیر نہ کی جائے، اس لیے کہ مدتیں گزر گئیں کہ کوئی
ملاقات جو اطمینان قلب کے ساتھ ہو میسر نہیں ہوئی۔ ہر ایک اچھی گھر دی جو دوستانہ جانی
کے ساتھ شمسِ احَدِ بَت کے مراقبے میں گزرے ہزار سال کے مقابلے میں اُس کو نہیں رکھ
جاسکتا۔

والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

[اس بیان میں کہ اللہ تعالیٰ کا ہر بندے کے ساتھ تربیت کا ایک خاص

معاملہ ہے، اور اس حقیقت کے علم کے طرق کے بیان میں ———]

عزیز القدر برادرِ میاں محمد عاشق سید اللہ تعالیٰ ———

فقیرِ ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلامِ محبتِ نثار کے بعد مطالعہ کریں ———

اپنی عاقبت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اللہ کے فضل سے درخواست ہے کہ وہ ہم کو

اور تم کو مقامِ صدق میں "ملیکِ مقننہ" کے نزدیک جمع کرے ———

اللہ تعالیٰ کا ہر بندے کے بارے میں تربیت کا ایک خاص معاملہ ہے، اور ہر بندے

کے لیے اُس کی درگاہ میں جانے کا ایک خاص راستہ ہے جو اُس کو عطا کیا گیا ہے۔

خط پہنچا (جس سے یہ بات واضح ہوئی کہ) کشاکش و سادس سے خلاصی حاصل ہونی

اور شکوک و ظلمات دور ہوئے۔ اور اس وقت مکتوب الیہ نے تمہیں تمام حاصل کر لی اور

مریدوں کی رہنمائی کے قابل ہو گیا۔ باقی رہی یہ بات کہ یہ علم کس طرح حاصل ہوتا ہے اس کی اصل

پس پردہ غیب کے بندے کے قلب پر علم ضروری کا پیدا ہونا ہے۔ کبھی ظاہر امر میں اپنے احوال کے

اُلٹ پٹ ہونے کے اندر فراست و نظر پر اعتداع کرنے والا ہوتا ہے اور کبھی وہ اپنے بارے میں یقینی تراجم و مزاحمت کے اندر مخبر صادق پر اعتماد کرنے والا ہوتا ہے۔ یہ تمام باتیں علم ضروری کے پیچھے پیچھے ہٹنے والی جوتی ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ علم ضروری کی اصل ان امور پر موقوف ہو۔

اس جگہ ایک اور نکتہ سمجھنا چاہیے۔ کبھی ایک مردِ عارف احکامِ جزئیہ کی تشخیص میں مشغول ہو جاتا ہے اور تکلیت کو اس کے روشن دان اور راستے قرار دیتا ہے۔ پس بعض اوقات اس کا کام نظم و اعتدال سے گزر جاتا ہے اور صوفیوں کے رنگِ فروع میں جلوہ گر ہوتے ہیں، اور علمِ بدایت بھی اسی تخیل و آمیزش کا رنگ ہے۔ اس کو خوب سمجھ لیں۔

والحمد لله اولاً و آخراً۔

والسلام۔

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

[بعض سوالات کے جواب میں]

برادر عزیز القدر میں محمد عاشق — اللہ تعالیٰ اُن کو عزت دے، دنیہ و آخرت میں اور اُن کو ہماری اور ہمارے اسلاف کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے۔ اور یہ بات اللہ تعالیٰ پر دشوار نہیں ہے۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام محبت انتظام کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا گرامی نام پہنچا جو دو سوالات پر مشتمل تھا۔ ان سوالات کے مضمون سے جواب کی طلب واضح ہوئی۔

سوال اول یہ کہ اگر کوئی شخص اپنی حقیقتِ کئیہ کی زبان سے کسی شخص کے بُر و ز اور خلی سے درخواست کرے اور ایک عرصہ کے بعد وہ شخص وجود میں آجائے تو سوال و درخواست کرنے والے شخص کو اُس شخص کے وجود سے مستر اور خوشی ہوگی یا نہیں؟

جواب اس کا یہ ہے کہ مستر و خوشی جو حقیقتِ کئیہ سے نازل ہوئی، سوال کے نازل ہونے کے مانند متحقق و ثابت ہے مصیبتِ کئیہ کے موافق ہونے کی وجہ سے۔

وہ مسترد و خوشی کہ حقیقت کلیہ کے نزول کے بغیر اُس کی قرار گاہ نفس و روح ہو۔
 متحقق و ثابت نہیں ہے۔ بلکہ یہ بھی احتمال ہے کہ اس شخص کے علم کا وجود متحقق نہ ہو۔
 سوال ثانی یہ ہے کہ غفلت کے ساتھ تعلق بدنہی کا تمثیل اس طرح سے ثابت ہے
 یا نہیں جس طرح کہ نفسِ ناطقہ کا تعلق جسم کے ساتھ ہے ؟۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ثابت ہے۔ اس لیے کہ تجلیات معنویہ و تجلیات صورتیہ میں
 تشکیک و تمثیل مناسب پر مطلع کرنے والا ہوتا ہے، اور یہ مناسبیت دو مردوں کے درمیان
 مناسبیت میں بہت بلیغ مناسبیت ہے۔ اگرچہ حقیقتِ حال مناسبیت معنوی مثالیہ
 بیان کرنے سے زیادہ اعلیٰ ہے۔ —

شاہ محمد عاشق پھلتی ر کے نام

[بطریق اشارہ بعض اسرار کے بیان میں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کلام کی تاویل و تعبیر میں]

عزیز القدر برادرِ مہربان محمد عاشق سیدہ اللہ —
 فقیر ولی اللہ غنی عنہ کی طرف سے سلامِ محبتِ مشام کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا
 مرسلہ مکتوب پہنچا — اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ اچھا معاملہ کرے —
 ہمارا دل ہمیشہ آپ کی فرحتِ آثارِ خبروں کا جویاں اور آپ کے دیدارِ مستتر بار کا
 خواہاں رہتا ہے ۔
 (زجر شعرا) اے وہ کہ تبرے نام سے عشق برستا ہے ۔ اور تبرے نامہ و پیغام سے عشق کی
 بارش ہوتی ہے ۔

آپ نے حوالہ لکھا ہے وہ کلمہ کلام و علوم اور اس کے علاوہ میں لطائفِ خفیہ
 کے ظہورِ آثار کی طرف اشارہ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعض ارشادات میں آیا ہے
 کہ اللہ تعالیٰ نے بعض قبائل بنی آدم کو ملائکہ پر نفیس مکیب، اور قبیلہ بنی اسرائیل کو اپنے لیے

مخصوص کر لیا۔ اور یہ بات حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے وارثوں کے ذاتِ تجلی اعظم سے اختصاص کی طرف اشارہ ہے۔ اس وجہ سے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا عہد بہت تجلی اعظم کے ظہور کی جلوہ گاہ ہے اور اُن کا عہد بہت تجلی اعظم کے ساتھ ارادہ و قضا کی ابتداء کا محل ہے۔ نیز اس وجہ سے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہر جزو اور ذرہ تجلی اعظم کے جو اسح میں سے ایک جارح ہے۔ اور اس وجہ سے بھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بعض ذریت میں اُن کا ستر اور راز محفوظ ہے۔ بالخصوص قبیلہ بنی اسرائیل میں کہ اس قبیلے کے اندر بے شمار انبیاء پیدا ہوئے ہیں۔ اسی طرح سے اللہ تعالیٰ ہر قرن اور ہر زمانے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کی اولاد اور متبعین میں سے کسی نہ کسی طائفہ اور گروہ کو برگزیدہ اور منتخب کرتا ہے اور اُس طائفے کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔ یہ اللہ عزیز و علیم کی تقدیر ہے۔

مکتوب نود و یکم

(۹۱)

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

حضرت خواجہ بیرنگ (خواجہ باقی باللہ) قدس سرہ کے بعض معارف کے سوال کا جواب اور ایک حدیث سے متعلق سوال، اور ایک عزیز کے خواب کی تعبیر۔

عزیز القدر، قدیم المعرفت برادرِ میاں محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ —
 فقیر ولی اللہ منیٰ عنہ کی طرف سے سلامِ محبتِ مٹم کے بعد مطالعہ کریں۔
 اپنی عافیت پر اللہ کی حمد ہے اور آپ کی اور اپنے تمام اصحاب و احباب کی عافیت
 دنیا اور آخرت میں درگاہِ خداوندی سے مطلوب ہے۔ اِنَّ اللہَ تَعَالٰی قَرِیْبٌ مَّجِیْبٌ —
 (بے شک اللہ تعالیٰ قریب ہے اور دعا قبول کرنے والا ہے)۔

آپ نے سوال کیا تھا کہ حضرت خواجہ بیرنگ (خواجہ باقی باللہ) نے لطیفہ درویش کو
 تمام لطائف کے مقابلہ میں کیوں زیادہ عظیم قرار دیا ہے ؟۔

جاننا چاہیے کہ عارفوں کے نزدیک لطیفہ روح و سہ جسم کا حکم رکھتے ہیں، اور
 (بقیہ) لطائفِ نفسانیہ جان کا حکم رکھتے ہیں۔ جب تک جسم مضبوط نہ ہوگا اُس وقت تک جان و روح
 لطیف نہیں ہو سکے گی۔ بلکہ یہ کہہ جا سکتا ہے کہ جسم شمع (صورت) اور ظاہر ہے اور جان

پاپوشیدہ اور باطن تمام دارو گنہ گرفتار خواہ پر ہے۔

جسم مثلاً: 'محسوس' ہے اور جان مثلاً: 'معقول' ہے جسم و روح ہر بندہ اصل شے ہے اور جان و روح ہر بندہ وجود و عقبہ است ہے۔ تکلیف سوک جو کہ قصدی و ارادی ہے روح و ستر سے تعلق رکھتی ہے۔ اور ان کے علاوہ سب کے سب امور باطنی استعدادت ازینہ کا ظہور ہیں۔ یہی وجہ سے حضرت خواجہ باقی باہتہ انسان روح کو غیور فرمادیتے ہیں۔ آپ نے دوسرے سوال پر کیا تھا کہ حدیث میں آیا ہے کہ تہ سنے سے تہ سنے یعنی عقل کو پہنچا دیا۔ اور اس نے فرمایا کہ آگے بڑھ کر وہ بڑھ گئی۔ چنانچہ اس سے کہ پیچھے ہٹا پس وہ پیچھے ہٹ گئی۔ اس کا مطلب کیا ہے ؟

جانتے چاہئے کہ جس طرح انواع و اقسام کے جسمانی و فانی روح میں یک منتقل ہوا ہے۔ کبھی اس منتقل، شکل کو جسم معقول نوعیت بنتے ہیں۔ سی طرح بعض انواع کے خواص و صفات کو اس کے قریب نہ یک منتقل ہے۔ اور عقل جو کہ دانی کے جسم معنی ہے پہلی جہ ہے جو کہ اس صف میں انفرادیت کے صفات مثلاً سے منتقل و متشکل ہوتی۔ اس کے بعد جسم منتقل ہو۔ اس کے بعد معارف و لغوی منتقل ہوا۔ اور اس پر دوسری چیزوں کا قیاس کیا جائے

پس اللہ تعالیٰ نے اس مقام میں 'کر' (کن) و 'امت' (مکن) یعنی مرواں کی تکلیف و منتقل کر دیا۔ جیسا کہ سعادت و شقاوت کے مقام میں آدمیوں کے جسم کو سفیدی اور سیاہی کے ساتھ منتقل فرمایا۔ پس 'اقتل' (آگے بڑھ) و 'ادب' (پیچھے ہٹ) معنی تکلیف کے اجمال کا نیا ہے۔ یا کسی چیز کے کمرے یا نہ کرنے کا نیا ہے۔

آپ نے ایک سوال کیا تھا کہ ایک شخص نے خوب میں دیکھا ہے کہ آپ نے دو پہل اس فقیر سے لیے ہیں۔ وہ ان پہلوں کو اپنے ساتھ لے گئے ہو۔ اور خوب دیکھنے دے کو ان پہلوں میں آپ نے شریک کیا ہے۔ اس کی تعبیر کیا ہے ؟

اس کی تعبیر فیضِ ظاہر و باطن کی استعداد ہے (جو بحمد اللہ آپ کے اندر موجود ہے)۔ پھر خواب دیکھنے والے نے دیکھا کہ آپ نے اُس کو حوائِ کعبہ گرایا ہے۔ اس کی تعبیر اس شخص کا آپ کے واسطے سے طریقہ صوفیہ میں داخل ہونا ہے۔۔۔

الحمد لله أولاً و آخراً

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

عزیز القدر برادر میاں محمد عاشق سلمۃ اللہ تعالیٰ فیروز لی اللہ عفی عنہ کی جانب سے
سلام محبت مثم کے بعد مطالعہ کریں۔۔۔۔۔

الحمد لله على العافية — اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت آن
عزیز القدر کو مکاشفات النبیۃ میں استقامت کا حاصل ہونا ہے، خصوصاً ان مکاشفات میں
جو کہ لطائفِ کامند (لطائفِ خفیہ) سے تعلق رکھتے ہیں۔ بعد اس کے کہ کسی مرتبہ سے یہ ہر
ہو جائے کہ آوردہ سے آمدہ کا ہونا اس سے (لطائفِ کامند) ظاہر ہوتا ہے اور جزم و یقین ان
سے (مکاشفاتِ النبیۃ سے) مقرر و متعلق ہے — یہ ایک آگاہی ہے جس کے ضمن قیود کے
اند میں نے بڑے بڑے مسائل کی طرف اشارہ کیا ہے۔ آپ اس کو زیادہ یاد رکھنے دے
ہیں، اور گمان یہ ہے کہ میں نے اس کو تحریر کر دیا ہے۔۔۔

آپ نے یہ بھی لکھا تھا کہ خواجہ (بہب، الدین) نقشبندؒ نے فرمایا ہے کہ مقصود
معرفت ہے اگرچہ اللہ کے ایک دو ناموں کے ساتھ ہو۔ اور بعض جگہ خواجہ نقشبندؒ اور
بعض اکابر نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مقصود قُرب ہے نہ کہ معرفت، اور مقصود وصول ہے نہ کہ
مُصول — ان دونوں باتوں کی توفیق و تطبیق کس طرح ہوگی۔

ظاہر یہ ہے کہ معرفت سے مراد اس جگہ لوحِ نفس میں معرفتِ اسمِ الہی کا انطباع (چھپنا) ہے اس طور پر کہ نفس اُس اسم کے رنگ میں رنگ جائے۔
 حضرت خواجہ نقشبندؒ کا پورا کلام اسی مضمون پر دلالت کرتا ہے۔ پس اس میں کوئی منافیات و تضادات نہیں ہے۔ اور تحقیق اس مسئلے میں یہ ہے کہ معرفتِ حقیقت جو بطریقِ وجدان ہو وہ قرب و وصول سے خالی نہیں ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے کسی اسم کے ساتھ نفس کے رنگ جانے کے آثار کا ظہور کسی معرفت سے خالی نہیں ہو سکتا۔ ہاں بعض نفوس کہ ان میں قوتِ عملیہ بہت زیادہ ہے دوسری قسم (قرب و وصول) کو فنیتم و غظیم سمجھتے ہیں، اور وہ جماعت کہ جس میں قوتِ عقلیہ زیادہ ہے پہلی قسم (معرفت) کو زیادہ معتبر قرار دیتے ہیں۔ — اور ہر ایک کے لیے ایک دُرُخ ہے کہ وہ اس کی طرف متوجہ ہے۔ — (الآیۃ)

مکتوب نود و سوم

(۹۳)

شاہ صاحب کے بڑے ماموں شیخ عبید اللہ پھلتی کے نام

بخدمت مشفق و مہربان ماموں صاحب حیوسنہ اللہ تعالیٰ —
 فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام فقوٰر شام، مشکین شام کے بعد عرض یہ
 ہے کہ آپ کا نامہ گرامی ہر اورم میاں محمد عاشق کو بیعت کرنے اور خرقہ پہنانے کی خوشخبری
 کے بارے میں پہونچا۔ الحمد للہ علی ذلک حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ
 اللہ تعالیٰ آپ کی برکات کو اُن کے (محمد عاشق کے) حان و استقبال میں شام
 رکھے اور جو کچھ اُن کی قسمت ہے اُس سے زیادہ اونچے مقام تک اُن کو پہونچائے۔
 و ما ذلک علی اللہ بعزیز۔ (اور اللہ کے لیے یہ کچھ مشکل نہیں ہے)۔۔۔

مکتوب نود و چہارم

﴿۹۴﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

[دعاے برکت اور ترغیب اخذِ فوائد میں]

میزانِ القدر، برادرِ گرامی میاں محمد عاشق سید اللہ تعالیٰ —

فیروز علی اللہ تعالیٰ کی جانب سے بعد از سلامِ محبتِ مشام مطالعہ کریں کہ مشفق و مہربان
ماموں صاحبِ جیوسید کا نام گرامی جو آپ کو بیعت کرے اور خرچہ پہناتے کی اطلاع دینے والا
تھا، پہونچا۔ آپ کو یہ جدید فائدہ جلیلہ جو دوسرے حاصل شدہ اور مترقبہ الحصول (جن کے حاصل
ہونے کی امید ہے) فوائد سے مفروض و متخلص ہے، مبارک ہو — بعون اللہ خالق
العباد — (اللہ کی مدد سے جو بندوں کا خالق ہے)۔

اس کے علاوہ دیگر ایسے فوائد کے حاصل کرنے اور اُن کو محفوظ رکھنے میں بھی کوتاہی نہیں
کرنی چاہیے جو علم و دعوت وغیرہ سے متعلق ہوں۔ اس لیے کہ عارف ہر اُس نعمت کو جو کہ اُس کے ہاتھ
میں پہونچتی ہے مبداءِ فیاض (اللہ تعالیٰ) کی درگاہ کی طرف سے جانتا اور محبت ہے، اس لیے کہ
مبداءِ فیاض اُس کی طلبِ ذاتی کے انجام یا بالفاظِ دیگر میں کہتا ہوں کہ اُس کے خلقت
جسبتی (پیدائشی فطرت) کا تدارک کرتا ہے۔ پس حضرت ربوبیت کا ادب تقاضا

کہتا ہے کہ ایک شدید طلب، ایک عظیم بھوک اور بے انتہا پیاس کے ساتھ (اس کی پیش کردہ چیزوں کو) قبول کرنا چاہیے۔

اور اسی مضمون کی طرف اشارہ ہے حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کے اس قول میں :

و لكن لا غنى لى عن بركتك (مجھے آپ کی برکات سے استغنا نہیں ہے)۔

والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

عزیز القدر حقائق و معارف آگاہ برادرِ میاں محمد عاشق جیو سید سہ —
 فقیر ولی سہ غنی عنہ کی صرف سے سلام محبت انتظام کے بعد مہمانانہ کریں۔
 آپ کا خط پہونچا اور حقیقتِ حال ظاہر ہوئی۔ اللہ کی حمد ہے عافیت پر اور سہ
 ہی سے عافیت کے تمام اور اس کے دوام کو طلب کیا جاتا ہے۔
 میں چاہتا ہوں کہ شعبان کے آخری دن کے ساتھ رمضان مبارک اعتکاف میں
 گزرے، دلی تمنا یہ ہے کہ ہم سابق کی طرح آپ کے ساتھ وقت گزاریں، اس لیے کہ یہ
 اجاب کہ دیکھن جو کہ اللہ کی محبت میں بھائی بھائی ہوں روح اور طبیعت دونوں کی غذا ہے۔
 جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ روزہ دار کے لیے دو فرحتیں ہیں، ایک فرحت
 افطار کے وقت اور ایک فرحت قیامت کے دن (اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت)۔
 شاید اس (چالیس دن کے اعتکاف کے) زمانے میں معاد و نبوت کے مباحث سمجھے
 جائیں تاکہ رسالہ النجات کی تکمیل ہو جائے۔
 آپ کی ملاقات اس قسم کے ارادوں کی بنیاد ہو جاتی ہے۔ برادرِ میاں نور اللہ بھی اس
 زمانے میں آئیں گے۔
 والسلام

ایک مخلص محمد عظیم کے نام جو نواحِ سندھ میں سکونت پذیر تھے

براہِ درم میاں محمد عظیم تمام حالات میں حافضِ حقیقی کے حفظ و امان میں رہیں۔ ملاقات ہونے تک ہر مہینے میں دوراؤں کو اب کرنا چاہیے کہ مسجد میں یا کسی اور جگہ گزارا جائے، لیکن گھر میں اہل و عیال کے درمیان میں نہ گزارا جائے۔ اور وہاں دورِ رکعت نماز حضور و اخلاص کے ساتھ ادا کریں اور نظریاً پانچ سو مرتبہ یا سو رکعات ذکر کریں اور ایک نور سفید مانند نورِ آفتاب اپنی نظر میں (اپنے تصور میں) رکھیں۔ اس کے بعد پانچ سو مرتبہ درود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت شریفہ کو سامنے خیال کر کے پڑھیں۔ اور پڑھنے کی یہ تعداد کم سے کم ہے۔ اگر یہ دونوں وظیفے ہزار ہزار مرتبہ پڑھنا مستتر آئیں تو بہت اچھا ہے۔ اس لیے کہ اس عمل کے ذریعے سے اپنے اندر ایک کشادگی اور ایک اُس محسوس کریں گے۔ اگر اُس علاقے میں کوئی درویش صاحبِ طریقہ ہو بشہ طیکہ وہ موافقِ شریعت اور تمام احوال و افعال میں متبعِ سنت بھی ہو تو اُس درویش کے ساتھ صحبت و تعلق رکھیں اور جو کچھ وہ درویش حکم کرے اُسی پر عمل کریں۔

میں کہا کروں کہ (دہلی اور سندھ کے درمیان) مسافت بعید و دھویل ہے (اس لیے میرا آنا نہیں ہو سکتا) اور تمہارا آنا بھی مشکل ہے۔ اور خود کو معطل و بیکار رکھنا ناپسندیدہ بات ہے اللہ تعالیٰ اپنی مرضیات میں محفوظ اور ممنوع اعمال سے بچنے والا رکھے۔ والسلام

مکتوب لود و ہفتم

﴿۹۷﴾

خواجہ محمد فاروق کشمیری کے نام

جو خواجہ محمد زبیر نقشبندی مجددی کے مریدوں میں سے تھے

عزیزِ تقدیر، معافِ نیک آگاہِ خواجہ محمد فاروق فقیر ولی اللہ علیہ عنہ کی طرف سے سلام
محبت انتظام کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا مکتوب گرامی پہونچا۔

آپ نے خطرات و دسا دس کے غلبہ و هجوم کے بارے میں لکھا تھا۔ کئی مرتبہ اس عمل
(کی کامیابی کا) تجربہ ہو چکا ہے کہ ہر ہفتہ میں دو راتوں کو مقرر کرنا اور وہ دو راتیں پیر اور جمعہ
کی ہوں اور ان دونوں راتوں میں بعدِ نمازِ عشاء غسل کرنا یا وضو کرنا اور دو رکعت نمازِ نفل
پڑھنا، اس کے بعد یا سو رکعت کے ذکر میں مشغول ہو جانا، اور اس ذکر کے ذریعے سے ایک
آسمانی سفید اور برقیانی نور کا تصور کرنا جس سے زمین و آسمان پُر ہیں۔ جب خند غالب آئے
اسی وقت مہلتے پر سو جانا، اور اگر پھر آنکھ کھلے تو بغیر دیر لگنے طہارت حاصل کرنا اور پھر ذکر
و تصور اور صبر رات میں مشغول ہو جانا خطرات و دسا دس کو دور کرتا ہے۔ چاہئے کہ ہر ہفتہ دو
راتوں میں اس عمل کو بشرطِ تبعیتِ قلب اپنے اوپر لازم کر لیں۔ یعنی طور پر خطرات دور ہو جائیں
گے۔

والسلام

شاہ نور اللہ پھلتی رحمت کے نام

برادر عزیز القدر شاہ نور اللہ — خورہ اللہ تعالیٰ —
 فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں —
 اللہ کی نعمتیں جو غلصہ احباب کے اندر دیکھی جا رہی ہیں ان کا شکر کس زبان سے کیا جائے
 (ترجمہ اشعار)؛ اسے وہ ذات کہ تیری نعمتیں سب کوڑوں سے بھی زیادہ ہیں اور تیری نعمتوں کا شکر
 حد سے باہر ہے، ہمارا شکر یہی ہے کہ ہم شکر سے عاجز ہیں، تیرے شکر سے عاجز ہونا ہی شکر
 ہے اگر تیرا فضل ہمارا رہنما بن جائے۔

منجملہ ان نعمتوں کے ایک نعمت احباب میں ایک دوسرے کے درمیان زیادہ سے
 زیادہ محبت کا ہونا ہے۔ اور باہمی جذبہ فداکاری و جاں نثاری، لذت نفس کو ترک کرنا اور ایک
 دوسرے کے لیے خیر طلب کرنا، دنیا کے لیے اور آخرت کے لیے بھی پیٹھ پیچھے بھی اور سامنے
 بھی، گو یا کہ یہ احباب یک تن و یک جان ہیں، یہ پاکیزہ غصلت جب تک کہ موجود ہے ان شاء اللہ
 تعالیٰ نورانیت محبت بڑھتی ہی رہے گی اور روز افزوں رہے گا۔

ان ہی نعمتوں میں سے ایک نعمت دنیا کی لذت چیزوں سے رغبت کا ترک کر دینا
 ہے، مگر بقدر ضرورت — اور حضرت جی جی مجدد پر اس کے مظاہر میں اعتداف کا ترک کرنا ہے۔

جب تک یہ صفت (اجاب کے اندر) موجود ہے اُن کے مراتب ترقی میں ہیں۔

اس بندہ ضعیف (ولی اللہ) کے دل میں ان اجاب میں سے ہر ایک کی محبت نئے نئے انداز سے ظاہر ہوتی ہے اور شاخ و برگ لاتی ہے۔ اگر برادر عزیز میاں محمد عاشق کی طرف دیکھا جاتا ہے تو ایک نئی قسم کی آنکھوں کی ٹھنک حاصل ہوتی ہے۔ اُن کے لطائف پوشیدہ بہت زیادہ آگاہ و بیدار ہیں، اور اُن کا لطیفہ روح ایک عجیب قسم کا گدہ زہر رکھتا ہے اور اُن کا قلب بھی اس بارے میں شاگردی روح کرتا ہے۔ اور لطائف اخلاق و باہمی جذبہ فداکاری خود اُن کی (شاہ محمد عاشق کی) وصیت و خیر خواہی کرتے والا ہے۔

اور اگر آپ کی (شاہ نور اللہ کی) طرف نظر جاتی ہے تو ایک نئی قسم کا سرور برے کار آتا ہے۔ آپ کا لطیفہ خفیہ بھی آگاہ و بیدار ہے اور آپ کا قلب تربیت کے لحاظ سے اصل فطرت میں واقع ہوا ہے، اور وہ اصل جبلت میں ایک طرح کی استقامت و منانیت رکھتا ہے اور دنیا کی طرف توجہ نہ کرنا خود آپ کی جبلت اور پیدائشی عادت ہے۔

اگر خواجہ محمد امین (کشمیری ولی الہی) کی طرف نگاہ کی جاتی ہے تو میرے اور میرے دوستوں کے ساتھ بہت زیادہ محبت اور پوری پوری فداکاری مشاہدے میں آتی ہے۔ اُن کا لطیفہ روح مہبت اور تیار ہے۔ اور اُن کا حسن اخلاق اور اُن کے لطائف عادات بھی خود جبلتی و پیدائشی ہیں۔ اور اگر حافظ عبد الرحمن (ابن شاہ محمد عاشق بھٹائی) کی طرف توجہ کی جاتی ہے تو گویا ایک روئی، یک جہتی اور ایک دوسرے میں فنا ہونا اُن کی صورت میں منتشر و منکھل ہوتا ہے اُن کے لطائف کا منہ بھی آگاہ و بیدار ہیں اور ایک حدیث کے مصداق ہیں۔

دوسرے عزیز بھی اس طریقے پر مجسم نعمت الہی ہیں۔ تمام تعریفیں ثابت ہیں اللہ کے لیے جس کی نعمتوں کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا، اور اس کے کرم کی کوئی انتہا نہیں۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ان نعمتوں کو روز افزوں کر دے۔

والسلام

مکتوب نود و نونہم

﴿۹۹﴾

پایندہ خان روہیدہ کے نام

عزیز القدر، رفعت آب، الجاہد فی سبیل اللہ، اوراق لکھنؤ اللہ پایندہ خان —
 اللہ تعالیٰ اُن کو سلامت رکھے اور اپنی مرضیات کی توفیق عطا فرمائے۔
 فقیر دلی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام محبت انتظام کے بعد مدعا لے کر رہا۔
 بسلسلہ جہاد کو ہستان آپ کی سعی و کوشش کے متعلق جو کچھ سنا جاتا ہے وہ موجب
 فرحت و خوشی اور سبب دعا ہے غائبانہ ہے۔ اے اللہ تو اُس کی مدد فرما جو حضرت
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مدد و نصرت کرے۔

خان زمان خان فوجدارِ سہارنپور کے نام

اللہ تبارک و تعالیٰ مجددِ قانونِ شجاعت و دلاوری، خانِ عوالیٰ مرثبت خان زمان خان جو کو مدتِ طویل تک گروہِ اہل اسلام سے سرکش کفار کی مکاریوں کو دفع کرنے میں منصور و منظر کرے۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام سنت اسلام کے بعد واضح ہو کہ برگانِ بھلت کے خطوط جو اس رفیع القدر کی ان کے ساتھ دل جوئی اور عاطفت سے متعلق ہیں پہنچے۔ وہ خطوط خانِ فقر نشان، جامع مشربِ ظاہر و باطن جعفر خان بیو کی شرح و تفصیل سے متصل ہیں اور ان خطوط سے جناب کی کمالِ عدالت و حق شناسی کا پتا چلتا ہے۔

اس کے مقابلے میں دروازہِ الہی کے فقروں نے الحاح و تضرع کے ساتھ آپ کے صبرِ خاتمہ اور دُنب و آخرت میں کمالِ عنترت و آبرو کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ اپنے کمالِ فضل سے اس دعا کو قبولیت کے ساتھ متصل کرے اور زیادہ سے زیادہ اعمالِ خیر کی توفیق عنایت فرمائے۔

والسلام

مکتوب صد و یکم
﴿۱۰۱﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

برادر عزیز القدر میاں محمد عاشق سید اللہ تعالیٰ فقیر ولی اللہ علیٰ عنہ کی صرف سے
سلام محبت مثم کے بعد مطالعہ کریں ————— الحمد للہ علی کل حال —
احکام بشریت کے بارے میں کیا نکھوں فعل واحد کی رفیت کے باوجود اور تم م
عالم کے وجوب کی ظناہوں میں مقید ہونے کے باوجود انسان کیوں ایک باریک عالم کسی
کشاکش میں اپنے خواہش گم کرتا ہے۔ اور کمزوری اختیار کرتا ہے؟ اور کیوں مادی اشیاء کی
خفت کا رنگ اس کا دامن گیر ہو جاتا ہے؟ ہاں بے شک یہ القدر عزیز و عظیم کی تقدیر ہے۔
ہر لطیفے کے حکم کا پورا ہونا ضروری ہے۔
(ترجمہ شعر)؛ میرا غبار تن چہرہ جان کا پردہ بنت ہے۔ وہ وقت بہت اچھا ہو گا کہ اس چہرہ
جان سے پردہ اٹھا دوں۔

والسلام

مکتوبات شاہ ولی اللہ دہلویؒ

جلد اول کا حصہ دوم



جمع کر دیا

شیخ محمد عاشق پھلتیؒ



ترجمہ و حواشی

مولانا نسیم احمد فریدی



نظر ثانی

نثار احمد فاروقی



دیباچہ

(از شیخ محمد عاشق پھلتی)^(۱)

بعد حمد و صلوة کے۔۔۔ فقیر کثیر التقصیر 'احقر عباد اللہ الخالق محمد عاشق' واضح کرتا ہے کہ میرا مرحوم لڑکا جس کا نام عبدالرحمن تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرے اور جنت میں داخل کرے۔ مرشد الامام 'قطب العصر' فہم الزماں شیخ ولی اللہ مد اللہ ظہار فی الدوران کے مکاتیب مبارکہ کی جمع و تالیف میں سعادت دو جہانی کو حاصل کرتا تھا۔ جب ان مکتوبات کی تحریر کا سلسلہ دو سو بیاسی تک پہنچا تو اس نے ۱۳۶۸ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا اور سفر آخرت اختیار کیا۔

رحمة اللہ ورحمة واسعة واعطاءہ کرامة سابغة
پس اس فقیر نے پہلی جلد کو اسی مکتوب (۲۸۵) پر ختم کر کے دوسری جلد کو شروع کر دیا۔

حسبى الله و نعم الوكيل و فى كل الامور عليه التوكل و
التعويل۔

مکتوب صدودوم

﴿۱۰۲﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

(شیخ عبد الرحمن پسر شاہ محمد عاشق پھلتی کی تعزیت و فات میں)

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر، سجادہ نشین، اسلاف کرام، شیخ محمد عاشق
سلمہ اللہ تعالیٰ —

فقر دل اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد سلام محبت منشاء مطالعہ کریں۔
ایک وحشت انگیز خبر پہنچی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اُس کو سُن کر کیا
نکھوں۔ اِس لیے کہ یہ ایک ایسا حادثہ رونما ہوا ہے کہ عالم بشریت میں اس سے
زیادہ شدید کوئی حادثہ نہیں ہو سکتا۔

دونہیے جو آپ کے علم کے و مخزونات میں سے ہیں، آپ کو یاد دلاتے
جاتے ہیں۔ نکتہ اول یہ کہ وہ تقدیر کہ جس کا اثبات ضروریات شرع اور عقل و
وجدان سے ہے، اُس کی حقیقت یہ ہے کہ واجب بذاتہ نے اس سلسلہ
تفصیلیہ کو واجب بائرن بنایا ہے۔ اس میں تقدیم و تاخیر اور تغیر و تبدل کی
گنجائش نہیں ہے اور نفوسِ قدسہ کا حق یا کہ جن کے پاس میں عنایت
ازیتہ نے حظیرۃ القدس سے لاحق ہونے کا حکم فرمایا ہے، یہ ہے کہ وہ اس

تہ سہر کھلتی کے ساتھ قوی تعلق پیدا کریں اور جو چیز کہ وہاں خطرہ عقدس میں واجب اور مقرر ہوئی ہے، اُس کو رضا و تسلیم کے ساتھ قبول کریں۔

نکتہ دوم بعض احادیث کے باطن میں غور و فکر کرنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ ”اے اللہ! میری جس محبوب چیز کو تو نے مجھے عطا فرمایا، اُس چیز کو اپنی محبوب چیز کے لیے میرے واسطے قوت بنا دے اور اے اللہ! میری جس محبوب چیز سے تو نے مجھے جُدا کیا اُس کو اپنی محبوب چیز کے لیے باعثِ فراغت بنا دے“

اس کلمہ جامعہ کا حاصل یہ ہے کہ تو جیسا ارادہ جو اللہ کی ذات میں موجود ہے۔ ایک حقد و حصہ اور اُس کی ایک شرح چاہتی ہے۔ اس حادثے کو ارادۃ الہی کی قوت اور میاں قرار دینا چاہیئے۔

بس ان ہی کلمات پر ہم کو اکتفا کرنا چاہیئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ [البقرہ ۱۵۶]

اللہ تعالیٰ آپ کو اجرِ عظیم عطا فرمائے اور صبر کا الہام فرمائے۔

والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

(تعزیت میں)

خفائق و مدارف آگاہ، عزیز القدر، سجادہ نشینِ اسلامِ کرم، شیخ محمد عاشق
سلمہ اللہ تعالیٰ —

فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلامِ محبتِ مشام کے بعد مطالعہ کریں۔
تقدیرِ الہی اپنے مقرب بندوں میں سے کسی بندے کے لیے بعض ایسے
درجات ہوتا کرتی ہے، جن کا عالمِ ظاہر میں کوئی سبب موجود نہیں ہوتا۔
لا محالہ تقدیرِ الہی نظامِ عالم نہ ٹوٹنے کی حکمت کے ماتحت کسی شدید منیبت تک
کہ اُس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں ہو سکتی، مبتلا کر دیتی ہے تاکہ وہ اس
درجے کو حاصل کر لے۔ یہ اللہ عزیز و عظیم کی تقدیر ہے۔

یہ مضمون ایک حدیثِ مرفوع میں بھی آیا ہے۔ میں آپ کی اس مصیبت کو
اسی قبیل سے سمجھتا ہوں۔ اس بات کو جان لینا چاہیئے۔

(ترجمہ مصرعہ): ”صبر کرو اسے لیکن پہل میٹھا رکھا ہے؟“

شیخ فقیر اللہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت ایشان قدس سرہ (شاہ
الرحیم صاحب) کی والدہ نے اٹھال فرمایا اور حضرت ایشان نے کمالِ صبر

بہو رضا کو اختیار کیا (تو اس کا یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ) اُن آیام میں جب کہ حضرت ایشانؒ سو رہے تھے، شیخ فقیر اللہؒ نے ایک عجیب نور حضرت ایشانؒ کے سینے اور چہرے پر اپنی ظاہری آنکھوں سے محسوس کیا، اور اس واقعے کا حضرت ایشانؒ سے ذکر بھی کر دیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ اجر صبر کا معاملہ ہے جو صبر کے بغیر ہرگز حاصل نہیں ہوتا۔ یہ واقعہ کستاب — انفس العارفين میں نہیں لکھا گیا — اب فقیر کو یاد آیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے بیٹے سے فرمایا — ”اے میرے بیٹے! اگر تو میری میزان میں ہو تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں تیری میزان میں ہوں۔ (یعنی تو میرے لیے باعثِ اجر بنے۔ یہ بات مجھے اس بات سے زیادہ اچھی معلوم ہوتی ہے کہ میں تیرے لیے باعثِ اجر بنوں)“ اس کے جواب میں بڑے نے کہا کہ ”اے باپ! میری مراد آپ کی مراد کے قریب ہے (یعنی میں وہی چاہتا ہوں جو آپ چاہتے ہیں)“ یہ سُن کر باپ نے کہا ”تو بہت ہی نیکو کار لڑکا ہے۔ اللہ کی رحمت تیرے اوپر ہو۔“

جس وقت یہ خیر و حشر اثر مجھے ملی تو میرا دل کمزوری بشریت کی وجہ سے زیرِ دُور ہو گیا۔ اُسی وقت عالمِ ملکوت سے ندا آئی کہ محمد فائق کو جانتے ہو کہ وہ کون ہے؟ وہ شیخ محمد ثانی ہے۔

حاصلِ کلام ’مرحوم کے بچوں کا میں کوئی غم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اُن کے سزا پر سلامت رکھے۔ مرحوم جو انکی تعلیم و تربیت کرتے اُس سے بہتر وہ آپ کے ذریعہ تعلیم و تربیت پائیں گے۔ یہ عالم (دنیا) مخلوطِ حالات کا عالم ہے۔ یہاں کے مصائب و اُجبی طویر و وقوع پذیر ہیں۔ فقیر مکتلِ ارادہ رکھنا تھا کہ عید کے بعد آنِ عزیز کے پاس پہنچے اور کلماتِ تعزیت کو رد و رد کہے لیکن بعض موانع کی بنا پر بالفعل پہنچنا نہیں ہو سکا۔

والسلام والاکرام

مکتوب صد و چہارم

۱۰۴۰ھ

شاہ محمد عاشق بھلیتی کے نام (نسلی و تعزیت میں)

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق
سلمہ اللہ تعالیٰ —

فیقر دنی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام محبت و انتظام کے بعد مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، اور اللہ عز و جل سے دعا ہے کہ وہ
ہمارے اور آپ لوگوں کے لیے عافیت کو دائم رکھے۔

آپ کا رقیبہ کریمہ ملا اور حقیقت مندرجہ سے آگاہی ہوئی۔ آپ کے صدر
انہ کی وجہ سے میرے دل پر جو صدمہ و الم ہے، اُس کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔
لیکن اس وقت تمام تر مطلوبِ رسانی و قلبی یہ ہے کہ حق تعالیٰ آپ کو صبر و رضا
کی حقیقت سے مستفحق کر دے۔

الم اندوہ جو ہر وقت آپ کے قلب پر گزرتا ہے، اللہ عز و جل اُس کا
اجر و عوض وافر طریقے پر اِس دنیا اور آخرت میں آپ کو اور آپ کی اولاد و
اعقاب کو نصیب فرمائے۔ بیشک وہ قریب ہے اور دعاؤں کا قبول
کرنے والا ہے۔

مکتوب صد و پنجم

(۱۰۵)

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق
سلمہ اللہ تعالیٰ —

فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت مُشام کے بعد مطالعہ کریں۔
عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس کی درگاہ میں درخواست ہے
کہ وہ ہمارے اور آپ کے لیے عافیت کو دائم و قائم رکھے۔

دل بر خور دار محمد فائق کی صحت و عافیت کا مشرودہ سننے کا منتظر ہے۔
بر خور دار مذکور کی صحت کا ملہ کے واسطے دعا کی جا رہی ہے۔ اگر صحت کے
آثار ہیں اور مرض میں تخفیف ظاہر ہو رہی ہے تو فہما — اور اگر تخفیف
مرض میں اور مرض کے روز بروز کم ہونے میں تاخیر ہو رہی ہے تو بہتر یہ ہے
کہ بر خور دار کو جس طرح بھی ہو یہاں (دہلی) بھیج دیا جاسے تاکہ یہاں علاج و معالجہ
اور مرض کی تجویز و تشخیص صحیح طور پر کی جاسکے۔ اگرچہ یہ بات دل میں جمی ہوئی
ہے کہ اُس کو صحت و عافیت اور سلامتی حاصل ہوگی۔ اس میں کوئی شک و شبہ
نہیں ہے۔

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

حقائق و معارف : گاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق
سلمہ اللہ تعالیٰ —

فیقر و فی اللہ صغی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں —
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور اس کی جناب میں التجا
کرتا ہوں کہ وہ ہمارے اور آپ کے لیے عافیت سوداء و قیوم رکھے —
آپ کا نامہ مشکین شامہ پہونچا۔ جس سے برخوردار حافظ تمہہ فائق کی
صوت و شفا سے کلی کی اطلاع ملی۔ دل بانغ بانغ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ
کا شکر ادا کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ تمام حالات میں آپ کا مبین و مددگار ہے۔ یہ تمام ایام و
انعام (ریخ دنیا اور ثمرت دنیا) جو سالک پر گزرتے ہیں، اس سبب سے ہیں کہ
اُس کو اُس کی طبیعت سے چھٹکارا دے دیں۔ یعنی ہم (اللہ تعالیٰ) جو چاہیں سو
کریں، تو درمیان میں مت رہ۔ یعنی اپنی کوئی حیثیت رت سمجھ لکی لا تناسوا
علی ما فاتکم و لا تفرحوا بما آتاکم ○ [الحدید ۲۳] ”اما کہ تم افسوس نہ کرو،
فوت شدہ چیز پر جو کہ تمہارے ہاتھ سے جاتی رہی اور جو اللہ نے تم کو دیا ہے، اس پر
نہ اترنا۔“ (۱)

مکتوب صدہ و ہفتم

﴿۱۰۷﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

ایک معرفت غامضہ یعنی ربطِ حادث با قدیم کے بیان میں
جو حضرت شاہ ولی اللہؒ کے معارفِ خاصہ میں سے ہے۔

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلافِ کرام، عزیز القدر شیخ محمد عاشق
سَلَّمَ اللہ تعالیٰ۔

فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت التزام کے بعد مطالعہ کریں۔
ربطِ حادث با قدیم کا مسئلہ مسائلِ معرفت میں ایک دقیق ترین مسئلہ ہے۔
اس مسئلے کا ایک نکتہ ہم سمجھتے ہیں جو اکثر اشکالات کو حل کرنے کے لیے
کافی ہو سکتا ہے۔ وہ مرتبہ جو مادہ و مدت سے پہلے ہے اور جس کو اصطلاح
فلسفہ میں عقل سے تعبیر کیا جاسکتا ہے، عالمِ مادہ و مدت کی دُست کے مطابق
و سبع و کُشادہ ہوا۔ اُس عالم میں کوئی سمجھتی اور کوئی پختہ موجود نہیں ہوا، مگر
اس کی ایک ایسی جہت جس کے صدور کا مبداء واجب میں ہو سکتا ہے، مرتبہ عقل
میں موجود ہوتی ہے اور ہر وہ چیز جس کی جہت اُس جگہ موجود ہے، ایک قسم
کی فعلیت کی وجہ سے مرتبہ عقل میں متحقق ہوتی۔ اگرچہ جو کچھ مرتبہ عقل میں
ہے، کُلّی ہے، لیکن جزئیات کے مقابلے میں کلیاتِ منحصرہ ایک فردِ واحد کے

اندر مرتبہ ہوتی ہیں۔ پھر تجردات اور مادیات کے درمیان ایک دوسرا راستہ ہے کہ اکثر عقائد نے اُس کا شرع نہیں لگایا ہے اور وہ اُقنوم و حتم ہے، مثل مراتب اعداء کے جو کہ معقول (عقل میں آنے والے اور غیر محسوس) ہیں یا مثل موتیوں کی لڑی کے جو کہ محسوس ہے (نظر آتی ہے)۔ اور مثل تقدّم و تاخّر مکانی کے جو تقدّم و تاخّر مرتبہ کو بیان کرنے والے ہو سکتے ہیں، اور مثل فوقیت مکانی کے جو کہ فوقیت مرتبہ کو بیان کرنے والی ہو۔ ان مراتب کی تفصیل بہت ہے لیکن جو مرتبہ اُلوہیت کے منسوبات میں سے ایک مقدّس عالم ہے اور متمیّل و متوہّم کے درمیان ہے، اس حیثیت سے کہ احدیت جمع دونوں قسم کی ہو سکتی ہے، اور وہ فضل و قہر الہی کا مظہر بھی ہے، داخل اسمائے الہی ہے جو چیز مرتبہ محسوس میں ہے انفعالات و تقلید کے مظہر کے ساتھ، وہ شرائع الہیہ میں بلکہ مراتب کلام نفسی میں جو کہ شرائع الہیہ کا منبع ہیں، مرتبہ معبودیت سے ساقط و خارج ہو گئی، اگرچہ اصل انتساب اور صفت و اقنومیت موجود ہو۔

اس مقام پر مجوسیوں کا شبہ بالکل اکھڑ گیا اور وہ کشف ناقص جو کہ غنّہ تفلیک کو برانگیختہ کر بیٹھالا ہے، وہ بھی پاش پاش ہو گیا۔

مکتوب صد و ہشتم

﴿ ۱۰۸ ﴾

بعض مخلصین کے نام (لطائف کے بیان میں)

الحمد لله وحده و الصلوٰۃ علی نبیہ الذی لا نبیٰ بعده —
 آباد — ہمارے نزدیک لطیفہ قلب تمام بدن میں جاری و ساری
 ہے ، اس کے پاؤں مضمتہ صنوبری (قلب کے ٹوٹھڑے) سے بندھے ہوئے
 ہیں اور اُس کے احوال و آثار میں وجہ ، افراطِ محبت اور خوف درجہ ہے۔
 لطیفہ عقل — لطیفہ عقل تمام بدن میں جاری و ساری ہے۔ اس کے پتوں
 داغ سے وابستہ ہیں اور اس کے حالات یقیناً توکل ، فراست اور کشف ہیں۔
 لطیفہ نفس — یہ لطیفہ بھی تمام بدن میں جاری ہے۔ اس کا پاؤں حجرت
 سے وابستہ ہے اور اس کے احوال میں صبر ، توبہ اور زہد ہے۔
 لطیفہ روح — یہ لطیفہ بدن سے باہر ہے۔ اس کی نظر و توجہ قلب
 صنوبری کی طرف ہے اور اس کے حالات اُسن و انجذاب ہیں۔
 لطیفہ ہست — یہ لطیفہ بھی بدن سے باہر ہے اور اس کی نظر داغ
 کی طرف ہے۔ اس کا حال تجلی اور یادداشت ہے۔
 جب روح دہتر اوج و بلندی پر ہوں گے تو دونوں میں اتصال

• میسر آئے گا۔ جب روح تفاعل اور سستی کرے گی تو دونوں میں ایک تفرقہ رونما ہوگا۔

جب ستر تفاعل کرے گا تو انبساط کا حصول بغیر یادداشت کے ہوگا۔ لطیفہ خفی — یہ لطیفہ بھی بدن سے باہر ہے اور نفس ناطقہ کے ساتھ جو کہ تمام بدن سے تعلق رکھتا ہے اور اس کا خصوصی حال، توجید صفاتی و ذاتی ہے لیکن بطن خفی نیز نور القدس نفس ناطقہ سے نسبت رکھتے ہیں اور اُن کے حالات میں سے غلابہ اعلیٰ سے اُنسیت ہے اور خجرت ہے اُس کا بطن ہے۔

اپنا منار اور پسندیدہ نظریہ یہی ہے جو اس وقت کا غد پر لکھا گیا۔
”راہ عشق میں لوگوں کے مختلف مسلک ہیں۔“

والسلام

مکتوب صد و نہم

﴿۱۰۹﴾

ایک درویش نادیدہ کے نام

(جن کے حالات حضرت شاہ ولی اللہؒ کو ازراہ کشف معلوم ہوئے اور جو
عُمان کے نواح میں تھے، (عربی سے ترجمہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ فقیر الی رحمۃ اللہ الکریم ولی اللہ بن عبد الرحیم
کی جانب سے۔ اللہ تعالیٰ ہم دونوں کا ٹھکانا جنتِ نعیم میں بنائے۔ یہ خط
ایک ایسی شخصیت کی طرف ہے، جس کو میں اُس کی صفت کے ساتھ جانتا ہوں۔
یعنی وہ یمنی الاصل ہیں اور عُمان میں رہتے ہیں۔ محدث ہیں، عالم ہیں، شافعی
اور اشعری ہیں۔ اُن کی سندیں عالی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل
ہیں۔ وہ مشائخ کی صحبت میں رہے ہیں، اور اُن سے فیضِ یاب بھی ہوئے ہیں۔
اُن کی عمر طویل ہے، اُن کا رنگ سُرخ اور قد میاں ہے، جو خوبصورت
معلوم ہوتا ہے۔

یا مولانا، السلام علیکم ورحمة اللہ۔ یہ فقیر (ولی اللہ) آپ کی ملاقات
کا مشاق ہے۔ آپ کے اور اُس کے درمیان روحانی محبت کا ایک رابطہ ہے۔
اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہماری اور آپ کی باہمی ملاقات ہوگی۔

آپ مہربانی فرما کر اپنی اسانید، اپنی پڑھی ہوئی کتابوں اور اپنے مشائخ سے تمام
تمام دیگر فوائد سے مطلع فرمائیں اور اپنی جانب سے اجازت بھی عنایت فرمائیں تاکہ اس
دل کو سکون حاصل ہو جائے اور آپ سے ملاقات کا وقت آنے تک دل مطمئن
رہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے نفس، ہماری اولاد اور اصحاب میں
عافیت اور خیر و برکت کی دعا کرتے رہیں۔

والسلام والاکرام

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

(بعض فوائد کے ارشاد میں)

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق
 سلمہ اللہ تعالیٰ فیقر دلی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد
 مطالعہ کریں۔

آپ کا مکتوب بہت اُسلوب اس حادثہ عجیبہ کے بارے میں جو قریہ
 مہمت میں واقع ہوا اور جس کو منحوسوں نے دنیا کے فائدوں کے حصول
 کا بہانہ اور ذریعہ بنایا، پہونچا۔ ان باتوں سے آپ اپنے دل کو مطمئن رکھیں
 اور ان واقعات کے درپے نہ ہوں۔ اللہ کی تائید و نصرت پر پورا پورا بھروسہ
 رکھیں۔ اذا جاء نهر اللہ بطل نهر عیسیٰ۔

حکام کی تسخیر کے لیے ایک مؤثر عمل موجود ہے (اور وہ یہ ہے کہ) پہلے
 وضو کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھے اور دو دن متواتر دو سو مرتبہ یا رَحْمَنُ
 کلّ شئ و راجِعہ لہ زبانِ حاکم کی تسخیر کی نیت سے پڑھے۔ (پھر تیسرے
 دن غسل کر کے اور دو رکعت نماز پڑھ کر اسمِ مذکور ایک ہزار بار پڑھے اور
 یہی اسم اپنے بائیں ہاتھ پر لکھے۔ اس کے بعد اُس شخص (یعنی حاکم) کی طرف

تو بت کر کے اُس سے (عالمِ قصود) میں زبانی کہے یا پرچہ پر لکھ کر اُس کو دے۔
 غالب یہ ہے کہ اس عمل سے حاکمِ مُطیع ہو جاتے۔ آپ یہ عمل دو تین مرتبہ کریں۔
 فقیر کا گمان یہ ہے کہ اس کے بعد آپ کسی دوسری تدبیر کے محتاج نہ رہیں گے۔
 والسلام

۱۔ یہ اہم کتاب 'جواہرِ خمسہ' مولفہ شاہ محمد غوث گواپاری کے چہل اُسوار میں سے چوتھا اسم ہے۔
 ۲۔ مولانا حکیم برہان الدین صاحب مہلّتی کی بیاض میں یہ مکتوب گرامی موجود ہے۔ اس میں
 "ہمتی بطرفِ آن شخص بستہ" لکھا ہے۔ فاری مکتوبات کے متن میں 'ہمت بطرفِ ایشاں کردہ'
 تحریر ہے۔ اس لیے اس موقع کا ترجمہ مہلّت سے ملے ہوئے خط کے مطابق کیا گیا ہے۔"

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر، سجادہ نشین، اسلاف کرام شیخ محمد عاشق
سلمہ اللہ تعالیٰ — فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالبہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس کی درگاہ میں دعا ہے کہ وہ
آپ کے اور ہمارے لیے عافیت کو دائم و قائم رکھے —

آپ کا نامہ مشکین شامہ جو خیر و عافیت پر مشتمل تھا پہنچا۔ اللہ تعالیٰ
کی حمد بجا لائی گئی۔

کتاب ازالۃ الخفاء مذہب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے آخر تک پہنچ گئی ہے۔
اور ان شاء اللہ تعالیٰ بعد رمضان مقامات فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے قیام
تحریر میں آئیں گے۔ اس کے بعد حضرات فقیہین (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی
اللہ عنہ) کے مناقب ہوں گے۔

تمام آیام اعتکاف حضرات صحابہؓ کے واقعات کا ذکر کرنے میں گزر رہے ہیں۔
(ترجمہ شعر عربی)؛ "عراق میں ہماری چند اچھی راتیں گزری تھیں کہ جن کو ہم نے نمانے
کے ہاتھوں سے چُرا لیا تھا۔ درحقیقت افکارِ ظلمانیہ ہر جانب سے اس قدر احاطہ
کر لیتے ہیں کہ ہزارندہ بیروں کے ساتھ اپنے آپ کو یکسو کیا جاتا ہے۔

مکتوب صد و دوازدہم

﴿۱۱۲﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

(بعض اشارات عظیمہ کے بارے میں)

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام، شیخ محمد عاشق
 سلمہ اللہ تعالیٰ۔ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ مُبَّت الیام کے بعد مطالعہ
 کریں۔ آپ کا نام گرامی پہونچا اور حقیقتِ مندرجہ معلوم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ
 کا شکر ادا کیا گیا۔ تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے آپ کو ان لوگوں میں
 سے بنایا کہ جن کے ذریعے سے شہروں اور اُن میں بسنے والوں پر انبوالی بلائیں
 دُور کر دی جاتی ہیں۔ تمام تعریف اُس خدا کے لیے ہے جس نے آپ کو وہ قبولیت
 بخشی۔ جس کا ذکر حدیث محمد بن سیرینؒ میں آیا ہے۔ حمد ہے اُس اللہ کی
 جس نے آپ کو ایک ایسا آشیانہ بنایا، جس میں اُحبار و اُموات کی ارواحِ طیبہ ٹھہرتی
 ہیں۔ آپ کے متعلق ان مذکورہ بالا باتوں میں سے ہر ایک بات کی ایک شرح
 ہے جو یقیناً دھیان کرنے سے آن عزیز القدر کے دل میں موجود ہو جائے گی۔
 ان ایام میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ ہے کہ ایک لڑکی تولد
 ہوئی ہے، چونکہ ہمارا گھر فاطمہ نام کی لڑکی سے خالی ہو گیا تھا اور یہ بات برابر دل
 میں کھٹکتی رہتی تھی، اس لیے اس لڑکی کا اُفاطمہ رکھا گیا۔

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق
سلمہ اللہ تعالیٰ —

فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبتِ مشام کے بعد مطالعہ کریں۔
عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اس کی جناب میں آپ کے اور
اپنے لیے دوامِ عافیت کی دعا ہے۔ آپ کا نامہ مشکین شام پہنچا اور حقیقت
مندرجہ واضح ہوئی۔

آپ نے میرے رسالے انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ کی تدریس و ترقیب
کا قصد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے سے اور آپ کی اولاد کے
ذریعے سے طریقے کو زندہ کرے، اور آپ کو اور آپ کی اولاد و اعقاب کو اس
رسالے کے معارف و مضامین پر آمادہ و مستعد کرے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے دستِ مبارک سے خرقة پہنانے کا واقعہ
چاروں طریقوں کی اولیت کا تذکرہ اور وہ خواب جو اس کی جانب اشارہ کرنا
ہیں، انکو اس کتاب (انتباہ) میں داخل کرنا مناسب ہے۔ اُن کو ضرور داخل کرنا

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

حقائق و معارف آگاہ ' عزیز القدر ' سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق
 سلمہ اللہ تعالیٰ — فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت مشام کے بعد مطالعہ
 کریں — اپنی غایت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کی درگاہ میں آپ کے
 اور اپنے لیے دوامِ غایت کی دعا ہے —

رقیمہ کریمہ پہونچا اور حقیقت مندرجہ معلوم ہوئی۔ کتابِ امتباہ فی سلاسل
 دینار اللہ کے مہینے کے اتمام و تکمیل کے واسطے میں معلوم ہوا — اللہ تعالیٰ
 آپ کو جزا سے خیر عطا فرمائے — اور آپ کے اور آپ کی اولاد کے لیے علوم دین
 کو زندہ کرے۔ آمین —

کتابِ ازالۃ الخفاء کی تسوید و تمبیض اور درس و تدریس کا کام جاری ہے۔
 اس وقت کا سب سے بڑا مقصد درگاہ الہی میں ازالۃ الخفاء کی تکمیل کے لیے
 اہتمام کرنا ہے۔ اس میں رسالہ تدوین مذہب فاروقِ اعظم رضہ کو بھی ایجاز و اختصار
 کے ساتھ لکھ دیا ہے اور یہ رسالہ بھی ازالۃ الخفاء کا جزو ہو گا۔ مذہبِ اجمال کی
 ترتیب کی غرض جس اجمال کی تفصیل حنفی و شافعی و مالکی (دو جہلی) ہیں جب
 تک اس کتاب کو نہ دیکھا جائے گا، معلوم نہ ہوگی۔

والسلام

مکتوب صد و پانزدہم

﴿۱۱۵﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

(بعض مکاشفاتِ خاصہ اور مسائل کے بیان میں)

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق
سلمہ اللہ تعالیٰ۔

فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبتِ مشام کے بعد مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے۔ اور اُس کی درگاہ سے درخواست ہے
کہ وہ ہمارے اور آپ کے لیے عافیت کو دائم و برقرار رکھے۔

مکتوب بہجتِ اسلوب پہونچا اور حقیقتِ مندرجہ واضح ہوئی۔ رسالہ
تدوینِ مذہب فاروقِ اعظمؐ مذاہبِ اربعہ کے اخلاقات کی باہم تطبیق کے ساتھ
ساتھ کتابِ الزکوٰۃ کی ابتداء تک پہونچ گیا ہے۔ ہم اُمید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
کے فضل سے یہ رسالہ بہت سی مشکلات کو حل کرنے والا ہوگا۔ اس فیقر نے
کاملانِ گزشتہ کی ارواح کی (عالمِ مراقبہ میں) سیر کی ہے اور ہر ایک (بزرگ)
کے اندر ایک خاصیت پائی ہے۔ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی
خاصیتِ مشکلاتِ ملت کو حل کرنا ہے۔ اگر کوئی ایسا مسئلہ پیش آئے کہ جس کی فہم

مشکل ہو تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی قوت روحانیہ سے ربط و تعلق قائم کرنا چاہئے۔ اس ربط و تعلق سے فوراً ہی وہ مشکل حل ہو جائے گی۔ جب مجھے اِذَا اللہُ الْخَفَار میں ماثرو فضائل فاروق اعظم لکھنے کی نوبت آئی۔ تو اس سلسلے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قوت روحانیت سے ایک ربط و تعلق واقع ہوا اور ملت کی مشکلات کلیتہً ختم ہوئی شروع ہو گئیں۔

فیقر نے موقع کو غنیمت جان کر اس دادی کے چند قدم طے کرنے شروع کیے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا اور مدد کرنے والا ہے۔

ظاہر یہ ہے کہ شیخ علی لالا اور شیخ نجم الدین کبریٰ کے درمیان شیخ محمد الدین بغدادیؒ کا توسط اور عدم توسط دونوں صحیح ہیں۔ بالکل اس طرح کہ جس طرح ملا یعقوب چرخيؒ عن شیخ علاء الدین عطارؒ عن خواجہ نقشبندؒ اور ملا یعقوب چرخيؒ عن خواجہ نقشبندؒ میں شیخ علاء الدین عطارؒ کا توسط اور عدم توسط دونوں صحیح ہیں۔ شیخ محمد الدین بغدادیؒ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰؒ کے بڑے خلفاء میں سے ہوئے ہیں۔ اور وہ اپنے شیخ کی حیات ہی میں وفات پا گئے تھے۔

شیخ کبیل بن زیادؒ اس جماعت میں ہیں جس کا حضرت عثمان غنیؓ نے (اشتر) نخعی کے ساتھ اخراج کر دیا تھا۔ کچھ میں نہیں آتا کہ صوفیائے کرام اور حضرت علیؓ کے درمیان (خواجہ کبیل بن زیادؒ) کے توسط پر صوفیہ کیوں رامنی ہوئے؟

والسلام

مکتوب صد و شانزدہم

﴿۱۶﴾

مشاہد نور اللہ بڈھانوی کے نام

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر شاہ نور اللہ — اللہ تعالیٰ اُن کو اپنے نور سے متور کرے — فقیروں کی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلامِ محبت الیہام کے بعد مطالعہ کریں —

آپ کے متعدد خطوط پہنچے۔ برخوردار عطاء اللہ کے مرض کی کیفیت اور اُس سے شفا یابی کا حال معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اُس کی نعمتوں پر جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا اور جن کے شمار کی اُمید بھی نہیں کی جاسکتی —

آں عزیز القدر سے ہم ایک ایسی جہتِ محبت رکھتے ہیں، جو ازل سے اب تک مستمر اور قائم ہے۔ وہ جہتِ محبت دوسرے تعلقات کی وجہ سے اضافے اور پرورش کی محتاج نہیں۔ لیکن اللہ کا طریقہ اس طرح جاری ہے کہ محبتِ ذاتی، محبتِ اسمائی و صفائی کے ساتھ دو بالا ہو جاتی ہے اور حسنِ ذاتی و کج صفات کے محاسن کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے۔ یہ تجلی عالمِ شہادت (دنیا) میں اپنا عکس ڈالتی ہے اور یہ چیز دیگر محبتوں اور علاقوں کو کھینچنے والی ہوتی ہے —

بالجملہ یہ نیا رشتہ و تعلق جو برخوردار میاں محمد کی نسبت کی بابت پیدا ہو گیا اپنے قدیم رشتہ و تعلق سے مل کر (آئندہ) نسبتِ عبدالعزیز کی بابت اپنے اندر اس قدر مستر رکھتا ہے کہ اُس کو مفصل طور پر بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اس

رشتہ و تعلق کے بہت سے فوائد میں سے ایک فائدہ فرزند (عبدالعزیز) کی اصلاح حال بھی ہے۔ اس وقت برخوردار محمد کی بود و باش ہماری نظروں کے سامنے دہکتی میں رہے گی۔ اور وہ اپنی (سوتیلی) والدہ کے ساتھ فوری رابطہ موافقت پیدا کرے گا۔ اس لیے کہ اس رشتہ کی پہلی سلسلہ جنبانی اُنکی (سوتیلی) والدہ ہی کی طرف سے تھی کہ اُنھوں نے سب سے پہلے اس رشتہ کا قصد کیا اور رشتہ پختہ ہو جانے کے بعد وہ سب لوگوں سے زیادہ خوش ہوئیں۔

مکتوب صد و ہشتم

۱۱۱

مولانا عبدالقادر جون پوری کے نام

(اُن کے ایک مکتوب کے جواب میں جو ایک سوال کو متفق تھا)

(ترجمہ عربی سے)

(ترجمہ اشعار عربی):

”وہ لفاظ جس کے آثار اُس کے بے پھنے والے کی روشنی کا مجھے پتا دے رہے تھے، اُس لفاظی کا آنا بہت ہی اچھا ہے۔ اس کے بے پھنے والے ایک ایسے عالم ہیں جو ہمت عالی رکھتے ہیں اور ایسی ہمت عالی رکھتے ہیں جو نزدیک

دور کے مقاصد کو پورا کرنے والی ہو۔ یہ ایسے عالم میں جنہوں نے کوئی علم حاصل کیے بغیر نہیں چھوڑا، اور کوئی فضیلت ایسی نہیں ہے جس کو انہوں نے جمع نہ کیا ہو۔ یہ عالم جو ن پور کے ہیں۔ وہ جو ن پور کہ اگر وہاں سے پسندیدہ ہوا میں چلیں تو ان ہواؤں سے دنیا و مافیہا معطر ہو جائیں۔

یہ خط اللہ کی رحمت کے فقیر و محتاج احمد المعروف بولی اللہ بن عبد الرحیم کی طرف سے جات الفضائل، کریم الشائل مولانا عبد القادر (جو ن پوری) کی جانب ہے۔ وہ برابر ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ کے نطف و کرم کے اندر رہیں۔

تالبعہ۔ آپ کا مکتوب شریف میرے پاس پہنچا جو آپ کی بلند پایہ لکھائی و اقیفیت پر دلالت کرنے والا تھا۔ یہ مکتوب میرے سامنے ایک ایسا مسئلہ پیش کرتا ہے جس کے پیابانوں اور جنگلوں میں ٹکریں حیران و سرگرداں ہیں اور جس کا پہنچنے سے پہلے ہی نظریں تھک کر پیچھے کو ہٹ جاتی ہیں۔ اس کا جواب ایک حرفی یا تھوڑی سی عبارت میں دینا میرے لیے کہاں ممکن ہے؟ پھر بھی اس موقع پر ایک نکتہ (باریک بات) لکھنا ہوں :

آپ نے توحید کے معنی سوم کی تقریر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "مکانات کی ذاتیں گل کی گل اور مخلوقات کی ذاتیں سب کی سب اپنے جوہر کی شخصیت اور ذات میں فنا اور ختم ہونے والی ہیں" اور اپنے بدنوں میں باطل اور غیر موجود ہیں۔ اگر فیض واجب تعالیٰ نہ ہو تو کوئی ذات بھی یہاں پر موجود نہ ہو، اور کوئی ماہیت عقل میں نہ آسکے۔ ہم کسی ذات کے ذات ہونے کا حکم اس ذات کی طرف نظر کر کے لگاتے ہیں کہ جس کا فیض جاری اور جس کا سایہ دراز ہے۔ (انتہی)۔

محققین اہل معرفت و شہود کے نزدیک یہی معنی بعینہ وحدت الوجود کے ہیں۔ مگر یہ کہ لوگوں کی زبانیں مختلف ہیں، بعض باتیں مجازی طور پر ہیں، اور مسامت اور کوناہی لیے ہوئے ہیں اور بعض تحقیق اور کشادگی لیے ہوئے ہیں۔

(ترجمہ شعر عربی): "ہماری عبارتیں مختلف اور متعدد ہیں اور تیر احسن واحد (ایک) ہے اور ہر ایک عبارت اُسی حسن و جمال کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔" پس یہ فیض و وحدانی جو کہ قبول کرنے والوں کے اعتبار سے ذاتوں کی کثرت کے ساتھ ہے۔ فعلیات کے صدور اور لوازم وجود خارجی کی جہت سے فیض مقدس کے نام سے موسوم ہے۔ بہر حال اُن کے (محققین اہل معرفت کے) قول میں هو الوجود المطلق (اللہ تعالیٰ وجود مطلق ہے) سے وہ امر مراد نہیں ہے، جو افراد سے نکلتا ہو، جیسا کہ کلیات کے اندر مشکلیں مانتے ہیں۔ اور ضمن افراد میں استقلال کے ساتھ موجود ہونا بھی مراد نہیں ہے جیسا کہ حکم و فلسفی مانتے ہیں، لیکن وہ ایسا امر ہے جو فی نفسہ محقق ہے اور بذاتہ متعین ہے۔ اس کی نسبت تمام ممکنات کی طرف یکساں ہے، اور عقل دو معنوں میں بولی جاتی ہے۔ ایک نفس ناطقہ، اور ہر معرفت، نفس ناطقہ ہی کے ساتھ قائم ہے اور اس نفس ناطقہ کا ہی حاصل ہے۔ دوسرے وہ قواعد ہیں جن کی اساس و بنیاد اس قوم نے رکھی ہے جو علوم عقلیہ میں مشغول تھے، اور بہت سے نکتے وہ ہیں جو ان قواعد پر فوقیت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد لکھتا ہوں کہ موجودہ حالت اس سے زیادہ سمجھنے کی گنجائش نہیں رکھتی۔ تو یہ ہے کہ اس کے بعد کیفیت لوٹ آئے۔ آپ کے مکارم اخلاق سے اُمید ہے کہ آپ اپنی دعواتِ صالحہ اور لطیف مکتوبات سے ہم کو فراموش نہیں کریں گے۔

اس لیے کہ خط و کتابت ایک قسم کی صحبت و رفاقت ہے — اور اعتبار
روحوں کی مناسبت کا ہے نہ کہ مٹی کا — یعنی مقام کے قُرب کا۔ اللہ تعالیٰ
آپ کے ساتھ اچھا معاملہ کرے اور آپ کے اُوپر اپنی نعمتوں کی بارش
برمائے —

والسلام

مکتوب صد و ہشتم

۱۱۸ھ

میر فتح اللہ بن میر عزیز اللہ بن مولانا مراد اللہ محدث کے نام

(بعض آدابِ طریقہ کے بیان میں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادرِ عزیزِ القدر میر فتح اللہ — اللہ تعالیٰ اُن پر اپنی نعمتوں کے
دروائے کھول دے۔

فقیرِ ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلامِ محبت، انتظام کے بعد مطالعہ کریں۔
صوفیہ کی بیعت جو متواتر و متواتر چلی آ رہی ہے دو قسم کی ہے: —
بیعتِ تجلیم اور بیعتِ تبرک۔ اسی طرح کے صوفیہ کا فرقہ جس کا رواج چلا آ رہا ہے

دو قسم کا ہے: فرقہ تحکم اور فرقہ تبرک۔ تحکم سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا طالب کسی ایسے شیخ سے جو کہ جامعِ ظاہر و باطن ہو، ربط قائم کرے اور اس بات کو اپنے اوپر لازم کرے (اور یہ نیت کرے) کہ جو کچھ یہ شیخ ایسے اعمال و اشغالِ مقررہ کے متعلق فرمائے گا جو کہ شریعتِ غرا (روشن شریعت) سے ثابت ہیں، اپنے عمل میں لاؤں گا اور اُس شیخ کی متابعت کروں گا۔ اپنی اس نیت دلی کو کسی علامتِ ظاہر سے نشان مند کرے اور اُس شیخ کے پاس آئے اور اس سے بیعت کرے یا اس کے ہاتھ سے فرقہ پہنے۔

تبرک سے مراد یہ ہے کہ سلاسلِ صوفیہ میں سے کسی سلسلے سے عقیدت اور محبتِ عظیم پیدا کرے اور اس سلسلے کے مشائخ کی شفاعت (مناجات) کا اُبتدوار ہو جائے اور بحکمِ حدیثِ صحیح المودع مع من احب (انسان اُس شخص کے ساتھ ہوتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے) یہ خواہش کرے کہ اس کی حیات و فیات اور حشر و نشر اُسی جماعت کے ساتھ وابستہ ہو۔ اس محبت کو کسی نشان سے ظاہر کرے اور اس جماعت میں سے کسی شخص سے بیعت کرے، یا اس کے ہاتھ سے فرقہ پہن لے، اگرچہ اس نے خالص و موملِ اِلی اللہ کی نیت محکم و مضبوط طریقے پر نہ کی ہو۔ اس شخص کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ بحسب سہولتِ صوفیہ کے بعض اور ادا اشغال کو عمل میں لائے۔ اگر تم یہ کہو کہ روشن شریعت تو تمام افرادِ بنی آدم کے واسطے وارد ہوئی ہے اور تمام احکام شریعت کتاب و سنت سے ظاہر ہیں، پھر کسی ایک خاص شخص کو حاکم بنانے کی کیا ضرورت ہے؟

میں اس کے جواب میں کہوں گا: ہاں شریعت میں اللہ تعالیٰ سے قُرب پیدا کرنے والے تمام اعمال، انکار، اُزوار اور احوال و مقامات وارد ہوئے

ہیں، مگر ہر عمل کو اُس کے محل میں لانا ہر شخص کو میسر نہیں ہوتا، سوائے اُس شخص کے جو اس بائے میں تجربہ رکھتا ہو اور ان مذکورہ چیزوں (یعنی اعمال وغیرہ) سے رنگین ہوا ہو۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ محدثین احادیث و آثار میں کمالِ تبحر و استعداد کے باوجود احکامِ دینہ اور اُن کے مآخذ کے استنباط و استخراج میں اہلِ فقہ کے محتاج ہوتے ہیں اور یہ محدثین مآخذِ تفسیر اور استنباطِ آیات وغیرہ سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے مفسرین کے محتاج ہوتے ہیں اور یہی علتِ علما ہے متبحرین کی احتیاج کی علت ہے ایسے شخص سے جو کہ سائنس مقامات ہو، اس میدان میں کام کیے ہوئے جو اور واقعات کو دیکھے ہوتے ہو۔۔۔ (اور صوفیہ سے) ان عوام الناس کی احتیاج جو کہ احادیث کی آثار کو جانتے پہچانتے نہیں ہیں، بہت ہی واضح ہے۔۔۔

ایک اور نکتہ جو اس سے بھی زیادہ باریک ہے، یہ ہے کہ شریعتِ غزّا، ایک قرابادین (نسخوں کا مجموعہ یا بیاض) ہے کہ جس میں تمام امراضِ نفسانیہ جس سے ہر مرض کی دوا لکھی ہوئی ہے۔۔۔ یعنی اس میں چھوٹی اور بڑی ہر چیز کا احاطہ کیا گیا ہے۔ لیکن شخصِ خاص کے لیے تدبیر، مثلاً یہ کہ اس شخص کو ذکرِ زبانی زیادہ ناخ ہے یا ذکرِ قلبی، انقطاع اور عزت بہتر ہے، یا لوگوں سے اختلاط اور میل جول۔۔۔ یہ بات کسی ایسے صاحبِ بصیرت کی فراست و کمالِ ذہانت پر موقوف ہے، جس نے پوری پوری مہارت حاصل کر لی ہو۔ کیا تم اس بات کا مشاہدہ نہیں کرتے کہ تمام فنونِ علم بلکہ تمام صناعات (دستِ کاریاں) تعلیم و تعلم اور مشق کے محتاج ہیں۔۔۔ حاصلِ کلام۔۔۔ بیعتِ تبرک کا طریقہ یہ ہے کہ شیخِ مرید سے مصافحہ کرے

اور دونوں مقصد بیعت کو اپنی اپنی زبان سے ادا کریں ، اور تلفظ کے ساتھ یہ مصافحہ فقیر کو مشائخ طریقہ سے دو طرح سے پہنچا ہے ۔ ایک یہ کہ شیخ اپنے داہنے ہاتھ کو مرید کے داہنے ہاتھ پر رکھے اور کہے کہ میں نے تجھ کو اپنی فرزندگی میں قبول کیا ، اور میں تجھ کو متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور فلاں سلسلے کے (یعنی جس سلسلے میں بیعت ہو رہا ہے) مشائخ کی محبت کی وصیت کرتا ہوں ، اور مرید کہے کہ میں نے آپ کو اپنا شیخ (پیر) مان لیا اور میں نے آپ کی وصیت کے مطابق متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اس سلسلے کی مشائخ کی محبت کو اپنے دل پر مضبوط طریقے سے جما لیا ۔ مصافحہ کا یہ طریقہ فقیر کو مشائخ عرب سے پہنچا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کا ظاہر ید اللہ فوق أبديہم [الفج، ۱] اس پر دلالت کرتا ہے ۔

مصافحہ کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ شیخ 'مرید کے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر کلمات ماثورہ کو جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں ، تلقین کرے اور یہی عل فقیر کے والدہ ماجدہ قدس سترہ (حضرت شاہ عبدالرحیمؒ) کا تھا ۔ وہ فرماتے تھے کہ خواب کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میری بیعت اسی طریقے پر ہوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں مبارک ہاتھوں میں لے لیا تھا ۔ پس میرے نزدیک یہی طریقہ محبوب ہے اور اس فقیر حقیقہ عرفی عنہ کو بھی جو دولت بیعت (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) سے خواب میں نصیب ہوئی ، اسی طریقے پر تھی اور کلمات ماثورہ یہ ہیں کہ شیخ خطبہ ماثورہ پڑھے :

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نؤمن به و نعوذ
عليه و نعوذ بالله من شرور أنفسنا و من سيئات أعمالنا من

يَهْدِي اللَّهُ فَلَاحًا مُضِلُّ لَهْ وَ مَنْ يَضِلُّ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنْ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ.

اس کے بعد دو تین آیتیں مناسب معنی تلاوت کرے مثلاً :

۱۱. إِنْ الَّذِينَ يَبَايِعُونَكَ إِذْ مَا يَبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ
فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ وَ مَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ
فَسِيؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ○ [الفتح ۱۰]

(جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں، اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں
کے اوپر ہے، پس جو عہد توڑے گا، وہ اپنے نفس کے لیے عہد
توڑے گا اور جو اللہ سے کیا ہوا وعدہ پورا کریگا اُسے اجر عظیم دیا جائے گا۔)

۱۲. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ ابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ
وَ جَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○ [المائدة ۲۰]

(اے ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو اور اُس کی طرف وسیلے کی تلاش
کرو! اُس کی راہ میں مجاہدہ کرو تاکہ تم نجات پا جاؤ) تلاوت کرے۔
اس کے بعد (شیخ) کہے (کہ) کہو: امنت بالله عز و جل بما جاء من عند
الله على مراد الله (میں اللہ پر ایمان لایا ساتھ اس چیز کے جو اللہ کی مراد کے
مطابق اللہ کی طرف سے آئی)

وَ اَمَنْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَرَادِ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. تَبَرَّأتُ مِنْ جَمِيعِ الْكُفْرِ وَ الْعَصِيَانِ
أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَ أَتُوبُ إِلَيْهِ
بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَسْطَةِ خُلَفَائِهِ عَلَى
خَمْسِ شَهَادَاتٍ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللَّهِ وَ رَسُولُهُ

و أقام الصلاة و إيتاء الزكاة و صوم رمضان و حج البيت إن استطعت إليه سبيلا -

بايعت رسول الله صلى الله عليه وسلم بواسطة خلفائه على أن لا أشرك بالله شيئاً و لا أسرق و لا أزنى و لا أقتل و لا أتى ببهتان افتريه بين يدي ورجلي و لا أعصيه في معروف -

(ترجمہ) " اور ایمان لایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں ، اور میں بے تعلق ہوا تمام کفر کی باتوں سے اور گناہوں سے ۔ میں اللہ حتی و قیوم سے استغفار کرتا ہوں اور اس سے توبہ کرتا ہوں اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوتا ہوں ، آپ کے خلفاء کے واسطے سے ان پانچ باتوں پر : (۱) اللہ ایک ہے ، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں (۲) اس پر کہ نماز قائم کروں گا (۳) زکوٰۃ دوں گا ۔ (۴) رمضان کے روزے رکھوں گا (۵) اگر مجھے استطاعت ہوئی تو حج بیت اللہ کروں گا — اور میں نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے خلفاء کے واسطے سے اس بات پر کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کروں گا ۔ اور کسی پر بہتان اور ہمت نہیں لگاؤں گا اور میں معرفت میں ان کی نافرمانی نہیں کروں گا " اس کے بعد کہے کہ کہو

أخذت الطريقة الغلانية المنسوبة إلى الشيخ الأعظم و القطب الأنجم الشيخ فلان - اللهم أرزقنا فتوحها - و احشرنا في

زمرۃ اولیائہا برحمتک یا أرحم الراحمین ۔

دُئی میں نے فلاں سلسلے کے طریقے کو اختیار کیا جو کہ فلاں شیخ اعظم اور قطب الافخم (نام شیخ) کی طرف منسوب ہے۔ اے اللہ! ہمیں اُس کی فتوحات و برکات نصیب کرنا اور اُس کے اولیاء کے زمرے میں اپنی رحمت سے منشور فرمانا۔“

اس کے بعد چاہیے کہ شیخ مُرید کی استقامت کے باسے میں دعا کرے اور پوری پوری کوشش سے اللہ تعالیٰ کی بنیاد میں مُرید کے حسنِ نمانہ کو عیب کرے۔

اس کے بعد صلوٰۃ مسنونہ یعنی اشراق، ضحیٰ، چاشت، صلوٰۃ الزوال، صلوٰۃ الاوابین اور تہجد پڑھنے کا حکم کرے۔ اور صبح و شام اور سوتے وقت کے اوراد مختصر طریقے پر تعلیم و تلقین کرے۔ خاص طور پر مُسبّحات، عشر کی تاکید کرے۔ کیونکہ یہ اکثراً و بیشتر عوفیہ کا معمول ہے رضوان اللہ علیہم — اور تاکید دینا، اقامت شریعت کے باسے میں اور بدعات، خواہشاتِ نفسانی، فحش، غیبت اور زبان کی تمام آفتوں سے اجتناب کے لیے ضروری ہے۔

بہیں بس اسی کلام پر اپنی بات کو ختم کرنا چاہیے۔

والحمد لله عزوجل و الصلوٰۃ و السلام علی سید الرسل الکرام

محمد صالح خاں کے نام

(ان کے بعض سوالات کے جواب میں)

سُلاّمہ دُودمانِ نجات، سہ خاندانِ کرامت خواجہ محمد صالح خاں، فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت الیّام کے بعد مطالعہ کریں۔ آپ کا مکتوب بہت اُسلوب پہنچا۔ چونکہ وہ آلِ عزیزِ القدر کی غایتِ سلامت کی خبر دینے والا تھا، اس لیے مسرت اور اطمینانِ قلب کا باعث بنا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر جگہ آفات سے محفوظ رکھے اور دونوں جہان کی نعمتوں سے وابستہ رکھے۔

آپ نے تحریر کیا تھا کہ بعض آیتیں اور سورتیں اور بعض اسماء اور دعائیں جو بزرگوں سے نقل کی گئی ہیں۔ مثلاً یہ آیت یہ خاصیت رکھتی ہے۔ اُس وقت ترکیبِ مقررہ کے مطابق اُس پر عمل کیا گیا لیکن کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا، اسی بناء پر دل کے اندر شک و شبہ پیدا ہوتا ہے۔

مذہباً بزرگوں نے آیاتِ عظام کی خاصیتوں کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے، وہ سب واقعی اور صحیح ہے۔ لیکن دیکھتے دل میں راسخ کرنے چاہئیں تاکہ شکوک و شبہات سے چھٹکارا حاصل ہو۔ پہلا نکتہ یہ ہے کہ ان آیات کا حکم ادویہ ظاہری کے حکم کے مانند ہے جیسا کہ طبیب کہتا ہے کہ نلاں دوا مُسہل ہے، پھر اس دوا کی تاخیر تمام بدنوں میں یکساں نہیں پائی جاتی۔

ایک بدن میں جو کہ اخلاط خام رکھتا ہے، وہ دوا کچھ تاثیر نہیں کرتی، اور دوسرے بدن میں کچھ تاثیر دکھاتی ہے، اور تیسرے بدن میں اس کی تاثیر پوری طرح اور بہت زیادہ پائی جاتی ہے۔ بالکل اسی طرح غلوس انسانیکہ کا مزاج آیات و اسما کی تاثیر کے لحاظ سے مختلف واقع ہوا ہے۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ ماں کے پیٹ میں آدمی کی جو سرخوشی ہے، مثلاً یہ شخص کُشدہ روزی ہے یا تنگ روزی ہے، اس سے بالکل متجاوز نہیں ہوتا ہے، مگر کسی چیز کے ایک چوتھائی جزو کے بقدر — اس سے زیادہ کی توقع نہیں رکھنی چاہیے۔ بالجلد آپ نے تحریر کیا تھا کہ سورۃ اخلاص کو آپ کشائشِ رزق کے لیے ہر روز ایک ہزار بار پڑھتے ہیں، اور یہ دُور و شریف اللہ صر

علی محمد الفی الامی عمدا و رسولک و علی المؤمنین و المؤمنات

ایک ہزار بار پڑھتے ہیں اور اس کا کوئی اثر مرتب نہیں ہو —

مخدوم! یہ دونوں عمل مشابہ کبار سے منقول ہیں اور عدم تاثیر کا سبب یہی ہے جس کا سابق میں ذکر کیا گیا۔

فقیر کے دل میں یہ بات آتی ہے کہ آں عزیز القدر بعد ہر قدر دو رکعت نماز نفل پڑھ کر اُس کا ثواب اپنے اجداد کرام کو بخشیں اور اُن کی ارواح کی جانب چشمِ رحمت باندھ کر استمداد کریں، اور ایک ہزار بار یا خفی اللطاف ادرکنی بلطفک الخفیہ پڑھیں۔ اس کے بعد یا مجیبِ چمن مرتبہ چالیس دن تک پڑھیں۔ اُمید ہے کہ سرخوشی کی مقدار پر تخمیناً ایک پاؤ کے بقدر اثر زیادہ ہو جائے گا۔ اس فقر کو اس عمل کی اجازت خواجگانِ دہ بیدی اور خواجگانِ جوہاری سے پہونچی ہے، آپ کو بھی اس کی اجازت دی جاتی ہے۔

والسلام

بابا فضل اللہ کشمیری کے نام

(جو کشمیر کے بزرگ زادوں میں تھے اور حضرت ایشان سے مستفید تھے)

حقائق و معارف آگاہ بابا فضل اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ —

فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام کے بعد مطالعہ کریں —

فضائل آبان و حید الدین خاں اور فرید الدین، قاضی مراد الدین خان کے

بیٹے ہیں۔ یہ دونوں جوانان، شایستہ و مہذب اور علوم و فنون سے آراستہ ہیں۔

اُن کے والد کشمیر کے اندر اس زمانے کے بہترین شخصوں میں سے ہیں۔ صوبہ بہار

میں یہ کچھ جاگیر رکھتے ہیں۔ اُن کی گزراوقات کا دار و مدار اسی جاہلداد پر ہے۔

اس زمانے میں اُن کی جاہلداد پر (بے جا) خلل واقع ہو گیا ہے۔ لہذا تحریر کیا جانا

ہے کہ اُن کا پورا واقعہ اور معاملہ کسی وقت نواب وزیر الممالک کے سامنے —

اللہ تعالیٰ اُن کو ہر بُرائی سے محفوظ رکھے اور اُن کی اور اُن کے مددگاروں کی تائید

تعمیت فرمائے — تفصیل کے ساتھ ظاہر کرنا چاہیئے، اس فقر کی طرف سے بھی نواب

وزیر الممالک کو بعد سلام یہ بات پہنچانی چاہیئے کہ ان جوانان شایستہ و اکمال کی طرف

حتی الامکان توجہ مطلوب ہے۔ یہ دونوں اس فقر کے ساتھ خصوصیتِ اخلاص رکھتے

ہیں اور ذاتی طور پر اپنے اندر جو ہر پاک رکھتے ہیں۔ ان کو جماعتِ اہل خیر میں

سے بکھنا چاہیئے۔ اس بات کا خیال رکھیں اور آپ اس حقیقت کے اظہار میں تنافل

نہ کریں —

والسلام

ایک عزیز کے نام (نصائح)

آپ کے دو خط اچھے اوقات میں وارد ہوئے۔ اور وہ دونوں خط صحت و سلامتی سے آگاہی دیکر موجب حمد الہی ہوئے۔ جبکہ یہ بات ظاہر ہے کہ ابتداء سے آفرینش سے اس وقت تک بادشاہوں اور حاکموں کے حالات یکساں نہیں رہے ہیں اور زمانے کا انقلاب اور نشیب و فراز بہت کی طرح سے ہے۔ لہذا اپنے دل کو تفکرات میں رکھنا صحیح رائے کے موافق نہیں ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے وعدے اپنے مقررہ اوقات سے مقدم و موخر نہیں ہوتے، اس لیے اپنے ذہن صافی کو چھوٹی موٹی باتوں میں لگانا حکمت اور عقلمندی کے مطابق نہیں ہے۔ یہ اوقات امور آخرت کی اصلاح میں کیوں صرف نہیں ہوتے؟ تاکہ جب یہ (پُر آشوب) زمانہ پلٹ جائے تو گزشتہ زمانے کی عبادت کی برکات کو چند در چند کر دے۔

فقر کا اعتقاد تو یہ ہے کہ آلام ظاہرہ جو پئے در پئے آ رہے ہیں، احوال کو پٹا دینے والی ذاتِ عالی کی قدرت کے مشاہدے کے لیے ہیں، اور اس تنازعِ مطلق کی درگاہ میں التجار کی طرف چارونا چارہ کھینچنے والے ہیں۔ تم اس غایت معنوی کا تماشا دیکھنے والے کیوں نہیں بنتے؟

والسلام

خواجہ محمد حاجی کے نام

(بعض آدابِ طریقہ کے ارشاد میں)

خداوندِ قادران شریف خواجہ محمد حاجی کو منہ حقیقی نثر و جمل طرح طرح و
نعتوں سے بہرہ ور اور ہر قسم کی آفات سے محفوظ رکھے۔ آمین !
فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبتِ مشام کے بندہِ محالو کریں۔
آپ کا نام گرامی بہترین وقت میں پہنچا۔ عہدِ محبتِ سابقہ کہ
ازرفے الارواح جنود مجنۃ (روحیں جمع شدہ لشکر ہیں) ثابت
ہے اور عقدِ اُلفتِ لاحقہ جو ایک ایسی تقریب کے ذریعے متحقق ہوا جو موجب
اُلفت تھی جس کو ابھی چالیس روز نہیں ہوئے۔ یہ دونوں عہدِ محبتِ سابقہ اور
عقدِ اُلفتِ لاحقہ (آپ کے خط کے آنے سے) اور اُس کی تفصیل آپ نے
اپنے وابد ماجد کی ربانی سُن لی ہوگی، تازہ بہ تازہ ہو گئے۔ اس بناء پر مشائخ
قدس اللہ تعالیٰ کا شجرہ طیبہ لکھا گیا اور اسی قدر اس سلسلہ شریفہ کے ارتباط
کے لیے ان شاء اللہ تعالیٰ کافی ہوگا۔ جب ملاقات میسر آئے گی تو ہاتھ میں
ہاتھ دیکر بیٹ بھی ہو جائے گی۔

غرض یہ ہے کہ سلفِ صالحین کے طریقے پر تصحیح عقائد کرنا، عمل کو سنت
سیرہ کے موافق کرنا، ہر حال میں اتباعِ شریعت کرنا، بدعات سے اجتناب کرنا

خلوت کے اوقات میں لجاجت اور نیازمندی کے ساتھ مبدا فیاض کی جانب
منوجہ ہونا اور کلمہ طیبہ کو بار بار پڑھنا ان بزرگوں کا اصل طریقہ ہے۔
باقی باتیں ملاقاتِ ظاہری پر موقوف رکھی گئیں۔ والسلام

مکتوب صد و بست و سوم

﴿۱۲۳﴾

سید غلام علیؒ کے نام

(جو سادات بارہہ میں سے تھے)

سیادت و نقابت پناہ سید غلام علیؒ، فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے
سلام محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں۔ عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔
آپ کا نام مشکین شام پہنچا اور حقیقت مندرجہ واضح ہوئی جس طرح
سے بتایا گیا تھا، اُسی طرح سے اہم مبارک (اللہ) کو پڑھیں۔ اس نام سے
زیادہ کون سا نام بہتر ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ (اس کے) آثار و برکات
ظاہر ہوں گے، اگر اس زمانے میں پورا اطمینان قلب غفا کی طرح ہے (نایاب ہے)
حالتِ اضطراب کے باعث جس کو آپ نے دکھا تھا، اگر آپ شمس الدین علی خاں کے
بہرہ رہیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ملاقات کے وقت تک اپنے حالات سے مطلع
فرماتے ہیں۔ اُمید رکھیں کہ خدا سے عز و جل اس شہر (دہلی) میں عافیت و جمیت
کے ساتھ آپ کو اقامت میسر فرمائے گا تاکہ اُس وقت خوب جی بھر کر ملاقاتیں ہو۔
والسلام والاکرام

سید غلام علی کے نام

(بعض اشغالِ طریقت کے ارشاد میں)

سیادت و نجات آپ سید غلام علی علیہ السلام سے فیض و فیضانِ حق کی جانب سے تمام محبتِ نشام کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا رقیہ کریم پہونچا اور حقیقت مندرجہ معلوم ہوئی پہونچ ہزار بار کہ لا الہ الا اللہ رات اور دن میں تقیم کر کے پڑھتے رہیں۔ کبھی زبان سے اور کبھی دل سے۔ لفظ لا الہ میں پڑھتے وقت ماسوی اللہ کی حقارت اور اُس کو نظر اعتبار سے گرا تا تصور کریں اور لفظ الا اللہ میں نظر بہت بوجہ بجانب قدس ڈالنا اور وصفِ محبت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ ہونا لازم سمجھیں۔ سفر میں نوسو گھانٹوں سے مرتبہً حفیظ پڑھیں۔ اور عشاء کے بعد سو مرتبہ درود شریف چاہیں پڑھیں۔ درود شریف سے فارغ ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جیلہ مبارک کا تصور فرمائیں اور زبان و دل سے اقرار کریں کہ میں نے آپ سے بیعت کی۔ جو کچھ آپ کا حکم ہے اُس کو میں نے قبول کیا اور جو آپ کی مرضی نہیں ہے، اُس سے میں بیزار ہوں۔

یہ عمل ایک بڑا فائدہ رکھتا ہے، جو کچھ اس مکتوب میں تحریر کیا گیا ہے اُس پر ملاقات میسر آنے تک عمل کرتے رہیں۔ اس کے بعد (بروقت ملاقات) جو غسل مناسب سمجھا جائے گا، زیادہ کر دینا جائے گا۔

مکتوب صد و بست و پنجم

﴿۱۲۵﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

(بعض معلوماتِ معروضہ کے استحسان اور ایک معرفتِ غامضہ کے رشا میں)

حقائق و معارف : نگاہ ، عزیز القند سجادہ نشین سلفِ کرام شیخ محمد عاشق
سبحہ اللہ تعالیٰ —

فیہ ولی اللہ عنی عنہ کی جانب سے سلامِ محبتِ مشام کے بعد مطالعہ کریں
پہنچو غایت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس کی درگاہ میں درخواست ہے
کردہ میں اور آپ کو دوامِ غایت عطا فرماتے —

آپ کا نام مشکین شامہ پہونچا ، جو اس تہذیبِ کُل کی تشبیح میں تھا ، جو کہ
آیتُ النور کے سدرِ بر کے صمن میں خالص ہوتی اور جس میں حُبِ نورانیہ اور
حُبِ ظلمانیہ کا بیان تھا : ص

اے وقت تو خوش کو وقتِ ماخوش کردی

(آپ کے اوقاتِ خوشی سے گزریں کہ آپ نے ہمیں خوش کر دیا)

اللہ عز و جل کا شکر ہے اس معرفتِ عظیمہ کے حصول پر کہ جس کی شناخت
کراتے اور جس کو قبول کر بیان کرنے کے لیے انبیاء علیہم السلام مبعوث کیے گئے

اور آپ کے لیے یہ شرف کافی ہے۔

علم معارف میں سے بنائے منہ میں جو ایک لغز منجانب قضا و قدر رکھ دیا گیا ہے وہ بھی معرفت ہے۔ مخلوق کے دنوں میں بار بار اس تدلی کھل پر نظر کی گئی تو معلوم ہوا کہ قوت جسمانیہ پر نفسِ مذہرہ کھل کائنات اعتماد رکھتی ہے اور یہ قوت جسمانیہ جو کہ مدارِ اعتماد ہے ایک بہترین عالم ہے۔ ترتیبِ ملاءکہ اور درجاتِ جنت قرب و بعد کے ساتھ متعین ہوئے ہیں۔

یہ اعتماد ایک عجیب شان رکھتا ہے۔ تجلیِ اعظم کہ مجرّد محض ہے، اُس کا اصل اعتماد ایسا ہے جیسا کہ منسوب کا منسوب راہ پر ہوتا ہے۔

عالمِ شہادت میں کواکب اور اُن کے مشروبات کے درمیان پھر اس اعتماد نے ایک نور پیدا کیا ہے کہ جو تہِ احدیتِ الجمع میں نایبِ مجرّد محض ہو سکتا ہے۔

ذلک تقدیر العزیز العلیم —

والسلام

مکتوب صد و ست و ششم

﴿۱۲۶﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق
سلمہ اللہ تعالیٰ —

فیقہ ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں —

الحمد لله على العافية

والدہ محمد فائق کی شفا یابی (کی خبر) سے خوشی حاصل ہوئی — تمام تعریفیں
اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں، جس کی نعمت سے اچھے کام انجام پذیر ہوتے ہیں —
آں عزیز القدر کو بارش کی وجہ سے جو حالات پیش آئے اور جو اعیکاف کی
تاخیر کا باعث بنے، اُن حالات کا علم ہوا، اُمید ہے کہ جلد ہی دوستوں کے مقصد کے
مطابق آپ صحت یاب اور چاق و چوبند ہو جائیں گے۔ آپ جیسے عزیزوں کی صحت یابی
ایک عالم کی صحت یابی ہے — اللہ تعالیٰ صحت عالم کو برقرار رکھے۔

حقیقت شاہ نور اللہ خود اُن ہی کے خط سے پُر محی وہ اسی طرح تھی جیسا کہ
آں عزیز القدر کے خط سے واضح ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اُس کا شکر ہے۔
رسالہ ازالۃ الخفا میں مآثر و فضائل حضرت ذی النورین (حضرت عثمان غنی)
لکھنا شروع ہو گئے —

والسلام

مکتوب صد و بست و ہفتم

﴿۱۲﴾

شاہ نور اللہ بڑھانوی کے نام

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر شاہ نور اللہ — اللہ تعالیٰ اُن کو
منور کرے —

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبتِ مشام کے بعد مطالعہ کریں۔

عافیت پر اللہ تعالیٰ حمد ہے —

آپ نے جو اپنا خواب لکھا تھا، معلوم ہوا۔ روایاتِ صادقہ (یس سے) ہے۔
ان شاء اللہ تعالیٰ —

کمالاتِ ولایت اور کمالاتِ نبوت میں فرق کرنا ایک بہت ہی شریف
علم ہے اور ہر دو کمالات کی تحقیق ایک بہت عمدہ مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو
اور آپ کو دونوں قسم کے کمالات نصیب فرمائے۔

والسلام

ماتوب صد و بست و ہشت

۱۲۸۵

شاہ محمد عاشق بھلیق کے نام

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسد ف کرام شیخ محمد عاشق
سمو اللہ تدنئے۔

فیقر و فی اللہ علی غلہ کی جانب سے سلام کے بعد مطالعہ کریں۔

الحمد لله على العافية

آپ نے لکھا تھا کہ "منشائے آسمان تین تہے۔ جب تک کوئی شخص تین
دب کا قائل نہ ہو گا۔ وہ یہ ہے۔" اور آپ نے لکھا تھا کہ تحصیلِ فدیہ
کے بعد ذکرِ زبانِ مغربی ہے تاکہ عالمِ مثال میں انقیاد و اطاعت کا ثمرہ ظہور
ہو..... الخ۔ اور یہ بھی لکھا تھا کہ "اجلِ مسمیٰ حسبِ اقتضائے صورت
نوعیت ہے اور اجلِ موعین بحسبِ اقتضائے صورتِ فردیت ہے..... الخ" یہ
تینوں باتیں تھیک ہیں اور صحیح کشف ہے اور (یہ تحقیق) انبیاءِ عظیمِ اسلام کے
معارفِ خاصہ میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ اپنا معاملہ کرے اور آپ کے وپر
سببِ حقیقہ کا اضافہ فرمائے اپنی نعمتوں کے ذریعے سے۔

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

(بعض معارف خاصہ کے بیان میں)

خفائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق
سَلَّمَ اللہ تعالیٰ —

فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام محبت انبیاء کے بعد مطالعہ کریں۔
عافیت پر اللہ عز و جل کی حمد ہے اور اُس سے درخواست ہے کہ وہ عافیت
کو ہم سے اور آپ کے لیے دائم و برقرار رکھے۔ آمین۔

معارف اعتکافیتہ میں سے ایک معرفت جو مطہر حق و چدان دریافت ہوتی یہ
ہے کہ نفسِ ناطقہ نے شتمہ ہوائیہ (روحِ ہوائی) کو اپنی سواری بنایا ہے، اور
اس تعلق کے بیچ میں موت حائل اور مانع نہیں ہوتی۔ اس کے باوجود حیات
اور موت کے درمیان فرق یہ ہے کہ حیات میں شتمہ ہوائیہ اور اُس کی پیش قدمی
پر اعتماد ہوتا ہے اور شتمہ ہوائیہ نے جس چیز میں اپنی چشمِ ہمت کو باندھ رکھا
ہے، وہ چیز بدنِ شہادی (بدنِ عنصری) ہے، اور شتمہ اپنی تکمیل عالمِ شہادت
دُنیا، میں چاہتا ہے اور موت کے بعد شتمہ کی ہمت بدنِ عنصری سے جُدا ہو کر
بدنِ مثالی کے ساتھ وابستہ ہو جاتی ہے۔ یہ بدنِ مثالی فلکِ اطلس میں

بھی ہوئی قوتِ منبع سے فیض یافتہ ہے، بلکہ وہ بدنِ مثالی حقیقت میں طبیعتِ
 کُتبتہ کے مقتضیات میں سے ایک مقتضی ہے اور فلک میں چھپی ہوئی قوتِ
 ایک ایسا آشیانہ ہے جو ردِ پوشی کے لیے ہے۔ ہمت اُس کے اندہ نظر کرتی
 ہے اور بدنِ مثالی کی تکمیل چاہتی ہے۔ اسی وجہ سے احکامِ مثالیہ عامِ برزخ
 میں فوجِ در فوج نازل ہوتے ہیں۔ جب حشر کے وقت بدنِ عنصری کی طرف
 نشہ متوجہ ہوگا اور اُس کی تکمیل چاہے گا تو وہ توجہ پہلی توجہ کے مانند نہیں ہوگی۔
 بلکہ نفسِ باطن جو نشہ میں خوں کیے ہوئے ہے، قوتِ مثالیہ سے محنت ہو کر اپنے
 واسطے ایک منہر چاہے گا۔ بالکل اس طرح کہ جس طرح کاتبِ لوح و قلم کو چاہتا
 ہے، بلکہ خود اس جگہ خود نفسِ باطن منظر کو ظہور میں لاتے گا۔ وہ تعلق نہیں ہوگا
 کہ جو حیاتِ اولیٰ میں نفسِ ناطقہ کو بدنِ عنصری سے ہوتا ہے۔ کیوں کہ وہاں
 گویا حاجتِ طرفین کی جانب سے ہے۔ ہر ایک اپنی تکمیل میں دوسرے کا محتاج ہے۔
 یہ معرفتِ ایک بڑی معرفت ہے اور یہ اپنے اندہ بہت سی شاخیں رکھتی ہے۔
 کسی وقت تفصیل کے ساتھ اس کو دکھا جائے گا۔

والسلام

مکتوب صد و سیم

﴿۱۳۰﴾

شاہ محمد عاشق چلتی کے نام

ازالۃ الخفاء کے بعض مطالب کے بیان میں

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق
 سلمہ اللہ تعالیٰ — فیکر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد مظاہد کریں۔
 اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کی جناب میں آپ کے دراپٹ لیے دو
 عافیت کی دعا ہے۔

کتاب ازالۃ الخفاء کی فصل چہارم تسوید کی منزل میں ہے اور اُس کا درس
 ہو رہا ہے۔ یہ فصل چہارم اُن آثار و احادیث میں ہے جو کہ خلافت خفاء دروایم خلافت
 خافہ پر دلالت کرتے ہیں۔ فصل سوم کے ضمن میں بندے کی (میری) بعض وجہ انبیت
 جو خلافت سے متعلق ہیں مذکور ہو گئیں۔ وہ وجہ انبیات کتاب و سنت سے مدلل ہیں اور
 دیکھنے کے قابل ہیں۔ وہ ورق جو میں نے دعا سے سیفی کے درمیان عطا تھا، اس کی نقل
 خواجہ محمد امین کے پاس موجود ہے اس کے گم ہو جانے کا غم نہ کریں

عبدالعزیز نے تراویح پڑھیں (تراویح میں قرآن شریف پڑھا) پچھلے سال کے مقابلے
 میں بہت اچھی پڑھیں۔
 والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

معارف میں ایک تحقیق غامض

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر، سجادہ نشین، سلافِ کرم شیخ محمد عاشق
 رحمۃ اللہ تعالیٰ فیقر دلی اللہ عنہ کی جانب سے سلامِ محبتِ مشام کے بعد مطالعہ کریں۔
 عافیت پر اللہ کی حمد ہے اور اس کی درگاہ میں اپنے بیٹے اور آپ کے لیے دوام
 الہ عافیت کی درخواست ہے۔

ایامِ اعتکاف میں ایک شخص نے سوال کیا کہ آثارِ صحابہؓ میں مذکور ہے کہ حضرت
 عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دُشرب کی ایک رکعت پڑھتے تھے اور اُس ایک رکعت میں
 قرآن کو ختم کرتے تھے۔ تلاوتِ قرآن اور اس قسم کی تمام عبادتوں سے غرض ذکر ہے۔
 اور ذکر نام ہے مبداءِ فیاضِ جلّ ذکرہ کی طرف تعلقِ قلب کا۔ اور یہ عادت اس بات
 کا فیصلہ کرنے والی ہے کہ جب کسی شخص نے تمام قرآن شریف ایک رکعت کے
 اندر پڑھا، اور تمام رات قیام میں گزاری، تو اس سے ذکر حاصل نہیں ہوتا۔
 سوائے اعضاء و جوارح کو تھکانے کے اور زبان کو تکلیف دینے کے، اور کچھ
 حاصل نہیں۔ پس اس طرح کے عملِ دشوار میں کون سا فائدہ عظیم ہے کہ جس کے یہ

بزرگ طالب تھے ؟

میں نے اس سوال کے جواب میں اُس شخص سے کہا کہ یہ مسئلہ ایک سے ستر و تین پر مبنی ہے کہ جس سے اکثر اہل اللہ خصوصاً متاخرین غافل ہیں۔

(دیکھنا یہ ہے کہ) تصوف کیا ہے ؟ متاخرین کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ تصوف تصنیع خیال کا نام ہے۔ قوتِ مدرکہ کو مبدِ اُجَل ذکر کی جانب مائل کرنا، اور مبدِ اُجَل کا ظہور علم اور اُس کے آثار میں مشاہدہ کرنا حقیقتِ تصوف ہے۔ لیکن اس بارے میں قولِ محقق یہ ہے کہ "تصوف تیرے وجود پر حق کے وجود کا علماً و عیناً غلبہ ہو جانا ہے۔" بہر حال از روئے علم غلبہ ہونا یہ ہے کہ حقیقتِ جامد من حیثُ اللہ ہے، من حیثُ الخلق اور من حیثُ الوجود اس سالک کے نفس پر علم و انکشاف کی حیثیت سے مستونی در غالب ہو جائے تاکہ سالک اپنے علم سے، اور اپنے وجودِ خاص سے محو دم ہو جائے، اور اپنی کوئی قوت اور کوئی طاقت نگاہ میں نہ رکھے۔ افعال و احوال کا کرنے والا حق جل مجدہ کو سمجھے۔ بعد ازاں ہر صورتِ خارجیہ کا خالق صرف حق جل مجدہ کو ہی سمجھے، خواہ وہ جوہریت ہو یا عرضیت ہو تیر ہو یا شر ہو، نفیس ہو یا خسیس ہو۔

اس کے بعد، اصل ہستی کو جو موجودات کی شکلوں پر بھیجی ہوئی اور سایہ گستر ہے اُس کی مخلوق کی تاویل سے پہچانے۔ پھر تینوں مکاشفات میں ایک گردشِ گیدہ کرے۔ از روئے عین غلبہ ہونا یہ ہے کہ اُس نورِ شعلانی میں گم ہو جائے جو کہ خام مثال کے وسط میں حقیقتِ وحدانیہ مجرّدہ سے نیچے اتر رہا ہے۔ اُس نورِ شعلانی میں جوہر اور مہنت کو لائے اور اپنی خودی سے مُبرا ہو جائے، اور اس نور میں اضمحلال اور گردشِ گیدہ کے سبب سے حقیقتِ مجرّدہ جامد سے ایک راہ درم پیدا کرے۔ اس صرح جیسے کہ جسم زید کی نسبت اُس کے نفسِ ناطقہ کے ساتھ ہے۔ یا جیسا کہ موتیوں کی نرمی میں گوہر چہارم، پنجم کے ساتھ ہے، چار اور پانچ کے عدد کی نسبت سے، جو کہ نفسِ ذات میں حاصل ہے۔

جب یہ مسئلہ جان لیا گیا (اس کے بند) جو شخص چاہے کہ اپنے جبرِ بہت کو اس نور کے عین میں گم کرے، اس کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ قوائے ہدئیہ و لسانیہ کو بعض اُن انوار میں جو نورِ شعلانی کی حکایت کرنے والے ہیں، طہارت و شوع کے ساتھ لائے۔ یہ نور جو اس نورِ حقیقی کا حکایت کنندہ ہے اُس شخص کے تمام قویٰ پر غالب ہو جائے گا۔ اس کی کوئی جسمانی قوت باقی نہیں رہے گی، بلکہ وہ اُس کے مذہب کے ساتھ مذہبِ دانی (قوت) اور اس کے ادب کے ساتھ ادبِ دانی قوت ہو جائے گی۔

یہ از روئے عینِ حق کا غلبہ خلق پر ہونے کی ایک تدبیر ہے۔

جب معاش آئے اور اس نورِ شعلانی سے اجارہِ مہبت کا کھلم کھلا قُرب و بُعد دکھائی دے تو آشکار ہو کہ جس شخص نے فقط تصحیح خیال کی ہے، اُس کے درمیان اور نورِ شعلانی کے درمیان ایک رکاوٹ ہے، اُس کپڑے (پُر دے) کی وجہ سے جو قوائے عملیہ پر پڑا ہوا ہے۔

(ترجمہ شعر عربی)، "عنقریب دیکھے گا تو جب غبارِ چھٹ جائے گا کہ آیا گھوڑا تیرے پاؤں کے نیچے تھا یا گدھا۔"

اس کو خوب یاد رکھیے : و الحمد للہ اولاً و آخراً

ان دونوں میں دورِ باعیاں دل میں آئیں جو یہ ہیں :

(ترجمہ رباعی اول) "اگر تو نکتہ توحید کی مثال چاہتا ہے تو فانوسِ خیال کی جانب ایک نظر ڈال (اور غور کر)۔ ایک نورِ بسیط ہے جو صورتوں سے مُبرا و مُنترہ ہے اور وہ بہت سی شکلوں میں ظاہر ہو گیا ہے۔"

(ترجمہ رباعی دوم) "ہر ذرہ سورج کی دھ سے بالکل ظاہر دیاں ہے، اور سورج کی فیاضی دہی ہے، سورج ہر ذرے میں پوشیدہ ہے اسی دھ سے ہر ذرے کے دل کا میلان سورج کی جانب ہے۔"

والسلام

مکتوب صدوسی و دوم

﴿۱۳۲﴾

شاہ محمد عاشق پھلنی

کے نام

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القہ، سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق
سلمہ اللہ تعالیٰ فیقر دلی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام محبت مشاہم کے بعد مظاہد کریں۔
عافیت پر اللہ عزوجل کی حمد ہے اور اُس سے درخواست ہے کہ وہ عافیت کو
ہمارے اور آپ کے لیے دائم و برقرار رکھے۔

(ایک) معرفتِ کاملہ نامہ یہ ہے کہ روزانہ کے حوادث و واقعات ایک
ایسی صورت کے مانند ہیں جو آئینے کے اندر منعکس ہو۔ دیکھنے والے کی صورت اور
آئینے کا مزاج دونوں جمع ہو جاتے ہیں اور خاص کیفیت کا تقاضا کرتے ہیں۔ یہاں پر
اتصالاتِ فلیک دیکھنے والے کے مانند ہیں اور آئینہ مزاج عناصر ہے اور وہ صورتِ نوعیت
ہیں جو صورتِ جسم کے اندر داخل ہیں۔ پھر ایک صورت کا ظہور اور دوسری صورت کی
پوشیدگی، افاضۃ اللہ سے تعلق رکھتی ہے جو تجلّی اعظم کی طرف سے اُسی طرح فیض پہنچا رہی ہے
جس طرح سے سورج سے شعاع کا فیضان ہو رہا ہے۔ یہ فی حد ذاتہ واحد ازلی و ابدی کا
فیض ہے۔ لیکن ہر محل و موقع میں مقتضی حکمت جو کہ دیکھنے والے کے اور آئینے کے مقتضی

کی حفاظت کی طرف راجع ہے۔ ایک دوسرے رنگ میں بدل جاتی ہے، اور ایک دوسرا لباس پہن لیتی ہے۔ اس جگہ شخص اکبر متعلق ہو گیا، لیکن اسکو بھی ایک اور ضرورت لاحق ہے، اپنے مبداء عز و جل کی جانب — تاکہ وہ اس شخص اکبر کو مبداء کی شبیہ بنا دے اور اس حقیقت عالیہ کے اقتداء کا لباس اس کو پہنا دے۔ خدا سے عز و جل نے شخص اکبر کے وسط میں جو قوت مثالیہ ہے، نزل فرمایا — ورنہ مفہوم ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا: الرحمن علی العرش استوی اور اپنے حکم کے ساتھ وہ فاعل و قائل (کام کرنے والوں اور کام کو قبول کرنے والوں) میں شائع اور ظاہر ہو، اور قبض و بسط کے ساتھ تصرف فرمایا۔ کسی جگہ قبض کا مقتضی ہوتا ہے یعنی جو مقتضی قیاس تھا اس کا تہائی اور چوتھائی برہے کا رہتا ہے۔ اور کسی جگہ بسط فرمایا کہ جو مقتضی قیاس تھا اس سے دوگنا اور تینگنا ظاہر ہوا اذک تقدیر العزیز العظیم: یہ عزیز و عظیم کا اندازہ ہے۔

قلوب ملائکہ اور اعلیٰ انسانوں میں وحی بھیجی (الہام کیا) تاکہ فیض پہنچانے والے ارادے کا مقتضی ان کے قلوب میں تصرف و عمل کرے۔ اس مقام پر ہیئت عالم بدل گئی اور سب کے سب مبداء کے حکم کے نیچے دوسری بار آ گئے، ورنہ یہ تدبیر پیدا ہوتی ہے تجلی انہی سے، جو قوت مثالیہ میں قرار پذیر ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ فقط قوت مثالیہ اتنی شکست و ہست (تورجور) کرتی ہے بلکہ قوت مثالیہ کو قضا و قدر نے ایک بہانہ بنایا ہے قوت منفردہ مستقلہ کے ظہور کے واسطے۔

اللہ تعالیٰ کا ایک اسم کہ ملکت ہے اور اسم سمیع اسم بصیر، اسم محیط اور اسم مدبر اس مقام میں جلوہ نما ہوئے۔ انبیاء علیہم السلام نے اس مقام کی خبر دی ہے، معارف انبیاء میں پہلا سررشتہ یہ تدلی کس ہے۔ جب یہ معرفت تامہ کاملہ واضح ہو جاتی ہے، تو تمام اشکالات حل ہو جاتے ہیں۔ حوادث کی نسبت (مجازی طور پر) طبائع ارضیہ کی طرف

اور اتھارہ منہ فکیر کی طرف کرنا اور حقیقی طور پر ارادۃ متبدلہ اللہ کی طرف کرنا سب درست ہے۔ لیکن ہر بات کا ایک وقت ہے اور ہر نکتہ ایک موقع رکھتا ہے۔ جس جماعت کی نظر آفتاب حقیقت کی شعاع کے فیضان پر پڑی تو اس نے تمام حوادث پر خود غیر ہوں خود شریعہ مضمون اراکیہ :

۱۔ ترجمہ شعر عربی : باطل اپنے حال میں غیر معروف نہیں جوتا۔ وہ بھی بعضے ظہورات میں سے ہے۔ اور جس جماعت کی نظر اس تدبیر پر پڑی، جو مذہبی کُل سے فائض ہے تو اُس نے حق و باطل میں تمیز کی۔ اُس نے ایک کو حق کے ساتھ منسوب کیا اور دوسرے کو شیطان کے ساتھ۔

”بے شک شیطان کا کٹر و اُسر کی حیل سازی کمزور ہے۔“

گر یہ کہیں کہ تم میں سے ہر ایک بھوکا ہے، مگر جس کو میں کھلاؤں۔ اور تم میں سے ہر شخص گمراہ ہے، مگر جس کو میں ہدایت دوں تو ان جہلوں میں نفی و اثبات دونوں اپنی اپنی جگہ پر ثابت ہیں۔ اس نور سے جو کہ قوتِ مثالیہ میں قرار پذیر ہے وہ حقیقتِ سعادت جوش و رقی ہے جو حقیقتِ بہشت ہے۔ اور اس کی جانب مخالف سے جو وہم کُل سے ناشی ہے وہ حقیقتِ شقاوت برپا ہوتی ہے جو کہ حقیقتِ دوزخ ہے۔

چونکہ اکثر افراد بشر اس حقیقتِ منزہ سے جو حقیقتِ مثال میں قرار پذیر ہے، غافل تھے اور ایسے اوصاف سے متصف تھے جو اس حقیقتِ منزہ سے دور کرنے والے ہیں، اس لیے کتابوں کا اُترا نا اور رسولوں کا بھیجا لازم ہوا۔

اگر حقیقتِ حال کو دریافت کیا جائے تو سالک کی حرکت فوقانیہ کے لئے ٹھہرائی نقطہ یہی حقیقت ہے اور بس۔ ہاں جب اسی حقیقت میں اپنے کام پر غور کرے گا تو حقائقِ ازلۃ اور معارفِ ہدائیہ اور انصافِ خلقیہ و تدبیریہ، سب کے سب نظر آئیں گے۔

ہم نے اس معرفت کا اعتکاف کے زمانے میں بار بار مطالعہ کیا اور ہم نے
 اس معرفت کی پوری طرح سیر کی اور اسی پر ہم نے یقین کر لیا۔
 والسلام

میر محمد واضح نسیرۃ سید علم الشرائع بریلوی

کے نام

نصائح

سیادت منقبت، نجابت مرثبت، فضائل و کمالات مآب، حقائق و معارف اکتساب، عزیز القدر، سلالہ اسلاف کرام میر سید محمد واضح سلمہ اللہ تعالیٰ —
فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام محبت التزام کے بعد واضح ہو کہ آپ کا نام مشکلیں شہامہ بہترین اوقات میں پہنچا۔ آپ نے بھائیوں کی خصومت کی وجہ سے پریشانی دل کا جو کچھ ذکر کیا ہے وہ معلوم ہوا۔ اس کپڑھ کر میرادل جو ہمیشہ سے آن عزیز القدر کی سلامتی اور خوشی کا خواہاں و جویاں رہتا ہے بہت رنجیدہ ہوا۔ سبحان اللہ! ج
من از کج غم یاران و مردمان ز کج
(میں کہاں اور دوستوں اور لوگوں کا غم کہاں)

فقر ایک بات لکھا ہے، اور اُس کے لکھنے پر آمادہ کرنے کا باعث بحسب صحت نفسانیت و سلامت روحانیت اُن فضائل مآب (آپ) کی نصیحت و خیر خواہی ہے۔ اگر چہ ظاہر کے اعتبار سے وہ آپ کے نفس و مزاج کے خلاف ہو، مگر اس کے انجام پر خوب غور کرنا چاہیے۔ سرسری نظر نہیں کرنی چاہئے۔ خدا عزوجل نے آپ کو نعمتہاے عظیمہ

سے مخصوص فرمایا۔

آپ سنی سید ہیں، عالم متقی ہیں، اولیائے کرام کے سجادہ نشین ہیں، اور صفت تواضع و انصاف سے موصوف ہیں۔ گویا کہ (آپ کے اندر) جمع بین الاضداد واقع ہوا ہے جو کہ نادر الوقوع ہے۔ اور آپ کی فضیلت کے لیے یہ (مذکورہ) باتیں کافی ہیں۔ پس الطبیب للطیبین و الطیبون للطبیبات کی رو سے آپ لسانِ حال سے ان نعمتوں کے شکریے اور ان فضائل کو سچ کر دکھانے پر مامور ہیں۔ ان نعمتوں کا شکر یہ ہے کہ ان تمام نعمتوں کو مرفیاتی البیہ کے حاصل کرنے میں صرف کرنا چاہیے، اور ان فضائل کو سچ کر دکھانے کا مطلب یہ ہے کہ تمام جزئیات احوال میں ان فضائل کی رعایت کی جائے۔ اس قدر تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ صلہ رحمی واجباً اسلام میں سے ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ "صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں ہے جو بدلہ چکانے والا ہو۔ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب کوئی رشتہ دار اُس سے رشتہ توڑے تو وہ جوڑے۔" اس میں شک نہیں کہ جس وقت تک آدمیوں کے نفوس و طبائع آپس میں موافق رہتے ہیں اُس وقت تک اخلاص و محبت، حکیم عادت و حسب ضرورت واقع اور قائم رہتے ہیں۔ ایسی چیزیں جو کہ بحسب عادت و بحسب ضرورت واقع ہو فضیلتِ اخرویہ کہاں ہے؟ جب کہ طبیعتیں باہم مختلف ہوں اور نفوس آپس میں بیجان و تصادم کریں کسبِ فضیلت اُس وقت میسر آتی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص ترکِ خصومت و مقدمہ بازی کرے اس حال میں کہ وہ حق پر ہے تو اُس کے واسطے جنت کے اعلیٰ حصے میں ایک گھر بنایا جائے گا۔ اور جو شخص ترکِ خصومت و مقدمہ بازی کرے درانِ حاکمیکہ مُبطل ہے (حق پر نہیں ہے) تو اس کے واسطے بھی جنت میں ایک گھر بنایا جائے گا اب اگر آپ اخلاق اللہ کا تعلق پیشِ نظر رکھیں کہ حدیثِ قدسی ہے کہ "میں تمام شریکوں میں سب سے زیادہ شریک سے غنی اور بے پروا ہوں" اور موقعِ خصومت سے پوری طرح دست بردار

ہو جائیں تو یہ آپ کی ہمتِ عالیہ سے جو کہ سادات کا ورثہ ہے اور آپ کے آباء و اجدادِ کرام بھی! اسی صفت پر گزرے ہیں، بعید نہ ہو گا۔

بعض عارفوں نے کہا ہے کہ زہد یہ ہے کہ دنیا کو چھوڑ دے اور اس کی پروا نہ کرے کہ نیک آدمی اُس کو کھارہا ہے یا نہ۔

آدمی برسرِ مطلب (اگر کہا جائے کہ) اس ہمتِ عالی میں نفس پر دو چیزوں کی مشق دشوار ہے: ایک یہ کہ غیرت و شرم کسی ایک چیز کے ترک کرنے کو جس کا کوئی شخص مدعی ہوا تھا گوارا نہیں کرتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ صوفی ہیں اور صوفی کی غیرت فقط اپنے نفسِ نونوار پر ہوتی ہے نہ کہ کسی دوسرے مسلمان کے نفس پر۔

علاوہ ازیں ترکِ شے میں خلافِ غیرت سرے سے کوئی بات نہیں ہے۔ خصوصاً جب ایک ایسے غیر خواہ کے کہنے پر ترکِ شے ہو جو بغیر کسی غرض و مطلب کے بات کہہ رہا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر ہم وجہِ معاش کو ترک کر دیں تو کہاں سے کھائیں گے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے اسلاف نے ترکِ معاش کیا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے پہلے سے اچھی معیشت اُن کو عطا فرمادی ہے

فیضِ روح القدس اربازِ مدد فرماید

دیگران ہم بکنند اُنچہ مسیحا می کرد

(حافظ شیرازی)

ترجمہ: روح القدس اگر پھر مدد کرے تو دوسرے بھی وہ کر سکتے ہیں جو مسیحا کرتے تھے۔

امتحانِ دوازہ ماہی کے طور پر کچھ دنوں آپ اس پر عمل کریں۔

ایک حکیم نے کہا ہے کہ دنیا اور اُس کے طالب کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اور اس کا سایہ۔ جتنا وہ اپنے سایہ کی طرف دوڑتا ہے سایہ اُس سے بھاگتا ہے۔ جب وہ سایہ سے بھاگے گا تو سایہ اُس کے پیچھے دوڑے گا۔

انفرض اپنے دل سے تشویش کو دور کرنے کے لیے اور بھائیوں کے درمیان خصومت اور جھگڑے کو اکھاڑ پھینکنے کے لیے سوائے اس کے جو فقیر نے عرض کیا ہے اور کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔

یہ بات طویل ہو گئی لیکن اُمید ہے کہ آپ کے دل میں کمالِ خیر خواہی پر محمول ہوگی۔

والسلام

مکتوب صدوی و چہارم

﴿۱۳۴﴾

میر محمد معین نبیرہ سید علم الشہر اسے بریلوی

کے نام

بعض نصائح

سیادت و نجابت مآب، عزیز القدر، سلالۃ الکریم میر سید محمد معین سلمہ اللہ تعالیٰ اپنے خیر اندیش فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام محبت التیام کے بعد مطالعہ کریں۔ آپ کا نامہ مشکین شمار بہترین اوقات میں وارد ہوا، اور اس میں جو کچھ تحریر کیا گیا تھا واضح ہوا۔ اُس طرف کے علماء نے جو فتویٰ لکھا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ لیکن فقیر کا کہنا یہ ہے کہ آپ کے اسلاف کرام نے جو کچھ پایا ہے بہت عالیہ سے پایا ہے۔

حضرت سید شاہ علم اللہ قدس سرہ السامی کا دنیا پر لات مارنا اور تمام جھگڑوں سے اُن کا یکسو ہو جانا، اظہر من الشمس ہے۔ فقیر کا اعتقاد یہ ہے حضرت شاہ علم اللہ کی اولاد میں بہت عالی اس وقت تک موجود ہے یہی توجہ خاطر اور بہت عالی، مطلوب و مقصود ہے۔

سید اور سنی ہونا جو کہ نوادر میں سے ایک نادر شے ہے، حضرت سید موصوف رحمہ کے خاندان میں ہم نے اپنی آنکھ سے مشاہدہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس خاندان کو مزید اکرام کے ساتھ اور خصال حمیدہ و پسندیدہ کی توفیق کے ساتھ مکرم رکھے، اور آپس میں سب کو

متعد و متفق رکھے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ "اللہ رحم کرے اُس شخص پر جو بیچنے اور خریدنے اور تقاضا کرنے میں نرمی اختیار کرے۔" وہ فتویٰ ہے اور یہ تقویٰ — جو چیز بطریق سہولت حاصل ہو جائے مبارک ہے۔ اور جو چیز مزاجوں کی سختی، ناراضگی اور قطع رحمی کے بعد حاصل ہو، اور اس کے بعد حاصل ہو کہ دوست اور دشمن کی زبان پر اُس کا چرچا ہو، اور ہر موقوف اعتراض کی گنجائش پائے تو ایسی چیز سے کیا فائدہ ہوگا؟ عام لوگوں کا کام اور ہے، عالی ہمت لوگوں کا کام اور ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بلند ہمتی کو پسند فرماتا ہے۔

اس خیر اندیش مخلص کی خیر خواہی کو آپ تک پہنچانے والا (حافظ شیرازی کا،

یہ شعر ہے ۷

مصلحت دیدن آنست کہ یارانِ جمہ کار

بگذرانند، و خمِ طرہٗ یا رے گیرند

۱ میری مصلحت دیدن یہ ہے کہ احباب سب کام چھوڑ دیں اور خمِ طرہٗ دوست کو

پکڑ لیں۔ ۲

والسلام

مکتور۔ صدوسی و پنجم

﴿۵۱﴾

میر ابو سعید نیرۃ سید عالم اللہ رائے بریلویؒ کے نام

[بعض احوالِ سلوک کے بیان میں]

حقائق و معارف آگاہ، سیادت و نبابت دستگاہ، عزیز القدر، میر ابو سعید سلمۃ اللہ تعالیٰ — فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد سلام مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور آن عزیز القدر کی عافیت مع بچوں کی عافیت کے مطلوب و مقصود ہے۔

آپ کا نامہ مشکین شامہ جو احوالِ باطنہ پر مشتمل تھا مطالعہ کیا گیا۔ جو کچھ آپ نے لکھا ہے، وہ لطیفہٴ نفیہ کی علامت ہے، جو اشیا کو اجمالاً مبدأ میں دیکھتا ہے، اور مبدأ کو اخیر میں تفصیلاً دیکھتا ہے۔ یہ وہی کیفیت ہے جس کو اکابر موقدین نے "دیدن حق و خلق اور دیدن خلق و حق" سے تعبیر کیا ہے، یہ کیفیت مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ انوارِ فتوح کو مزید کرے۔ فقیر آپ کی ظاہری و باطنی جمعیت کے لیے، نیز صحت مزاج اور کشائشِ رزق کے لیے دعا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس دعا کو اپنے فضل و کرم سے قبول فرمائے۔

مکتوب صدوسی و ششم

﴿۱۳۶﴾

میرا ابو سعید رائے بریلوی کے نام

[بعض اسرارِ سلوکِ طریقت کے بیان میں]

حقائق و معارف آگاہ . سیادت و نقابت دستگاہ میرا ابو سعید سلیم اللہ تعالیٰ .
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام محبت التزام کے بعد مظاہرہ کریں ۔
آپ کی اور اپنی غایت پر اللہ رب العالمین کا شکر ہے ۔

آپ کا نامہ مشکین شامہ جو لطیفہ غنیہ اور اخفی سے متعلق بعض مشاہدات پر مشتمل
تھا پہنچا۔ اس کے آنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالایا گیا ۔ آپ جو راستہ چل رہے ہیں یہ وہی صراطِ
مستقیم ہے جس پر اکابر ابنِ عرفان چلے ہیں ۔ کوئی شک و شبہ آپ کے دل کو تشویش میں
نہ ڈالے ۔

آپ نے پہلی حالت میں صفاتِ مبداء میں سے ایک صفت دروازہ ذات میں
سے ایک لازم کو آفتاب کی روشنی کے مانند دیکھا جو مختلف رنگوں میں برآمد ہو ۔ پھر دوسری
مرتبہ ذات مبداء کو بغیر ملاحظہ صفات دیکھا ۔ جو مظاہر مختلف میں ظاہر ہوئی ۔ فقیر ان دونوں حالات
کو لطیفہ غنیہ کی طرف منسوب کرتا ہے ۔ لیکن دوسری حالت پہلی حالت سے بلند تر ہے ۔
اس کے بعد آپ نے دیکھا کہ آپ کے درمیان سے ایک نور نکل کر مبداء کی جانب میلان

کر رہا ہے ، اور نورِ بلبلے کی طرح جو کہ پانی میں غائب ہو جاتا ہے ، گم ہو گیا ۔ اس فقیر کے نزدیک یہ حالت حجرِ بُہت کی ایک نمائش ہے ۔ المختصر جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے ، وہ ایک نعمتِ عظمیٰ ہے ۔ اس نعمت پر جان و دل سے شکر ادا کریں ۔ مزید نعمت کی توقع رکھیں ۔ اور جو کچھ نور محمدی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام سے دیکھا ہے وہ نسبتِ اویسیہ کی ایک نمائش ہے ۔ آپ پہلے سے اس نسبت کی آرزو رکھتے تھے ۔ الحمد للہ کہ اب حاصل ہو گئی ۔

مکتوب صدوسی و ہفتم

﴿۱۳۷﴾

میر ابو سعید رائے بریلویؒ کے نام

ان کے بعض سوالات کے جواب میں

سیادت و نقابت مرتبت ، خلاصہ دُودِ مانِ نجابت میر ابو سعید سید اللہ تعالیٰ ۔

فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبتِ انترام کے بعد مطالعہ کریں ۔

الحمد لله على العافية

آپ کا مکتوب بہجتِ اُسلوب پہونچا۔ وہ ان معارف کو متفہم تھا جو لطیفہٴ مخفیہ سے مختص ہیں۔ دل کو بڑی خوشی اور مسرت ہوئی آپ نے جو کچھ لکھا ہے قاعدے کے مطابق ہے، شک اور تردد کو اس میں دخل نہ دیں۔ آپ نے لکھا تھا کہ رجوعِ کل مبداء کی طرف ظاہر و مشہود ہوتا ہے پس دوزخ کے اندر اہل دوزخ کے ہمیشہ رہنے اور جنت میں اہل جنت کے ہمیشہ رہنے کی تطبیق اس مکاشفہ سے کس طرح ہو سکتی ہے ۔؟

صاحبِ من ! یہ رجوعِ کل جو عارف کو مشہود ہوتا ہے زمانہٴ آئندہ میں رجوع نہیں ہے بلکہ اپنی ذات کے اعتبار سے بالفعل (فی الحال) رجوع ہے۔ حکیم فلسفی کہتا ہے کہ مابیت ممکنہ کے لیے اُس کی ذات کے اعتبار سے یہ ہے کہ وہ نہیں ہے، اور متحد کے

اعتبار سے یہ ہے کہ 'ماہیت ممکنہ' ہے۔ اور عارف کہتا ہے کہ ماہیت ممکنہ کے لیے مبدأ کے ساتھ اپنے تحقق کے اعتبار سے ارتباط کی دو چیزیں ہیں ایک یہ کہ (ماہیت ممکنہ) مبدأ سے نکلی اور دوسرے یہ کہ مبدأ میں واپس گئی۔ بالفعل اس کے لیے مبدأ کے اعتبار سے دونوں چیزیں ثابت ہیں جیسا کہ دس کو ایک سے دو رابطے ہیں۔ ایک یہ کہ ایک کو چند بار گھمایا تو دس بن گئے۔ دوسرے یہ کہ جب دس پورے ہو گئے تو دہائیوں میں ایک بن گیا۔ اس وقت اتنا ہی سمجھ لینا چاہئے۔ پھر کسی وقت مبدأ اور مرجع کی صورت کا حال ایک دوسری طرح سے واضح ہوگا۔

والسلام

مکتوب صدوسی و ہشتم

﴿۱۳۸﴾

بابا عثمان کشمیری کے نام

[جو کشمیر کے فضلاء اور اکابر زادوں میں سے تھے]

(نصائح)

(ترجمہ قطعہ فارسی):

رمیدن از خود و بایار پوستن کے گشتن

تعالیٰ اللہ برائے خود شرابے طرفہ اے دارم

"خود سے رمیدہ ہونا اور دوست سے پیوستہ ہونا اور ایک ہو جانا۔ (یہ ہیں میری

کیفیات) اللہ اکبر! میں اپنے پاس ایک عجیب شراب معرفت رکھتا ہوں۔"

ز مدح و ذم عالم چشم پوشیدن ز خود رفتن

برائے منکران خود جو ابے طرفہ اے دارم

"دنیا اور دنیا والوں کی تعریف اور برائی سے چشم پوشی کرنا اور از خود رفتن ہو

جانا۔ (میں یہ فصلت) منکروں کے مقابلے میں اپنی طرف سے بہترین جواب رکھتا ہوں۔

کے نشانت در عالم جہاں معنی اور

ز اوضاع جہاں بر رخ حجابے طرفہ اے دارم

"دنیا کے اندر کسی نے اُس کے جمال معنی (حقیقت) کو نہیں پہچانا۔ میں اپنے

چہرے پر اظہارِ زمانہ سے ایک عجیب پردہ رکھتا ہوں۔

وجودِ مستعارِ مازہم پاشید چون شبہم
 بدل از صورتِ او آفتابے طریفے دارم
 ”میرا وجودِ مستعارِ شبہم کی طرح بکھر گیا (اور ختم ہو گیا) میں اپنے دل میں
 اس (یا حقیقی) کی صورت کا ایک عجیب آفتاب رکھتا ہوں۔“
 (ترجمہ قطعاً فارسی دوم)

یار ماحسنِ دگر دارد بہر مرآت خویش
 گہ درونِ خود گئے اندرِ مینِ جویش
 ”میرا دوست اپنے ہر آئینے میں ایک نیا ماحسن رکھتا ہے۔ میں اس کو کبھی اپنے
 اندر اور کبھی مین میں ڈھونڈتا ہوں۔“

چون مہتاباں شود بر آسماں می بینمش
 چون دُرِ کیٹا شود اندرِ عدن می جویش
 ”جب وہ مہتاباں بن جاتا ہے تو میں آسمان پر اُسکو دیکھتا ہوں۔ اور جب وہ
 دُرِ کیٹا بنتا ہے تو میں اس کو عدن میں ڈھونڈتا ہوں۔“

گر بشکلِ آب در ہر چشمہ ای می یا بَشش
 گہ بر نگہ بوے گل در ہر چمن می جویش
 ”کبھی میں پانی کی شکل میں ہر چشمے میں اُس کو پاتا ہوں اور کبھی میں بوے گل
 کی طرح ہر چمن میں اُسکو ڈھونڈتا ہوں۔“

یوسفِ ما دارد از ہر گوشہ دیگر جلوہ ای
 گہ بشہرِ مصر گہ بیتِ الحزن می جویش
 ”ہمارا یوسف ہر گوشے میں ایک نرا جلوہ رکھتا ہے۔ میں اس کو کبھی شہرِ مصر
 میں اور کبھی حضرت یعقوب کے غمکدے میں ڈھونڈتا ہوں۔“

فضائل پناہ، حقائق آگاہ! آپ کا نامہ گرامی احسن اوقات میں پہونچا۔
 اس خط کی نظم و نثر دونوں نے دل کو راحت پہونچائی۔ آپ نے تشویش معاش کے سلسلے میں
 شکایات لکھی تھیں۔ جاننا چاہیے کہ جب کوئی شخص اہل توکل کے مسند پر بیٹھتا ہے تو شروع
 ہی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس کا امتحان لیا جاتا ہے۔ جب راسخ القدم، پتکا، ثابت
 ہوتا ہے تو نیر (آسانی) کا معاملہ اُس کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ فقیر کے نزدیک مناسب
 یہ ہے کہ آپ اپنی جگہ سے نہ ہلیں۔ معاملہ دُئیہ کا منتظر رہنا چاہیے۔ منکروں سے کوئی
 تعرض نہ کیا جائے۔ تدبیر اہی خود بخود اپنا کام کرے گی۔ - اِمَّا يَعْذِبُهُمْ وَاِمَّا يَنْتَوِبُ
 عَلَيْهِمْ [التوبہ ۱۰۶] (یا تو اللہ تعالیٰ اُن کو توبہ نصیب کرے گا یا اُن کو عذاب دیگا)
 والسلام

مکتوب صدوی و نہم

﴿۱۳۹﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

تعبیرِ رویا کی بشارات میں

حقائق و معارف آگاہ، عزیزِ القدر، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام، فقیر
دلی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبتِ شام کے بعد مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کی درگاہ میں درخواست ہے کہ یہیں
اور آپ کو ہمیشہ عافیت سے رکھے۔

آپ کا نامہ بشکینِ شمامہ پہونچا.....

ذی حجۃ کے عشرۃ اولیٰ کے اعتکاف میں یہ قصد ہے کہ استوار علی العرش کے
مسئلے میں ایک رسالہ لکھا جائے۔ اللہ ہی توفیق دینے والا اور مدد فرمانے والا ہے۔

برخوردار محمد فائق کے خواب معلوم ہوئے۔ یہ خواب ان کی اطاعت کی قبولیت
پر دلالت کرتے ہیں۔ پہلا خواب فوق کی جانب اُڑنا، ملکیت کا بہیمیت کی قید سے
رہائی پانے کا تمثیل ہے۔ دوسرا خواب کلمہ سبحان اللہ حمد کے ساتھ پتھر میں لکھا ہوا دیکھنا
صورتِ خطیبہ اور صورتِ لفظیہ کے پردے میں اللہ تعالیٰ کی یاد کا موضعِ گمان ہے۔ ان کے
(محمد فائق کے) ہدایہ اور مشکوٰۃ کے پڑھنے اور کلمہ لا الہ الا اللہ کی مواظبت و مداومت
کرنے کے بارے میں معلوم ہوا۔ اے اللہ اس میں اور زیادتی فرما۔

لا الہ الا اللہ کا ذکر و قوفِ قلبی کے ساتھ متقدمینِ نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم

والسلام

کا طریقہ ہے۔

مکتوب صد و چہارم

﴿ ۱۴۰ ﴾

فشرالدین محمد فربیدی بدین کے نام

الحمد لله على العافية

دل آپ کی صحت و عافیت کانگراں و منتظر ہے۔ انسان کا روحانی تعلق جو ظاہری رسوم سے خارج اور جدا ہے، دل کے اندر جگہ رکھتا ہے۔ ایب ہے کہ یہ صدق و تعلق آخری تک باقی رہے گا۔

(ترجمہ شعر عربی)؟ "روحانیت سے تعلق رکھنے والے اہل صدق ہیں۔ ان کے درمیان مؤدّت و محبت کا رشتہ ہے اور اس کے برابر کوئی رشتہ نہیں؟"

مکتوب صد و چہل و یکم

﴿۱۴۱﴾

سید نور شاہ افغانی کے نام

(جو حضرت شاہ صاحب کے مرید تھے)

[وصایا]

برادر میر نور شاہ بعد سلام مطالعہ کریں —

میری پہلی وصیت ارکانِ اسلام کو قائم رکھنے اور بدعتوں اور کسیرہ گناہوں سے دور رہنے کی ہے۔ جس نے ارکانِ اسلام میں شستی کی یا گناہوں کا مرتکب ہوا یا بدعتوں کا معتقد ہوا وہ نجات کے راستے سے دور جا پڑا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ
ان مذکورہ بالا باتوں کو پختہ و منضبط کر لینے کے بعد طاعاتِ قلبی و زبانی اور اعمالِ اعضاء و جوارح سے اوقات کو معمور رکھنا ہے۔ جب تک اوقات کو معمور نہ رکھا جائے گا۔
نقش و نگار جو کہ مقامات و احوال سے عبارت ہیں کس دیوار پر قائم کریں گے؟

کارِ عالم در از می دارد ہر چہ گیرید مختصر گیرید

(دنیا کا کام بہت طویل رکھتا ہے۔ یہاں کا جو کام بھی اختیار کرو مختصر اختیار کرو)
ہم نے فرض کیا کہ کسی شخص کو زہر دیا گیا۔ تمام اطباء اس بات کو یقینی طور پر
جانتے ہیں کہ اگر ایک ساعت گزر جائے گی اور یہ شخص قتل نہ کرے گا تو مر جائے گا۔ ایک
طیبیبِ حاذق نے استغفار فرماتے (قتلے لانے) کا نسخہ لکھا، اور اس شخص کے ہاتھ میں دے
دیا۔ اس سیدھے اور بہت قوی شخص نے نسخے کو پڑھا اور اس کی ہر دوا پر فوراً کرنے لگا

کہ یہ لفظ عربی ہے یا یونانی ہے اور اس لفظ کی لغت کے اعتبار سے حرکات و سکنات کیا ہیں۔ تاکہ اُس کی بچے درست ہو جائے۔ اس کے بعد اُس نے ان ادویہ کی مابیت اور جامع و منفی خواص میں غور و فکر کرنا شروع کیا۔ اور اُس نسخے سے متعلق جو نو تئیں ان میں مشغول ہو گیا۔ طیب حاذق نے کہا کہ اے بے وقوف آدمی وقت ایسا آگیا کہ تو اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ ان اشیاء کی تحقیق کرنے کی فرصت کہاں ہے اگر زندگی چاہتا ہے تو اس نسخے کی دواؤں کو خرید لے۔ اس کا خرید لینا بھی خود موثر نہیں ہے بلکہ موثر اس نسخے کی دواؤں کا پینا ہے۔ دواؤں کا پینا بھی موثر نہیں ہے بلکہ موثر ہے کرنا اور اجزاء زہر کا باہر نکالنا ہے۔

اس طرح سے شارع علیہ السلام نے کہاں مہربانی چند نسخے جن سے مراد حباتِ قلبی و زبانی ہیں، خطراتِ نفسانی و شیطانی زہر کھانے والوں کے لیے تجویز کیے ہیں — ایک سادہ لوح آدمی ارکانِ اسلام کی تحقیق اور علماء کے اختلاف اور، مواقعِ اختلاف کی تنقیح میں اور اس غور و فکر میں کہ اس اختلاف میں کون زیادہ صحیح طریقہ پر ہے، اپنے اوقات گزارتا ہے:

عمر در تحصیل دانش رفت و نادانم ہنوز

کاروان بگذشت و من در فکر سامانم ہنوز

د علم و دانش کی تحصیل میں میری پوری عمر گزر گئی اور میں ابھی تک نادان کا نادان ہی رہا۔ قافلہ گزر گیا اور میں ابھی تک سامان ہی کی فکر میں ہوں)

و السلام علیکم ورحمة اللہ

مکتوب صد و چہل و دوم

﴿۱۴۲﴾

حکیم ابو الوفا کشمیریؒ کے نام

جوشاہ صاحب کے مریدوں میں سے تھے۔ ان کے ایک خواب کی تعبیر میں

عزیز القدر، شیرازہ دفترِ اخلاص حکیم ابو الوفا سلمۃ اللہ تعالیٰ
 فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام کے بعد مطالعہ کریں
 آپ نے اپنے حالات، لشکر کے حالات اور نئے شہر کے حالات لکھے تھے۔
 یہ خواب کہ آپ نے خود کو حضرت سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوت میں ایسی جگہ
 پایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اُس جگہ تک پہنچنے کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہیں،
 خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے بستر مبارک پر اور آپ کے لباس میں تھے۔
 یہ مبارک خواب ہے، اور وظیفے کی قبولیت پر، اور اس اخلاص کی قبولیت پر جو آپ
 رکھتے ہیں، دلالت کرتا ہے۔ گویا کہ غیر متعارف طور پر خلوت خانہ خاص میں جہاں پر
 غیر محرم نہیں جوتے آپ نے راستہ پایا ہے۔ — مبارک باد —

جو کچھ اس فقیر کے دل میں ڈالا گیا ہے وہ یہ ہے کہ کچھ عرصے مصالح ملک میں
 بادشاہ کا پریشان ہونا، اس کا داتیں باتیں حیران و سرگرداں رہنا اور کچھ دنوں تک
 کشادگی پیدا کرنے والی تدبیر، اور تاثیر کرنے والا بخت نہ پانا، یہ سب اُس ظلم کا وبال

ہے کہ جو اس نے شہر کے مسلمانوں پر کیا۔۔۔ اس کے بعد تاجر جدید کے ساتھ ایسے ملائکہ کی طرف سے جو دہلی کے تخت پر مقرر ہیں، اور وزیر سابق کی طرف سے بادشاہ بڑی ذلت اٹھائے گا۔ اور منکرین اسلام بھی ایک نئی ذلت دیکھیں گے۔ اس کے بعد بادشاہ ختم ہو جائے گا اور سلطنت و حکومت کا کام کسی دوسرے شخص کے سپرد ہوگا۔ اس شخص کی تعیین و تنصیف میں ایک روز ملازمتی کے فرشتے آپس میں مناظرہ و گفتگو کرتے تھے۔ یہ گفتگو غیر متعارف الفاظ میں تھی جس کا مطلب یہ سمجھ میں آتا تھا کہ فریدون کو دوبارہ تخت پر بٹھائیں گے۔ اس کلمے سے مفہوم ہوتا ہے کہ قضا و قدر میں صلاح منظور نظر ہے، اور جو شخص مقرر و متعین ہے وہ شاہی قاندان سے ہوگا۔ خصوصاً وہ شخص ہوگا جس کے باپ کو ظلم کے ساتھ قتل کیا گیا ہو۔

مکتوب صد و چہل و سوم

﴿۱۴۳﴾

حکیم ابوالوفا کشمیریؒ

کے نام

عزیز القہ حکیم ابوالوفا جمعیت و خیریت کے ساتھ رہیں

آپ کا خط جو عجیب واقعات پر مشتمل تھا، پہونچا۔ ان واقعات پر کوئی تعجب نہیں ہے عالم ملکوت میں جب کوئی چیز طے ہوتی ہے تو نفوس بنی آدم پر وہ مختلف طریقوں سے مترشح ہوتی ہے۔ نجوم و جہر کے حساب سے بھی، اور خوابوں اور فالوں کے ذریعے سے بھی۔ اللہ کا طریقہ ایسا ہی واقع ہوا ہے۔ حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت کوئی کاہن اور کوئی نجومی ایسا نہ رہا تھا جس نے واقعہ بعثت کی خبر نہ دی ہو۔

مکتوب صد و چہارم

﴿۱۴۴﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

[بعض اعمال کے ارشاد میں]

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام (شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ) فیر کی جانب سے سلام کے بعد مطالعہ کریں۔

اشارہ غیبی: اس طرف ہے کہ دشمنان دین کی شکست لے لے ہم آئیہ کریم:

لا إله إلا أنت سبحانك إني كنت من الظالمين [الانبیاء ۸۷] کو پڑھیں۔

اور اس کے آخر میں یا بدیع العجائب بالخیر پڑھیں۔

اس اشارہ غیبی کی تعمیل حکم میں آج ہی نماز جمعہ کے بعد اس کو پڑھیں گے۔

مقصد یہ ہے کہ آں عزیز القدر اسکو علقہ کر کے (جمع کے ساتھ) پڑھیں۔

عنقریب دونوں مخالف گروہ پاش پاش ہو جائیں گے۔ آئیہ کریم کے پڑھنے کا متعین طریقہ

اشارہ غیبی میں داخل نہیں ہے۔ جس طریقہ سے مناسب سمجھیں پڑھیں

مکتوب صد و چہل و پنجم

﴿۱۳۵﴾

یعقوب علی خاں ناظم شاہجہاں آباد (دہلی)

کے نام

اللہ تعالیٰ اس منہجِ حسنات اور باعثِ امن و اطمینانِ مخلوقات کو محفوظ
خطوط اور اپنی نگاہِ لطف میں ملحوظ رکھے — آمین !

نقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت انتظام کے بعد مطالعہ کریں۔

اہلِ شہر کے ساتھ آپ کی اچھی سیرت اور اچھا سلوک ہر آنے جانے والے سے
سننے میں آیا۔ خصوصیت کے ساتھ تعاقب و معارف آگاہ بابا فضل اللہ (کشمیری) آپ کے اخلاق
مجھے بڑی تفصیل سے لکھتے ہیں۔

(ترجمہ شرفا رسکی) : ”اگر جہان کے پیدا کئے والے کا لطف و کرم کسی بندے کو مصلوبت عام کے
لیے خاص کر دے تو یہ محض اس کی حکمت ہے۔“

(بابا فضل اللہ کی تحریروں سے آپ کے حالات معلوم ہو کر) میرا دل بہت خوش

اور مسرور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں التجا کی جاتی ہے کہ وہ آپ کو تمکین در زمین۔

(حکومت و وجاہت) عطا کر کے، مزید نیکی اور حسنات کی توفیق عنایت فرما کر، مُفسدِ رخیرات

و برکات بنادے۔ اور آخرت میں آپ کو ثوابِ حبس اور اجرِ جزیل عطا فرمائے اِنْ رِئِیْ قَرِیْب

مجیب۔ باقی بات یہ ہے کہ اس بندہ ضعیف کے اہل خانقاہِ منہجوں نے تکلیف دہ حالات کا سامنا

کیا ہے، دو گوشہ خانقاہ میں پناہ گزین ہیں اور صبح و شام آنجناب کے لیے دعا و نیر میں رطب اللسان ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ احسان کا معاملہ فرمائے۔ والسلام والا کرام

مکتوب صد و چہل و ششم

۱۳۶۵ھ

مرزا مظہر جانجاناں نقشبندی مجددی

دھلوی کے نام

اللہ عزوجل آپ کو۔۔۔ کہ آپ خصوصیت کے ساتھ طریقہ احمدیہ مجددیہ کے
قیم ہیں، اور عمومیت کے ساتھ طریقہ صوفیہ کے بھی قیم ہیں۔۔۔ تا دیر سلامت رکھ کر
اپنے بندوں کو نفع مند اور بہہ اندوز فرمائے

آپ کا گرامی نام پہونچا اور حقیقت مندرجہ واضح ہوئی، آنجناب کی صحت و عافیت
پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا گیا۔ یہ شخص جو میرے پاس بھی گیا ہے، چاہتا ہے کہ وقت مقررہ
سے پہلے اپنا مقصود حاصل کر لے

بزم برہم خوردہ اسے بود است ایں جا آمدہ

یہ شخص تو بہ کا اظہار کرتا ہے اور بُرے ساتھیوں سے بے تعلق بھی ظاہر کرتا ہے۔
لیکن لازروے کشف، اس کے دل کا خالق اور اس کے ناصیب (میشانی) کا مالک اس اظہار
میں اُس کو کاذب قرار دیتا ہے۔

والسلام

مکتوب صد و چہل و ہفتم

﴿۱۳۷﴾

شاہ اولیاء مظفرنگری کے نام

اُن کی ایک تصنیف کا مطالعہ فرمانے کے بعد

حقائق و معارف آگاہ، فضائل و کمالات دستگاہ شاہ اولیاء سلمہ اللہ

تعالیٰ —

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں۔
آپ کی ذاتِ بابرکات کی خوبیاں بہت کچھ سنی ہیں۔ اُن کو سن کر شوقِ ملاقات

پیدا ہوا۔

(ترجمہ مصرعہ عربی)؛ ”کبھی کبھی کان آنکھ سے پہلے شیفتہ و فریفتہ ہو جاتے ہیں۔“

سب خوبیوں میں بڑی خوبی استقامت اور طلبِ خیر میں عمرِ دراز کا صرف کرنا ہے
الحمد للہ کہ یہ دونوں فضیلتیں آپ کی ذات میں موجود ہیں۔

آپ کا نامہ مشکین شامہ، ایک کتاب کے ساتھ جو جامع اسرار ہے اور بہت
سے دکات کو حاوی ہے، پہونچا۔ اس خط میں اس طرف اشارہ تھا کہ یہ فقیر اس
کتاب کا مطالعہ کرے اور مطالعے کے بعد جو ظاہر ہو اُس کو تحریر کرے۔

مخدوما! چونکہ اس کتاب کی تصنیف کا محرک صوفیہ صافیہ کا ذوق ہے اس لیے
بقصد امتحان اس میں نظر کرنا غلطی ہے۔ لیکن چونکہ ایک صوفی کی رعایت کرنی ضروری

ہے اس لیے ایک بات مختصر طور پر لکھتا ہوں — والہامُور معذور (جس کو حکم دیا جاتا ہے وہ معذور ہوتا ہے) —

معارف آگاہ! صوفیہ صافیہ کی تصانیف دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جو خاص و عام کے افادے کے لیے ہوتی ہے۔ اس قسم کی تصنیف کے لیے یہ ضروری ہے کہ مرقہ اور متعارف بول چال اور زبان اختیار کریں۔ خواہ فارسی زبان ہو خواہ عربی۔

دوسری قسم کی تصنیف حرارت و اردات غیبیہ کی تسکین کے لیے ہوتی ہے یا محبوبِ مطلق جلّ مجدہ کی یادداشت میں اپنے دل کو مشغول کرنے کے لیے۔

لہذا غیر مرقہ یا غیر متعارف زبان اس قسم میں جائز ہے۔ غالباً آپ کی یہ کتاب دوسری قسم کی ہے اس قسم میں (خواہ مخواہ) اصلاح اور اعتراض کرنا اس شخص کا کام ہے جو مرقہ و صوفیہ کے حالات نہ جانتا ہو۔ ہم تمام ان چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں جن سے اللہ ناخوش ہے۔ الحمد للہ! آپ نے جو کچھ لکھا ہے اُس کے حافی مقصودہ سب کے سب اسرارِ الہیہ ہیں۔

دو مرتبہ غیر متعارف کی وجہ حضرت عارفِ جامی نے اپنے اس شعر میں بیان فرمادی ہے۔

شیشہ صاف اگر نہ باشد گوسفالِ کُہنہ باش

رند دُرُودِ آشام را بایں تکلفِ چہ کار

(صاف شیشہ اگر نہ ہو نہ سہی۔ پرانا مٹی کا پیالہ ہی۔ رند بلا نوش کو ان تکلفات

لا یعنی سے کوئی سروکار نہیں)۔

مکتوب صد و چہل و ہشتم

﴿۱۴۸﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق
سَلَّمَ اللہ تعالیٰ۔

فیقرِ دلی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلامِ محبتِ مُشام کے بعد مطالعہ کریں۔

الحمد لله على العافية

آپ کا نامہ مشکین شامہ پہنچا اور ہر طرح کی غایت معلوم ہوئی۔ اس پر ہم نے
اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ شاہ نور کو پہلے کلمہ لا الہ الا اللہ کے کثرت سے پڑھنے کی
تلقین کریں۔ یہاں تک کہ یہ ذکر اُن کے پورے اوقات کو حاوی ہو جائے۔ اس کے بعد
وقوفِ قلبی یعنی مضغہ منصوبہ پر نظر رکھنے کی اس طریقہ پر تعلیم ہونی چاہیے گویا کوئی چیز
پس پردہ ہے اور یہ شخص ذکرِ یقین رکھتا ہے کہ پردے کے پیچھے کوئی چیز ہے اور خیال
کو اس چیز کی طرف متوجہ رکھنے کی بھی تعلیم و تلقین کرنی چاہیے۔ اس سلسلہ میں اگر اس
کے لطیفہ قلبیہ پر توجہ کریں اور مضغہ قلب حرکت میں آئے تو یہ بات اُس کے حق میں
تقویت دینے والی ہوگی۔

برخوردارِ سعادت اطوار محمد فائق کو شغلِ قلبی اسی طریقہ پر جس کا ذکر اس صفحے میں

والسلام

گذرا ہے تعلیم کریں۔

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

بعض اسرار کے بیان میں

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر، سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ
محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔

د فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام محبت و امتزاج کے بعد مطالعہ کریں۔
آپ کے بہت سے خطوط واردات اعتکافیہ کے استفسار میں وارد
ہوئے۔

عزیز القدر من ! یہ واردات مکاشفات کی قبیل سے نہیں تھے جن کو تشریح
کے ساتھ بیان کیا جاسکتا۔ بلکہ یہ اس قسم کے حالات تھے جن کو سوائے رموز کے اور
کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ اجمالی طور پر یہ ہے کہ ایک بار جوئے بعض حوادث کونیہ میں سرور
و مستی کو ظاہر کیا، اور اُس سرور و مستی کی شرح اس مستی کے سوا اور کوئی نہیں کر
سکتا۔ اس بارے میں بس چند اشعار پر اکتفا کیا گیا۔ ۵

”ترجہ اشعار ۱۱“ اس فقیر خاکسار کی جانب سے اس بات کو کون قبول کرے گا کہ اس کا
انکار و قبول عالم قدس کا سایہ ہے۔“

(۲) ”اُس فقیر خاکسار (میرا) کا باطن آئینے کی طرح اپنا کوئی رنگ نہیں رکھتا۔
اس کا (یعنی میرا) باطن تمکین و فضول میرت سے بھرا ہوا ایک طسم ہے۔“

(۳) ”سورج کی کرن اِس (فقیر کے) روشن دان (باطن) کے راستے سے
بکھر رہی ہے۔ اِس نکتے کے سوا اُس کے وصول (الی اللہ) کا مضمون نہیں باندھا
جاسکتا۔“

(۴) ”جَباب کی طرح سے (وہ فقیر خاکسار) اپنے سے خالی ہو کر سطحِ بحر پر
اُبھر رہا ہے۔ اُس کا وجود اُس کی نمود ہے اور اُس کا شہود اُس کا وصول ہے۔“

شاہ محمد عاشق بھلتی کے نام

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشینِ اسلامِ کرام شیخ محمد عاشق سید
اللہ تعالیٰ بعد سلام محبت التیام مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کی جناب میں رخصت ہے کہ
وہ ہم کو آپ کو عافیت سے رکھے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے مکہ فتح ہوا تو حضرت
عباس اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما نے (خدمتِ اقدس میں) التماس کیا کہ مدتوں
سے ہم اس دن کے منتظر تھے، اور ہمیشہ سے نبی عبداللہ اور نبی عبدالمناف مجاہد
بیت اللہ کے بارے میں جھگڑا رکھتے تھے۔ آج کے دن بیت اللہ کی تالیاں ہمیں عنایت
فرمادیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا کہ میں دعوتِ توحید دینے
کے لیے اور رفعِ مظالم کے لیے مبعوث ہوا ہوں، کسی قوم کے فضائل اور خصوصیات
کو تباہ کرنے اور ختم کرنے کے لیے نہیں۔ ہر قوم تاریخی خصوصیات اور فضائل رکھتی
ہے اور وہ انتہائی ہمت کے ساتھ ان خصوصیات و فضائل کی طالب بھی ہوا کرتی ہے۔

میں قوموں کی خصوصیات و فضاقل کو مٹانے کے لیے نہیں آیا ہوں۔ اس کے بعد (آپ نے) کنجیاں طلحہ حبشی (شیبی) کو عنایت فرمادیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ”لو ان تالیوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے“ —

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے اندر آپ کے خلفاء کے لیے حق کی طرف دعوت دینے میں ایک اُسوۂ حسنہ (اچھا اور بہترین نمونہ ہے۔ اگر کسی قوم میں کوئی فضیلت ہوتی تھی تو (خلفائے راشدین) اُس سے تعارض نہیں کرتے تھے۔ اس کے اندر راز یہ ہے کہ ازالہ مآثر و فضاقل فتنوں کو بھڑکانے والا اور کینوں کو پیدا کرنے والا ہوتا ہے، اور یہ بات حکمتِ ارسالِ رسل میں نقل انداز ہوتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا صدقِ حال جس بات کا تقاضہ کرتا ہے وہ یہ ہے کہ سوائے اس چیز کے جس کو دین میں مقرر کیا گیا ہے کوئی اور چیز اُن کے مدِ نظر نہ ہو۔

ہر قوم اپنی مصلحتیں سوچتی ہے۔ ہر نادان اپنے کام میں دانا ہوتا ہے۔ اور تمام لوگ اپنے مصالح کے پانے سے خوش اور نہ پانے سے ناخوش ہوتے ہیں۔ ۷
(ترجمہ شعر فارسی) ”اُن کی جنگ اور اُن کی صلح ایک ہی خیال پر مبنی ہوتی ہے۔ اور اُن کا فخر اور اُن کا عار ایک ہی خیال پر موقوف ہے۔“

غالباً ہر ایک شخص اپنے مقام کے لحاظ سے درست کام کرنے والا ہوتا ہے۔ اگر آپ لوگوں میں سے کسی کو حکم بنایا جاتے تو وہ پہلے غور و تامل کر لے۔ اگر وہ یہ دیکھے کہ سب کے سب جھگڑا کرتے دلے (یعنی دونوں گروہ) جو کچھ حکم کہے گا اس پر رنجی ہو جائیں گے تو حکم ہو جلتے ورنہ استغفار دیدے — ہر پڑی ہوئی چیز کا کوئی اُٹھانے والا ہوتا ہے۔

والسلام

مکتوب صد و پنجاہ و یکم

﴿۱۵۱﴾

فرزند اکبر شیخ محمدؒ کے نام

رسم خط کے بارے میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم — بر خور دار سعادت اطوار فرزند محمدؒ محمد سلمۃ اللہ تعالیٰ کو واضح ہو کہ لکھنے میں دو قاعدے یاد رکھنے چاہئیں۔ ایک یہ کہ ہر کلمے کو علیحدہ لکھنا چاہئے، خواہ وہ اسم ہو یا فعل ہو یا حرف۔ (الادہ حرف جو یک حرفی ہوں جیسے بار بارہ اور لاء بارہ، یا وہ اسم جو ضمیر متصل ہو جیسے میں و تم

دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ حروف تہجی پانچ قسم کے ہیں۔ لکھنے میں دو قسموں کا حکم الگ ہے۔ پہلی قسم یہ ہے کہ حرف کی صورت خطی دامن والی ہو۔ دامن والے حروف کا مجموعہ ینشبتن ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ اگر شروع کلمہ میں یا درمیان میں واقع ہو تو شوشہ کی صورت میں لکھنا چاہئے۔ اور اگر آخر کلمہ میں واقع ہو تو اس کو پورا لکھنا چاہئے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ حرف کا دامن نہ ہو۔ ایسے حروف کا مجموعہ ذواردہ ہے۔ ان کا حکم یہ ہے کہ اُن سے مابعد کے حروف نہ ملائے جاسکیں، اور مابعد کا حرف اگر قابل ترکیب ہو تو ملا کر لکھا جائے ورنہ نہیں۔

تیسری قسم یہ ہے کہ دامن معوج ہو اور ایسے حروف کا مجموعہ صنجن غم ہے۔ اور اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ابتدا یا درمیان کلمہ میں ہوں تو دامن سیدھا رکھا جائے۔

اور اگر کلمہ کے آخر میں ہوں تو دامن معوج نکھا جائے۔

چوتھی قسم یہ ہے کہ (حرف کا) دامن ہو لیکن معوج نہ ہو۔ خواہ محدب ہو جیسے س، ش، ص، ض، ق، ل میں ہے، خواہ مستطیع ہو جیسے ک اور ف میں ہے۔ ان سب کا حکم قسم سوم کے حکم کے مانند ہے، پانچویں قسم یہ ہے کہ حروف کشش والے ہوں جن میں ظا کر لکھنے کے وقت دامن بنایا جاسکے، اور الگ لکھے جائیں تو دامن نظام نہ ہو۔ وہ حروف ط، ظ، ک، ھ ہیں۔ ان کا حکم ظا کر لکھتے وقت کھینچ کر لکھنا ہے۔ اور الگ لکھتے وقت کھینچ کر نہ لکھنا ہے۔ یہ اچھی طرح جان لیں۔

—والحمد لله أولاً و آخراً—

شاہزادۃ والا گھر (شاہ عالم) کے نام

جنہوں نے طریقت و ارشاد کی استاد عاکی تھی

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام الاتقان الاكملان على
سيدنا محمد وآله وصحبه أجمعين ○

اما بعد فیقرولی اللہ عفی عنہ کہتا ہے کہ آں خلاصہ دودمانِ خلافت کی
طرف سے ام دین کی اصلاح کا اہتمام اور صوفیہ کے طریقہ عالیہ کی طلب سنتے میں آئی۔
دل باغ باغ ہو گیا۔ اور حمد الہی کو بجایا گیا۔ اس لیے کہ ان بڑوں (بادشاہوں) کی
طیبت و طبیعت کی طہارت و پاکیزگی فلاحِ عالم کا سبب ہے۔ اے اللہ! اس کو
(جذہ طہارت دل کو) زیادہ کر دے۔ آمین !

اسی بنا پر چند کلمات بطریقِ اختصار (اس وقت) لکھے گئے ہیں۔ امید کہ ان پر
عمل کرنا سعادتِ دارین کا باعث ہو گا۔

طریقہ صوفیہ کے ساتھ ربط و ارتباط دو طرح ہوتا ہے، ایک خرقے کے
ذریعے سے دوسرے بیعت کے ذریعے سے۔۔۔ آپ کو ارتباطِ بخرقہ کے لیے
جو کہ صوفیہ کی سنت متواتر ہے ایک دستار بھی گئی، کچھ دیر اس کو استعمال کریں۔

اس فقیر کو خرقہ قادریہ میں بہت سی سندیں حاصل ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ فقیر نے خرقہ پہنا شیخ ابوطاہر مدنی قدس سرہ کے دست مبارک سے، انھوں نے اپنے والد ماجد شیخ ابراہیم گردوی مدنی سے، انھوں نے شیخ احمد قشاشی سے، انھوں نے شیخ احمد شندادی سے، انھوں نے اپنے والد شیخ علی بن عبدالقدوس سے، انھوں نے شیخ عبدالوہاب شعراوی سے، انھوں نے شیخ جلال الدین سیوطی سے، انھوں نے کمال الدین المعروف بابن امام الکاملیہ سے، انھوں نے شیخ القراء والمحدثین شیخ ابو الخیر محمد بن محمد الجزری سے، انھوں نے شیخ عمر بن حسن المراغی سے، انھوں نے شیخ ابراہیم فاروقی سے، انھوں نے قدوة العارفين شیخ محی الدین محمد بن عربی سے، انھوں نے شیخ یونس ہاشمی سے اور انھوں نے حضرت غوث الثقلین سید شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی کے دست مبارک سے۔

نماز کے نوافل میں سے دو رکعت نماز اشراق قریب ایک نیزہ آفتاب کے بلند ہونے کے وقت۔ اور چار رکعتیں صلوٰۃ ضحیٰ (چاشت) کی اور چار رکعتیں صلوٰۃ زوال وقت ظہر مغرب کے بعد چھ رکعتیں تین سلاموں سے یعنی صلوٰۃ الاذانیں اور آٹھ رکعتیں تنبیہ، اگر وتر اول شب میں پڑھ لیے ہوں۔ ورنہ وتر کی تین رکعتوں کو ملا کر گیارہ رکعتیں۔۔۔ تنبیہ میں اگر سورہ یسین کو تقسیم کر کے پڑھا جائے تو بہتر ہے، ورنہ جتنی قرآن آسانی سے ہو سکے۔

نفل روزوں میں سے ایام بیض کے روزے یعنی ہر ماہ کی ۱۳/۱۳/۱۵ تہائیں کے روزے۔ (ذی الحجہ کے مہینے کے علاوہ۔ اس لیے کہ ۱۳ ذی الحجہ میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے) اور اذعیہ ماثورہ میں سے چار وظیفے ہیں:-

وظیفہ اول: نماز پنجگانہ کے بعد تین بار استغفر اللہ کہنا۔ پھر
اللہم أنت السلام و منک السلام تبارکت یا ذا الجلال و الاکرام
لا إله الا الله وحده لا شریک له له الملك و له الحمد و هو علی

كل شئ قدير . لا إله الا الله و لا نعبد الا إياه له النعمة و له
الفضل و له الثناء الحسن لا إله الا الله مخلصين له الدين
و لو كره الكافرون اللهم لا مانع لما أعطيت و لا معطى لما
منعت و لا ينفع ذا الجد منك الجد

اور سبحان الله تینیس مرتبہ ، الحمد لله تینیس مرتبہ . اللہ اکبر
چوتیس مرتبہ (پڑھنا) آية الكرسي اور معوذتین (یعنی قل أعوذ برب الفلق)
قل أعوذ برب الناس (ایک ایک بار پڑھنا)

وظیفہ دوم — صبح کے وقت خواہ نماز فجر سے پہلے خواہ اس کے بعد پڑھیں۔ اور مغرب
کے وقت نماز مغرب سے پہلے پڑھیں۔ اگر نماز مغرب سے پہلے میسر نہ ہو تو نماز کے بعد تھلا
پڑھیں: اللهم أنت ربى أنت خلقتنى و أنا عبدك و أنا على عهدك
و وعدك ما استطعت أبوء لك بنعمتك عليّ و أبوء لك بذنبي
فاغفر لى فإنه لا يغفر الذنوب الا أنت اللهم بك أصبحنا و بك
أمسينا و بك نحى و بك نموت و إليك النشور
اللهم فاطر السموات و الأرض عالم الغيب و الشهادة رب كل
شئ و ملئكه أشهد أن لا إله الا أنت أعوذ بك من شر نفسى
و شر الشيطان و شره

ایک بار پڑھیں —

وظیفہ سوم — بسم الله الذى لا يضر مع اسمه شئ فى الارض و لا فى
السماء وهو السميع العليم تین بار پڑھیں۔

رضیت باللہ رباً و بالاسلام دیناً و بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم
نبیاً ایک بار اللهم ما أصبح بى من نعمة غفمتك و حدك لا شريك لك
لك الحمد و لك الشكر ایک بار۔

أصبحنا و أصبح الملك لله رب العلمين اللهم اني أسئلك
الخير هذا اليوم و فتحه و نوره و نصره و بركته و هداة و
أعوذ بك من شر ما فيه و شر ما بعده

ان سب دعاؤں کو صبح کے وقت بھی اور مغرب کے وقت بھی پڑھیں۔
وظیفہ چہارم — رات کو سونے سے پہلے آیہ الکرسی ، قل هو الله أحد ،
قل أعوذ برب الفلق اور قل أعوذ برب الناس سبحان الله تسبیح بارہ الحمد
لله تسبیح بارہ الله اکبر خواتیس بار —

اللهم فاطر السموات و الأرض عالم الغيب و الشهادة رب كل
شئ و ملئكه اللهم أسلمت نفسي إليك و فوضت أمري إليك
و أَلجأت ظهري إليك رغبة و رهبة إليك لا ملجأ و لا منجأ
منك الا إليك أمنت بكتابك الذي أنزلت و نبیک الذي أُرسلت اور
أعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق (ایک ایک بار پڑھیں)

اس طائفہ عالیہ (گروہ موفیہ) کے اشغال میں سے یہ ہیں :
دو سو بار کلمہ تمہیل انفار اور زیادہ جبر کے درمیان پڑھنا ، اس کیفیت کے
ساتھ جو اس طائفہ عالیہ کے نزدیک معتبر ہے ۔ اور یہ عبارت اس کیفیت کی جامع ہے :
ذَات و صفَات و شَدَّة و تَحْت و فَوْق —

ذات کے معنی اسم ذات کا ذکر کرنے کے ہیں کہ جس کو نفی و اثبات یا اثبات
جبر دہکتے ہیں ۔

صفَات کے معنی لا مقصود الا الله کو ملاحظہ کرتا ہے ۔

شَدَّة کے معنی الا الله کو تشدید تمام کے ساتھ کہنا ہے ۔

تَحْت کے معنی لا کا بد طول ادا کرنا ہے ۔

فَوْق کے معنی (لا کو) زیرِ ناف سے کھینچنے ہوئے دایں طرف کو لانا ہے

یہاں تک کہ اُمّ الدلمغ تک پہنچ جاتے۔ وہاں پہنچ کر اِلّٰہ کہنا اور کچھ سرکار اشارہ پشت کی طرف کرنا، اس نیت سے کہ میں نے معبودانِ باطل کو پس پشت ڈال دیا۔
اس کے بعد کلمہ اثباتِ مجرد یعنی اللّٰہ اللّٰہ دو سو بار کہنا چاہئے۔ اس طرح کہ ایک زبان میں ہو دوسرا دل میں ہو۔

اشارہ مذکورہ سے غرض ذاتِ اقدس کا ظاہر و باطن کو احاطہ کرنے کا ثبوت ہے۔ اس کے بعد کچھ دیر مراقبہ کرنا چاہئے، یعنی نگاہِ دل کو خالقِ سموات والارض کی جانب سی لینا چاہئے اور اس کو اپنے سامنے حاضر و ناظر سمجھنا چاہئے۔
یہ ہے وہ جو حملہ و طائف و اشغال میں سے اس ورق میں لکھا جاسکا۔ جب اس طریق کی مشق حاصل ہو جائے گی تو اس سے زیادہ عمل کیا جاسکتا ہے۔

صفائیِ دل کے واسطے اعمالِ مجربہ میں سے ایک عمل جو درحقیقت نسبتِ اولیٰیہ کا قلم ہے۔ یہ ہے کہ جب نمازِ عشر سے اور اس کے اوراد و وظائف سے فارغ ہوں تو شتر مرتبہ جو درود شریف بھی یاد ہو پڑھنا چاہئے۔ اس کے بعد حضرت سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ مبارک کو تصور میں لانا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو اپنے رُوبرو خیال کرنا چاہئے، اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں دے کر یہ کلمات زبان سے ادا کرنے چاہئیں۔

بایعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بواسطۃ حلقانہ علی خمس شہادۃ : اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ وَاَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰہ و رسولہ و اِقَامَ الصلوٰۃ و اِيتَاءَ الزکوٰۃ و صومَ رَمَضَانَ و حَجَّ الْبَيْتِ اِنْ اسْتَطَعْتُ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔

بایعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اَنْ لَا اُشْرِكُ بِاللّٰہ شَيْئًا و لَا اَسْرِقُ و لَا اُزْنِی و لَا اُقْتَلُ و لَا اَتِیْ بِبَیْهَتَانِ اُفْتَرِبَہ بَیْنَ یَدَیْ و رِجْلِی و لَا اَعْصِبَہ فِی مَعْرُوف

ترجمہ کلمات) ” میں نے بیعت کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ باتوں: (۱) اس بات کی شہادت کہ اللہ ایک ہے اور بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اور (۲) اقامتِ صلوٰۃ (۳) ایتا زکوٰۃ (۴) صوم رمضان (۵) حج البیت۔

” میں نے بیعت کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پر کہ میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں گردانوں گا۔ چوری نہیں کروں گا، زنا نہیں کروں گا، قتل نہیں کروں گا، اپنی طرف سے گھر کے کسی پر بھتان نہیں لگاؤں گا، اور معروف اور نیک کام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہیں کروں گا۔“

ان کلمات کے ضمن میں اسلام کے ارکانِ خمسہ کے واسطے نیا اور تازہ عزم دل میں کرنا اور مصمم قلب سے اُن کو قبول کرنا چاہیے۔ اور اپنے دل کو مخالفت و معاصی سے خصوصاً کبائر سے متنفر کرنا چاہیے۔ اس کے بعد سعادت دنیا و آخرت میں اور دوزخ قبیلوں (مریہ و جہنم) کے شر و فساد سے حفاظت کے اندر رہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے (سایہ عافیت میں) پناہ اور نصرت ڈھونڈھنی چاہیے۔

اس عمل پر مواظبت کرنے میں ایک بڑا فائدہ ہے — اور قبل طلوع آفتاب و قبل غروب آفتاب مِئبَعَاتِ عَشْرِ پڑھنا بھی صوفیائے کرام کا معمول ہے۔ اس کے انوار و فوائد اس پر مواظبت کرنے کے بعد نہایت قوت کے ساتھ ظاہر و نمایاں ہوں گے۔

تراجم مکتوب الیہم (بہ ترتیب ابجدی)

- ۱۔ ابراہیم منی (شیخ)
- ۲۔ ابوالوفی کشمیری (مفتی حکیم)
- ۳۔ ابو سعید رائے بریلوی (میر شاد)
- ۴۔ اہل اللہ چلتی (شاد)
- ۵۔ جابر اللہ پنجابی (شیخ)
- ۶۔ جان جہاں (میرزا مظہر)
- ۷۔ شاد، م (شہزادہ عالی مر)
- ۸۔ شرف الدین محمد عرف سیدی بد حسن
- ۹۔ شیخ عمر پشاورنی
- ۱۰۔ شیخ محمد دیوبندی
- ۱۱۔ عبد القادر جوہوری (مؤلف)
- ۱۲۔ عبد المجید خان (مجدد الدولہ نواب)
- ۱۳۔ حبیب اللہ چلتی (شاد)
- ۱۴۔ محمد امین کشمیری (نواب)
- ۱۵۔ محمد بن ابراہیم مردی (ابو طاہر)
- ۱۶۔ محمد شوق (شاد)
- ۱۷۔ محمد عثمان کشمیری (بابا)
- ۱۸۔ محمد غوث پشاورنی (سید شاد)
- ۱۹۔ محمد معین خٹک (مخدوم)
- ۲۰۔ محمد معین رائے بریلوی (میر)
- ۲۱۔ محمد وحید حسنی رائے بریلوی
- ۲۲۔ نور اللہ کشمیری (نواب)
- ۲۳۔ نور اللہ بدھانی (شیخ)
- ۲۴۔ نور اللہ بدھانی (شیخ)

مشغول رہے۔ اپنے والد کے خلیفہ میر محمد یونسؒ سے بھی اپنے آباء کرام کی روحانی نسبت حاصل کی۔ پھر دہلی کا سفر کیا اور شاہ ولی اللہ دہلویؒ سے روحانی تعلق پیدا کر کے اخذ فیض کیا۔ شاہ صاحبؒ کے وصال کے بعد ان کے خلیفہ شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کی طرف رجوع ہوئے اور ان سے سوکھ ملے کیا۔ شاہ محمد عاشق پھلتیؒ نے آپ کو ایک خلاف نامہ دیا جس میں تحریر ہے کہ ”حضرت شاہ صاحبؒ کے فیض توجہ سے ان کو وہ ہوال و آثار ظاہر ہو چکے تھے جو صوفیائے نزدیک انتہائی درجے کے ہیں۔ جب حضرت شاہ صاحبؒ کا وصال ہوا تو انہوں نے قصد کیا کہ نقشبندیہ قادریہ چشتیہ وغیرہ طرق کے باقی اشغال فقیر سے حاصل کریں۔ جب میں نے ان کو اس کا شائق پایا تو ان کے مقصد کو پورا کیا اور اس راہ میں ان کے کمال کا مشاہدہ کر کے اجازت دی جس طرح مجھے میرے شیخ معظم (شاہ ولی اللہ دہلویؒ) نیز میرے والدہ جد شیخ عبید اللہ پھلتیؒ نے مجھے اجازت دی تھی۔ میں نے ان کو اس کی بھی اجازت دی کہ بعد مطالعہ شروع تفسیر و حدیث اور فقہ و تصوف وغیرہ کا درس بھی دیں۔“

شاہ ولی اللہ دہلویؒ ۳۰ محرم ۱۱۷۷ھ (۲۱ اگست ۱۷۶۳ء) کو فوت ہوئے۔ اس وقت خاندان علم النظمی میں سے سید نعمان ان کے پاس تھے انہوں نے سید ابو سعید کو یہ حزن افزا خبر پہنچائی۔

علاوہ کمال علم ظاہر و باطن میر ابو سعیدؒ جلیل القادریم النفس اور مہمان نواز بزرگ تھے۔ ۲۸ ربیع الاول ۱۱۷۸ھ ۱۸ جون ۱۷۷۷ء کو مکہ معظمہ پہنچے اور حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ حاضر ہوئے وہاں چھ ماہ اقامت کی اور شیخ ابو الحسن سندھی الصغیرؒ کے حلقہ درس میں مصابح کی سماعت کی۔ ایک مرتبہ مواجہ شریف میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوا۔ آپ کے خلیفہ شیخ امین الدین کا کوریؒ نے اپنے رسالے میں لکھا ہے کہ خود حضرت شاہ ابو سعیدؒ فرماتے تھے کہ میں نے مدینہ منورہ میں اپنی ظاہری آنکھوں سے آقائے ہندوار حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔

بعدہ مکہ معظمہ سے واپس آئے اور وہاں جزیریہ قاری میر داد انصاریؒ سے پڑھی۔

تجوید کے یہی استاد معرفت و سلوک میں آپ کے خلیفہ ہوئے۔ ۸۸۸ھ / ۱۴۷۷ء میں ہندوستان آئے اور مدراس میں داخل ہوئے۔ وہاں ایک زمانے تک مقبول خواص و عوام ہو کر رہے۔ اس علاقے کے غلام و رؤسا نے آپ سے آخرت کا نفع حاصل کیا۔

آپ نے ۹ رمضان المبارک ۱۰۳۳ھ / ۲۰ ستمبر ۱۷۷۹ء میں وفات پائی اور شہداء شادوم اللہ رائے بریلی میں مدفون ہوئے۔ پس ماندگان میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں ان میں سے ایک بیٹی سید احمد شہیدؒ کی والدہ ماجدہ ہیں۔^(۱)

شاہ اہل اللہ پھلتی

الشیخ الکبیر اہل اللہ بن عبدالرحیم بن وجیہ الدین العری انحنی الیہنقلہ —

آپ شاد عبدالرحیم دہلویؒ کی زوجہ ثانیہ کے بطن سے تھے۔ ۱۰۳۹ھ / ۱۷۷۷ء میں بہسپ میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد ماجدؒ اور بڑے بھائی شاہ ولی اللہؒ سے اخذ علم دین کیا اور طب میں بھی ملکہ حاصل کیا۔ پانچ سال کی عمر میں والد ماجد سے بیعت ہوئے اور اشغال طریقہ اخذ کیے۔ اسی زمانے میں آپ نے مکاتیب شاد عبدالرحیم دہلویؒ کا ایک مجموعہ انفاس رحیمہ کے نام سے مرتب کیا۔ شاہ ولی اللہؒ نے جب پہلی بار سفر حرمین شریفین کا ارادہ کیا (۱۰۳۴ھ) آپ کو دستار خلافت اور اجازت بیعت عطا کی اور والد ماجدؒ کا جانشین مقرر کیا تھا۔

تحصیل علوم سے فراغت کے بعد شاہ اہل اللہؒ نے باقاعدہ مطلب کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ نے نہایت میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔

آپ کی کئی تصانیف و تالیفات ہیں۔ ان میں انفاس رحیمہ، ہدایۃ الخلق، مختصر تفسیر قرآن^(۲) چار باب (در فقہ و عقاید و عبادات و اذکار و انصاف و حکم ضروریہ) تہذیب ہندیہ (علم الطب)

(۱) مرثیۃ الحواطر جلد ششم، سیرت سید احمد شہید جلد اول طبع چاند، مجموعہ نوادر علمی اردو، سید محمد حسین صاحب دہلی

(۲) ایک رسالہ اہل حق و انصاف، مشتمل: ۱۔ شرع، ۲۔ فروع، ۳۔ اخلاق، ۴۔ عقائد، ۵۔ احکام، ۶۔ اذکار، ۷۔ انصاف، ۸۔ عقائد اور کافی سے متعلق نوادر فقہیہ (القول فیہ) اردو ترجمہ (۱۳۵۰ھ)

و خلافت حاصل کی (۱۳۵ھ/۱۷۵۳ء) پھر شیخ سعد اللہ دیوبند اور شیخ محمد بد سنامی کی خدمت میں بھی کچھ عرصہ رہے۔ جب شیخ محمد بد سنامی کی وفات ہو گئی تو آپ مسند ارشاد پر جو وافور ہوئے (۱۵۵ھ/۱۷۴۲ء) اور ۳۵ سال مسند متبہت پر فی مرکزہ کر تشریف لے کر تشریف لے آئے۔

آپ نہایت لطیف الطبع، قبیح سنت اور صاحب زہد و ورع تھے۔ آپ نے مدت العہد اپنے لیے کوئی مکان نہیں بنایا ہمیشہ مکان مستعد رہا۔ کرایہ کے مکان میں رہے۔ آپ نے ارکان قبول نہیں بہتے تھے مگر چند شرائط کے ساتھ۔ فہمایا کہ میں ان دوسو سے نذران قبول کرتا ہوں جو اس کو اخلاص و اعتقاد کے ساتھ لے کر آئیں۔ میں انہی سے بھی ہدیہ قبول نہیں کرتا۔ اس لیے کہ ان کے ہدایہ بہت کم قیمت کے پاک و صاف ہوتے ہیں اور زیادہ تر ان میں حقوق (عبادہ) پہنچے ہوئے ہوتے ہیں۔

شاہناہ علی دیوبند مقامات مظہریہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ محمد شاہ و شاہ ولی نے اپنے وزیر قمر الدین خان کو مرزا صاحب کی خدمت میں بھیجا اور ان کے ذریعہ یہ بات کہی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ایک بڑا ملک عطا کیا ہے لہذا آپ جو چاہیں مجھ سے حاصل کریں۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قلعہ عتاع الدنیا قلیل (اے رسول ﷺ) آپ کو دیجئے کہ دنیا کا مال و دولت تم ہے (سورۃ النسا ۷۷) جب نفقہ اقلیم کے مال و متاع اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق قلیل ہیں تو پھر تمہارے پاس جو ایک چھوٹے ملک کی متاع ہے اس سے حد میں شمار ہے؟ لہذا اس قلیل متاع کو لے کر امرا کے سامنے نہیں دینا اور نہیں ہوتے ہیں۔

مقامات مظہریہ میں یہ بھی ہے کہ نظام الملک میں بڑا روپیہ لے کر آیا تو آپ نے اس روپے کو قبول نہیں کیا۔ نظام الملک نے عرض کیا کہ اگر آپ کو ان روپیوں کی حاجت نہیں ہے تو انہیں رکھ لیجئے اور مسکین و غریب پر ان کو تقسیم کر دیجئے۔ جواب آپ نے فرمایا کہ میں آپ کا امین نہیں ہوں۔ اگر آپ انہیں غریب و مسکین پر تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو میرے گھر سے ہر جا کر اپنے ہاتھ سے تقسیم کر دیجئے۔

آپ فارسی اور اردو کے شاعر تھے اور آپ کے مکاتیب بھی ہیں۔ فارسی اشعار کا ایک

محمد الف ثانیؒ کے نظریہ توحید کے کشوفات کی باہم تطبیق کی ہے۔ جیسا کہ خود شاہ ولی اللہؒ نے مکتوب مئی میں دونوں نظریوں میں باہم تطبیق کی ہے۔

مذکورہ کتاب کو مولانا شرف الدین محمدؒ نے ۱۲۳ھ/۱۷۵۰ء میں تصنیف کیا۔ اولیٰ اللہ بھی آپ کی ایک کتاب ہے۔ اس کا اقتباس بقول اٹل میں دیا گیا ہے۔ ایک رسالہ لکھو وہ التصوف عقائد کے اہم مسائل پر مشتمل لکھا۔ اس کی تقریظ شاہ ولی اللہؒ نے تحریر فرمائی جو بقول اٹل میں نقل ہوئی ہے۔^(۱)

مولانا شیخ عمر پشاوریؒ

مولانا شیخ محمد عمر پشاوریؒ (چکنی) بن ابراہیم خان بن قادر خان لکھنؤ کے کلا خان بارہویں صدی ہجری میں صوبہ سرحد کے عظیم المرتبت بزرگوں میں سے تھے۔ پشاور کے قریب ایک موضع چکنی میں سکونت کی مناسبت سے میاں صاحب چکنی کے نام سے مشہور تھے۔ آپ صفر ۱۰۶۳ھ/ مئی ۱۶۷۳ء بروز جمعہ فہرید آباد (علاقہ لاہور) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا کا خان اپنے نام کے مشہور بزرگ اور قبائلی سردار تھے۔ انتشار و انقلاب زمانہ سے بدول ہو کر لاہور آئے اور فہرید آباد میں سکونت پذیر ہو گئے۔ یہاں خاندان سادات میں آپ کی شادی ہوئی جس سے محمد ابراہیم خان پیدا ہوئے۔ اسی نام کے میں سعید خان چغہ خیل بھی چکنی سے ترک وطن کر کے فہرید آباد آ گئے تھے۔ ان کی لڑکی سے ابراہیم خان کی شادی ہوئی اور مولانا محمد عمر محمد موسیٰ اور محمد حسینی پیدا ہوئے۔ ابراہیم خان کے انتقال کے بعد سعید خان جو اس وقت پشاور واپس آ چکے تھے فہرید آباد سے اپنی لڑکی اور نواسوں کو چکنی لے آئے۔ اس کے بعد مولانا محمد عمر مستقل طور پر چکنی میں رہنے لگے۔ پھر چکنی ہی میں اپنی والدہ اور نانا کے زیر تربیت رہے۔ آپ نے مولانا محمد فاضل پانیپتیؒ شیخ فہرید آبادیؒ، مولانا حاجی محمد امین پشاوریؒ، مولانا حافظ سید عبدالغفور نقشبندیؒ، مولانا محمد یونسؒ اور دریا خان سے علوم دینیہ حاصل کئے۔ آپ اپنا اکثر وقت علماء و صلحاء کی صحبت میں گزارتے تھے۔ ابتداء ہی سے آپ کو سلوک و طریقت کا شوق غالب تھا۔ چنانچہ آپ نے شیخ

صدری دہلوی سے روحانی فیض حاصل کیا اور ان کے خلیفہ حضرت شیخ محمد یحییٰ معروف بہ انس جی سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت و خلافت حاصل کی۔ اپنے پیغمبر شد کی وفات کے بعد چٹائی میں مسند ارشاد و ہدایت پر رونق افروز ہوئے اور تادم آخر دعوت و تبلیغ اور رشد و ہدایت میں مصروف رہے۔ آپ کی خانقاہ کو ہزاروں صدری جہری میں ایک مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ آپ کی خدمت میں بڑے بڑے سلاطین اور امرا جن میں احمد شاہ درانی بھی شامل ہیں احفاد دولت تھے۔

چٹائی کی اس خانقاہ کی ایک معقول جائیداد تھی جس کی آمدنی مجاہدین احمدیہ، علماء و مساکین اسلامی مدارس اور طالبانِ راہ طریقت کی مہمان نوازی پر خرچ ہوتی تھی۔ مولانا محمد محمد چٹائی کو علامہ تفسیر حدیث فقہ منطوق اور تاریخ میں کامل دستاویز حاصل تھی۔ آپ نے عربی فارسی اور پشتو زبانوں میں قصود و نثر میں کئی کتابیں لکھیں جن میں ’’عاشق ابدی‘‘، ’’اسرار البشیر‘‘ اور ’’عاشق الہی علی غیب توفیق الہی‘‘ نامی اشعار بھی شامل تھیں۔

مولانا شیخ محمد عمر پشوری نے رجب ۱۳۵۰ھ (۱۹۳۷ء) بروز جمعرات تقریباً سو سال کی عمر میں وفات پائی۔ تیسرے ارشاد درانی کے درباری غشی نے قلمدہ وفات تحریر کیا جس کا پس منظر یہ ہے:

شیخ کفایت محمد عمر انس جی عرف حق

یوم چون مرد آف دیدہ عزیز مردم

آپ کا مزار چٹائی میں زیارت گاہ خاص ہے۔

شیخ محمد دہلوی قمر زہد شاہ ولی اللہ دہلوی

آپ شاہ ولی اللہ دہلوی کی زوجہ امی کے بطن سے سب سے بڑے صاحبِ دولت تھے۔

آپ دہلی میں پیدا ہوئے اور وہیں نشو و نما پائی۔ اپنے والد بزرگوار سے عملِ تعلیم حاصل کیا اور ان

(۱) تذکرہ سوانحی: سیدہ سونہ، اعجاز الحق، قدوسی، نعیمت، منار میاں محمد علی چٹائی، ’’ذکرنا‘‘، محمد رفیع، لاہور، ۱۳۷۰ھ

اسلامیہ کالج پشاور، ’’الحق کو دیکھ کر‘‘، جلد ۱، ص ۱۵۶

کے انتقال کے بعد قصبہ بوہڑخانہ ضلع مظفرنگر میں سنوٹ اختیار کر لی۔ آپ نے ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۲ء-۱۳۰۹ھ/۱۸۹۳ء میں بوہڑخانہ میں انتقال کیا اور جامع مسجد سے متصل مدفون ہوئے۔^۱

مولانا عبدالقادر جوہپوری

مولانا عبدالقادر بن خیر الدین غامدی جون پوری 'جون پور' کے ایک مشہور عالم تھے۔ ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۲ء-۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سید محمد عسکری جوہپوری سے حاصل کی۔ پھر پھولپوری کا 'مغربی بورڈنگ و حیدر علی' میں وجہہ الحق پھولپوری کی خدمت میں آئے۔ اسے تک رسد حاصل ہوئی۔ پھر پھولپوری سے واپس ہو کر مولانا شیخ حقانی ایٹمی کی خدمت میں پہنچے اور تمام کتب درسیہ پڑھیں۔ وہاں سے فراغت پا کر فکرت چلے گئے جس میں موسم مغربیہ بھی حاصل کیے۔ چند سال فکرت میں قیام کر کے وطن واپس ہوئے اور شیخ باسط علی حسینی لہ آبادی سے طریقت و حاصل کیا۔

آپ کی ہمت سے تصنیفات ہیں جن میں آپ کی نظم و نثر کے بھی اپنی نمونے ملتے ہیں۔ شاد ولی لہہ دہوی سے عربی زبان میں آپ کی مراسلت ہوئی ہے۔ جون پور نامہ مولفہ مولوی خیر الدین محمد لہ آبادی میں آپ کی دس تصنیفات کا ذکر کیا گیا ہے۔ تذکرہ مشاہیر جوہپور مولفہ سید نور الدین نیدی ظفر آبادی جوہپوری میں ہے کہ آپ نے بوستانِ ہدی کا نظم عربی میں ترجمہ کیا تھا۔ آپ نے ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۶ء-۱۳۰۳ھ/۱۸۸۷ء میں سوگند چرمیں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔^۲

نواب عبدالحمید خان مجدد الدولہ

نواب عبدالحمید خان مجدد الدولہ کشمیر کے رہنے والے تھے۔ ترک وطن کر کے دہلی گئے تھے۔ کچھ دنوں عنایت لہہ خان^۳ (متوفی ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۳ء-۱۳۰۷ھ/۱۸۹۱ء) کے ساتھ رہے۔ پھر ان کے

(۱) مرہتہ الخواطر مجدد الملک

(۲) جون پور نامہ تذکرہ مشاہیر جون پور مرہتہ الخواطر مجدد الملک

(۳) یہودی عنایت لہہ خان ہیں جنہوں نے اورنگ زب سے شیعہ تھے۔ وہاں سے کچھ عمارتیں بنوائیں۔ وہاں سے مرہتہ الخواطر مجدد الملک

انتقال کے بعد اعتماد الدولہ - قمر الدین خان (متوفی ۱۱۶۱ھ - ۱۱۷۱ھ) - ساتھ بیٹے اور شاہی نوکری کر لی تھی۔ نادر شاہ کے واقعہ کے بعد (۱۱۳۵ھ) عہد محمد شاہ میں محمد نور نوبت نشین ہو چکی کے ۱۱۴۱ھ اور ہفت ہزاری منصب پر فائز ہوئے۔ پھر احمد شاہ واپس محمد شاہ کے عہد میں بخش کے عہد پر بھی فائز رہے۔ یہ میر محمد سلطان رضوی کے داماد تھے۔ ان کے تین بیٹے اور چوبیسے تھے۔ بیٹوں کے نام محمد پرست خان، امجد الدولہ، میر احمد خاں، امجد الدولہ، امجد احمد خاں، فتح جنگ، امیر الدولہ محمد آبر خان ہیں۔

منہاج التواریخ میں ۱۱۶۵ھ - ۱۱۷۱ھ سال وفات دیا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ کتب خانہ مسعودیہ رسی علی گڑھ میں اخبار الخیار کا ایک نسخہ ہے جو نواب عبدالحمید خان مجید مدہ - کے ایہ سے ۵۰ھ - ۱۱۶۵ھ - ۶۶ھ میں لکھا گیا ہے۔ اس لیے صحیح تاریخ وفات تحقیق طلب ہے۔

شاہ عبداللہ پھلکی بن شیخ محمد بن محمد عاقل

آپ بہت ضلع مظفر گھر میں پیدا ہوئے اور اپنے والد سے اخذ علم کیا۔ اپنے صاحبزادہ - شاہ محمد عاشق پھلکی اور اپنے بھائی شاہ ولی اللہ دہلوی کے ساتھ ۱۱۶۳ھ - ۱۱۷۰ھ - ۱۱۷۱ھ میں تھڑکا سفر کیا اور دوبار حج و زیارت کی سعادت حاصل کی۔ نوابانہ معظّمہ میں اور پھر بادشاہی منورو میں مقیم رہے۔ دوران قیام بادشاہ عثمان آیا تو بہت اللہ میں اچانک آیا اور قیام مدہ میں کتب حدیث مثل صحیح ستہ و مواہ و دارمی اور شافعی قاضی عیاض کا مطالعہ کرتے رہے۔ آپ نے حدیث سنہ شیخ ابو حاتم محمد بن ابی نعیم کروی مدنی اور دوسرے ان حالات حاصل کی۔ بادشاہوں اللہ کے بھی شیوخ تھے۔ ۱۱۷۵ھ - ۱۱۸۲ھ - ۱۱۸۳ھ میں آپ ہندوستان واپس آئے۔ تحصیل مدہ میں بعد اشغال طریقت میں مشغول ہوئے۔ درس و تدریس کا مشغلہ بھی جاری رہا اور اپنے والد کے انتقال کے بعد ان کے سجادہ نشین ہوئے۔ آپ نے دہلی شہر شاہ عبدالرحیم سے بھی تجدید زیارت کی اور ایک سال تک ان کی خانقاہ میں مقیم رہ کر فیوض باطنی حاصل کیے۔ شاہ عبدالرحیم نے انہیں

(۲) نور قلوب، طوفاً شہ و تہائی، یہ مدنی مولا میر محمد علی خان اور امجد احمد خاں کے تالیف و محمد اقصی الشیخ و شہرہ

خلافت نامہ عطا فرمایا جو ”القول الجلی“ میں نقل ہوا ہے۔ اس میں طریقہ ہائے تدریس و
چشتیہ و نقشبندیہ میں بیعت لینے کی اجازت کے علاوہ درس حدیث و تفسیر کی اجازت بھی دی گئی
ہے۔ شاہ محمد عاشق نے لکھا ہے ”حضرت قبلہ کو لہذا تعالیٰ نے لباس جبروت عطا فرمایا جس سے
رعب و ہیبت سے کسی کو آپ کے سامنے بجز ادب و تعظیم کے مجال سخن نہیں ہے اور نہ ہر شخص
آپ کے رویہ و بھجوت پرست ہو سکتا ہے۔“ (ص ۳۷) القول الجلی کی تالیف کے وقت شیخ
حیدر اللہ قید حیات میں تھے۔

شاہ محمد عاشق نے لکھا ہے ”اس دور میں مہابت و ریاضت میں معتد میں مشائخ کثرت
یاد کا رہیں۔ تقریباً چالیس سال تک وجود ضعف و نجابت کے بوجہ ایسا ممنوعہ نظر نہیں فرماتے اور
بھی قطعاً آپ سے اور خلو سے ہو یا حضرات کی حالت ہو یا بیماری کی قیام میل بھی فوت نہیں
ہوتا اور اوقات کو منضبط و معمور رکھنے کے بہت پابند ہیں ایسا کہ اس سے بہت ممکن نہیں۔ ان کا
وقت یا کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ ﷺ کی تدریس میں صرف ہوتا ہے یا اور ادب و نجافت
میں... اور کبھی کبھی تصوف کا درس مثل قصص و شیعہ آداب اور مثنوی مولانا روم بھی دیتے ہیں اور
حقائق و معارف اور وحدت الوجود کے بیان میں محققانہ ذوق و مذاق رکھتے ہیں ایسا کہ توحید
و جود و اور توحید شہودی میں کوئی مخالفت نہیں رہتی ہے اور خلاف شرع صوفیوں سے نفرت عظیم
رکھتے ہیں۔“ (ص ۳۶) آپ کے صاحبزادے شاہ محمد عاشق پھلتی نے آپ سے اخذ فیض کیا۔
۱۲ شوال ۱۲۲۲ھ شب جمعہ (۲۶ ستمبر ۱۸۰۵ء) میں آپ نے وفات پائی اور اپنے والد شیخ محمد پھلتی
کے جوار میں مدفون ہوئے۔ ان کے انتقال کے بعد شاہ ولی اللہ دہلوی تعزیت کے لیے دہلی سے
تشریف لائے تھے۔^(۱)

خواجہ محمد امین ولی النبی کشمیریؒ

آپ نسلاً کشمیری تھے اور سکونت کے لحاظ سے دہلوی کہلاتے تھے۔ کشمیر سے پہ

سلسلہ تجارت نکلے تو چندے لاہور میں قیام کیا لاہور سے دہلی کے لئے اور جا رہا تھا تجارت شروع کیا۔ شیخ محمد زوج ہندی کے خلیفہ خواجہ محمد عاصم نقشبندی کی وساطت سے شادون اللہ کی خدمت میں پہنچے اور شاد صاحب نے فیوض باطنی سے ایسا زہال کر دیا کہ انہوں نے جا رہا تھا چھوڑ دیا اور مستانہ مرشدی پر بسنے لگے۔

شاد صاحب سے حدیث و تفسیر کی کتابیں پڑھیں اور ان کی بخش تصانیف — مسودات بڑی محنت اور جہاں فرائض سے تیار رہے۔ ان میں مسوئی شرح مومن القلوب — اللہ باری فی اصول التفسیر — فتح الخیر — رسالہ انصاف فی باب الاختلاف — عقد الحبہ فی مسائل — جہاد و الخفیہ — یہ سب کتابیں خواجہ محمد امین کشمیری نے حسن بہتیا سے وصول کیں۔ شادون اللہ نے ان کی خدمات سے خوش ہو کر فرمایا کہ ”میں تم کو اپنے املا سے مثل صحبت دے گا۔“ شاد صاحب نے ان کو مزارعی صہ پر مشغول کیا وہ بھی بعد مزارعی قحی جس کا نشان رکھا ”اعتصامہ الاعمین بحبل اللہ بذریعہ توصل الی اللہ“ اور اپنی تمام تصانیف و روایت کر کے ان اجازت مرمت فرمائی۔

شاد صاحب کی تصنیف رسالہ شفا القلوب کے نظم میں سب خواجہ محمد امین — دہلی سے منسوب ہیں — یہ اس کی تالیف صفا نہیں کہتے دہلی تھی۔

خواجہ محمد امین نقشا پر وازی میں بھی مہارت رکھتے تھے انہوں نے یہ رسالہ شادون اللہ کے فضل و کرم میں بھی تحریر کیا تھا۔ ایک مشہوری مناجات میں مامی اس میں شادون اللہ سے منقلب بیان کر کے انہیں بارگاہ ایزدی میں وسیلہ بنایا ہے۔ اس سے چند اشعار اقوال حسن میں نقل ہوئے ہیں۔

آپ پہلے شخص تھے جو شاد صاحب کی طرف نسبت کرے۔ وہ اسی کہہ لے گئے۔ شاد محمد عزیز محدث دہلی نے اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد آپ سے بھی اخذ مہربانہ تحریر کیا کہ تجا نہ نافعہ و نالغ ہوتا ہے۔

آپ کی وفات ۷۸۵ھ / ۱۳۸۷ء میں ہوئی جیسا کہ شاہ عبدالعزیز دہلوی سے ایک
مکتوب کراچی سے مضموم ہوتا ہے۔^(۱)

شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی

شیخ ابوہریرہ محمد ابتدائی سے معروف مدنی طرف رغبت رکھتے تھے۔ اپنے والد ماجد شیخ
ابراہیم سے خرقہ پڑھا تھا جنہوں نے بہت سے بزرگوں سے اجازت حاصل کی تھی۔ آپ نے
سید احمد اور اس مغربی سے کتب عربیہ پڑھیں۔ فقہ شافعی شیخ علی طربولی مصری سے اور عم معلول
نجم ہاشمی دہلی سے اور علم حدیث اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ پھر شیخ حسن عجمی سے زیادہ تر
استاذ وہاں رہا۔ بعض کتابیں شیخ احمد حسنی اور شیخ عبداللہ بصری سے بھی پڑھیں۔ شیخ مہدائد
دہلوی سے، مہدائیمسیا مولوی کی کتابیں روایت ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتابیں
بھی بواسطہ شیخ مہدائد دہلوی، دہلوی، مہدائیمسیا مولوی سے روایت ہیں۔ مہدائیمسیا مولوی نے
شیخ مہدائیمسیا محدث دہلوی کی کتابوں کی روایت کی اجازت لی تھی۔ آپ نے شیخ سعید کوکئی سے بھی
بعض کتب عربیہ اور مفت کراچی کا پڑھائی حصہ پڑھا۔

شیخ ابو طاہر محمد سادہ صانعین کی زندگی کا سچا نمونہ تھے۔ اعتدال معروف و منکر سے
بدرجہ میں انصاف نے اوصاف سے متصف تھے۔ آپ سے جب کسی مسئلے میں رجوع کیا جاتا
تھا تو ان کا تتبع کر کے پھر غور و تأمل کے بعد جواب دیتے تھے۔

شاہ ولی اللہ دہلوی نے آمد معظمہ میں قیام کے دوران ان سے بخاری شریف اور مسند
درمی پڑھا کر سند و اجازت لی اس درس میں شاہ محمد عاشق بھی شریک تھے اور انہیں بھی اجازت عطا
ہوئی۔ آپ نہایت رقیق القلب تھے۔ لباس میں کوئی تکلف نہ تھا۔ اپنے شاگردوں، خادموں اور
غیروں کے ساتھ تواضع سے پیش آتے تھے۔ ایک دن احوال صوفیہ کے بارے میں بات ہوئی۔ شیخ ابو
طاہر نے فرمایا کہ میں انکار صوفیہ سے بہت ڈرتا ہوں اگرچہ میرے اسلاف میں سے بعض نے

صوفیہ پر تنقیدیں کی ہیں لیکن میں ان صوفیہ سے کبیدہ و خاطر نہیں ہوں۔

شاہ صاحبؒ جب استادِ مکرم سے رخصت ہوتے وقت ملنے بیٹھے تو یہ شعر پڑھا

نسیت کل طریق کنت أعراف

إلا طريقا بودینی لربعدک

ترجمہ میں وہ سارے راستے بھول گیا جن کو میں پہلے چنتا تھا۔ عمرو دراستہ نہیں بھولا جو آپ کے گھر کی طرف لے جاتا ہے۔

اس شعر کو سنتے ہی شیخ ابو حار محمدؒ پر گریہ غالب آئی اور نہایت متاثر ہوئے۔ شیخ ابو حار محمدؒ نے رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ / فروری ۱۹۳۳ء میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔^۱

شاہ محمد عاشق پھلتی

آپ پنج شنبہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۱۱۰ھ (۱۲ مارچ ۱۷۹۸ء) کو محلہ ضلع مظفرنگر میں پیدا ہوئے۔ "محمد نازی" سے تاریخ ولادت ملتی ہے۔ ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی۔ بچپن ہی سے آپ نے عمر سے اشتغال رکھا۔ اپنے ہانا شیخ عبدالوہاب سے قرآن کریم اور نصاب فارسی کی چند کتابیں پڑھیں۔ پھر دواؤں محمد پھلتی سے کسبِ علم کیا۔ پھر ابتدائی کتب درسیہ معقول و منقول میں شرح مواقف تک اپنے والد ماجد شیخ عبدالمہدی پھلتی سے پڑھیں۔ کافہ اور شرح ملا کا درس اپنے چچا شہ و حسیب اللہ سے لیا۔ شاہ عبدالرحیم (والد ماجد شاہ ولی اللہ دہلوی) کی بارگاہِ محبت سے بھی ہاربا مستفید ہوئے اور مراقبے کے حلقوں میں بیٹھے۔ شاہ عبدالرحیم کے انتقال کے وقت بھی ان کی خدمت میں موجود تھے۔ اور شاہ ولی اللہ دہلوی کی خدمت میں دو کربڑی کتابیں جیسے شرح تجرید مع حاشیہ قدیم شمس بازغہ فقہ الاموال و افق المین چند جزو صحیح مسلم کے پڑھ کر محکمیں کی۔ مہ مظفر میں قیام کے دوران حیرت انگیز تھوڑا سا درس بیضاوی کا بھی لیا۔ آپ شاہ صاحب کے ماموں زاد بھائی برادرِ نسبتی شاگرد اور مرید و خلیفہ تھے۔ سفرِ حرمین سے قبل بیعت کی تھی۔ آپ نے شاہ

صاحب سے علوم و معارف اُخذ کیے۔ حریم شریفین۔ صفحہ (۳۳۳) ۳۰-۲۵ء تا ۳۵ھ میں آپ شاد صاحب کے ہمراہ تھے اور وہاں صحیح بخاری و مسند دارمی کے درسِ حدیث میں شریک رہے تھے۔ حریم میں دو اساتذہ شاد صاحب کے تھے اہل آپ کے بھی تھے۔ شیخ ابو ظاہر محمد بن ابریمہ مروزی مدنی نے شاد صاحب کے ساتھ شاد محمد عاشق کو بھی اجازتِ حدیث عطا فرمائی تھی۔ شاد صاحب کے تلامذہ مختلفا نور مستشرقین میں شاد محمد عاشق کی حیثیت سب میں ممتاز ہے۔ آپ تقریباً سات بار شاد ولی اللہ کے ساتھ احکام اور چلوں میں شریک رہے۔ شیخ ابو ظاہر مروزی نے اپنے اجازت نامے میں آپ کی اس امتیازی خصوصیت کا ذکر کیا ہے اور آپ کو شاد صاحب کا آئینہ کمال قرار دیا ہے۔

شاہ محمد عاشق کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ شاد صاحب کی آشتیفات آپ کی تحریک سے لکھی گئیں۔ شاد صاحب نے اپنی عظیم الشان تصنیف حجتہ اللہ الباقیہ کا القاب شاد محمد عاشق ہی کے نام سے کیا ہے۔ آپ نے شاد صاحب کی کتابوں کے مسودات کو جمع کیا اور بڑی محنت اور ذوق و شوق سے ان کی تدوین و ترتیب میں حصہ لیا۔ شاد محمد عاشق نے تمام رسائلِ تصوف کو یکجا کر کے شاد صاحب کی ایک کلیات بھی مرتب کی تھی۔ مکتوباتِ ولی اہل کا یہ اہم مجموعہ بھی شاد محمد عاشق اور ان کے صاحبزادے شاہ عبدالرحمن کی سعی و کوشش اور مسلسل تلاش و جستجو کا نتیجہ ہے۔ شروع میں شاہ عبدالرحمن شاد صاحب کے خطوط و مکاتیب کو جمع کرتے رہے۔ ان کی وفات کے بعد خود شاہ محمد عاشق نے مکتوبات کی جمع و تدوین کا کام بڑی کاوش اور جانفشانی سے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

شاہ محمد عاشق خود بھی صاحب تصنیف تھے انہوں نے اپنی تصانیف میں درایات الاسرار اور کشف الخباہ عن رموز حق الکتاب کا بھی ذکر کیا ہے۔ عمر یہ اب ناپید ہیں۔ فارسی زبان میں ایک رسالہ کبیر الہدایہ و فیہ سلوک میں ان کا شاہکار ہے۔ فارسی ہی ان کی ایک مہرکتہ الآرا کتاب القول الحسنی و اسرار الحسنی فی مناقب الاولیاء ہے جس میں انہوں نے شاد صاحب

نے حالات و سوانح اور ملفوظات قلمبند فرمائے ہیں۔ آپ نے شاہ صاحب کی تالیفات مسوی و منصفی کو بھی مرتب و تدوین کیا ہے۔

شاہ محمد عاشقؒ سے شاہ مہد امیز محدث دہلویؒ انشا و رفیع الدین اور حضرت شاہ ابو سعید حسنیؒ کے بزرگ و جیسے و کمال مشائخؒ اور ایک خلق کثیر نے اخذ فیض کیا ہے۔

شاہ محمد عاشقؒ کی وفات مانا ہے ۱۰۸۰ھ۔ ۱۰۸۱ھ میں ہوئی جیسا کہ شاہ مہد امیز دہلویؒ کے ایک مکتوبؒ کرامی سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ کا مزار بہت (ضلع مظفر نگر اتر پردیش) میں ہے۔

بابا محمد عثمان کشمیریؒ

سچے والد ماجد کا عاشق محمد رفیع نقیؒ، سید الدین صادقؒ وغیرہ کشمیریے شاہزاد تھے۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت وفات کی اجازت حاصل کی تھی۔

سید شاہ محمد غوث پشاورمیؒ

سید شاہ محمد غوثؒ بارہویں صدی ہجری میں سسہ قادیان سے اپنے خلیفہ اثن بزرگ تھے۔ آپ کے والد ماجد سید حسن اور جد امجد سید مہد اللہ نے بیان سے مر پشاور میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ آپ نے اپنے قدم تن مجید دفن کیا پھر ۱۰۹۱ھ میں حرم میں مدفون ہوئے۔ آپ سے فداغت حاصل کی۔ تحصیل حرم کے دوران ہی میں آپ نے اپنا عشق امی کا سلب ہوا اور آپ نے اپنے والد سے اس عشق و ذوق کی کیفیت بیان کی۔ انہوں نے فرمایا کہ اس مسئلہ میں تعلیم سے فداغت کے بعد غور کیا جائے گا۔

آپ کو جس درویش اور سادگ کا چاہتا اس کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

(۱) اقول احسنہ ۱۰۸۰ھ میں حلقہ نقی نور صاحب دہلوی نے کیا ہے اور ۱۰۹۱ھ میں شاہزادہ بابا سید مہد امیز دہلویؒ

نورانی نے قادیان میں اس کی صورت میں پیرا ہے (۱۰۹۱ھ)۔

(۲) مرقۃ المفاتیح جلد ششم، اقول احسنہ ۱۰۸۰ھ میں

(۳) تذکرہ اولیائے اشراف ص ۱۰

آخر میں شاہ محمد غوث اپنے والد سید حسن سے بیعت دو مرتبہ سال کی محنت اور ریاضت کے بعد اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ انہوں نے آپ کو خرقہ خدمت دینے وقت وصیت فرمائی کہ محتاجوں، فقیروں اور مسافروں کی خدمت کرنا، لوگوں سے کسی قسم کی امید نہ رکھنا، امیدوں کی طرف التجا اور رجوع نہ کرنا اور جو کچھ بتایا گیا اس پر اشتغال رکھنا اور جو کچھ خدا دے اس پر قانع رہنا۔

۲۱ مئی ۱۲۸۵ھ (۲۸ مارچ ۱۸۶۷ء) بروز جمعہ آپ کے والد نے انتقال کیا۔ ان کے انتقال کے بعد شاہ محمد غوث نے طبہ حق میں بندہ مستان کے مختلف شہوں کی سیاحت کی اور بہت سے بزرگوں سے روحانی استفادہ کیا۔

کتاب اولیائے الہیہ مولانا لطیف حنفی میں تحریر ہے کہ سلسلہ قادریہ کے مازہ آپ کو سلسلہ چشتیہ اور نقشبندیہ میں بھی اجازت تھیں تھیں۔

رسالہ غوثیہ آپ کی ایک مشہور تصنیف ہے جس کا ترجمہ امیر المظاہریت کے ہمت شاہ کو گویا ہے۔ مولانا حاجی رفیع الدین خان فاروقی مراد آبادی، قسید شاہ دوین اندہ دہلی نے اپنے سفرنامہ حرمین میں آپ کو اپنا پیرو مرشد تحریر کیا ہے۔ سید شاہ محمد غوث پشوری نے ۱۳۵۹ھ (۱۸۴۷ء) میں لاہور میں وفات پائی۔ آپ کا مزار پر انوار بیرون دہلی دروازہ، لاہور میں واقع ہے۔ مزار کے سرے پر یہ قطعہ تاریخ تحریر ہے۔

چو شد سید محمد غوث عارف غریق رحمت غفار معبود
سروشم گفت تاریخ وفاتش ہزار و یکصد و پنجاہ و دو بود (مذہب)
تاریخ مخزن پنجاب مولانا مفتی غلام سرور لاہوری میں مازہ تاریخ وفات تاریخ شہادت (۱۲۸۵ھ) دیا گیا ہے۔ مفتی غلام سرور کی کتاب خزانہ الانصاف میں یہ قطعہ تاریخ وفات تحریر ہو ہے۔

چون محمد غوث رفت از دار دون سال وصل آن ولی عقی
عارف مخدوم سالک کر رفہ ہم بغرما راہ بر سیم سخی

مخدوم محمد معین کھٹکھی (سندھی)

مخدوم محمد معین بن محمد امین بن شیخ خاں اب اللہ سندھ کی ایک مشہور قوم الاحمال سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے آپا واجد اسد اللہ کے ایک موضع والی کے سب سے بڑے تھے لیکن کھٹکھی میں آباد ہو گئے تھے۔ یہیں مخدوم محمد امین کا مقدر فیاض خان میر غنشی کی صاحبزادی سے ہوا اور یہیں مخدوم محمد معین کی ولادت ہوئی۔ کھٹکھی اس وقت سومو قبیلوں کا موارہ تھا اور اس نے ہمدرد جمیل القدر مانا موجود تھے۔ مخدوم محمد معین نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سومو، محمد امین سے حاصل کی جو اپنے زمانے کے ممتاز علما میں شمار ہوتے تھے۔ پھر آپ نے شاہ منیت اللہ (ف ۱۱۱۵ھ) سے سومو مقبولہ کی تحصیل کی۔ فصوص احکم مولانا شیخ محمد الدین بن عربی آپ نے جن رضادرویش سے اس وقت پڑھی جب وہ کھٹکھی میں تشریف لے گئے تھے۔ حدیث کی تعلیم آپ نے کھٹکھی مشہور، مخدوم محمد باشر کھٹکھی (ف ۱۱۶۶ھ) سے حاصل کی۔ مخدوم محمد معین نے اپنی تعلیم وراثت السبب میں شاہ ولی اللہ دہلوی کو اپنے استاد میں لیا ہے۔ ان کے والد آپ نے شیخ جلال محمد نور، علامہ میر عبد اللہ پابلی سے بھی استفادہ کیا تھا۔

مخدوم محمد معین کو سلسلہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ مخدوم ابو القاسم نقشبندی سے نسبت بیعت حاصل تھی اور آپ نے عرصے تک اپنے چچ و مرشد کی خدمت میں رہ کر سومو باطنی حاصل کیے تھے۔ آخر میں مخدوم محمد معین و جد والو جو دو کے تخریب سے متاثر ہو کر صوفی شریعت و حناوت اللہ سے متعلق ہو گئے تھے۔ جب شیخ ابوالقاسم نقشبندی کو یہ معلوم ہوا تو آپ عارض ہوئے۔ مگر چچ دن بعد مخدوم محمد معین اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہوئے اور شیخ نے ان کو معاف کر دیا۔

مخدوم ابوالقاسم کی وفات کے بعد مخدوم محمد معین کو شاہ عبدالمطیف بھٹائی (ف ۱۱۶۵ھ/۱۷۵۲ء) سے گہری عقیدت پیدا ہوئی۔ شاہ عبدالمطیف مخدوم محمد معین سے ملاقات کے لیے کھٹکھی بھی تشریف لائے اور حال و حال کی مجلسیں منعقد ہوئیں۔ مخدوم محمد معین کی وفات کے

آپ دائرہ شاد علم اللہ رائے بریلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت حیدر خان صاحب کی۔ اس کے بعد لکھنؤ اور فیضی پانچ گڑھ مولانا عبداللہ انیسویں سے دسویں تک مکمل کر کے شہد فدا خان صاحب کی۔ پھر دہلی جا کر شاہ ولی اللہ دیوبند سے صمدیہ اور تربیت باطنی یہ خدمت میں رو کر حاصل کی اور وطن واپس ہوئے۔

مولانا سید محمد نعمان کتاب الامام اہدی میں لکھتے ہیں کہ ”میں نے وہاں ان ہی مدت کی ہے۔ جب آپ مراقبہ میں مشغول ہوتے تھے اور ذکر عبادت کرتے تھے تو ان کی جانب سے بدن میں حرکت پیدا ہوتی اور سارا جسم بے اختیار حرکت میں آجاتا تھا۔“

آپ نے ۱۲۴۱ھ / ۱۸۲۵ء میں وفات پائی۔ شاہ ولی اللہ دیوبند کو آپ سے یہ منہ تعلق تھا۔ میر محمد نعمان آپ کی وفات کے بعد شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انتقال کی خبر دی تو اس حادثہ ارتحال پر شاہ صاحب نے اہل بیت و خاندان علیہ السلام پر غم و ماتم کی۔^۱

مولانا سید محمد واضح حسنی رائے بریلی

[نبیہ شاہ علم اللہ رائے بریلی]

مولانا سید محمد واضح حسنی شاہ محمد سابر حسنی سے تلمذ سے حاصل ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ اس کے بعد فیضی جائزہ امتحان سے پڑھے۔ مولانا عبداللہ انیسویں سے ساری درسی کتابیں پڑھیں۔ مولانا عبداللہ انیسویں سے نکاح الدین سے شاد ہوئے۔ آخر میں مولانا محمد واضح دہلی تشریف لے گئے اور شاہ ولی اللہ دیوبند کے حلقہ درس میں شریک ہوئے۔ شاہ صاحب نے آپ کی طرف پوری توجہ فرمائی۔ صحیح حدیث کی تعلیم دینی اپنے حلقہ ارادت میں داخل کیا اور اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ والد ماجد کے مرض الوفا میں وطن واپس ہوئے اور والد ماجد سے بھی سلسلہ احسبہ میں جو ان کا خاندانی سلسلہ تھا کمال حاصل کر کے اجازت و

خلافت سے شرف ہوئے۔ والد ماجد۔ بعد ان کے چائیکین ہوئے۔ حدیث و فقہ۔ درس و تدریس کے مشغلہ کے ساتھ ساتھ تعلیم سلوک اور تربیت سائنکس کا عظیم کام کیا۔ مولانا سید محمد واضح کے درس حدیث میں بڑے بڑے علماء و فضلاء شریک ہوتے تھے اور سوک و معرفت حاصل کرنے کے لیے روز درازت حلیمن سلوک آتے اور کمال حاصل کر کے اجازت خلافت سے رہنما رہتے تھے۔ مولانا کی ذات مزین شمس و عامر تھی اور ایک بڑی تعداد میں علماء و مشائخ نے آپ سے استفادہ کیا۔ مولانا کے انتقال کا سن معلوم نہیں ہو رہا۔ تاہم ۱۳۰۰ھ/۱۹۱۶-۱۷ء تک بقید حیات تھے۔ چار ذی حرم فرزند یادگار چھوڑے۔ مولانا محمد جامع مولانا محمود محمد مولانا غلام امینی اور مولانا قطب الہدیٰ۔

مولانا قطب الہدیٰ شاد و مہر اعزیز محدث دہلوی کے شاگرد اور حضرت شاد و مولانا رحیمی کے مجاز تھے اور کثیر انصاف تھے۔

شاد محمد واضح رائے بریلوی کے والد کے انتقال پر شاد و مولانا نے ایک تعزیت نامہ بھیجا تھا جو اس مجسمہ کا تیب میں درج ہے۔

حضرت سید شاد محمد صابر حسنی کا مختصر حال یہ ہے

آپ شاد محمد تیت اللہ رائے بریلوی کے صاحبزادے اور شاد محمد اللہ رائے بریلوی سے پتے تھے۔ اعلیٰ درجہ کے قاری اور خوش الحان تھے۔ اپنے بڑے بھائی شاد محمد ضیا حسنی کے بعد ان کے چائیکین ہوئے۔ ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۵ء میں انتقال ہوا۔ نزہۃ الخواطر میں تاریخ وفات ۱۳۳۳ھ درج ہے جو صحیح نہیں ہے۔

شاد نور اللہ بڈھانویؒ

آپ قصبہ بنست کے باشندے تھے۔ بوڑھا نہ کو اپنا وطن غانی بنا لیا تھا۔ وہیں نشوونما پائی۔ بچپن سے ہی تحصیل علم میں مشغول ہوئے اور ابتدائی کتابیں شاد ولی اللہ کی والدہ کے ماہوں شیخ بدراہق سے پڑھیں۔ چند متوسط کتابوں کا درس شیخ عبید اللہ پھلتی سے لیا پھر تحصیل علم

ہی کی غرض سے دہلی پہنچ کر شاہ ولی اللہ دہویؒ کے حلقہ درس میں داخل ہوئے۔ ایک طویل عرصے تک شاہ صاحب کی تعلیم و تربیت اور فیض صحبت سے مستفیض ہوئے۔ روشن الدہۃ الفلک خان کے مدرسہ میں طالب علمی کے دوران وظیفہ یاب رہے۔ شاہ ولی اللہ سے بیعت کرنے کے بعد مرشد کے اشارے پر وظیفہ ترک کر دیا اور فقہ و فکھل اختیار کیا۔ ۱۳۰۹ھ میں جب شاہ صاحب پہلی بار سفر حج کے ارادے سے نکلے ہیں اور سورت ہی سے واپس تشریف لے گئے ہیں تو اس پر مشقت سفر میں نور اللہ ہذا خانویؒ بھی رفیق تھے۔ اس سفر واپسی پر قندہارستان میں شاہ صاحب نے ان کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اور حرم نبویؐ کی درس کا بھی مصداق۔ ۱۳۱۸ھ (۱۷۲۶-۱۷۲۵ء) سے انہوں نے یوزخاں بنی میں قیام فرمایا۔

آپ کا شمار اپنے ممتاز فطری حیاتیات میں اکابر عالم میں ہونے لگتا تھا۔ شاہ مہد امیز دہوی نے آپ سے کتب مہر نقذ پڑھیں۔ شاہ مہد امیز آپ سے مل گئے۔ ان کے ایک فہرستہ مطابقت تھے اور حضرت مولانا شاہ عبدالحی بن سید اللہ ہذا خانویؒ (رفیق سید احمد شہید) شاہ نور اللہ ہذا خانویؒ کے پوتے تھے۔ مفتی مہد القوم یوزخاں خانویؒ مفتی جواہر پال مولانا مہد الحی یوزخاں خانویؒ صاحب زادہ اور شاہ نور اللہ ہذا خانویؒ کے پوتے تھے۔

غالبہ ۱۳۱۸ھ / ۱۷۳۳ء میں شاہ نور اللہ ہذا خانویؒ کا انتقال ہوا جیسا کہ شاہ مہد امیز دہوی کے ایک مکتوب کرامی سے اندازہ ہوتا ہے۔

خواجہ نور اللہ کشمیریؒ

آپ اپنے زمانے کے اکابر علماء میں سے تھے۔ آپ نے بعض کتابیں مولانا مہد امیز کشمیریؒ سے پڑھیں۔ پھر دہلی کا سفر کیا اور وہاں شیخ حسام الدین محمد نقی مصلح خان اور قاضی مبارک سے اخذ علم کیا۔ ان تینوں کے پاس ایک مدت تک رہے یہاں تک کہ عمر میں ماہر ہو گئے اور فتویٰ و تدریس سے آراستہ ہو گئے۔ پھر آپ مرزا مظہر جان جاناں کی خدمت میں

پہنچے اور ان سے طریقہ نقشبندیہ اخذ کیا۔ اس کے بعد کشمیر، اپس آئے۔ آپ نے ایک حاشیہ خیانی پر اور ایک حاشیہ مطلوب پر تحریر کیا ہے۔ ۴ ربیع الاول ۱۱۵۵ھ (مطابق ۲۸ فروری ۷۷۰ھ) چمار شہر (کوہ پتال) کیا۔^{۱۱}

شیخ محمد وفد اللہ مالکی مکیؒ

شیخ محمد وفد اللہ بن محمد بن محمد سلیمان مغربیؒ —

شاد بن اللہ نے شیخ محمد وفد اللہ سے ان کے والد محمد بن محمد کی تمام روایات کی اجازت حاصل کی تھی۔ محمد وفد اللہ نے اپنے والد سے یہ سب روایات پڑھ کر اور سن کر ان کی اجازت حاصل کی تھی۔ شاد صاحب نے پوری موطا بروایت یحییٰ بن یحییٰ ان کے رو پر پڑھی تھی۔ شیخ محمد وفد اللہ نے شیخ حسن جمعی وغیرہ مشائخ سے پڑھا تھا۔^{۱۲}

بازارِ کتب

(۱) ترجمہ "الحق اعلیٰ حد" کشمیر، ۱۳۷۰ھ، ج ۱، صفحہ ۱۸۸۔ اس میں نام غلطی سے نور محمد لکھا گیا ہے۔

حدائق النصبہ ج ۱، صفحہ ۲۰۷ + ۲۰۸۔

(۲) مکتبہ دارالافتاء، مولانا محمد سرور قادری، مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

ناور مکتوبات

شاہ ولی اللہ دہلوی^{رح}

(نسخہ چمکے غنائیہ)

جلد دوم

(اردو ترجمہ)

فہرست مکتوبات

(جلد دوم)

۴۱۶	۱	بنام مخدوم محمد معین غنصوی
۴۱۸	۲	بنام مخدوم محمد معین غنصوی
۴۲۰	۳	بنام خواجہ نور اللہ کشمیری
۴۲۱	۴	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۴۲۳	۵	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۴۲۴	۶	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۴۲۶	۷	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۴۲۸	۸	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۴۲۹	۹	بنام شاہ حبیب اللہ پھلتی
۴۳۰	۱۰	بنام شاہ حبیب اللہ پھلتی
۴۳۱	۱۱	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۴۳۵	۱۲	بنام میر رحمت اللہ نگلوی
۴۳۶	۱۳	بنام میر رحمت اللہ نگلوی
۴۳۷	۱۴	بنام میر رحمت اللہ نگلوی

بعض شہادت کے جوابات

تقریباً بر شریعہ اسلام

شاہ حبیب اللہ کی تعزیت

سوالات کے جوابات

قید خانے سے آئے ہوئے خط کا جواب

۴۳۸	۱۵	بنام شاہ محمد عاشق چشتی
۴۳۹	۱۶	بنام شاہ محمد عاشق چشتی
۴۴۰	۱۷	بنام شاہ محمد عاشق چشتی
۴۴۱	۱۸	بنام شاہ محمد عاشق چشتی
۴۴۲	۱۹	بنام شاہ محمد عاشق چشتی
۴۴۳	۲۰	بنام شاہ محمد عاشق چشتی
۴۴۴	۲۱	بنام شاہ محمد عاشق چشتی
۴۴۵	۲۲	بنام شاہ محمد عاشق چشتی
۴۴۶	۲۳	بنام شاہ محمد عاشق چشتی
۴۴۷	۲۴	بنام شاہ محمد عاشق چشتی
۴۴۸	۲۵	بنام شاہ محمد عاشق چشتی
۴۴۹	۲۶	بنام شاہ محمد عاشق چشتی
۴۵۰	۲۷	بنام شاہ محمد عاشق چشتی
۴۵۱	۲۸	بنام شاہ محمد عاشق چشتی
۴۵۲	۲۹	بنام شاہ محمد عاشق چشتی
۴۵۳	۳۰	بنام شاہ محمد عاشق چشتی
۴۵۴	۳۱	بنام شاہ محمد عاشق چشتی
۴۵۵	۳۲	بنام شاہ محمد عاشق چشتی

۳۳	بنام مخدوم محمد معین شخصوی	۳۳
۳۴	بنام شاد محمد عاشق پھلتی	۳۴
۳۵	بنام شاد نور اللہ بڑھانوی	۳۵
۳۶	بنام شاد محمد عاشق پھلتی	۳۶
۳۷	بنام شاد محمد عاشق پھلتی	۳۷
۳۸	بنام شاد محمد عاشق پھلتی	۳۸
۳۹	بنام شاد محمد عاشق پھلتی	۳۹
۴۰	بنام شاد محمد عاشق پھلتی	۴۰
۴۱	بنام شاد محمد عاشق پھلتی	۴۱
۴۲	بنام شاد محمد عاشق پھلتی	۴۲
۴۳	سی عزیز نامہ	۴۳
۴۴	بنام سید محمد رفیع رب بریدی	۴۴
۴۵	بنام شاد محمد عاشق پھلتی	۴۵
۴۶	بنام شاد محمد عاشق پھلتی	۴۶
۴۷	بنام شاد محمد عاشق پھلتی	۴۷
۴۸	بنام شاد محمد عاشق پھلتی	۴۸
۴۹	بنام شاد محمد عاشق پھلتی	۴۹
۵۰	بنام شاد محمد عاشق پھلتی	۵۰
۵۱	بنام شاد محمد عاشق پھلتی	۵۱
۵۲	بنام شاد محمد عاشق پھلتی	۵۲

ان کی ایک عرضداشت۔ جواب میں

ایک سوال کا جواب

تقریرت سے سب سے میں

بعض مورف۔ جواب میں

بعض مورف۔ جواب میں

ایک حدیث کی تشریح

۵۱۱	ایک آیت قرآنی کی تشریح و تفسیر	۵۳	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۵۱۲		۵۴	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۵۱۵	ایک سوال کے جواب میں	۵۵	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۵۱۶	ایک حدیث کی شرح و معرفت	۵۶	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۵۱۷	عرض الاول کے جواب میں	۵۷	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۵۲۰		۵۸	بنام بابا عثمان کشمیری
۵۲۳	بنام شیخ ابراہیم بن بو طاهر محمد کردی تعزیت میں	۵۹	
۵۲۶		۶۰	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۵۲۷		۶۱	بنام مخدوم محمد معین شمسودی
۵۳۰		۶۲	بنام استاد زادہ شیخ ابراہیم مدنی
۵۳۲		۶۳	بنام شیخ وفند اللہ مانگی انکی
۵۳۳	شاہ عبید اللہ پھلتی کی تعزیت میں	۶۴	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۵۳۸		۶۵	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۵۳۹	شاہ رفیع الدین کے تولد کی لطائف	۶۶	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۵۴۱		۶۷	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۵۴۲		۶۸	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۵۴۳	تلقین و تعہیم میں	۶۹	بنام بابا عثمان کشمیری
۵۴۷		۷۰	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۵۴۹	ایک خواب کی تعبیر میں	۷۱	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۵۵۰	ارشاد و تلقین میں	۷۲	بنام بابا عثمان کشمیری

- ۵۵۳ بنام بابا عثمان کشمیری
- ۵۵۴ بنام بابا عثمان کشمیری سوالات کے جوابات
- ۵۵۱ بنام بابا عثمان کشمیری
- ۵۶۰ بنام نواب محمد الدولہ عبدالحمید خاں ان کے خطبہ جواب میں
- ۵۶۲ بنام شاہ محمد عاشق چغتائی
- ۵۶۳ بنام شاہ محمد عاشق چغتائی
- ۵۶۱ بنام شاہ محمد عاشق چغتائی
- ۵۶۱ بنام شاہ محمد عاشق چغتائی
- ۵۶۵ بنام شاہ محمد عاشق چغتائی
- ۵۷۰ بنام شاہ محمد عاشق چغتائی
- ۵۷۱ بنام شاہ محمد عاشق چغتائی
- ۵۷۲ بنام شاہ محمد عاشق چغتائی
- ۵۷۴ بعض معارف کی تفسیر و تہذیب میں
- ۵۷۷ نو بہ نو اوراد و افکار کا بیان اور یہ فقہی مسئلہ
- ۵۷۵ تہذیب مریدیہ "وما خلقت الجن والانس" کی تحقیق
- ۵۷۶ دو مہینوں کی تحقیق
- ۵۷۱ چند سوالات کے جواب میں
- ۵۷۴ جو شاہ ولی اللہ شاہریں
- ۵۷۵ یہ درویش کا نام
- ۵۷۴ بنام عبدالحمید خاں محمد الدولہ

۶۳۷	۱۳۳	بنام سید نجات علی ساکن بارہہ
۶۳۸	۱۳۴	بنام یکے از امرائے مجاہدین
۶۳۹	۱۳۵	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۶۴۰	۱۱۶	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۶۴۱	۱۳۷	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۶۴۳	۱۱۸	بنام شاہ نور محمد پھلتی
۶۴۶	۱۱۹	بنام شاہ نور محمد پھلتی
۶۴۵	۱۳۰	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۶۴۷	۱۳۱	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۶۴۸	۱۳۲	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۶۴۹	۱۳۳	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۶۵۰	۱۳۴	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۶۵۱	۱۳۵	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۶۵۲	۱۳۶	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۶۵۳	۱۳۷	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۶۵۴	۱۳۸	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۶۵۵	۱۳۹	بنام شاہ محمد عاشق پھلتی
۶۵۶	۱۴۰	بنام سید محمد غوث پشاورى
۶۵۷	۱۴۱	بنام شیخ محمد مراد پشاورى
۶۵۸	۱۴۲	بنام مولوى میاں داد

- ۱۵۳ بنام شاہ محمد عاشق پھلتی تجلیات سرگازہ اور علوم و معارف سے بیان میں ۲۴
- ۱۵۴ بنام شاہ محمد عاشق پھلتی ۲۱
- ۱۵۵ بنام شاہ محمد عاشق پھلتی حدیث "سنت" شہ "محمیاء" کی معرفت کی تحسین ۲۲
- ۱۵۶ آیہ عزیز (درویش) کے نام ۲۵
- ۱۵۷ مکتوب خواجہ محمد امین کشمیری بنام شاہ ولی اللہ دہلوی ۲۶
- ۱۵۸ بنام خواجہ محمد امین کشمیری اشعار کی تشریح میں ۲۸
- ۱۵۹ بنام شاہ محمد عاشق پھلتی ۳۰
- ۱۶۰ بنام شاہ محمد عاشق پھلتی ۳۰
- ۱۶۱ بنام شاہ محمد عاشق پھلتی ۳۱
- ۱۶۲ بنام صاحب فاضلہ جہانگیر چاننی ۳۲
- ۱۶۳ بنام مولوی عاقبت محمود نماز کی فضیلت کے بارے میں ۳۵

مخدوم محمد معین ٹھٹھوی (سندھی)

کے نام

حضرت سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے آل و اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کی برکت سے مخدوم اعتراف و اکرام کے ظاہر دہاٹن پر انعام باری تعالیٰ کی بارشیں ہمیشہ ہوتی رہیں اور وہ اپنے نام کی طرف سے حق اور دین کے برابر معین و مددگار رہیں۔
 انا بھہ — فقیر دلی اللہ تعالیٰ عنہ سلام خلت التزام، شوقِ فراواں اور آں منظرِ علوم الہی و منبعِ فیوض نامتناہی سے ملاقات کے شدید تفتش و اُدام (پیماس) کے (اظہار کے) بعد لکھتا ہے۔ آپ کا نامہ مشکین شہامہ پہونچا۔ اور چونکہ وہ آپ کی صحت و عافیت کی اطلاع دینے والا تھا، اس لیے اُس نے خوش اور مسرور کیا۔

آپ کا خط بطریق اقتضاء اس بات پر دلالت کرتا تھا کہ کچھ عرصے پہلے فقر کی جانب سے ایک خط سلسلہ وحدت وجود و شہود کی بحث میں (سندھ) پہونچا۔ یہ بات حیرت اور اچنبھے کا باعث ہوئی۔ اس لیے کہ فقیر نے نہ تو (اب تک) اس بارے میں کچھ لکھا اور نہ اختلافی مسائل سے کبھی ترض کیا، چاہے وہ اصول میں ہوں یا فروع میں۔ بلکہ فقیر علماء، فقہاء اور صوفیہ میں سے تمام اشخاص کے ساتھ، چاہے وہ شہرِ دہلی کے رہنے والے ہوں یا باہر کے ہوں، کسی قسم کی کوئی کاوش (مخالفت و عداوت) نہیں

رکھنا ہے۔ پس میں آں منبع فیوض سے مخالفت کس طرح کرتا جبکہ آپ کے صفائے مشرب کو میں یقین کے ساتھ چاٹنا پہچانتا ہوں، فقیہ کو تو بعض معاصرين امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اندر نرمی کرنے پر طعن و تشنیع کا نشانہ بنائے ہوئے ہیں۔ اور اس بارے میں میرے پاس ایک عذر (معتول) ہے جس کو میرے معاصرين نہیں سمجھے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے معاصرين کو اپنی رحمت کے اندر ڈھانپ لے۔

یا اللہ! شاید ایسا ہو کہ میرے اس بقعہ میں اُس شہر (مغنیہ) کے بعض رہنے والے نے کوئی گڑبڑ کی ہو (اس بقعہ میں کوئی تحریف کی گئی ہو) یا اُن لوگوں نے اس بقعہ کے کسی لفظ سے بطریق اشارہ قائل کے قلم و اداسے کے برخلاف یہ مضمون و مضمون پرست کیا ہو۔ ان دو احتمالات میں سے کون سی بات ہوئی، اس کی تفتیش کرنی چاہیے۔ آپ نے اپنے خط میں اشارہ کیا تھا کہ میں مسئلہ وحدت وجود کے بارے میں اپنا طائر و پسندیدہ قول لکھوں۔ یہ مسئلہ بہت طویل ہے، اس کی تصویر و تخریر ایک بڑی خدمت پہنچتی ہے۔ اگر حضرت باری جلّ مجدہ کی مدد شامل حال ہوئی تو ممکن ہے کہ اس مضمون کو احاطہ تحریر میں لایا جائے۔

(فی الحال) اس قدر لکھنا ضروری ہے کہ فقیہ تمام (اصولی) مسائل میں عقیدہ کے لحاظ سے آشوری ہے اور میں نے ان مسائل کی جن پر میرے عقائد کا دارومدار ہے، جرگان موفیہ کی قرار داد کے موافق کشف و بربان کے طریقے سے تصنیف کی ہے۔ لیکن مکاشفات شیخ اکبر و شیخ کبیر۔۔۔ اللہ تعالیٰ علیہم میں اُن دونوں کے درجات کو بلند کرے۔۔۔ کا منتقد ہوں اور اُن دونوں کو اشاعرہ کے مخالف نہیں چاہتا ہوں۔ (فقیر) فرور میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور امام شافعیؒ پر اعتماد رکھتا ہے۔ ملتوں کے جزئیات کی نقل ملتوں کے اماموں سے دو طریقوں پر سمجھی گئی ہے۔ ایک صاحبِ ملت کے لفظ کی بعینہ نقل جیسا کہ محدثین نے اس کام کا جہد اٹھایا ہے۔ دوسرے صاحب

مَنٹ کے معانی کی نقل، اپنی عبارات اور اپنے استنباطات کے ساتھ، جیسا کہ فقہار نے اس بات کو اختیار کیا ہے۔ یہ دونوں طریقے آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرینو اے ہیں۔ اگر کسی مسئلہ میں ان دونوں مذہبوں نے اتفاق کیا ہو، یا کسی میں اختلاف کیا ہو تو جو بات بھی احادیثِ صحیحہ کے زیادہ موافق ہو، اُس کو اختیار کرنا چاہیئے۔

فقیرِ آنِ بنی نبیوں کے ساتھ ایک ایسا قوی رابطہ اور اخلاص رکھتا ہے کہ جس کی حقیقت سوائے غلامِ اِغْیُوب کے اور کوئی نہیں جانتا۔ فقیر آپ کے صفائے مشرب کا مستفید اور آپ کی ظاہری و باطنی خوبیوں کا قصدِ بین کنندہ ہے۔ (ایسی صورت میں) بھلا ان کا دشمن (اور عداوتوں) کی کیا گنجائش ہے۔ یہ رکا دشمن اور عداوتیں (تو نصیب دشمنان ہو جائیں۔

والسلام

مخدوم محمد معین ٹھٹھوی (سندھی) کے نام

(ترجمہ عربی سے)

اللہ تعالیٰ ہمارے مخدوم منظم، جانت کالات اور مقاصد میں بہت لے جائے اور اسے دوسرے سانچے اچھا معاملہ کرے اور اُنکو اُن کے نام کی طرح سنت اور دین کا معین و مددگار بنائے۔
یعنی اسم باسکٹی بنا دے اور اُن کو علم الیقین و عین الیقین کے خزانوں کا امین بنائے۔
بعد حمد و صلوة کے فقیر ولی اللہ عفی عنہ آپ کو سلام پیش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ
سے آپ کے لیے اُمید و قبولیت والے اوقات میں دعا کرتا ہے۔

آپ نے مجھ سے بندرگاہ سورت کی طرف منتقل ہونے اور پھر وہاں سے ایک اور جگہ
منتقل ہونے کا مشورہ لیا ہے۔ میں تج بیت اللہ اور زیارت روضہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے برابر کسی چیز کو نہیں قرار دیتا۔ پس اگر کسی سبب سے وطن سے نکلنے کا اتفاق ہو تو اس
صورت میں ہرگز مناسب نہیں ہے کہ ان دونوں جگہوں (مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ) کے سوا
کہیں اور کا قصد کیا جائے۔ آپ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اگر اوسٹم کم ہے۔ آپ اللہ کے
ادب پر توکل کریں۔ اُمی پر سجدہ و سار بکھیں اور تمام کاموں کو اُمی کے سپرد کر دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ہے؟ اے ہلاک طار، غریب کر اور غش واسے کی طرف سے تلخی و قحط کا خوف مت کر۔
ہو حال وطن کی طرف نہ نوجھنے کے عام کو آپ نماہ نہ کریں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ
آپ کو شرفِ صدر کر دے یا آپ کے اس مسئلے کے لیے کسی اور (مخلص) شخص کے
سینہ کو کھول دے۔ الحمد للہ اولاً و آخراً

مکتوب

﴿۳﴾

خواجہ نور اللہ کشمیریؒ

کے نام

عزیز القدر برادرِ خواجہ نور اللہ — اللہ تعالیٰ اُن کو اپنی مرضیات کے نور سے سنوارے اور روشن کرے۔

اس فقیر کی طرف سے سلامِ محبت و التیام مطالعہ کریں۔

آپ کے کئی خطوط پہنچے، اور وہ چونکہ آپ کی صحت و عافیت کی اطلاع دینے والے تھے، اس لیے اللہ کا شکر ادا کیا گیا —

ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ اپنے نفس کو کسی کام میں مشغول رکھ، اس سے پہلے کہ نفس تجھ کو کسی چیز میں مشغول کر دے۔“

تمام اوقات میں علم و صوفیہ کی ملاقات سے، اور ایسے بزرگوں کی کڑبوں کے مطالبے سے جو علم ظاہری و باطنی کے جامع تھے، اپنے آپ کو علیحدہ نہیں رکھنا چاہیے اور اپنے اوقات میں ایک فرصت ڈھونڈنی چاہیے، جس میں اپنے آپ کو ذکر کے اندر مشغول رکھیں۔

والسلام والاکرام

شاہ محمد عاشق پھلتی

کے نام

(ترجمہ عربی سے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ثابت ہیں جو منہم حقیقی ہے، فضیلت بخشنے والا ہے اور کریم و متعال ہے۔ اُس کی تمام نعمتوں پر — مہمداُن نعمتوں کے آپ کی سلامتی بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عافیت کو دائم رکھے اور اپنے فضل سے آپ کی دلی تمناؤں اور مقاصد کو پورا فرمائے بلکہ اُن تمناؤں کو بھی پورا فرمائے جو قلب بشر پر نہیں گزریں — اور اللہ کے نزدیک یہ بات کچھ مشکل نہیں —

ایک مدت کے بعد آپ کا خط پہونچا۔ آپ جہاں بھی رہیں ہم دعاؤں کے لحاظ سے، آپ کے ساتھ ہیں — اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ —

(ترجمہ مصرعہ عربی) جہاں وہ ہیں، وہاں ہم ہیں۔ جہاں ہم ہیں وہاں وہ ہیں! اللہ تعالیٰ نے اِن آیات میں ہمارے لیے مقدمہ کیا ہے کہ ہم کتاب قرۃ العینین فی تفضیل شیخین کو موقع و مقام کے مناسب بسط و تفصیل کے ساتھ لکھیں، اور اُس کے پانچ جزو مکمل ہو گئے ہیں۔ اندازہ یہ ہے کہ یہ کتاب دس جزو کے قریب —

ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کی تحریر پر پوری پوری ہمت عطا کر کے ہمارے اُوپر احسان فرمایا ہے اور اُس نے یہ بھی احسان کیا ہے کہ ہمیں ایسے علوم مناسبہ کا الہام فرمایا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس سچے طریقہ پر انتہام کی دعا کرتے ہیں۔

لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

برخوردار عبد الرحمن مہ اہل و عیال بخت و عاقبت (دہلی) پہنچ گئے اور ہم نے اُن کو اچھی طرح سے تعلیم و تلقین کر دی ہے۔ برخوردار مذکور نے مجھ سے کتاب افوز الکبیر کا کچھ حصہ پڑھا ہے۔ اُمید ہے کہ وہ اس کتاب کو اسی طرح اسبھا سبھا پڑھتا رہے گا اور بالآخر اس کو ختم کر لے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

واستدہم

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

(ترجمہ عربی سے)

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر برادر میاں محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔
 فیکر دلی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام مودت انتظام کے بعد مطابقت کریں۔
 عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس کے فضل سے التجا ہے کہ وہ ہمیں
 اور آپ کو مقعد صدق میں اپنے نزدیک جمع کرے اس حال میں کہ
 ہم نور بیست قاجر سے قریب ہوں اور اُس میں گھرے ہوئے ہوں۔ اپنے نفسوں سے
 فانی ہوں وہ اس نور کے سامنے باقی ہوں۔ اس مقام پر ایسا بیست ہو جس کے بعد
 قہقہ کی کیفیت نہ ہو اور ایسا وصل ہو کہ کوئی فضل یا جہدائی اُس کو محذوشت و مقطوع
 نہ کرے۔ آمین آمین آمین !

شاہ محمد عاشق پھلتی^{۲۷} کے نام

(بعض شبہات کے جوابات)

عزیز القدر، حقائق و معارف آگاہ برادر میاں محمد عاشق سلمہ اللہ۔

فیقر ولی اللہ غنی غنہ کی جانب سے بعد سلام محبت مشام مطالعہ کریں۔

آپ کا مسئلہ خط پہنچا۔ آپ نے لکھا تھا: ایک شخص سوال کرتا ہے کہ صحیح بخاری میں مرقوم ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے (حضرت صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ کے اندر) اولاً دعویٰ میراث کیا اور اُس کے بعد یہہہ کا دعویٰ کیا۔ کتاب فصل الخطاب میں لکھا ہوا ہے کہ دعویٰ یہہہ بالکل ثابت نہیں ہے۔ اس بارے میں صحیح کیا ہے؟

جاننا چاہیے کہ صحیح بخاری میں دعویٰ یہہہ کا بالکل ذکر نہیں ہے اور جو نفس الخطاب میں لکھا ہوا ہے وہی صحیح ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ ہاں امام راوی نے متاخرین معتمد کی طرف سے چند شبہات اپنی کتاب اربعین میں نقل کیے ہیں اور وہ ان شبہات کے جوابات کے درپے ہوئے ہیں۔ بخلاف اُن کے قصہ یہہہ بھی ہے۔ امام راوی کی عادت یہ ہے کہ شبہات کے جواب میں جلدی کرتے ہیں بغیر اس کے کہ کتبہ حدیث سے اُن کی تصحیح کر لیں۔ قاضی بیضاوی^{۲۸} اور قاضی غضنفر نے

فصل الخطاب مؤلف خواجہ محمد پارسا

بھی مستند ہیہ میں معتزلہ کے تمام شہادت اور اُن کے جوابات اپنی اپنی کتابوں میں بغیر تحقیق کے من و عن نقل کر دیے ہیں۔ حق وہ ہے جو لکھا گیا۔ یعنی ہیہ بخاری میں مذکور نہیں ہے) آپ نے یہ بھی لکھا تھا کہ حدیث :

إِنِّي تَرَكْتُ فَيْكُمْ مَا إِنِ اخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا الخ

”میں نے تمہارے اندر ایک ایسی چیز چھوڑ دی ہے کہ اگر تم اُس کو اپنالو تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔“

کی توجیہ کیا ہے ؟

جاننا چاہیے کہ یہاں پر ’اخذ‘ سے مراد اہل بیت کی تعظیم و توقیر اور اُن کے حق میں ترک طعن ہے و لَنْ تَضِلُّوا حَتَّى يَرُدَّ عَنْهُ الْعَوَضُ کے معنی یہ ہیں کہ محبتِ اہل بیت کا واجب ہونا قرآن سے مُتَقَوِّن و مُتَقَلِّ ہے۔ جب تک کہ عمل بالقرآن واجب ہے، محبتِ اہل بیت بھی واجب ہے، اور جو عمل کو ترک کی حاضی کے وقت ہوگا جس طرح قرآن پر عمل کرنے سے منفعتیں دیکھیں گے، اُسی طرح محبتِ اہل بیت سے بھی ثواب دیکھیں گے۔ یہ حدیث جس سبب سے وارد ہوئی ہے، وہ بھی اسی معنی پر دلالت کرتا ہے۔ چند دوسری حدیثوں میں بھی یہ مضمونِ مشابہت موجود ہے۔ بندے نے اس بحث کو کتاب قرۃ العینین میں لکھا ہے۔ اسی وجہ سے اس کی تحقیق میں یہاں طویل نہیں دیا گیا۔

شاہ محمد عاشق بھٹتیؒ کے نام

تقریظ بر شرح الاعتصام

(ترجمہ عربی سے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين و الصلوة و السلام الاتقان و الاكملان
على سيد المرسلين محمد و آله و صحبه اجمعين -

بعد حمد و صلوة کے — مبارک ہو ہمارے صالح اور فلاح یاب بھائی کو جنہیں
اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بہت سے بندوں پر فضیلت دی ہے، اور جن کا نام محمد عاشق ہے۔ اللہ تعالیٰ
قلب کو قدیم اور جدید علوم سے پُر کر دیا ہے، اور جن کا نام محمد عاشق ہے۔ اللہ تعالیٰ
نے اُن کو کمالات کی بندیوں پر فائز کر دیا، اور اُن کو ایسی عظیم و کثیر خوبیوں سے
مالا مال کر دیا، جن کو زبانیں بیان نہیں کر سکتیں۔ ان خوبیوں میں سب سے بڑی
خوبی وہ ہے جو اللہ نے اس رسالہ شرح الاعتصام میں آپ کے اوپر کھولی ہے۔
یعنی یہ کہ مفصل کی تشریح اور مجمل کی تفصیل کی ہے۔ پوشیدہ رموز کو بیان
کیا ہے، اور پردہ میں چھپے ہوئے اسرار کو کھولا ہے۔ میں نے مذکورہ کتاب
کا شروع سے آخر تک مطالعہ کیا ہے۔ میں نے اُس کو معانی کے لحاظ سے
صحیح اور بنیادوں کے اعتبار سے قوی پایا ہے۔ پس اس کتاب میں اور اس
جیسی کتابوں میں متنافسون (یعنی مسابقت کرنے والوں) کو تنافس (مسابقت)

کرنا چاہیے اور قاصدوں (قصد کرنے والوں) کو اس جیسی کتاب (کے لکھنے کا) قصد کرنا چاہیے۔ اس کتاب کے بارے میں میں نے چند اشعار لکھے ہیں :-

(۱) ترجمہ اشعار عربی: مبارکباد آپ کو اس کتاب کے حق کو پورا پورا ادا کرنے اور اس میں غور و فکر، تحقیق و تفتیش اور فہم و فکر کرنے پر۔

(۲) آپ کی بحث علوم کے ہتر کرنے اور کھولنے میں اور آپ کی نظم پر سب قسم قسم کے جواہرات اور موتی ہیں۔

(۳) آپ کا رمزِ خفی کو اُس کی جگہ سے لے اُچکنا، اور آپ کا ایسے سندھ میں غوطہ خنی اور غواہی کرنا جو بہت ہی زیادہ بحرِ زخا کہل نے کا مستحق ہے، یہ سب باتیں بھی قابلِ مبارکباد ہیں۔

(۴) پس وہ چیز اللہ ہی کے لیے ہے جو بڑے مقاصد سے آپ کو دی گئی ہے اور جو کچھ آپ کو عطا کیا گیا ہے عظیم فز و منزلت سے وہ بھی اللہ ہی کے لیے ہے۔ حمد اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے شرع میں بھی، آفر میں بھی، نئی ہر میں بھی باطن میں بھی۔

فیقری اللہ عفی عنہ

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

(ترجمہ عربی سے)

اللہ تعالیٰ ہمارے برادرِ صادق محمد عاشق کے ساتھ دنیا اور آخرت میں اچھا معاملہ کرے۔

اَمَّا بَعْدُ — ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں، اُس کی نعمتوں پر — اور اُس کی بارگاہ میں آپ کی عافیتِ تامہ کے لیے دعا کرتے ہیں۔

ہم آپ کے اُن مکتائیب کے انتظار میں رہتے ہیں جو آپ کی خبروں پر مشتق ہوں، اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور آپ کو مکانِ مُقَدِّمِ بَدَن میں جمع کرے — وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ

مکتوب

﴿۹﴾

شاہ عبید اللہ پھلپتیؒ

کے نام

گرامی خدمت مشفق مہربان، اعتضادی و استظہاری ماموں جیو دجی، سلمہ اللہ تعالیٰ
 فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد گزارش ہے کہ آپ کا عنایت نامہ
 پہنچا، اور وہ دعائیں جو عبد العزیز کے باپوں میں تحریر فرمائی تھیں، معلوم ہوئیں۔
 اللہ تعالیٰ اس عنایت فرماے گرامی قدر کے نفس نفیس کی برکت سے
 عبد العزیز کو اور بر خوردار محمد کو صحت و سلامتی کے اندر رکھ کر جو کچھ مناسب اور
 بہتر ہو اپنی مرضیات کے ساتھ عنایت فرمائے۔

والسلام

۱۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ

۲۔ صاحبزادہ شاہ ولی اللہ دہلویؒ جو زوجہ اولیٰ کے بطن سے تھے۔

مکتوب

۹۱۰۵

شاہ عبید اللہ پھلتی کے نام

اُن کے چھوٹے بھائی شیخ حبیب اللہ قدس سرہ کی تعزیت میں

بجرامی خدمت مشفق مہربان، اعتقادی و استظہاری ماموں بیو (جی) مولا اللہ تعالیٰ
فیروز اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد سلام گزارش ہے کہ ماموں صاحب موم
منفور (شیخ حبیب اللہ) کے ہوناک واقعہ (وفات) کی خبر پہنچی۔ جس نے ایسے
بمردوں سے دنیا کے خالی ہو جانے پر غم و الم کے علاوہ، تمام گزشتہ دور کے غموں
کی یاد کو تازہ کر دیا۔ انا لله وانا الیہ راجعون (بہم اللہ ہی کے ہیں)۔
اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آن مشفق مہربان کی ذات اقدس کو سلامت رکھ کر اور ظاہری و باطنی
انفادیت کو روز بروز بڑھا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے آل و اصحاب کے
حفیل میں غم و الم سے تسکین فرمائے۔

شاہ محمد عاشق پھلتی^۷ کے نام

(سوالات کے جوابات)

حقائق و معارف ۳ نگاہِ برابر عظیمیاں محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ بعد از سلامِ محبت
منشأً مطالعہ کریں۔

رقیہ کریمہ بہو بچاؤ چند سوالوں پر مشتمل خطا۔ آپ نے بھی خطا کہ ایک شخص ہوتا ہے
کہ اُس کو احوال و واقعات عجیبہ پیش آتے ہیں، لیکن اُن کا۔ نہ اُس پر حقیقت و تیغ نہیں
ہوتا ہے لیکن ہر واقعہ احوال و معرفت جس کو کوئی شخص اُس پر پیش کرتا ہے وہ اُس
کا بھید اور مانہ پاتا ہے، اور اُس کو اُن معانی سے ایسی عمدت اور بُروقت حاصل ہوتی
ہے کہ صاحبِ واقعات و احوال کو اُن ارادے کے مطلع ہونے سے پہلے اُس ترن کی نیند کے
حاصل نہیں ہوتی۔ پس ان دونوں میں فضل کون ہے؟

(اس کا جواب یہ ہے کہ، اُن دونوں شخصوں کے اختلاف کا سبب یہ ہے کہ
اُن میں سے پہلا شخص قواسمِ حبیب بہت تیز و کثا ہے اور دوسرا قواسمِ عمید بہت زیادہ
رکتا ہے۔ جب کوئی شخص خدا سے تعالیٰ کی جانب متوجہ ہوا اور برکاتِ غیبیہ اُس پر
نازل ہوئیں تو (توت علیہ و عمید میں سے) اُسی توت نے جو اُس کی اصلِ فطرت
میں زیادہ قوی و توانا تھی پیش دستی کی۔

نفسِ ناطقہ میں دو قوتیں ودیعت کی گئی ہیں۔

(۱) قوتِ ہیولانیہ۔ جو اُس کے علم کی جانب میں پوشیدہ و مُصنّف ہے اور اُس کی صفت ”اَلتَّوَانِ مَعْقُولَات“ سے رنگا رنگ طریقہ پر ظاہر ہوتا ہے۔

(۲) قوتِ ہیولانیہ۔ جو اُس کے عمل کی جانب میں پوشیدہ ہے اور اُس کی صفت ”اَلتَّوَانِ اَحْوَال“ کا گونا گوں طریقہ سے ظاہر ہوتا ہے۔

ات سب باتوں کی اصل یہ ہے کہ جب نفسِ کُلیّہ، نفسِ جزئیہ ہو گیا تو نفسِ کُلیّہ کی ہیولانیت اُس کے طریقہ پر اُس کی دونوں طرفوں (جانبوں) میں جاری ہو گئی۔ اِس اعتبار سے قدیم حکیموں میں جس نے بھی کہا ہے ”صحیح کہا ہے کہ نفسِ ناطقہ جس مَعْقُول کی طرف متوجہ ہوتی ہے، اُس مَعْقُول کا ”عین“ ہو جاتی ہے۔ اُس کہنے والے کی غرض یہ ہے کہ جس طرح ”مادّہ“ کو کہا جاسکتا ہے کہ پانی ہو گیا اور ہوا ہو گیا۔ ایسے ہی نفسِ ناطقہ کو بھی اُس کے طرفینِ ہیولانیت کے اعتبار سے کہا جاسکتا ہے کہ عینِ مَعْقُول یا ”عینِ حال“ ہو گیا اور اِس جگہ ”عینیت“ یہی معنی رکھتی ہے۔ اور آپ نے یہ جو چاہے کہ ان دونوں شخصوں میں افضل کون ہے؟ تو اِس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ اِس لیے کہ تفضیل باعتبار ایک قوت کے کہی جاسکتی ہے نہ کہ دو متباین و متضاد قوتوں کے اعتبار سے۔ مثلاً یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ پتھر بھاری پن میں گلاب کے خوشبو دار پتھوں سے افضل ہے۔ (یعنی پتھر کے بھاری پن اور گلاب کی خوشبو کا موازنہ نہیں کیا جاتا ہے۔ آپ کا یہ قول کہ مذکورہ ترجمہ قرآن مجید کے اشار میں شارعِ عبید مستد کی بعض احادیث کے اسرار کی وجہ سے بڑا اطمینان حاصل ہوتا ہے اور یک ایسی مُضَنک اور ایسا یقین پیدا ہوتا ہے کہ جس میں ”اَحْوَالِ نَفِیْض“ سنیل ہوتا —

الحمد لله و المنة یہ حقیقت اِس فقیر کے نزدیک وہ ہے جس کو ”اولیٰ الاحادیث کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے“ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے (سورہ یوسف) میں

فرمایا ہے :

وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْآحَادِيثِ [یوسف ۶]

” اللہ تعالیٰ تم کو تاویل الاحادیث (تعبیر خواب) کا علم دے گا۔“

آپ نے لکھا ہے چنانچہ ایک دن (اس فقیر کے دل پر) ظاہر بھی ہوا کہ قیامت کا ظہور عالم کون و مکان کے حازم میں سے ہے، اس لیے کہ عالم ۳۰ شمارِ مطلقہ اور احکامِ متبائنہ کے ظہور کا مقام ہے، اور ظہورِ قیامت کی گھڑی پر اللہ تعالیٰ کے سوا کہ جس کا علم ازل و ابد کو محیط ہے کسی اور کا مطلق نہ ہونا، خواہ وہ کوئی بھی ہو، لزوم عقلی کے طور پر لازم ہے۔ حق یہ ہے کہ قیامت کا ہونا اس عالم دنیا کے لیے لازمی ہے۔

اس مسئلہ کا راز یہ ہے کہ شخص اکبر کا مادہ جو کہ نفسِ کبیدہ ہے جب تک کہ کسی صورت فیضان کے قابل نہیں ہوتا ہے، وہ اس صورت پر ابدار میں متعلق نہیں ہوتا ہے۔ اس مادہ مطلقہ نے سب سے پہلے جو چیز قبول کی وہ ذاتِ بخت کی صورت ہے، اور اُس کا لازم ہونا بطریقِ وجوب ہے۔ اس کے بعد اُس صورت کی شرط کے ساتھ ایک چیز دوسری چیز کے بعد ظاہر ہونا شروع ہو گئی۔ یہاں تک کہ اشخاصِ کائناتِ فاسدہ کی تربت پہنچ گئی۔

ان ہی اشخاصِ فاسدہ سے ایسی ہیئت و شکل نمودار ہوئی کہ عالمِ مثال و برزخ میں عقوبات و آفات کے اخاضہ کا سبب ہو گئی۔ یہ عقوبات، آفات اور نامہِ جنیات سب کے سب ایک بگولہ بن کر اُٹھے ہیں، اور انہوں نے عالمِ مثال میں بڑی صورت پیدا کر لی ہے۔ وہ صورت پھر نیچے اُتری اور اُس سے شدید شر نمودار ہوا اور اس طرح سے دور ہوتا رہا یہاں تک کہ ہلاکتِ عام فائض ہو گئی، اور ان تغیرات میں ہر حیثیتِ سابقہ بعد حیثیتِ لاحقہ کے ہے۔

یہ نے یہ بھی لکھا تھا کہ دوسری بات یہ واضح ہوئی کہ اس عالمِ ناسوت کی

اشیاء کے عدم بقار کا راز یہ ہے کہ یہ عالم ہر شے کے تعین و تشخص کا مقام ہے اور جو اس عالم سے اوپر ہے، وہ اس عالم کی بہ نسبت ایک قسم کا اطلاق رکھتا ہے۔ جب ہر ظاہر اپنی اصل کے اعتبار سے تقاضائے اطلاق اپنی ذات میں رکھتا ہے اور اس تعین و تشخص کے ختم اور دور کرنے کا حریص و طالب ہے، تو یقیناً طور پر اس عالم ناموس کی صورت کا زوال و انعدام لازم ہے۔

جواہر تحریر ہے کہ درحقیقت اس عالم دنیا کے حقائق اور اُس عالم آخرت کے حقائق سب کے سب ہیولائے عالم یعنی نفسِ کلید میں متعین ہو گئے ہیں۔ اس کے باوجود عالم آخرت یعنی ”معنی متاثر“ کے مقابلے میں ”معنی مؤثر“ زیادہ قوی ہیں۔ اس عالم ناموس کے برعکس نفسِ ناطقہ جب تک مؤثر کی طرف مائل نہ ہوگا، مہذب نہ ہوگا۔ اس لیے معنی کو کی قوت کے سبب سے نفسِ ناطقہ کا کمال، صورتِ ذاتِ بحث اور اُس سے جو قرب کرے اُس کی طرف رغبت و میلان کرنا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں اسی راز کی طرف اشارہ ہے کہ :

”اے اللہ! مجھے عطا فرما اپنی محبت اور اُس شخص کی محبت

جو تجھ سے محبت کرے، اور ایسے عمل کی محبت جو مجھے تیری محبت سے

قرب کر دے!“

اس کو خوب ذہن نشین کر لیں۔

حمد ہے اللہ کی شروعات میں بھی، آخر میں بھی، ظاہر میں بھی، باطن میں بھی۔

میر رحمت اللہ نگلویؒ کے نام

قید خانے سے آئے ہوئے اُن کے خط کا جواب

برادرِ میر رحمت اللہ سلام کے بعد مخاطبہ کریں۔

مہارارقمہ پہنچا۔ عزیزِ زمن! تم قید کو مصیبت جانتے ہو لیکن درحقیقت وہ ایک نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مہارے حال کو ملاحظہ کیا کہ تمہاری توجہ اُس کی جانب حالتِ خلاصی و رہائی میں جیسی ہونی چاہیے، ویسی نہیں ہوتی اور زمینداری کی وجہ سے ایسے معاملات رونما ہوتے ہیں جو اللہ کے پسندیدہ نہیں۔

اب تم بچی نیت کر لو کہ جب قید سے رہا ہو جاؤ گے تو ان ناپسندیدہ خدا کا مون کے قریب بھی نہ پھٹو گے۔ تم نفل کے طور پر جو ایک سو پچاس روکتیں پڑھتے ہو بہت خوب ہیں۔ بعض اوقات میں ایک ہزار مہار قید درود شریف حضورِ دل اور ۳ خطباتِ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصورِ مبارک کے ساتھ پڑھ لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ کوئی بیٹھہ غیبیہ بھیجے گا۔

تم نے اپنے حال کے مطابق کوئی وصیت و نصیحت، طلب کی تھی۔ اس سے بہتر کوئی نصیحت نہیں کہ تم اپنے آپ کو مودہ خیال کرو تا کہ دنیا سے پوری طرح خلاصی پاؤ اور اس بات کو ایک نعمت سمجھو۔ چنانچہ بزرگوں کا مقولہ ہے کہ ”مرنے سے پہلے مرؤ“ اس کے بعد یہ نصیحت ہے کہ (ذکر) نفی و اثبات حضورِ تمام کے ساتھ کرو اور یہ خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا میرا کوئی مقصود و مطلوب نہیں ہے۔

میر رحمت اللہ نگلوئی کے نام

صلاح آنا، میر رحمت اللہ، فقیر ولی اللہ کی طرف سے بعد از سلام مطالبہ کریں۔
 متہارا خط چند ضروری مسألوں کے استفسار میں پہنچا۔ راہ ترقی یہی ہے کہ ہمیشہ
 عجز و انکسار کی صفت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جانب منتظر رہا جائے اور اللہ کے ماسوا ب
 چیزوں کو ترک کرنے کے ساتھ ساتھ اسی طرز کی پابندی کی جائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ترقیات
 واقع ہوں گی۔

تم نے یہ جو کچھا تھا کہ عالم بشکل خواب فہم میں آتا ہے تو یہ بات صحیح ہے اور یہ تو جیسہ
 معافی کی ابتداء ہے۔ پھر کیوں کہتے ہو کہ ترقی نہیں ہے؟ یہ علم اگر اپنے کماں کے ساتھ ہو تو
 ترقی ہی ترقی ہے۔

تم نے (قید خانے میں، کھانے پینے کے متعلق سوال کیا تھا۔ اس حالت قید میں جو کچھ نہیں
 پہنچے، اُن اقسام میں سے جن کو تم نے کھا تھا، مہا سہ حق میں یقیناً حلال ہے۔ اس لیے
 کہ تم مضطر ہو اور بے بس ہو۔ اس واسطے میں دل کو پریشان اور مشغول نہ رکھو۔
 کم کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن تدریجاً آہستہ آہستہ کھانے میں کمی کرو۔
 اس حد تک کہ (کم خوری) زیادہ ضعف پیدا نہ کرے۔

والسلام

مکتوب

۱۴۱۲ھ

میر رحمت اللہ نگلویؒ کے نام

تم نے دکھا تھا کہ انتظار تو اُس وقت متصور و متحقق ہوتا ہے جبکہ غیبت اور عدم حضور ہو۔ لیکن حضوری کی حالت میں انتظار کس طرح کا ہو گا؟ جاننا چاہیے کہ مطلوب یہ ہے کہ عجز و انکسار کے طور پر مبداء حقیقی کی طرف نفس کا میدان ہو، اور انتظار سے مراد یہی معنی نہیں۔

چاہیے کہ دل کی آنکھ حضرت مبداء حقیقی کی جانب ہے، اور غفلت کو اپنی طرف راستہ نہ دیا جائے۔ جس طرح سے بھی میسر ہو، خواہ انتظار کی شکل میں خواہ ”یافت“ کی شکل میں۔ اس اختلافِ احوال (یعنی انتظار و یافت) کے حالات کو نسبتِ بیگانگی کی اصل و حقیقت میں کوئی تاثر و دخل نہیں ہے۔

والسلام

مکتوب

﴿۱۵﴾

شاہ محمد عاشق پھلپتیؒ کے نام (ترجمہ عربی سے)

اللہ تعالیٰ آپ کو معارج کمال پر چڑھائے اور حقائقِ جہاں و جہاں کے اُس مقام تک پہنچائے کہ جس کا انسانی عقول احاطہ نہ کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو "مُعْتَبِرٌ صِدْقٌ" میں "بَلِیْکِ مُقْتَدِرٌ" کے نزدیک جمع کرے، اور ہم ساری آنکھوں کو اُن نعمتوں سے بخندہ کرے جو قائم اور پایدار ہوں اور جو ختم ہونے والی نہ ہوں، دشوار و مُتَعَذِّرٌ بھی نہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اُس کی نعمتوں پر اور اُس سے کرم مزید کا سوال ہے۔
والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

شاہ محمد عاشقؒ پھلتی کے نام

(ترجمہ عربی سے)

تفائق و معارف آگاہ، برادر عزیز میاں محمد عاشق سلمہ اللہ۔
فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام محبت و التیام کے بعد مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، اور اُس سے دعا ہے کہ وہ ہمارے
اور آپ کے لیے عافیت کو دائم و برقرار رکھے، اور ہمارا اور آپ کا انجام ایسا کرے
جو آنکھوں کی ٹھنڈک ہو اور حظیرۃ اللہ میں لذتِ عظیمہ من جائے۔
بعد حمد و دعا کے واضح ہو کہ بیشک اللہ تعالیٰ کا ایک سرِ عظیم ہے۔ اُس کی
مخلوق کے اندر — اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابِ محکم کے اندر اس (سرِ عظیم) کی طرف،
اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے :

يَفْعُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ وَ يُعْزِزُ اَمَّ الْكِتَابِ [الرعد ۲۹]

(اللہ محو کر دیتا ہے جو چاہتا ہے اور ثابت رکھتا ہے۔ جو چاہتا ہے اور

اُس کے پاس "اُمّ الکتاب" ہے۔)

بے شک اُن چیزوں میں سے جن کو اللہ نے ثابت کیا ہے، بعد اس کے کہ

ثابت نہیں تھیں، ایک شخص کی عمر میں زیادتی بھی ہے۔ (ایک شخص سے مراد یہاں خود ہیں) کہ جس کی بقا کے ساتھ عنایتِ تشریفہ متعلق ہوئی ہے۔ میں نے بعض علوتوں میں اس بھید کا آپ سے تذکرہ بھی کیا ہے۔ لیکن اس وقت یہ کہنا مقصود ہے کہ زیادتی کی کوئی مقدار متعین نہیں ہے، اُبید ہے کہ اس زیادتی کی ایک خاص شان (حیثیت) ہو، اس عنایتِ خاصہ کی دوسے — چونکہ تفصیل کی اجازت نہیں ملی ہے۔ اسی لیے ہم نے اس سے زیادہ نہیں بتایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ حقائقِ اُمور کو خوب جانتا ہے۔

مکتوب

﴿۱۷﴾

شاہ محمّد عاشق پھلتی^۷ کے نام

(ترجمہ عربی سے)

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور ہم اُس کی درگاہ میں اپنے اور آپ کے لیے دائمی عافیت کی دُعا کرتے ہیں۔ نیز ہم اللہ تعالیٰ سے بڑی نعمتوں اور تحفہ اللہ کے اندہ اُس کے چہرے کی طرف نظر کر کے لذت حاصل کرنے کا سوال کرتے ہیں۔ ہم اس سے یہ بھی درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمارے نفسوں میں اور آپ سے نفسوں میں، ہماری اولاد میں، اور آپ کی اولاد میں برکت عطا فرمائے اور اس برکت کو عام کر کے ہمارے تمام اصحاب و احباب کو شام کرے۔

امین یا رب العالمین

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

حدیث تہلیل و تسبیح کے معانی کے اظہار میں

(مترجمہ عربی سے)

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ اچھا معاملہ کرے اور آپ کو فوق افق تک پہنچائے۔
 آج آپ کا خط پہنچا۔ اس میں آپ نے دریافت کیا ہے کہ آں حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے مطابق کہ جس شخص نے صبح و شام تسو مرتبہ
 سبحان اللہ کہا وہ اُس شخص کے مانند ہے جس نے سو حج کیے اور جس نے صبح و شام
 سو سومر تہ الحمد اللہ کہا، اُس شخص کی مثال اُس شخص کی سی ہے جس نے اللہ کے راستے
 میں سو گھوڑوں پر زہادین کو بٹھایا ہو۔ یا یہ فرمایا کہ وہ اُس شخص کے مانند ہے جس نے
 سو جہاد کیے ہوں۔ اور جس شخص نے لَإِنَّا لِلّٰہِ اللّٰہُ کہا۔ سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام
 وہ ایسا ہے، جیسا وہ شخص جس نے اولاد حضرت اسمعیلؑ میں سے سو غلام آزاد کیے
 ہوں اور جس شخص نے سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام اللہ اکبر کہا اُس سے زیادہ
 کوئی شخص بھی نیکی لے کر نہیں آتا۔ لیکن وہ شخص مستثنیٰ ہے جس نے وہی کلمات کہے
 ہوں جو اُس نے کہے یا اُس سے زیادہ کلمات کہے ہوں۔ ان کلمات مذکورہ میں سے ہر
 ہر کلمہ کے لیے ایک ایسی فضیلت کی تفصیل جو دوسرے کلمے میں نہیں ہے۔ اب
 میں اس کا راز بیان کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ تسبیح، تہلیل، و تسلیب سے مناسبت
 رکھتی ہے اور اسی لیے اس کو حج سے تشبیہ دی گئی ہے، کیوں کہ حج پچھلے تمام گناہوں

کو ختم کر دیتا ہے اور اس لیے بھی کہ ہاں تحقیق حج کے اندر اہل و عیال، مال اور وطنوں سے مفارقت ہوتی ہے اور مفارقت میں نقص و نفعی کے معانی میں سے ایک معنی رکھے ہوئے ہیں۔

الحمد للہ میں ثبوت سے مناسبت ہے، اس لیے خاتم کے جت کرنے سے تشبیہ دی گئی جو جہاد، اعلا بکلمۃ اللہ اور اثبات کلمۃ اللہ کے نتیجے میں حاصل ہوتی ہے اور تہلیل (لا اِلهَ الا اللہ کہنا) سے مقصود اشار کے راستے سے غیر اللہ کو ہٹانا ہے۔ اسی لیے اس کو غلاموں کے آزاد کرنے کے ساتھ تشبیہ دی گئی۔ کیوں کہ قلب کا کسی چیز سے ہر تعلق ایک حبس و قید و بند ہے۔ پس جبکہ اُس نے غیر کو اشار کے راستے سے ہٹا دیا تو اپنے غلاموں میں سے ایک غلام کو قید سے رہا کر دیا۔ گویا کہ اُس نے ایک غلام یا کئی غلام آزاد کر دیے۔ اپنے نفس میں ذکر کی تاثیر کے بقدر — تجبیر (اللہ اکبر کہنا) مرتبہ میں بلند می اور ارتفاع سے مناسبت رکھتی ہے۔ پس اس کا ثواب اور بدلہ اُس شخص کا اپنے امثال و اقربان میں امتیازِ تمام حاصل ہونا ہے۔ اور اُس کی عزت و منزلت کا اُس کے امثال و نظائر کے مرتبوں سے بلند ہونا ہے۔ اس بات کو غور سے پڑھیں۔ — الحمد لله اولاً و آخراً و ظاهراً و باطناً

شاہ محمد عاشق پھلتی ۛ کے نام

حضرت خواجہ بیرنگ (خواجہ باقی باللہ) قدس سرہ
کے ایک قول کی حقیقت کے بیان میں

الحمد لله و السلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد السلام احقائق و معارف آگاہ شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ مطالعہ کریں کہ آپ کا مکتوب بہت اُسلوب پہنچا۔ (اس میں آپ نے خواجہ بیرنگ، خواجہ باقی باللہ) قدس سرہ کے ایک قول کا راز معلوم کیا ہے (جو) کتاب اسرارہ میں منقول ہے کہ ”حضرت خواجہ بیرنگ“ مسجد فیروز میں تشریف لائے اور فرمایا کہ ”یہاں جو ہے ہر“ آتی ہے۔ شاید کسی شخص نے (عملیات میں سے) کوئی عمل پڑھا ہے۔ چنانچہ تحقیق کرنے کے بعد اُسی طرح ظاہر ہوا جیسا کہ حضرت والا نے واضح کیا تھا۔“

(جو اُبا خیر ہے کہ) اس میں شک نہیں کہ اللہ کی طرف توجہ کرنے والے بزرگ مختلف نسبتیں رکھتے ہیں۔ وہ نسبت جس کو اس طائفہ عالیہ (گردہ صوفیہ) نے اپنے قصد و ارادہ کا مُرتبی بنایا ہے، بے نشانی کی نسبت ہے۔ جب کہ نسبت علیہ کہ اُس سے مراد نورِ طہارت اور نورِ عبادت ہے، اُس نسبت بے نشانی کے مقابلے میں کوئی اعتبار نہیں رکھتی۔ جیسا کہ کتاب رِشحات میں بھی بہت سے قصے اس بات پر دلالت کرتے ہیں۔ نسبتِ دعوت و عملیات تو ایک کیفیتِ بطنیہ ہے جو بدرجہ اولیٰ نسبت

بے نشانی کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ دعوت و عملیات سے مقصود دنیوی مقاصد یعنی مال و جاہ کے واسطے ملائکہ سفلیہ کو مستخر کرنا ہے۔ اس لیے یہ نسبت دعوت و عملیات مرتبہ میں نسبت بے نشانی سے بہت ہی زیادہ پست ہوگی۔ اگر ہم اس کو بڑے بڑے سے تعبیر کر دیں تو کیا بعید ہے۔ یہ تو اس صورت میں ہے کہ جب کہ دعوت ملائکہ سفلیہ ہو۔ اگر خبیث جنوں کے مستخر کرنے کے لیے عمل کیا گیا ہے اور یہ مقصد اُس کے (عامل کے) نفس کے اندر جا گزیں ہو گیا ہے تو اگرچہ وہ بظاہر مسجد میں نشست و برخاست رکھتا ہو، اُس کے متعلق تو کوئی سوال اور اشکال وارد ہی نہیں ہوتا۔ (یعنی وہ تو بہت ہی پست درجہ ہے)۔

والسلام والاکرام

شاہ محمد عاشق کھلپتیؒ کے نام

شیخ اکبر محمد الدین ابن عربی قدس سرہ کے اقوال سے

متعلق چند سوالات کے جوابات

الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ السَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الذِّیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ السَّلَامُ عَزِیْزُ الْقَدْرِ بِرَادِمِ مُحَمَّدٍ عَاشِقِ سَلَامِ اللّٰہِ تَعَالٰی مَطَالَعُوْا کَرِیْم۔

آپ نے شیخ اکبرؒ کے رسالہ مَا یَعُوْلُ عَلَیْہِ وَلَا یَعُوْلُ عَلَیْہِہ میں مندرجہ چند اقوال کے اسرار سے متعلق استفسار کیا تھا۔ اگرچہ ان اقوال کی تشریح ایک تفصیل چاہتی ہے جس کی وقت میں تمنا پیش نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی یہ مقولہ پیش نظر ہے کہ اگر کُل کو نہ پایا جاسکے، تو کُل کو چھوڑا بھی نہ جائے۔

شیخ اکبرؒ کا قول ہے :

کُلُّ خُطَابٍ اِلَّا یُکُوْنُ مَعَهُ مُشَافَہَةٌ لَا یَعُوْلُ عَلَیْہِہِ وَلَا عَلٰی الْمَشَافَہَةِ

”ہر وہ خطاب الہی جو مشاہدہ کے ساتھ ہو تو نہ اُس خطاب پر اعتماد

کیا جاتا ہے اور نہ مشاہدہ پر۔“

فیقر جو کچھ اس قول سے سمجھتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ بات برزۂ ثانیۃ عجبی اعظم کی

نسبت سے ہے جو کہ صورتِ مثالیہ ہے اور یہ مشہور شعر اس صورتِ مثالیہ کے قال و حال کا مصداق ہے۔

تو از تمکین 'من از حیرت' نہ ایمائے نہ تقریرے

بدان ماند کہ ہم بزم است تصویرے بہ تصویرے

اے محبوب تو تمکین کی وجہ سے اشارہ و تقریر نہیں کر رہا اور میں حیرت کی وجہ سے اشارہ و تقریر نہیں کر رہا ہوں۔

اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک تصویر دوسری تصویر کی ہم بزم ہو اور آپس میں بات چیت نہ کر سکتی ہو۔

پس عارف کا حال بلحاظ اس 'بُروزہ' کے دو کیفیتوں سے باہر نہیں ہے۔ ایک "اتصال" کہ لطیفہ بہر اُس کے ادراک پر فائز ہوتا ہے اور لطیفہ روح اولاً "نوع الفت" اُس سے سونچ کر آخر اُس میں پٹ جاتا ہے اور اس 'بُروزہ' سے بٹ جاتا ہے۔ اس صورت میں اُس کی عقل اور قوی یقینی طور پر بے کار ہو جاتے ہیں اور خطاب جو کہ تو اسے غلبہ کا ایک شعبہ ہے گنجائش نہیں رکھتا۔

اور دوسری کیفیت 'اتصال' سے مہبوط و نزول کی معلوم ہوتی ہے۔ پس لطیفہ بہر اپنے سے ایک رنگ عقل کے حوالے کرتا ہے اور لطیفہ روح ایک 'اُنس' طبیعت کی طرف بھیجتا ہے۔ اس مقام کے اندر مخاطبات اور مکالمات ظہور پذیر ہوں گے اور ان مخاطبات سے مراد "احادیثِ نفسی" ہیں جو کہ ان ہی دونوں کیفیتوں سے پیدا ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر یہ "حدیثِ نفس" اُس کے دل میں آئے کہ اُس کا محبوب کبستا ہے کہ تو تیرا محبوب ہے اور عالم کون و مکان کا خلاصہ ہے اور اسی کی شل — اور اس جگہ اس کی گنجائش نہیں ہے کہ 'اتصال' ہو۔ اس لیے کہ اتصال حیرتِ محض کا نام ہے اور رنگین جو ناہے نہ کہ اور کچھ۔

ہوتے ہے، اور یہ ملکہ، ملکہ، شرگوئی و مبطغ گوئی سے زیادہ نہیں ہے، جب تک کہ اس میں دو شرطیں نہ پائی جائیں۔ جب یہ دو باتیں اس میں مقرون ہو گئیں تو حدیث نفس میں اہمیت اہمیت ہو گئی۔

شرط اول یہ ہے کہ یہ جانے کہ یہ بات اللہ کی طرف سے عطا کی ہوئی ہے۔
 شرط دوم یہ بات کی طرح سے — اور قوت فکر یہ کہ اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔
 اسی معنی کی طرف اشارہ کیا ہے شیخ اکبرؒ نے جہاں فرمایا ہے،

كل اعتبار لا يردك من الحق إليك الخ

دوسری شرط یہ ہے کہ یہ انتقال، ارباض حال، اتصال اور عدم یا اس کے مانند نہ ہو۔ اس لیے کہ جب حال آدمی پر وہ رہتا ہے تو اس شخص کے قواسم علیہ استقرار حال سے پسے واسے (حال) کا رنگ قبول کر لیتے ہیں، اور اسی حال کے موافق اس کی حدیث نفس ہو جاتی ہیں، اور یہ ”اعتبار“ نہیں ہے بلکہ ”ارباح حال“ ہے۔ ضرورت کے طور پر ایک حال نے نفس میں گزر کیا۔ جیسا کہ عادت بھوکا آدمی مزیدار کھانوں کی دل میں دل میں گھٹن کرنا ہے، اور پیاسے آدمی کی اکثر حدیث نفس مزیدار مشروبات کے بائے میں موقی ہے، اور وہ بے غرت کی حدیث نفس محسن سار کے بائے میں جاتی ہے، یا بی موت کی صورتوں میں جاتی ہے، مگر جنوں ہی بھوکے نے کھانا کھا لیا، اور پیاسے نے پانی پی لیا اور ناکتہ (غیر شادی شدہ) نکتہ (شادی شدہ) ہو گیا تو وہ تمام خطرات دور ہو گئے۔ ایسے ہی غضب اور تداوت وغیرہا بعض احادیث نفس کو جوش میں لے آتے ہیں۔ اسی طرح احوال اہمیت دونوں کو جنش دیتے ہیں، اور وہ حدیث نفس کے کھینچنے میں قوت کے مشابہ ہیں اور اس معاملہ میں بھی فکر کے مشابہ ہیں کہ اس کے وجود کا سبب امور عادت میں سے ایک امر ہے نہ کہ تعلیم الہی، قبیل سنی سے — اسی شرط کی طرف شیخ اکبرؒ نے اشارہ کیا ہے جب کہ انھوں نے کہا ہے،

كل اعتبار يُخرجك إلى الحق الخ
 جس کی تحریر فی الحال پیش آئی۔
 والسلام والاکرام

ملہ ارباض سے سختی سے بچو۔

شاہ محمد عاشق کھلپتیؒ کے نام

(بعض آیات قرآنی کی تحقیق میں)

(ترجمہ عربی سے)

حقائق و معارف بہ گاہ عزیز القدر برادرِ میاں محمد عاشق سلمہ اللہ —

فیقہِ دینی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں —

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کے فضل و کرم سے درخواست

ہے کہ وہ جماعے اور آپ کے لیے عافیت کو دائم رکھے۔ آمین۔

آپ اللہ تعالیٰ قرآن عظیم کی دوسو توں میں ابراہ اور مقرئین کے

درمیان فرق بیان فرماتا ہے،

سورة هل انتی (سورہ دہر) میں چشمہ کا فور اور چشمہ زنجبیل کو اصالتاً مقارئین کے

لیے مقرر فرماتا ہے، اور وہ شرابِ طہور کہ جس کی طوئی کا فور و زنجبیل (سوئچ) ہے۔ ابراہ

کو دیتا ہے۔ پھر سورہ مُطَفِّفِین میں چشمہ تسنیم کو اصالتاً مقارئین کے لیے مقرر فرماتا ہے

اور وہ شرابِ طہور جس کی طوئی تسنیم ہوگی، ابراہ کو دیتا ہے۔ تم جانتے ہو کہ اس میں کیا

بھیہ ہے؟

وہ ہے کہ جس میں غیبِ ظاہر ہو اور اس میں ایسا اُمرِ جلوہ گر ہو کہ جو 'ماکیف' سے مناسبت رکھتا ہو۔ جیسے کہ وہ غلات (نمکینی و خوبصورتی) جو مناسب اعضاء سے پیدا ہوتی ہے نہ کہ رنگ وغیرہ سے۔ یہ جزو جبروتی کی صورت ہے جو نفسِ ناطقہ کے باطنِ باطن میں رکھی گئی ہے۔ عالمِ جنان (جنتوں کے عالم) میں اللہ تعالیٰ کے طریقوں اور عبادتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہر وہ کمال جو نفس میں حاصل ہو اُس کی ایک مثال ہوتی ہے۔ ارتقاعات میں سے ہر نوع کے اندر 'پینے اور کھانے وغیرہ کی چیزوں میں سے۔

جب صورتِ کمال نورِ شراب میں ظاہر ہوئی تو واجب ہوا کہ قوتِ عقلیہ قوتِ عملیہ اور جزو جبروتی میں سے ہر ایک کے لیے ایک صورت قرار دے دی جائے۔ یہ اصل ہے جو ایسے عارف پر منکشف ہوئی جس نے ہر عمل کی جزاء کو جان لیا ہے۔ جب اعمال مُقررہ اور اعمالِ مُستدرہ میں سے ہر نوع کے لیے عالمِ ملکوت اور عالمِ شیطین کی طرف رجحان ہے اور عالمِ ملکوت کا مبداء قیاض کی طرف میلان ہے جو کہ اول سلسلہ وجود ہے اور عالمِ شیطین کو مبداء قیاض سے بہت زیادہ دوری ہے، ہر وہ چیز جس کو کسی چیز کی طرف میلانِ طبیعی ہوتا ہے وہ اُس چیز کے اندر مندرج (داخل) ہوتی ہے اس لیے ضروری ہے کہ اہلِ کمال کے لیے ایک کتاب ہو کہ جس میں اُن کے اسماء لکھے ہوئے ہوں۔ یعنی اس میں اُن کی صورتیں چھپی ہوئی ہوں۔ اس حیثیت سے کہ اُنہوں نے اللہ سے قریب کرنا اپنے اعمال کیے اور ضروری ہوا کہ یہ کتاب 'ملکوت' کے ایسے اعلیٰ مقام میں رکھی جائے جو جبروت سے علا ہو۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،

كَلَّا اِنَّ كِتَابَ الْاَبْرَارِ لَفِي عِلِّيْنِ ۝ و مَا اَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ ۝

کتابِ مرقوم ۝ بشہدہ المقربون ۝ [المطففين ۱۸-۲۱]

"بیشک ابرار کی کتاب علیین میں رکھی ہوئی ہے۔ اور اسے مخاطب

تجھے معلوم ہے کہ عیسین کیا ہے۔ ایسی کتاب جس میں ثواب لکھے ہوئے ہیں اور مقررہ لون کے سامنے رہتی ہے؟

یہ اس وجہ سے ہے کہ کتابت صورتِ اجمالی ہے، اُس چیز کی جو لکھی جائے، اور یہ بھی ضروری ہوا کہ فُجَّار کے لیے ایک کتاب ہو کہ اُس میں اُن کے اسماء لکھے ہوئے ہوں یعنی اُس میں اُن کی صورتیں چھپی ہوں۔ اس حیثیت سے کہ انھوں نے ایسے اعمال اختیار کیے جو اللہ اور جنت سے بعید کرنے والے ہیں۔ اس لیے ضروری ہوا کہ کتاب فُجَّارِ ظلمات کے آخری کنارے میں رکھی جائے جو کہ مبدِ فیاض سے انتہائی دُوری پر واقع ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سَجِينٍ ○ وَمَا دَرَكَ مَا سَجِينٍ ○
كِتَابٌ مَرْقُومٌ ○ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ○ [المعنفین ۶-۱۰]

”بہشت کتاب فُجَّارِ سمجین میں ہے اور اُسے مرقوم کتاب ہے کہ سمجین کیا ہے؟ ایسی کتاب کہ جس میں اعمال بد لکھے ہوئے ہیں۔ خرابی ہے اُس دن تکذیب کرنے والوں کے لیے،

اس معرفت کی ایک عظیم شان ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اُمید کرتے ہیں کہ وہ آپ پر یہ معرفت کھول دے گا اور آپ کے ائمہ کے واسطے اتنا ہی کافی ہے۔
والسلام

مکتوب

۶۲۲

شاہ محمد عاشق پھلتی^۲ کے نام

خواجہ محمد امین کشمیری کے ایک خواب کی تفسیر میں

تخلف و سواف آگاہ، عزیز القدر برادر میاں محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔

فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد مخاطبہ کریں۔

اپنی عاقبت پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور ہم اُس کی درگاہ میں اپنے لیے اور آپ

کے لیے خیر و عافیت کی دعا کرتے ہیں۔

آج بعد۔ خواجہ محمد امین نے ان دونوں آپ کے اور میاں نور اللہ کے بارے

میں ایک بڑی بشارت خواب دیکھا۔ اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ دونوں اور خواجہ محمد امین

ایک دلکشا میدان میں پہنچے ہیں کہ جس کا نام ”امام الحرمین“ ہے اور وہ آپ

کے دادا حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زمین ہے۔ میاں نور اللہ کے بعض

اسلاف بھی وہاں پر مدفون ہیں۔ اُس جگہ پر بڑی بڑی نعمتیں کہ جن کی کیفیت معلوم

ہو نہیں آپ دونوں کے لیے لائی گئی ہیں، اور میاں نور اللہ کے مقابلہ میں آپ کا حصہ

زیادہ ہے۔ خواب دیکھنے والا سمجھ رہا ہے کہ ان عظیم نعمتوں کی طرف آپ دونوں کی تخصیص

کاسبب صاحبِ بقعہ سے آپ دونوں کا انساب ہے۔ رابنیت کی جہت سے ربی

اولاد میں ہونے کے سبب سے) — خواب دیکھنے والے کے دل میں یہ بھی گزرتا ہے کہ اتنی کڑی نعمتیں تو فرزندوں کو دی جا رہی ہیں، دوسروں کو یہ بات کب میت آسکتی ہے۔ اس کے بعد صاحبِ روایاً (خواجہ محمد امین) نے میاں نور اللہ سے پوچھا کہ اس بعد کا امامِ ازمین کسے ساتھ موسوم ہوں کس وجہ سے ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہمارے بعض اجداد علی میں سے کوئی صاحبِ حج کو گئے تھے اور امامِ عجمین کے نام سے منقلب ہوئے تھے۔ جب وہ اس بعد میں مدفون ہوئے تو اس بعد کا نام بھی امامِ ازمین ہو گیا۔ اس کے بعد خواجہ محمد امین پیدا ہوئے اور اس خواب کی حلاوت اور محاسن اُن کے حواس پر اتنی اثر انداز ہوئی کہ وہ دیر تک بہت زیادہ خوش و خرم رہے۔ — یہاں خواجہ محمد امین کا کلام ختم ہوا۔

اس خواب کی تفسیر جو یہ ہے دل میں آتی ہے، وہ یہ ہے کہ امامِ ازمین سے مراد ارواحِ مقربین کی اجتماع گاہ ہے۔ آپ دونوں کو اس مقام سے حصہ دار پہنچا ہے اور یہ حصہ منویٰ فرزندگی کی بنا پر ہے۔ چاہے وہ معنوی فرزندگی نسبی فرزندگی سے ملی ہوئی ہو یا نہ ہو۔ —

معنوی فرزندگی کے یہ معنی ہیں کہ یہ شخص ابنِ ارواح کے فیض کا نشین ہو گا، اور وہ ارواح اُس کو عالمِ شہادت میں مثلِ خویش و اقربا کے جانتی ہیں۔ — وہ کعبہ سے مراد تجلّیِ اعظم ہے۔

یہ جو کہا گیا کہ بعض اجدادِ مجرب کو گئے تھے تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ تجلّیِ اعظم سے متصل ہوئے تھے، اور یہ جو کہا گیا کہ وہ اُس جگہ امامِ کچہرین کے نقب سے منقلب ہوئے تو اس سے مراد یہ ہے کہ تجلّیِ اعظم کے روبرو انھوں نے حظِ وافر پایا تھا۔ اور یہ جو کہا گیا کہ جب وہ اس جگہ مدفون ہوئے تو اس جگہ کا نام بھی امامِ ازمین قرار دیا۔ — اس سے مراد یہ ہے کہ اس اتصال کی وجہ سے جو اُن کی ارواح کے سیقت کو تجلّیِ اعظم کے ساتھ

ہے۔ ان کے اجساد و اجسام کو بھی ایک برکتِ غلیظہ حاصل ہو گئی۔

الغرض یہ رویاے صادقہ (سچا خواب) ہے، اور ان ارواح کی اویسیت سے نصیب وافر پانے پر دلالت کرتا ہے۔ اس طور پر کہ جس کو ہم نے معنوی فرزند ہی کے ساتھ موسوم کیا ہے۔

حمد اللہ ہی کے لیے ہے۔ شروع میں بھی آخر میں بھی، ظاہر میں بھی باطن میں بھی۔

بنام

شاہ محمد عاشق پھلتی

(شیخ آبر محمد الدین ابن عربی کے اقوال سے متعلق ایک سوال سے جواب میں)

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ اچھا معاملہ کرے اور اپنے فضل و کرم سے آپ کو یہ سہولت دے کہ جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے قلب پر اُس کا خیال گزرا۔

آپ نے اپنے خط میں شیخ اکبرؒ کے اس قول سے متعلق سوال کیا تھا۔

”كَلَّ حَسَدٌ لَا يَنْتِجُ هِمَّةً فَعَالَةً لَا يَعْوَلُ عَلَيْهِ —

(جو حسد محنت پیدا نہ کرے، اُس پر اعتماد نہیں کیا جاتا۔“)

اس کلمہ کے معنی یہ ہیں کہ کبھی عارف کے دل پر ایک قسم کا غضب اور حسد انتقام

جو کہ صورتِ حسد سے مشابہ ہوتا ہے انتقام کرتے ہیں، اور وہ سوراخ دار برتن کے مانند

ارادۃ الہیہ کا مظہر ہو جاتا ہے، اور یہ عارف اس موقع پر جو بہت اہلیتہ (ذرائع الہیہ)

میں سے ایک چارہ (یعنی ذریعہ) ہو جاتا ہے اور اُس شخص مخالف کے قتل و ہتک

عزت کی وجہ سے اُس عارف کا دامن آلودہ اور عیب دار نہیں ہوتا بلکہ یہ اُس کا

غایت درجہ کمال ہے۔ کبھی بعض ذہنوں پر تو اسے نفسانیت کی گندہ گاہ سے بغیر و

حسد کے جذبات و خواہشات جوش مارتے ہیں، اور وہ اُن کو دائیۃ الہیہ کی مشق

سمجھتا ہے اور غلطی میں پڑ جاتا ہے۔ شیخ اکبر محمد الدین ابن عربیؒ جو کہ ممکنات

میں سے ہیں، اس جگہ ایک اور قاعدہ بیان کرتے ہیں۔ تاکہ اس سے دونوں قسموں کے درمیان فرق کیا جاسکے۔

فرماتے ہیں کہ اگر حسد اور بغیرت کا جذبہ پیدا ہوا اور انتقام کی صورت خارج میں نہ پائی گئی تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ شخص اس جذبہ و داعیہ میں جوارح الہیہ میں سے جارح نہیں سمجھا۔ اور اگر صورت انتقام خارج میں متحقق ہو گئی لیکن احساس نہیں کیا کہ یہ اس کی ہمت کا کام ہے تو وہ بھی جوارح الہیہ میں سے جارح کی قبیل سے نہیں ہے بلکہ عالم ملکوت میں انتقام کی صورت متمثل ہوئی تھی۔ چونکہ اس کے نفس کی تہمتی صاف تھی اس لیے صورت تشدد کو مناسبات اور واقعات (خوابوں) کے رنگ میں اس لوح نفس نے قبول کر لیا۔

اگر اس کی عقل نے پیش قدمی کی تو وہ محض ایک خیال یا خواب ہوگا۔ اور اگر اس کے قلب نے ہمیشہ دستی کی تو ہمت انتقام کا داعیہ مقرر کرنا ظاہر ہوگا۔ وہ جوارح الہیہ میں سے جارح نہیں ہے۔ اگر احساس کیا جائے کہ اس کی ہمت ہمت عالم غرض میں اس نفس کی شکل و صورت بروئے کار لے آئی تو یہ جوارح الہیہ میں سے جارح ہے۔ یہ فرق بہت باریک ہے اور آپ کو اس میں غور و خوض کرنا ضروری ہے۔ آپ نے شیخ اکبرؒ کے اس قول سے متعلق بھی دریافت کیا۔

المكان اذا لم يكن مكانه لا يعول عليه

اس کلمے کے معنی یہ ہیں کہ اگر کسی (کم مرتبہ) شخص کو ایک بلند مقام کسی عارف کی توجہ کی وجہ سے یا اس عارف کی کیفیت نفسانہ کے انطباع و عکس کی وجہ سے اس (کم مرتبہ) شخص کے نفس کے اندر دے دیا جائے تو اس کیفیت پر اعتماد نہیں کرنا چاہیئے، اور اس شخص کو اس مقام کا مستحق نہیں شمار کرنا چاہیئے۔ مثال کے طور پر ایک شخص کسی درویش کے سامنے بیٹھا اور اس کو نوعیت کھٹی حاصل ہو گئی تو اس کو اہل غیبت میں سے نہیں کہا جاسکتا۔ جب تک کہ بغیر کسی شخص کی توجہ و توسط کے خود اپنے نفس ناطقہ

کے سبب سے یا اپنے عین ثانیہ کے سبب سے یہ معنی اُس کو حاصل نہ ہو جائیں۔ شیخ اکبرؒ کے ان دونوں قولوں کے معنی سے متعلق جو کچھ اس وقت ذہن میں تھا، یہی ہے۔ و العلم عند اللہ تعالیٰ اور علم اللہ تعالیٰ ہی کے نزدیک ہے۔ باقی یہ تحریر کرنا ہے کہ پورا سال اسی خیال میں گزر جاتا ہے کہ ہم رمضان کا چنڈ اپنے خاص اجاب کے ساتھ گزاریں اور سودگی حاصل کریں۔ بہر حال اپنے کو معاف نہیں کرنا چاہیئے۔ (یعنی اس میں پیری کوتاہی بھی ہے) اللہ تعالیٰ اس راستے کو سامان فرمائے گا۔ اُس کے فضل بے نہایت سے ہم یہی اُمید رکھتے ہیں۔

آپ سے مخاطبات اور مکاتبات کرنے سے دل کبھی سیر نہیں ہوتا، نہ ہو ابے اور نہ ہو لگ۔ لیکن ہم کیا کریں کہ ان اوقات میں قاصدوں کے (بہ عملت) جانے کا اتفاق عین تعصیبن سے درس کے وقت واقع ہوا۔ رت کو (قاصدوں) کے جانے کی خبر پہنچی، اور اُس وقت لکھنے کی رت نہیں پائی۔ اللہ تعالیٰ چھپے ہوئے اور کھسے ہوئے کو جاننا ہے۔

مذخورہ دریش عبد الرحمن کی شادی کا طے پانا مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نعمت ہائے ہر وہ و بارہ کو روز بروز زیادہ اور دوچند کرے۔ فقیہ کا ارادہ آپ کے دیکھنے کے واسطے تمام حالات میں برابر رہتا ہے۔ اگر اس قسم کی کوئی تعریب (شادی وغیرہ) رونما ہوئی تو وہ ارادہ زیادہ ٹوٹ نہ ہو جائے گا لیکن کیا کیا جاسکتا ہے۔ کبھی ہوائیں کشتیوں کی خواہش کے برخلاف بھی چلتی ہیں۔

آپ ہمارے احوالِ ظاہرہ کی تفصیل کو خوب جانتے ہیں۔ چنانچہ نا بہت ناگوار گزرتا ہے۔ ہم کو معذور رکھنا چاہیئے۔

لے یہ ابو حلیب الشیبی کے ایک مصرع کا ترجمہ ہے، پروردگار شہید ہے :

و ما کل ما یتمنئ المرء یندرکے

تجرى الريح بما لاتشتهي السفن

بنام

شیخ ابو طاہر گردی مدنی

(مد معتمد سے ارسال کیا گیا)

(ترجمہ مدنی سے)

ایسے سلاموں کے بعد کہ جن سے اخلاص کی خوشبوئیں برابر مہکتی اور پھینتی رہیں۔
اور ایسی دعاؤں کے ہمراہ کے بعد کہ جن سے قبولیت کی صبح و شام چلنے والی ہوا میں
جدا نہیں ہوتیں —

یہ عریضہ ایک "عبد ضعیف" کی طرف سے ہے جس کو بہترین سطف و کرم اور
بہت سی خوبیوں اور بھلائیوں والے نے اپنا غلام بنایا اور اس عظیم الحسن اور
عظیم الاحسان نے اپنا عاشق اور فریفتہ کر لیا —

(ترجمہ شعر عربی) "تم نے مجھ سے ملاطفت کر کے مجھ کو مجھ سے چھین لیا۔ میں
مہا سہ سوا کسی کو نہیں پہچانتا ہوں۔"

یہ عریضہ ایک ایسی شخصیت کی جناب میں ہے جس کے وصف کمال کو بیان
کرنے سے زبانیں اور تعبیریں قاصر ہیں، اور جس کے جہاں کی تعریف و توصیف کرنے
سے تمام اسالیب بیان اور ساری تہذیبیں تنگ ہو گئیں۔ پس جو شخص اس کی مدح
میں مبالغہ کرنے والا ہے، وہ محض عاجز اور گونگٹکا ہے، اور اس کی مدح میں کوتاہی کرنیوالا
نقصات میں سے والا ہے۔ (ترجمہ شعر عربی) اس کے اوصاف طرح طرح سے بیان

کرنے والوں پر ایک زمانہ گزر گیا اور اُس کے اندر وہ (غویاں) باقی رہیں جن کی تعریف نہیں کی جاسکتی۔ شیخنا و مخدومنا و قدوثننا و مولانا، اکرم و اعظم۔۔۔ اللہ تعالیٰ اُن کی زندگی کو پایدار کر کے علوم دین کی زندگی کو دائم و قائم اور اُنکی رونق کو باقی رکھے۔ اُن کی عمر دراز کر کے سارے حق کی چمک دمک اور خوبصورتی و سازگی کو ہمیشہ تروتازہ رکھے۔ اس کے بعد گزارش ہے کہ آپ کی توجہات عالیہ کا یہ محتاج اور آپ کی دعا سے مقبولہ پر اعتماد کرنے والا تمام خطرات سے مامون و محفوظ ہو کر اور تمام کمزوریاں سے صیح و سالم رہ کر مکرّمہ عظّمہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً پہنچ گیا۔

ہاں: مگر آپ کا الہ فراق جس پر صبر نہیں ہوتا، مگر اس طرح سے جیسے کہ ایک مصبور (مستقیم) آدمی صبر کرتا ہے۔ ایسی تسلی کے سوا کوئی تسلی نہیں ہے۔ جو ایک مغلوب و مقبور آدمی اپنے دل کو دے لیتا ہے۔

(ترجمہ شعر عربی) ”خدا کی قسم اگر عشاق قسمیں کھائیں کہ ہم یوم فراق کے قریب ہیں تو وہ عاقبت نہیں ہوں گے۔“

اللہ ہی سے میری التما ہے اور اُسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہ کھلے اور ڈھکے کا جاننے والا ہے۔۔

آپ سے امید قبولیت والے اوقات میں دعا کے لیے درخواست ہے اور وارثانہ پوشیدہ کے بارے میں اطلاعات پانے کی طلب ہے۔ و الحمد للہ اولاً و آخراً

حضرت شیخ ابوطاہر کُرْدی محدث مدنیؒ کے نام

(مکتہ معظمہ سے ارسال کیا گیا)

(ترجمہ عربی سے)

رحمت اور برکات کی پُھواریں برابر پڑتی رہیں، اور عنایات و کرامات کے بادل بَیہِم برستے رہیں، اُس مقام پر جو اچھے اور کریم فرشتوں سے گھرا ہوا ہے اور جو موصوف ہے، انتہائی فِجْد و کرم کے ساتھ۔

وہ ایک ایسی ذات کا آستانہ ہے کہ جس میں صراحت نام لینا بہت بڑی بات سمجھتا ہوں۔ کیوں کہ وہ اپنی علامت اور نشانی کی وجہ سے مستغنی و منقطع ہیں۔ وہ اس سے مستغنی ہیں کہ اُن کا نام ذکر کیا جائے۔

(ترجمہ شعر عربی) ”مجھے تو اس بات سے بھی غیرت آتی ہے کہ وہ میرے دل میں ہو کر گزریں، پھر بھی کیسی تعجب کی بات ہے کہ میں اُس کا زبان سے ذکر کرتا ہوں۔“
وہ ذات جس کو میں اپنے دل میں حاضر پاتا ہوں، اُس کا خیال میرے دل سے دُور نہیں ہوتا ہے۔ میں اُس کو اپنی آنکھوں میں متشکل و متشکل پاتا ہوں۔ پس اُس کی گم گشتگی مجھے نہ تو مصیبت میں ڈالتی ہے اور نہ شک میں۔

لے: ایک فارسی شاعر نے بھی اس مضمون کو اس طرح ادا کیا ہے۔

جزت از چشم برم روست تو دیدن ندیم - گوش مانیز حدیث تو مشیندن نہ ہسم

حضرت شیخ ابوطاہر کردی محدث مدنی کے نام

انکے معظم سے ارسال کیا گیا

(ترجمہ مدنی سے)

یہ احقر انسان جو کچھ بھی حیثیت اور حقیقت نہیں رکھتا۔ ساموں کے ایسے
تھکے جیش کرتا ہے جن کی جڑیں خالص محبت کی زمین میں جمی ہوئی اور شاخیں آسمان
میں پھیلی ہوئی ہیں، اور ایسی وہ نہیں پیش کرتا ہے کہ جن کے ستون رحمت حق کی
اصل زمکر میں قائم ہیں اور جن کی چھتیں انتہائی اونچی ہیں — ایسے مقام
کی طرف جو ان عالموں سے گھرا ہوا ہے جو تسبیح و تہجد کرتے رہتے ہیں اور اس
درگاہ کی طرف جو کہ لا یشقی جلیسہ کی صفات سے موصوف ہے۔ اگرچہ اس
درگاہ کا ہم مجلس بننا دینے اور دور کر دینے ہی کا مستحق یہوں نہ ہو —

اس درگاہ کے مرکز کا ذکر ایک ایسا مضبوط کتبہ ہے جو ٹوٹ نہیں سکتا۔
ہیں نے "عودہ و شغی" کو پکڑا۔ وہ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت یاب ہوا اور ان
کی محفل ایک ایسی رقی کے مشابہ ہے جو تو قی نہیں ہے۔ جس نے اس رستی کو
پکڑا۔ اس رسی نے اس کو طریقت سنت و رہبر سے راستے کی طرف پہنچا دیا۔

لا یشقی جلیسہ (الحديث)

یہ ایسی قوم ہے جس کا ہم نہیں شقی اور بد نصیب نہیں ہوتا۔

ترجمہ شعر عربی، زیادہ مبالغہ کے ساتھ مدح کرنے والا بھی اُن کے خصائص کو نہیں پاسکتا۔ اگرچہ وہ مدح کرنے میں آگے بڑھ جانے والا ہی کیوں نہ ہو؟

بُھنا و قدوتنا و محمد و منا و مولانا ————— اللہ تعالیٰ اُن کے مہمذ اور بزرگی کو قائم رکھے اور صبح و شام بڑھائے، اور اُن کی ذات کو ہمیشہ اُس شخص کی بنا دہ دہائے رکھے جو اُن کے ملازم صحبت ہو اور اُن پر اعتماد رکھے۔

ما بعد: آپ کی توجہات کا یہ محتاج اور آپ کی دعاؤں پر اعتماد کرنے والا اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔ اُس کی نظاہری و باطنی نعمتوں پر کہ جن کا شمار نہیں کیا جاسکتا، اور اللہ کی تعریف کرتا ہے عوارف کے بہتے ہوئے ان صاف چشموں پر جن کو نہ گنا جاسکتا ہے اور نہ جن کے گننے کی امید کی جاسکتی ہے۔ ہم آپ سے ان نعمتوں میں زیادتی کے واسطے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ نیز قدیم و جدید نعمتوں کے ہمیشہ باقی رہنے کی دعا بھی چاہتے ہیں۔

والسلام والا کرام

مکتوب

﴿۲﴾

ایک عزیز کے نام

(ترجمہ عربی سے)

اے بھائی! علماء کی صحبت و خدمت غنیمت ہے اور اُمرار و حکام کے پاس بیٹھنا مُضر ہے۔ اللہ کی اطاعت میں مُواظبت کا دھیان رکھو اور اُس کی عبادت کا اہتمام کرو۔

جاننا چاہیے کہ کھیل کود میں پڑنے سے حسرت کے سوا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا اور کثرت سے ہنسی سُنہنا کر نادل میں سختی پیدا کرتا ہے۔ اپنے اوقات کو فضول اور بیکار باقوں میں ضائع کرنے سے بچو۔

تم کب تک کا بغیر کو چھوڑ کر پیچھے کو ہٹتے رہو گے اور اُس چیز کا اہتمام نہیں کرو گے جو تمہارے سامنے آنے والی ہے (یعنی آخرت)۔
آدمیوں میں سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو نصیحت کو (سُنے اور اُس کو یاد رکھے اور جس بات کا دعویٰ کرے اُس کو ثابت کر دکھائے۔

والسلام

احباب کے نام

(مواظظ و نصائح)

(ترجمہ عربی سے)

زندہ بدل گیا۔ گھٹا کمدہ اگہ لے، ہو گئے۔ — وہ شخص جو بظاہر مسلمانوں کا
ساباس پسنے ہوئے ہے، خدوری نہیں کہ وہ مسلمان بھی ہو۔ — اور جو وہ چیز جس کا
ایک انسان اپنے لیے دعویٰ کرتا ہے اُس کا ثابت اور مسلم ہو جانا خدوری نہیں ہے۔
پس تم پانچ قسم کے آدمیوں سے پرہیز کرو۔ اس لیے کہ یہ پانچوں حقیقت میں ایک
بن مانس کی طاعت ہیں :-

(۱) خواہ مخواہ کی جذباتی اور جو شسی باتیں کرنا صوفی۔ جو اپنے اوپر سے تکلیف
ٹھانینے کے لیے جیڑ کرتا ہے (یعنی غیر مکلف بننے کی تدبیر کرتا ہے)، اور اپنے کام سے جاری
ہونے کی جگہ، غصہ نے کے وقت انہیں ٹھہرتا ہے۔ — (۲) وہ معقول (فلسفی و منطقی)، جو
جھگڑا ہو اور شکوک و اذہام کے فتنوں کو بھڑکا لیا ہو، اور وہ غریب و غلام (اللہ تعالیٰ
کے احکام کا مبطل نہ ہو۔ — (۳) وہ فقیہ جو احادیث میں سے صرف وہ احادیث
کا بنا پسند کرتا ہے جو اُس کے ائمہ کے اقوال پر منطبق ہوتی ہوں، ورنہ حضورِ نبیؐ
مسیح علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیے جو وضاحت فرمائی ہے، اُس کا اعتبار نہ کرتا
ہو۔ — (۴) ایسا زہر خشک جو اپنے مسلک میں تشدد کرتا ہے۔ گویا کہ رخصت اُس کے
کھلیان اور دغیرے میں ہے ہی نہیں۔ — (۵) ایسا غنی جو رکش ہو اور غیور کی بیعت و
شکل اختیار کر کے مددگاروں کی شمشیر زنی میں داخل و شامل ہوتا ہو۔ —

میر عبد اللہ قاریؒ

کے نام

سیادت و نقابتِ مرتبت، فضائلِ منقبت، میر عبد اللہ قاری سلمہ اللہ۔
فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلامِ محبت منشاء کے بعد مطالعہ کریں
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس کی جناب میں سچ کی دنیا
سُخرت میں عافیت کی درخواست ہے۔

ایک مدت ہو گئی کہ سچ کے احوالِ خیریت مآل معلوم نہیں ہوئے۔ دل منتظر
ہے۔ خلاصہً تحریر یہ ہے کہ لپیٹہ انسانہ کی سلامتی جو کو یادداشت کے ساتھ اشتغال
قلب اور وظائف طاعات کے ساتھ اشتغال احوال پر موقوف ہے، سلامتی معاش اور
سلامتی بدن پر مقدم رکھنا چاہیے۔ سلامتی لپیٹہ انسانہ کو اپنا قبلہ ہمت اور نصب العین
بنانا چاہیے، اور سلامتی معاش میں ضرورت کے مطابق مشغول ہونا چاہیے۔

والحمد لله أولاً و آخراً۔

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

(ترجمہ عربی سے)

مَدَنی اعلیٰ اپنے تخلصِ اکرم کے ساتھ ہمیں اور آپ کو دنیا اور آخرت میں نفع دے
 رکھے اور ہمیں اور آپ کو اپنی درگاہ کے مُعْتَزِّین کے ساتھ حَبِطَةُ الْقُدْس میں بھیجے۔
 عموماً ایک نقطہ ہے، جہاں میں اُسے بڑھا دیا۔ یعنی میرِ تقیوں نام ہے حقیقت
 فَرْدِ یَزیدی کی طرف توجہ کا۔۔۔ اور اب تقیوں اُن مستداوات کا نام ہے جو کہ بیابانوں
 اور دھوئیں کے غلط طے سے پیدا ہوتی ہے، اور اُن حالت کا نام ہے جو نفوس پر روز بروز
 بے درپے آتے رہتے ہیں۔ جن کا سلسلہ یَوْمُ الْمَعَادِ وَالْمِیْعَاد (روز قیامت) تک ہے
 گا، اور جو بہت زیادہ ہیں اور اتنے مختلف ہیں کہ اُن کے اختلاف کا شمار اور اس خط
 نہیں کیا جاسکتا۔۔۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ دَوْلًا وَ اٰخِرًا وَ ظَاہِرًا وَ بَاطِنًا

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

(سوالات کے جواب میں)

اللہ تعالیٰ اپنے لطف و مہربانی سے ہمیں اور آپ کو زندہ رکھے اور حظیرۃ القدس میں ٹھکانا دے۔

اما بعد — آپ نے لکھا تھا کہ اگر کوئی شخص خواب میں کسی ایسے ولی کو جو ظاہراً و باطناً کمال شریعہ کے ساتھ موصوف ہو، غیر مشروع وضع و لباس میں دیکھے تو اس میں کیا راز ہو گا؟ در اس حایک خواب کا دیکھنے والا خوبی شرع سے مُزین ہے۔ جاننا چاہیے کہ ایک ہی خواب خصوصیات کے اعتبار سے مختلف تعبیریں رکھتا ہے اور اس بارے میں حکم کلی لگانا درست نہیں ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خیال بعض اوضاع سے ایسے معنی اجمالی نکال لیتا ہے کہ اُس سے مستصحب (مصاحب) عادت زمانہ و عادت شہر کے مطابق ہوتا ہے اور اُسی بعض اوضاع کو اُس معنی اجمالی کا آشیانہ بنا لیتا ہے۔ جیسا کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ اُس نے (عالم رویا میں) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس زمانے کے سپاہیوں کی وضع میں دیکھا ہے۔ اُن کی دائرہ چھوٹی اور مونچھیں بڑی بڑی تھیں — اور یہ وضع عادت زمانہ کے لحاظ سے صورت شجاعت و پہلوانی ہے — کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس خواب دیکھنے والے کے اندر بعض حیثیات سے کوئی کمی ہوتی ہے۔ اگرچہ وہ اکثر حالات میں صفت صلاح و تقویٰ

کے ساتھ متصف ہو۔۔۔ وہ خواب میں کسی ایک بزرگ کی روح کو اُسی صفتِ ناقصہ کے ساتھ دیکھتا ہے جو خود اُس کے اندر ہے اور یہ روح اس خواب میں اس صورت کے پے آئینے کے مانند بن جاتی ہے۔ جیسا کہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرہض دیکھا اور اس خواب کی تعبیر خود اُس کے دیکھنے والے کا شرع شریف کے ساتھ ضعیف اعتقاد تھی۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی بزرگ کے (عمدہ واعلیٰ) طریقہ میں کوئی غفل یا نقصان واقع ہو جاتا ہے اور خواب دیکھنے والے اس نقصان اور فتور کو اُس بزرگ کی شخصیت میں دیکھتا ہے۔ جیسا کہ ایک مرتبہ شیخ عبداللہ بن قونوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں وفات پائے ہوئے دیکھا۔ اس خواب کی تعبیر خلافت عباسیہ کا ختم اور آفاق میں فتنہ و چٹبیز یہ کا ظہور تھی۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ شُب خمر اور سرمستی سے جذبہ کی طرف اشارہ و کنایہ ہوتا ہے اور کبھی وہ صفت اس دیکھنے والے کے بعض اقارب میں ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ کتابِ شریح السننہ میں مذکور ہے کہ اگر کوئی شخص خواب میں دیکھے کہ اُس نے اپنی بعض محرم عورتوں سے نکاح کیا ہے تو اس کی تعبیر اُن محرم سے رجوع عورتیں قرابت یا رابطہ رکھتی ہوں) اُن میں سے بعض عورتوں سے نکاح کرنا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ خواب کو مذکورہ بالا محال میں سے کسی ایک محل پر رکھنا چاہیے۔

واستقام

شاہ محمد عاشق پھلتی ۷ کے نام

ایک حدیث کے معنی و مطلب کے بیان میں

حقائق و معارف آگاہ ، عزیز القدر برادرِ میاں محمد عاشق سلمہ اللہ۔

اپنی انتہائی مراوات پر غائر رہ کر فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد از اسلام

محبتِ مشام مطالعہ کریں۔

عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے — آپ کا رقیہ کریم پہونچا اور وہ سوال

پڑھا جس میں حدیث *اَلَا اُسْتَحٰی مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحٰی مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ* — (میں

اُس شخص سے کیوں نہ جیا کروں جس سے ملائکہ جیا کرتے ہیں) کے متعلق سکھا تھا۔

جاننا چاہیے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ جیا لغت میں نفسِ شہویہ اور نفسِ ہشیہ کی

خواہشات سے نفس کا ٹکسر ہونا ہے۔ نفسِ شہویہ و نفسِ ہشیہ کے اسباب کے

اجتماع کے وقت ایمان کی مضبوط رسی کو اچھی طرح تھامنے کے سبب سے —

اس کی تفسیر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قولِ مبارک کرتا ہے :-

مَنْ اِسْتَحٰی مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ فَلْيَحْفَظْ الرَّاسَ وَ مَا حَوٰی

و لِيَحْفَظِ الْبَطْنَ وَ مَا وَاوٰی

”جو جیا کرے اللہ سے پورے طریقے سے اُسے چاہیے کہ محفوظ

رکھے سر کو اور اُس کو بھی کہ جس کو سر ٹھیرے ہوئے ہے، اور چارپے کی حفاظت کرے بطن (پہیٹ) کی اور اس چیز کی جس کو پہیٹ اپنے اندر جمع کرے۔^۱

اور یہ حیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں اکمل طریقے پر پائی جاتی تھی۔ اسی لیے وہ تقاضے غضب و شہوت کی زیادتی کے وقت ان قوتوں کے ہماری کرنے سے باز ہے۔ نیز حضرت عثمانؓ سے منقول ہے کہ وہ زمانہ جاہلیت میں بھی زنا اور شرب نوشی کے مرتکب نہیں ہوئے اور شہادت کے وقت اُن سے صبرِ عظیم ظہور میں آیا۔ اور ملائکہ کے حیا کرنے سے مراد غرضوں پر مواخذہ کرنا ہے۔ جو شخص کس صفت حیا کمال کے ساتھ رکھتا ہے اگر اُس سے کوئی خطا یا لغزش وجود میں آتی ہے تو ملائکہ اُس کے نکلنے اور اس پر مواخذہ کرنے سے حیا کرتے ہیں۔ پوری پوری جزا کی وجہ سے۔ اس لیے کہ اس قسم کے گمان کے امور اور قصور سے بھی اُس کے نفس کا انحصار راسخ اور مضبوط ہو گیا ہے۔

و السلام

۱۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے معانی میں ایک اور حدیث اس طرح ہے۔

عثمان حیٰ نستحی منہ الملائکۃ (رواہ ابن عساکر)

(عثمان بہت حیا کرتے ہیں۔ اُن سے ڈھٹے مبرا کرتے ہیں۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا)

مخدوم محمد معین کھٹھوی (سندھی) کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تبارک و تعالیٰ آں عزیز القہد کی ذاتِ بابرکات کو جو کہ جلیل المقام ہیں اور مقاماتِ کرام کے حصّہ وافر اور نصیبِ اعلیٰ سے کامیاب ہیں۔ جو قدوۂ علماءِ راہِ حقین اور اُسوۂ کبرائے محققین ہیں، اُن مراداتِ عظیمہ پر جن کو آں نادر الافاق کی ہمتِ عالیہ اور عزمِ بلند چاہتے ہیں، بہرہ مند اور کامیاب کر کے باعثِ ہدایتِ نجاتِ خلقِ اللہ اور تمام افرادِ بنی آدم کی رُشد و ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل و اصحابِ امجاد رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طفیل میں ————— آئندہ! اس فیکر کی جانب سے ہزاروں دعاؤں اور طرح طرح کے سلام اور مبارکبادوں کے تحفوں کے بعد معروض ہے کہ نامہ گرامی نے بڑے انتظار کے بعد ورود فرمایا، اور اس نے اُن حالات کا اظہار کیا جن کا انجم ان شاء اللہ بخیر ہوگا۔ اگرچہ یہ فقہ اکثر اوقات آپ کی خیر و عافیت کا جویاں اور ہمیشہ پیچھے دعا و خیر کرنے والا رہتا ہے لیکن ظاہری حیثیت سے فتاصدوں کی کمی کی وجہ سے اور آپ کے کسی جانب سفر کرنے کے قصہ کی عدم اطلاع کی بنا پر

خدا ص ناموں کے لکھنے سے قاصد کو تاح عمل ہے۔ سب کی جو محبت دل میں قائم ہے وہ تیز و تبدل کے عیب سے دور ہے، اور ارساں و عدم ارساں خطوط محبت کے نزدیک برابر ہے۔ میں اُنید رکھتا ہوں کہ ہم سب احباب محض اللہ تعالیٰ کے فضل و مہربانی سے جو بغیر کسی سبب کے ہوتی ہے، حظیۃ القدس میں "ملیک مقتدر" کے نزدیک اپنی آرزوؤں کے مطابق پہنچ کر مطمئن اور آسودہ دل ہوں گے، اور یہ محبت ہی حرت باقی ہے گی۔

ترجمہ شربی: "چھوٹے چھوٹے پہاڑِ عالم کی کوشش سے مل سکتے ہیں مگر میری محبت مل نہیں سکتی۔"

حاصل کلام یہ ہے کہ غلبہ مرض ہو، سیر ضبط جائیداد و مضرت قرقہ عین و آپس کے تنازع کی اخلاص نے عجیب قسم کی تفصیلات میں مبتلا کر دیا۔
والی اللہ المشتکی و هو المستعان

ہر چند یہ بات مجھے معلوم ہے کہ اس طائفہ عالیہ صوفیہ کو ایلام، اہم رسائی، دور رسائی کے ایلام کے برخلاف (اللہ کا) ایک انعام ہے جس کو اغیار کی نظر بہ سے بچانے کے لیے بصورت ایلام متصور و مشکل کر دیا گیا ہے۔ اس کے باوجود دعا کی گئی اور کی جاتی ہے۔
اکرم الانکرین و ربہ قبولیت تک پہنچائے۔

والسلام

شاہ محمد عاشق چلیتی کے نام

میں تم سے جہاں سے فاضل و عارف بھائی محمد عاشق کو اپنے دایہ انعام ہی ہوئی
میں سے محترم و ممتاز فرمائے۔

ایک موسم سے ہم برہم آپ کی خدمات کے مشتاق و منتظر ہیں۔ اس لیے جو
محبت و درویشہ مناسبت اردوان سے پیہر ہوتی ہے وہ محبت عارضہ سے زیادہ شدید
ہوتی ہے۔ و حدیث کی رو سے روح بھائی مجتہد ہیں۔ (یعنی جی کیے سوئے
شہر ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے یقین رکھتے ہیں کہ وہ اس انتظارِ شہید کے بعد آپ کی
حقوق و درویشہ سے بہت و فروغ عطا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ
پھلوا کر فرمائے۔ و حقیقت ہم سے لیے کوئی راستہ مخلوق کی طرف سے واپس نہ لے سکیں
کھو رہا ہے۔ پس تعالیٰ سے رافت و شفقت یہ ہے کہ اس میں یہ وہ غور و فکر نہ کریں۔ و
دب و بوجہت کا مقصد یہ ہے کہ ہم ہمیں کی بھی غلبہ و تاجش نہ کریں کہ حضرت فیتا علی
نے تقاضا رحمت میں ہمارے واسطے کیا مقرر کیا ہے؟

شاہ نور اللہ بڑھانوی کے نام

(اُن کی ایک عرضداشت کے جواب میں)

حَقَّاق و معارف آگاہ اعلیٰ القدر نور اللہ فوّزہ اللہ ۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلام مخاطبہ کریں ۔

عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے ۔ آپ کا مکتوب پہنچا ۔ اُس میں آپ نے
 غامقاً کہ اپنے اندر ایک ایسا نقطہ پایا جاتا ہے کہ اُس کو ذاتِ مبدّیاً فیاض کے ساتھ
 مشہور و متعارف نہتوں میں سے یعنی عینیت ، غیریت ، منظریت اور مجموعیت میں
 سے کسی نسبت کا نام نہیں دیا جاسکتا ، اور ذاتِ مبدّار کے ساتھ اس نقطے کی معرفت
 کو تیقظ (ماگنے) و تمثیل (چیننے) سے تعمیر کیا جاسکتا ہے نہ کہ مشہور و فنا سے ۔
 اس لیے کہ یہ معرفت حادث نہیں ہے اور یہ ہم سے کبھی جدا نہ تھی اور نہ ہوگی ۔
 جاننا چاہیے کہ یہ نقطہ جو آپ کی نظر میں آیا ہے ۔ وہی ”خمرِ بہت“ ہے ۔ اصل
 میں لغت کے اندر ”خمرِ بہت“ سے مراد وہ پتھر ہے جو تحفے کے طور پر امراء اور ملوک
 کے سامنے لاتے ہیں ۔ وہ پتھر ایک عجیب جسم ہوتا ہے کہ نہ تو اُس کو پتھر ہی کہا
 جاسکتا ہے اور نہ لکڑی اور نہ متعارف ناموں میں سے اُس کا کوئی نام رکھا جاسکتا ہے ۔
 پس شیخ اکبر محمد الدین ابن عربیؒ نے اس نقطہ کو خمرِ بہت کہا ۔ اس لیے کہ یہ دیکھنے والے

کو اپنی حقیقت سے عاجز کر دیتا ہے بلکہ جس طرح مذکورہ پتھر کا جسم ناظر کو عاجز (بہت) کر دیتا ہے۔ حق یہ ہے کہ اس کو (حجر بہت کو) ذاتِ فیاض کے ساتھ مجہول کیفیت نسبت ہے اور اُس کی حقیقت کا سمجھنا اور اس نسبت سے منسوب ہونا اس فقیر (ولی اللہ) کے معارفِ منقطعہ میں سے ہے لیکن اس معنی کی تشریح ایک طویل رکھتی ہے، اور اس وقت اُس کا بیان کرنا آپ کو فائدہ نہ دے گا۔ اس منزل میں آپ کی ثابت قدمی اور جہاد ہو جانے کے بعد اُس کو بیان کیا جاسکتا ہے۔

آپ نے یہ بھی لکھا تھا کہ درجہ واجب باری عین ذات واجب باری نہیں ہے۔ پس اگر عارف مادر اور لورار کا قائل ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ چونکہ اسکی معرفت تیقظ کے سوا کچھ نہیں ہے اور تیقظ کو ریافت نہیں کہا جاسکتا، آپ کی جاننا چاہیے کہ اگرچہ یہ وجود ذات کا غیر نظر آتا ہے تو یہ ذات واجب کی جملہ اعظم ہے۔ اور اس کا ذات سے ظاہر ہونے کا طریقہ بھی اس فقیر کے معارفِ خاصہ میں ہے۔ اگر اللہ نے چاہا تو مجالسِ ملاقات میں پورے طریقے پر اس بارے میں تقریر کی جائے گی۔

والسلام

۱۔ ایسا ہی ایک پتھر احمد آباد گجرات میں حضرت شاہ عالم گجراتی کی درگاہ میں محفوظ ہے جس کے بارے میں روایات یہ ہیں کہ اندھیرے میں حضرت کو ٹھوکر کسی شے سے لگی اور زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ ”لو ہا ہے یا لکڑ ہے یا پتھر ہے کیا ہے؟“ چنانچہ وہ چیز ایسی ہو گئی کہ اس پر ان قیمنوں کا گمان ہوتا ہے۔

شاہ محمد عاشق پھلتی

کے نام

حقائق و معارف آگاہ، برادر عزیز القدر میاں محمد عاشق سلاٹہ —

فیقرِ دلی اللہ عنی عنذ کی طرف سے بعد از سلام محبت مُشام مطالعو کریں —

اگرچہ دو تین ماہ ہو چکے ہیں کہ خطا ہری بیماریوں سے جو کبھی اپنے بدن پر اور کبھی بدخوردار محمد کے بدن پر واقع ہوتی ہیں، سختی جھیلی جا رہی ہے اور باطنی بیماریوں نے بھی مجھے کہتے کہ قلع دیے ہیں۔ ان امراض باطنی سے میری مادہ تشویش انعکاسی ہے جو اہل آفاق (اہل دنیا) کی طرف سے بطریق انعکاس میرے دل پر رنگ لگا رہی ہے۔ یہ دونوں خطا ہری و باطنی امراض اس عاجز مسکین کو گھیرے ہوئے ہیں، لیکن اس کے باوجود ان امور کو مکایتب نہ سمجھنے کے عذر میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے کہ علاوہ محبت جو ازل سے ابد تک جاری و ساری ہے، ان امور مذکورہ کے ہوتے ہوئے بھی ترک مکایتب کی کب اجازت دیتا ہے۔ بلکہ المکاتبة نصف الملاقات (مداست نصف ملاقات ہوتی ہے) کی رو سے علاوہ محبت کثرت سے خط و کتابت کرنے کا تلقاض کرتا ہے تاکہ ایسی گفتگو اور ملاقات کے باعث جو مداست کے ضمن میں پائی جاتی ہے، بیماریوں کی تکلیف تھوڑی دیر کے لیے دور ہو جائے۔ لیکن

جے تکلفی کی بات یہ ہے کہ کبھی ہوائیں ایسے رُخ پر اور اس طرح سے چلتی ہیں کہ جن کو کشتیاں نہیں چاہتیں بلکہ میرا دل ہمیشہ ملاقات کا خواہاں رہتا ہے۔ اور ملاقات نہ ہو تو رکابت کا خواستگار ہوتا ہے۔ ایسے غرضی ملاقات جو ارادہ قلبی کے مطابق نہیں ہوتے، بسا اوقات مقصود سے ہٹاتے ہیں۔ یہ جو کچھ لکھا گیا حقیقت الامور کی بیان ہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مقولے: عرفت ربی بفسخ العزائد میں نے اپنے رب کو ارادوں کے ٹوٹنے سے پہچانا، کی حقیقت کا اظہار ہے۔

الحاصل اب اس قصے کو مختصر کرتا ہوں۔ ایک بڑا قصہ یہ ہے کہ اُس کے وقت ہم آپ کے آنے کا انتظار کر رہے تھے، اور ملاقات میسر نہیں ہوئی۔ اب تک ہم اس کا قلق اور اشتیاق رکھتے ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ انتظار جلد ختم ہو جائے، اور اللہ کرے کہ رمضان شریف میں آپ کے دیدار سے ہم آسودہ خاطر ہوں۔

والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

(ایک سوال کا جواب)

”حقائق و معارف آنگاہ برادر عزیز القدر میاں محمد عاشق سزاوارتہ —
فیروز ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد از سلام محبت مشام مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اللہ تعالیٰ سے آپ کی عافیت و
سلامتی مطلوب ہے۔ مکتوب بہت اُسلوب پہنچا۔ آپ نے اُس میں لکھا تھا کہ
”عارف جو کچھ ادراک کرتا ہے خود اپنے اندر سے ادراک کرتا ہے۔“
جاننا چاہیے کہ یہ معرفت صحیح ہے لیکن ایک تفصیل چاہتی ہے۔

معرفت دو قسم کی ہوتی ہے، اولیٰ و ثانیہ

پس اولاً اور بالذات جو کچھ عارف پر کھتا ہے، وہ اس کے اجمالی لطائف
ہیں جو نفسِ جزئیہ سے اندر ہوتے ہیں۔ اور ان حقائقِ تغنیلیہ واجبیہ و امرکافیہ
کے مقابلے میں ہوتے ہیں جو نفسِ کلّیہ کے اندر متحقق ہیں، عارف کے اندر تجلیِ عظیم
کا جو شہود ہوتا ہے، وہ اُس کے لطائف میں سے ایک میطفہ کا ظہور ہے جو کہ
جبرِ بہت سے موسوم کیا جاتا ہے، اور جو اس عارف کا مشاہدہ ادراک ہے وہ

بھی اُس کے رقائق (لطائف) میں سے کسی رقیقہ (لطیفہ) کا ظہور ہے۔ جو ارواں کے مقابلے میں واقع ہوتا ہے لیکن جب یہ لطائف اجمالیہ اور رقوم مستند حقائق خارجیہ سے کسی قسم کا اتحاد پیدا کر لیتے ہیں تو ثانیاً و بالعرض اُن حقائق کی معرفت بھی حاصل ہوتی ہے اور عارف یہ جو کچھ رہا ہے کہ ان حقائق کو جانتا ہے تو یہ نہ تو مثل ادراکات عرفانیہ کے خطا ہے اور نہ جہل مرکب ہے۔ یہ ادراکات عرفانیہ ان آنکھ کی بیماریوں کے مانند نہیں ہیں جن کو اطباء نے (کتاب طب میں) بیان کیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ روح کدورت آنکھ میں پیدا ہوتی ہے اور مریض بھستا ہے کہ اُس کے سامنے کدورت (گدلا پن) ہے۔ حالانکہ کوئی کدورت اور گدلا پن اس کے سامنے نہیں ہے۔ (در اصل آنکھ ہی میں کدورت ہے) یا ایسا ہوتا ہے کہ مریض نقطے یا کالے نقطے روح چشم کے قوام میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور مریض جانتا ہے کہ فضا مریخ اور کالے نقطوں سے بھری ہوئی ہے۔ حالانکہ فضا میں کوئی نقطہ نہیں ہے۔

(ترجمہ شعر عربی) "اگر تو (مذکورہ بالا) دونوں باتیں کہے تو صحیح کہتا ہے۔"

دراں حالیکہ تو معارف کے اندر امام اور سرور ہے۔"

و السلام

شہاد محمد عاشق پھلتی ۷

کے نام

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر میاں محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ —

فیقہ دلی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں۔

نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کی درگاہ میں آپ کی سلامتی

مطلوب ہے۔ دل پر سے طریقے پر اس بات کا خواہاں ہے کہ جلد از جلد باخشن و جہ

آپ سے ملاقات ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ اس دعا کو جو کہ سوالاتِ حال کے ساتھ ہے

اور جو سوالاتِ حال سے زیادہ فیض ہے، اجابت و قبولیت سے مشرف فرمائے۔ اور یہ

لہ کے لیے کچھ دُشوار نہیں ہے۔

والسلام

شاہ محمد عاشق پھلپتیؒ

—

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ اچھا معاملہ کرے اور غایت سے رکھے۔
اور اپنے حریم رحمت میں آپ کو ٹھکانا دے۔
امابعد — اس فقیہ (ولی اللہ) کی طرف سے سلام کے بعد
مطالعہ کریں —

حضرت باری جن مجتہد کی عنایت سے یہ امید ہے کہ آپ زمانے کے
نقنوں سے محفوظ رہ کر اللہ تعالیٰ کی نورا بہ نوع نعمتوں سے بہرہ مند ہوں گے۔
بہت سی چیزیں ہیں کہ بندے کی نظر میں مکروہ معلوم ہوتی ہیں، اور وہ
فی الحقیقت مصالحِ عظیمہ کو متضمن (شامل) اور ہولناک بنائوتوں سے نجات
کا سبب ہوتی ہیں۔ یہ بھیج بہت زمانے کے بعد کھٹا رہے اور اللہ تعالیٰ
کی جناب میں مزید شکر کا باعث بنتا ہے۔
وَ اٰخِرُ دَعْوَاهُمْ اَنْ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

شاہ محمد عاشق کھلمتیؒ

کے نام

اللہ تعالیٰ آپ کو ترقی کے اُس اونچے مقام تک پہنچائے کہ
جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے
قرب پر جس کا خطرہ گنہگار۔۔۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو حظیتُ القدس میں "مقام صدق" کے
اندر "ملیک مقتدر" کے نزدیک جمع کرے۔

الْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی الْعَاقِبَةِ وَ الْمَسْنُولِ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی عَافِیَتِکُمْ ۔

والسلام

شہادہ محمد عاشق پھیلیتی کے نام

اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت و سلامتی کے ساتھ باقی رکھے اور اپنی رحمت
تامتہ و کاملہ کے سائے میں آپ کو جگہ عطا فرمائے۔
اپنی سلامتی حال پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے۔

سکاغذات، شکرگرف اور منسطر وغیرہ آپ کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ اس
وقت دل میں یہ مصتئم ارادہ ہے کہ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ انفاس العارفین
اور نعمات سب کے سب اُس کلیات کے اندر داخل ہوں گے جن کو آپ جمع
کر چکے ہیں۔ (میرے) رسالوں میں سے جو رسالے ناقص ہیں ان کو اسی
موقع پر مکمل کر دیا جائے۔ اس لیے کہ اس قسم کی جمع و تالیف کا کام ہر بار میسر
نہیں ہوتا ہے، تیس سال کے عرصے میں موجودہ اور آئندہ آنے والے متعدد
دفعی استعداد، لوگوں کی دعوت (وضیافت) کے لیے نقد نقد جمع کرنا اور منت کرنے
بکھول گدائی، کھشکول گدائی کو پُر کرنا، کلیات کو جمع کرنا، آپ ہی کا کام تھا۔
طبیعت طیبین ہی کے لیے ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ آن حقائق و معارف آگاہ کو اس کا ربّ عظیم کے عوض میں منقطع
 اور ختم نہ ہونے والا جاری اور بڑا اجر عطا فرمائے اور نیت صحیحہ جو آپ رکھتے
 ہیں اُس کی برکات کو آپ کے حال و استقبال پر نسلاً بعد نسل مادہ و نازل فرمائے
 کتاب تفہیم مجازات بھیجی جا رہی ہے۔ اس کو تفہیمات الہیہ میں داخل
 کر کے بعض بشارتوں اور خطبوں کو اس کے ساتھ جمع کر کے پورا کر لیں۔

شاہ محمد عاشق کھلمتیؒ

کے نام

اللہ تعالیٰ اپنے بندے اور رسول خلاصہ عالم، شفیع محشر صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے آل و اصحابؓ کی برکت سے آپ کو ترقی کے اُس بلند مقام تک پہنچائے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے قلب پر جس کا خطو گزرا۔

آمین۔۔۔ آپ کے دو کرم نامے یکے بعد دیگرے پہنچے۔ جنہوں نے عافیتِ ظاہرہ و باطنہ کی خبر دی۔ الحمد للہ رب العلمین۔

آپ نے سکھاتھا کہ کتابِ حجتِ بالذہ (حجتہ اللہ البالذہ) میں یہ سلسلہ تحقیقِ صدیقیت، سینہ ہائے افاضلِ اُمت کے اندر انعکاسِ انوارِ نبوت کو صدیقیت قرار دیا گیا ہے۔ پس ایسی صورت میں قرآن کی آیہ کریمہ اِنَّ كَانَ صَدِيقًا نَّبِيًّا۔ (یشک ابراہیم علیہ السلام صدیق اور نبی تھے) کے کیا معنی ہوں گے؟

جاننا چاہیے کہ جو حجتِ بالذہ میں مذکور ہے۔ وہ امتیوں کی صدیقیت کی تحقیق ہے۔ اور یہ صدیقیتِ امتیان، صدیقیتِ انبیاء کا ظل ہے۔ اس

بات کو واضح طور پر یوں کہا جاسکتا ہے کہ صدیقیت اُمّیان، اُمّیوں کے
 سینے میں اندکاس انوار نبوت کا نام ہے۔ جیسا کہ حجت بالغہ میں تشریح و
 تفصیل کر دی گئی ہے۔ رہی صدیقیت انبیاء تو وہ افاضل انبیاء کے سینوں
 میں انوار تجلی اعظم کا اندکاس ہے۔ مثال کے طور پر یوں سمجھنا چاہیے کہ وہ نسبت
 نور کے ساتھ رکھتا ہے۔ اُس نسبت کا نخل ہے جو قمر شمس کے ساتھ رکھتا ہے۔
 اور ان دونوں نسبتوں میں بہت بڑا فرق ہے۔

کتاب خیر خیر میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے بے اثبات امامت
 اسی معنی و حقیقت کے لوازم میں سے ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید
 میں فرمایا ہے: ۱۔ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (اے ابراہیم! بے شک
 میں نے تم کو لوگوں کا امام بنایا ہے)

خیر کبھی میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے حضرت صدیق اکبر
 رضی اللہ عنہ کی مشابہت کا اثبات بھی اسی حقیقت کا آئینہ دار ہے۔ جیسا کہ بعض
 احادیث میں وارد ہوا ہے۔ اس وقت جو کچھ بآسانی سمجھا جاسکا، بس یہی محققہ
 مضمون ہے۔

والسلام

مکتوب

﴿۴۳﴾

کسی عزیز کے نام

(ترجمہ عربی سے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے بہت عزت والے شریف و نبیل لڑکے ! اللہ تعالیٰ تم کو یہی
راستے کی طرف چلائے۔

جاننا چاہیئے کہ سعادتِ آخریہ کی اصل تین چیزیں ہیں :

پہلی چیز یہ کہ عقل تصدیق سے بھرپور ہو، اس لیے کہ سعادت کا انحصار
ایسی عبودیتِ تامہ پر ہے جو انسان کے ظاہر و باطن کا احاطہ کیے ہوئے ہو۔
اور عقل ایسی عبودیت کے اسباب و مقدمات کے حصول کی معرفت سے
بھی پُر ہو۔

دوسری یہ کہ قلب پختہ ہمت، اور قوی عزم والا ہو۔ جب کسی کام کا
قصد کرے تو سست اور کمزور نہ پڑ جائے اور مقصود (اصل ہوئے)
سے پہلے غل سے باز نہ رہے۔ یہاں تک کہ ترقی کر کے مقصود کی سب سے
اُونچی چوٹی پر پہنچ جائے۔

تیسری یہ کہ نفس اپنی جبلت و سعادت میں قلب کا مِطیع و تابعدار

ہو —

جب مذکورہ تینوں چیزیں پائی جائیں گی تو عقل سے خیالِ حق کا نردول ہوگا اور وہ خیالِ قلب میں جاگزیں ہوگا۔ خاطرِ حق کے ذریعہ سے قلب ان چیزوں کو حاصل کر لیتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر ودیت فرمایا ہے۔ یعنی ہمت و عزیمت —

ہم اس مقام پر ایک قوی ڈلٹنے والا پیدا ہوتا ہے جو نفس کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اُس کے گریبان کو پکڑ لیتا ہے اور اُس کو الٹ پلٹ کر کے پکھاڑ دیتا ہے۔ اُس وقت میں مقامِ توبہ اور مقامِ ارادہ حاصل ہوتا ہے۔ ان دونوں کی مثال ایسی ہے جیسے اچھی زمین میں ڈالی ہوئی گٹھلی ہوتی ہے — جب بندہ ظاہری و باطنی حیثیت سے دوامِ عبودیت میں مشغول ہوتا ہے تو اُس کے نفس سے ایک ایسا نور نکلتا ہے جو بیڑ کی جز میں پانی کے مانند ہوتا ہے اور پیڑ گٹھلی کے اچھتے اور برے ہونے کے مطابق ہی پتے لانا ہے —

جو کچھ ہم نے کہا ہے یہی حقیقتِ سلوک ہے — امراضِ سلوک اگرچہ بہت سے ہیں مگر وہ چار اقسام پر منحصر ہیں،

(۱) یہ کہ عقل، ایمان و معرفت سے پر نہ ہو۔

(۲) قلب، اصل جبلت میں ہمت و عزیمت والا نہ ہو۔

(۳) نفس، حکیم قلب سے مغلوب اور اُس کا ماتحت نہ ہو۔

(۴) یہ کہ قلب کا اشتغال، عبودیت میں اتنا قلیل ہو جو ناکافی ہو اور

(آیہ) لَا یُسْمَنُ وَلَا یُغْنِیْ مِنْ جُوعٍ [العاشیہ ۷] (نہ موٹا کرے اور نہ بھوک

سے بے پروا کرے) کا یہ اشتغالِ قلیل مصدق ہو۔

پس سعادت مند وہ ہے جو اپنے مرض کی تفتیش کرے اور اُس کا سبب جانے اور اپنے نفس کا علاج کرے۔ اگر ایمان و معرفت میں کوئی قصور ہو تو ایسے مقدمات سے کہ جن سے ایمان و معرفت صحیح ہو جائیں اُس کا علاج کرے۔ اگر اُس کے قلب میں ضعف ہو تو ایسے مقدمات سے اُس کا علاج کرے کہ جو اُس کے عزم و ارادہ کو اُبھانے والے ہوں، اور اگر اُس کے نفس کے اندر صعوبت اور آفت ہو تو قوی ریاضیات کے ذریعہ اُس کا علاج کرے۔ اگر عبودیت کے اندر مشغولیت میں کمی ہو تو طاعات و عبادات کو زیادہ کر دے۔

اُن امراض میں سے جن کا وقوع کثیر ہوتا ہے اور جن کی آفت و مصیبت بڑی ہوتی ہے، ایک یہ ہے کہ ایک سالک، صوفیائے کرام کے طریقہ کی طرف متوجہ ہو اور اُس کی طبیعت کے دُشمنوں سے اُس کو اس راستے سے ہٹا دیں۔ پھر وہ غفلتوں کے سمندر میں غوطہ زن ہو اور خواہشات کے کاندھے پر سوار ہو جائے، اور ایسا ہو جائے کہ گویا اُس نے طریقہ صوفیہ کو کبھی جانا ہی نہ تھا۔ پھر کچھ عرصے کے بعد اللہ کی طرف سے تنبیہ کرنے والا اُس کو زہرِ جزو توخ کرتا ہے۔ پس حق اُس کو چلاتا ہے اور اُس کو (صحیح جگہ) کی طرف لوٹا دیتا ہے، جہاں وہ پہلے تھا۔ اس طرح وہ حیران و سرگردان رہتا ہے، کبھی اس طرف کبھی اُس طرف۔ اس مرض کا بہترین علاج یہ ہے کہ ہر دن ایک یا دو مرتبہ نفس کے محاسبے کو اپنے اُپر لازم کر لے۔ پس تنہا ہو جائے اور وضو کر کے نماز پڑھے، جتنی بھی میسر ہو سکے۔ پھر اپنی موت کو یاد کرے اور موت کو اپنی آنکھوں کے سامنے حاضر کرے۔ بسا اوقات یہ بات بھی اُس کو نفع دے گی کہ مُردوں کی طرح چت لیٹ

جاتے اور تصور کرے اپنے اہل و عیال اور مال سے جدا ہونے کا اور یا تو دل میں بتری طور پر یا زبان سے جبری طور پر کہے : لا اِلهَ اِلَّا اللّٰہ اور اس کلمہ کے ساتھ یوں نیت کرے کہ اُس کے واسطے اُس کی آخرت کے اندر کوئی چیز نافع نہیں ہے۔ سوائے اِس کے کہ وہ ظاہری و باطنی دونوں حیثیتوں سے اپنے رب کے ساتھ مشغول رہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے قلب میں کشادگی اور اپنے نفس میں شرارت سے رکاوٹ کا اثر محسوس کرنے لگے۔ ہر روز ایک یا دو مرتبہ ایسا ہی کرے۔

یہ بات بھی اُس کو (سائل کو) فائدہ دیگی کہ وہ وضو کرے اور جتنی رکعتیں میسر ہوں پڑھے۔ پھر کسی ایسے صوفی کی طرف متوجہ ہو جو ظنی و باطنی اپنے رب کے ذکر میں مشغول رہتا ہو اور اُس کے قلب کے اندر ادب اور خضوع و خضوع محسوس ہوتا ہو۔ اس صوفی کی طرف چلنے میں اپنے مرض کے معالجے کی جو اُسے عارض ہو گیا ہے نیت کرے۔ پس ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس صوفی کے ذریعہ یا اُس کی سمت میں ایسی چیز کھول دے جو اس طالب کو نفع دینے والی ہو۔

پس جب کبھی قلب میں کوئی مرض محسوس کرے تو اُس وقت ضروت میں چلا جائے اور ذکر کی طرف متوجہ ہو جائے۔ یہ بات بھی اُس کو نفع دیگی۔ کہ وہ ہر روز صوفیہ کی کتابوں میں سے کسی کتاب مثلاً عوارف المعارف یا احیاء العلوم کے مطالعے میں مشغول رہے۔ مطالعہ کے شروع میں ہی اپنی نیت کو درست کر لے اور اپنے دل سے پورے طریقہ پر (اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرے۔ جب وہ کسی کتاب میں ایسا کلمہ پائے جو شوق سے بھرا ہوا

ہو اور نفس کو ڈانٹنے والا ہو تو اُس کلمے کو بار بار دہرائتا ہے ، اور اُس وقت مطالعہ ترک کر دے۔

پس یہ ہیں وہ اسباب جو ہمت اور عزیمت کو ابھارنے والے ہیں۔
 ان باتوں کو خوب یاد رکھنا ضروری ہے — تمام تعریف اللہ ہی کے لیے
 ہے ، اول و آخر اور ظاہر و باطن میں۔

سید محمد واضح رائے بریلویؒ

کے نام

جو سلسلہ آدمیہ کے بزرگ سید غلام اللہ رائے بریلوی کی اولاد میں سے ہیں

سیادت و نقابت پناہ، فضائل و کمالات دستگاہ میر سید محمد واضح حافظِ حقیقی کی حفاظت میں رہ کر مطالبہ دینیہ و دنیویہ میں کامیاب رہیں۔
فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت و التیام کے بعد مطالعہ کریں۔
چونکہ آپ کا خط آپ کے عافیت و امان کے ساتھ پہنچنے کی اطلاع دینے والا تھا، اور ساتھ ہی ساتھ کمالاتِ کمالِ مرحوم (آپ کے والد) کے روضہ جنت میں منتقل ہونے کی خبر دینے والا بھی تھا، اس لیے اُس نے صورتِ حزن و نشاط کو بازمِ جمع کر دیا۔

چونکہ موت کا معاملہ تمام افرادِ انسانہ کے لیے مہرزدہ ہے، اور پاک نفوس کے حق میں ولادتِ ثانیہ ہے، اس لیے چاہیے کہ نورِ ایمان کے شکر و تشویشاتِ طبعیہ کا شکرِ مہنزم (شکست یافتہ) اور منکسر (پہا) ہو جائے۔

بیشک آں فضائلِ آتاب اس معنی و حقیقت کے زیادہ حقدار ہیں بلکہ چاہیے کہ آپ کی صحبت میں (خاندان) کے صغار اور ضغفار اس نور سے منور ہوں۔
 اللہ تعالیٰ آں عزیزِ القدر کو افادات کے بلند مراتب سے متصف کر کے تلافیِ مافات فرمائے۔

آپ نے لکھا تھا کہ کتابِ قولِ الجلیل میں جو اعمال و اشغال مذکور ہوئے ہیں، اُن کی اجازت لکھی جائے۔ لہذا میں لکھتا ہوں کہ جو کچھ اُس کتاب میں اشغال و اعمال سے لکھا گیا ہے، آں عزیزِ القدر اُن پر عمل کرنے اور اُن کو بتانے کے مجاز اور اِذن یافتہ ہیں۔ بلکہ اس فقیہ کو وہ تمام اعمال اور اشغال جو اپنے مشائخِ رضی اللہ عنہم سے پہونچ رہے ہیں، اُن سب کے بھی آپ مجاز و مامون ہیں۔ ابھی کتابِ انتباہ فی سلاسلِ اولیاء اللہ کا مبیضہ نہیں ہوا ہے متبیض و ترتیب کے بعد ان شاء اللہ یہ کتاب آپ کے پاس پہونچے گی۔ آپ نے یہ بھی لکھا تھا کہ غائبانہ دُعا کی جائے، بسرو چشم۔ یہ بات دونوں ہی طرفِ رمونی چاہیے تاکہ دُعا سے ظہر الغیب (پیٹھ پیچھے کی دعا) کی مقبولیت کی بشارت سے ہم سب سعادت اندوز ہو جائیں۔ بقیۃ الکلام یہ ہے کہ اس طرف (دہلی) کو آنے والوں کے ہاتھ اپنی خیر و عافیت سے مطلق کرتے رہا کریں، اس لیے کہ دل آپ کی خیر و عافیت کی اطلاع کا منتظر رہتا ہے۔ دوسرے چھوٹے اور بڑے مخدوم زادے بھی اس فقیہ کی طرف سے سلام اور تعزیت مطالعہ کریں۔

والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

حقائق و معارف آگاہ برادر عزیز القدر میاں محمد عاشق جو سلمہ اللہ تعالیٰ
فیقہ ولی اللہ علی غنہ کی طرف سے بعد از سلام محبت التزام مطالعہ کریں —
اپنی غایت و سلامتی پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ہے اور اُس کی بارگاہ میں آپ
کی غایت و سلامتی مطلوب ہے۔

۳ آپ نے لکھا تھا کہ بر خور دار محمد فائق حفظ قرآن مجید سے فارغ ہو گیا۔
اس خبر سے اتنی خوشی ہوئی کہ اُس کو میان نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے
جس طرح محض اپنی عنایت سے اپنی کتاب کی صورت کرامت (عطا) فرمائی —
اسی طرح اُس کے معافی کو بھی تعلیم فرمائے۔ اس کے بعد بطن بطن کو بھی جن سے
ماد علوم و مہیہ متعلقہ بحقائق قرآن ہیں ابہام فرمائے۔

۴ نیز (اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ) وہ اس عطیہ عالیہ کو آپ کے سلسلہ اولاد میں
محفوظ رکھ کر نسل بعد نسل اور طبقہ بعد طبقہ افراد انسانی کی ہدایت کا باعث
بنائے — اور اللہ پر یہ بات دشوار نہیں — بعد اس کے کہ (محمد فائق) کچھ
عرصہ فنی بشوق کے قاعدے سے تلاوت کر کے (سات دن میں قرآن مجید کی
سات منزلیں ختم کر کے) اس کا پورا پورا استحضار کر لے اور ایک تراویح (محراب)
بھی پڑھ لے علوم صرف و نحو کو شروع کر دینا چاہیے۔ عنایت حضرت باری سے
یہ اُمید ہے کہ (وہ) روز بروز ترقی دیکھے گا اور فیوضِ نبوی قافلہ در قافلہ اُتریں گے۔

مکتوب

﴿۴۶﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی^۷ کے نام

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر برادر م میاں محمد عاشق سلمہ اللہ، فیر
 ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں۔
 اپنی عافیت و سلامتی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اللہ عزوجل سے
 آپ کی عافیت و سلامتی کے لیے دعا ہے۔
 وہ خواب جس میں آپ نے حضرت قبلہ گاہ قدس سرہ (شاہ عبدالرحیم صلی
 کو دیکھا ہے کہ انہوں نے بہت کچھ انکشاف فرمایا ہے، ایک بشارتِ ظاہر و باطن
 ہے اور کتابِ مآثرِ رحیمہ کی جمع و تالیف کے مقبول ہونے کی علامت ہے۔
 اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ اچھا معاملہ کرے اور جو آپ کے ساتھ ہیں، اُن کے
 ساتھ بھی۔

مکتوب

﴿۴﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

حقائق و معارف آگاہ ' عزیز القدر ' برادر عزیز میاں محمد عاشق سلا اللہ۔
 فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام محبت و التزام کے بعد مطالعہ کریں۔
 اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کی جناب میں درخواست ہے
 کہ وہ آپ کو نظر ہری اور باطنی حیثیت سے بخیر و عافیت رکھے ' اور ہمیں اور آپکو
 "مقتدر صدق" میں "ملیک مقتدر" کے نزدیک جمع کرے۔ آمین !

ایک مدت گزر رہی ہے کہ آپ کے معارف خاصہ کی کوئی ات نہیں سنی۔
 اُس جماعت کے نزدیک کہ جس کے اندر تُو اے علیہ (علمی قوتیں) زیادہ ودیعت کی
 گئی ہیں ' علم و حال جزواں ہیں۔ کوئی حال ایسا نہیں ہے کہ ایسے حضرات پر
 وارد رہو اور اُس حال کے ضمن میں کوئی تازہ بہ تازہ علم ظاہر نہ ہو۔

ان حضرات مذکورہ کا کوئی علم ایسا نہیں ہے جو تمام تجلیات کے ساتھ
 ظاہر ہو اور ظہور کے وقت اس لطفے کے احوال میں سے کوئی حال کہ یہ علم
 جس کی حیثیت (جگہ) میں ہے ' اپنی بغل میں نہ رکھتا ہو۔ اس وجہ سے آپ کے
 علوم خاصہ اور معارف خاصہ کا استفسار کیا جا رہا ہے۔
 والسلام

مکتوب

۱۳۸۵ھ

شیخ محمد ماد پھلتی کے نام (تغزیت کے سبب میں)

شرافت آپ شیخ محمد ماہ اور ہمیشہ ام (میری بہن) حافظہ حقیقی کی حفاظت میں تمام مکروہات سے مصون و محفوظ۔ اور ظاہری و باطنی نعمتوں سے مقرون و متصل رہیں۔

آپ دونوں کی والدہ کی خبر وفات پہنچی۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے، صبر کا اہام فرمائے، میت کی مغفرت فرمائے اور ہمیں اور آپ کو عافیت دائمہ بخشے۔

یہ مثل مقولہ مشہور ہے کہ والدین کی موت ایک ایسی مصیبت ہے جو تمام بنی آدم کے واسطے درد میں ہوتی ہوئی آتی ہے۔ ابن عقل کی عادت اور اُن کا شیوہ یہ ہونا چاہیئے کہ اس قسم کے آفات و حادثات سے اُجڑ و ٹوٹ حاصل کریں۔ اور اس وعدے کو جو کہ شریعت غرا (روشن شریعت) میں فرمایا گیا ہے، اپنے لیے ثابت و محقق کر لیں۔

والسلام

شہاد محمد عاشق کھلیتی رح کے نام

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ اچھا معاملہ کرے اور موفقت حق کو آپ کی اولاد و عقباب میں باقی و جاری رکھے۔

آپ نے لکھا تھا کہ بر خور دار سعادت اطوار عبدالرحمن نے ایک خواب دیکھا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ اس فقیر کے پاس ایسی خلوت گاہ میں پہنچے ہیں کہ جس کے دروازے پر سلطان محمد میرٹھی اور سلطان صوفی جو کہ ایک مرد صالح تھے بیٹھے ہوئے ہیں اور در خور دار عبدالرحمن نے اس کھانے میں سے جو کہ پیاسے میں رہ جاتا ہے 'رزد' پٹاؤ کھایا ہے۔ اس کے بعد بر خور دار عبدالرحمن کے پاس میں (ہماری طرف سے) ان الفاظ کے ساتھ دعا کی گئی ہے کہ "خدا کرے کہ تمہیں عشر درات کا کھانا اور رستہ (پرانی ہڈی) کی برکات نصیب ہوں۔"

جانتا چاہیے کہ یہ سچا خواب ہے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے اس کی تعبیر ثابت و مستحق کر دے۔

سلطان محمد کنایہ ہے، برابر دصالحین کے طریقے سے۔ اور سلطان صوفی اشارہ ہے طریقہ ولایت حق کی جانب۔ اور وہ دونوں جس خلوت گاہ کے باہر در رزم رہتے ہیں۔ وہ خلوت جہ ولایت حق ہے۔ مختصہ ہے۔ وہ کھانا جو

پیالوں میں ہے اُس سے مراد دُورۂ حال میں فیوضِ خاصہ ہیں۔ اس لیے کہ اس قسم کے فیوضِ ظہور و اعلان اور سُرد و ابتہاج کو مستلزم ہوتے ہیں اور زرد پٹاؤ کی خصوصیت اس آئیہ کریم سے بھی جاسکتی ہے:

صفراء فاقع لونھا تسر الناظرین [البقرة ۶۹]

عشاءِ کنایہ ہے فیوضِ اولی کے بعد فیضِ ثانی سے، اس لیے کہ عشاءِ غدا (دن کے کھانے) کا ثانی ہے اور رمہ اشارہ ہے، فیوضِ اولی کے بقایا کا اس لیے کہ پرانی ہڈیاں جہتِ الاولین (خلایقِ اولین) کا بقیدہ ہیں۔ اگر خواب میں سُنا ہو اُھ عشاءِ بفتح عین ہو تو اُس کی تعبیر وہی ہے جو ہم نے ابھی ابھی ذکر کی، اور اگر خواب میں عشاءِ بکسر عین سنا گیا ہو تو یوں کہا جائے گا کہ عشاءِ کنایہ ہے اُن قرباتِ الہیہ سے جو کہ دُورۂ آخر میں وارد ہوئے، اس لیے کہ عشاءِ تمام نمازوں کا آخر ہے۔

یہ وہ کلام ہے جو اس خواب کی تعبیر میں مجھے ظاہر ہوا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

لے (ترجمہ) وہ ایک زرد گائے ہے جو بہت زیادہ زرد ہے اور اس کا رنگ دیکھنے والوں کو خوش کرتا ہے۔

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

(بعض معارف کے جواب میں)

اللہ تعالیٰ حفاظِ اشیاء آپ کو جس طرح کہ وہ دیکھائے اور ہر لمحہ
بادۂ تحقیق کو آپ کے لیے زیادہ کرے۔

آپ نے (اپنے خط میں) وہ مناقبِ انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم تفصیلی طور پر
قلبہ کیے تھے کہ جن کی وجہ سے وہ گروہِ اولیاء پر فوقیت رکھتے ہیں۔ منجملہ اُن
مناقب کے کمالاتِ الہیہ کی ہر دو قسموں یعنی تدبیر اور شدت کا شمع (بیہوشی) و صورت
ہونا چاہیے، برخلاف اولیاء کے کہ وہ ظہورِ جزئی کے علاوہ اور کچھ نہیں رکھتے ہیں۔
منجملہ اُن مناقب کے انبیاء کا کمالِ ثالث میں یعنی خلق میں تعمیرِ نشاۃِ غروب کے
الحفاظ سے واسطہ ہونا بھی ہے، برخلاف اولیاء کہ وہ اس مقام سے بمحافظہ ذوق
کوئی اطلاع نہیں رکھتے ہیں۔ منجملہ اُن مناقب کے انبیاء کا ان عبادات کی دعوت
دینا ہے جو کر نیت اور قول و فعل سے مرکب ہیں، اس لیے کہ ثبوت و صفات
کے تزام و تضاد کا اداس حق مرتبہ کثرت میں وحدت کی طرف کچھ توجہ کے بعد
ہوتا ہے، برخلاف اولیاء کے کہ اُن کی دعوت ایسی خالص توجہ کے ساتھ
ہوتی ہے جو اپنا رخ فقط مرتبہ وحدت کی طرف رکھتی ہے، نہ کہ کسی اور طرف۔
ان سب باتوں کے مطالعے نے مسرت و بہجت بخشی ط

ہے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش گزری

(ترجمہ مصرعہ) (آپ کا وقت اچھا ہے کہ آپ نے ہمارے وقت کو اچھا کر دیا،
 یہ سچ تو یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے درجاتِ عالیہ اس سے بالاتر ہیں کہ عالمِ
 عقول و افہام اُن کی عزت و عظمت کے میدان میں پہنچ سکیں۔

انبیاء علیہم السلام کے احبابِ بہت کی وسعت جو ماساریقاۃ کی طرح ناسوت
 کے اندر منبعِ جبروت ہے، خاصۃً انبیاء ہے۔ معافی کی کثرتِ مشابہت کی وجہ سے
 تعبیرات کی غلطی اس طرح واقع ہونے سے کہ اصل عالمِ مثال کے مقتضار کے
 خلاف ہو جائے، انبیاء کے علوم اُس سے محفوظ ہوتے ہیں اور اس کا سبب ان
 علوم کے حاملین کی استعدادِ خاص کی مبادرت اور سہقت ہے جو ہر وقت اقدم
 کرتی ہے، اور یہ بھی انبیاء کا خاصہ ہے۔

انبیاء علیہم السلام جو کچھ دقائقِ جبروت اور دقائقِ معاد پر تقریر کرتے
 ہیں، وہ ظاہر ہر معمول ہوتی ہے۔ اُن کے کلام میں مسئلہ کے باریک ہونے کی
 وجہ سے اور سننے والوں کے فہموں کے کوتاہ ہونے کے سبب سے، تعبیر میں
 مجاز کا استعمال اُن کی (انبیاء کی) جانب سے ہرگز نہیں ہے جیسا کہ فلاسفہ
 نے گمان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فلاسفہ کی تجارت کو نفع مند نہ کرے۔

لحہ یہ یونانی زبان کا لفظ ہے۔ ماساریقاۃ کہیں جگہ سے مددہ اور آنتوں تک لگتی ہیں۔
 قدائے یونان کے خیال کے مطابق ان رگوں کا کام یہ ہے کہ مددہ اور آنتوں سے
 کیلوس کو جگہ تک پہنچائیں، تاکہ جگہ سے خون اور اخلاط منادے۔

(مشاہدات و معارف ترجمہ فیوض الحرمین)

مؤلف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی از محمد سرور

مددہ سائر ائیدی۔ لاہور (پاکستان)

انبیاء علیہم السلام جو کچھ کہتے ہیں وہ لفظ بہ لفظ حضرت اُلوہیت کے کلام نفسی کے مقام سے کہتے ہیں۔ ہاں اگر بُدبَرِ اسْمُوت و الارض (اللہ تعالیٰ) صورتِ نوعیہ کی استعداد کو ملاحظہ کر کے ایک تعبیر کو دوسری تعبیر پر اختیار کرے تو یہ اُس کا ہی کام ہے۔ وہ حکمت والا بھی ہے اور خیر دار بھی۔

انبیاء علیہم السلام کے مبادی تعینات کی مثال یہ ہے کہ عنایتِ الہیہ نے جب چاہا کہ فلک کو پیدا کرے تو وہی چاہنا بعینہِ منطقہ، محور اور قطب کا چاہنا ہو گیا۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ صورتِ خلق کو عمومی طور پر اور صورتِ نوعِ انسان کو خصوصی طور پر ایجاد کرے تو اس چاہنے کو لازم آیا۔ قَائِن کَلْبَہ (لطائف کلبہ) کا چاہنا جو ایسے ہوں جیسے فلک کے لیے قُطْبُ مَحْوَر اور منطقہ ہیں اور وہ رَقَائِق (لطائف) اس نوع کی اصلاح کے ارادے کے لیے درکار تھے۔ انبیاء کے نقطہ حقیقیہ کی توجہ کی مثل وہ نقطہ ہے جس کی توجہ خلقِ عالم کی طرف ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے خواص ہیں جو دفتروں میں نہیں سما سکتے۔ اللہ تعالیٰ انبیاء مملوۃ اللہ و سلام علیہم اجمعین کے اصرار کو خوب جان لے۔

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

(بعض معارف کے بیان میں)

اللہ تعالیٰ آپ کو ترقی دے، اُس مقام تک کہ جس کو نہ آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے قلب پر اُس کا خیال گذرا۔

آپ نے مشائخ سرہند (نقشبندیہ مجددیہ) کے اس مقولے کے راز سے متعلق سوال کیا تھا کہ سیرِ لطائف کو پورا کرنے کے بعد اُصولِ لطائف کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے۔ ان مشائخ نے روح کو ہوا سے نہت دی ہے اور سر کو پانی سے، خفی کو آگ سے اور افعیٰ کو خاک سے۔

جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کے بدن میں چار غلطیاں پیدا کی ہیں۔ اطباء نے ہر غلط کو (عناصرِ اربعہ میں سے) ایک عنصر سے نہت دی ہے اور اللہ تعالیٰ نے بدنِ آدمی میں اعضاء پیدا کیے ہیں۔ یسخر اکرمی الدین ابن عربیؒ نے ہر عضو کو ایک فلک اور ایک عنصر سے نہت دی ہے۔ یہ سب چیزیں عالمِ لطائف کے اندر کشفِ انفسی اور کشفِ آفاقی کے مانند ہیں۔ جب نفسِ کلّیہ، نفسِ جزئیہ ہو گیا تو نفسِ کلّیہ کی استعدادِ ہولانی اُسکے

کمالاتِ فعلیہ کے ساتھ کہ جن کو اُس نے حضرت مہدار سے حاصل کیا تھا، سب کی سب بطورِ میراث، نفسِ جزئیہ میں ظاہر ہو گئی۔ قوتِ علمیہ کے اندر بھی قوتِ عملیہ میں بھی اور اعضاءِ ظاہرہ اور لطائفِ باطنہ میں بھی۔

یہ بات اپنی جگہ مُسَلَّم و متحقق ہے اور اس کی تفصیل ایک گہرائی رکھتی ہے۔ اس کی پوری تفصیلی تقریر کسی اور وقت کر دی جاتے گی۔ لطائفِ ظاہرہ باطنہ اور ذاتِ الہیہ کا اٹھنا، خلی اور قلب کے محاذی ہونا، اس بات کو آپ نے زمانہ سابق میں کئی مرتبہ ہم سے سنا ہے۔ ان ہی محاذاتِ قلب کو خاک و غیر کے ساتھ قیاس کریں۔ — و صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و صحبہ اجمعین

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

(ایک حدیث کی تشریح میں)

اللہ تعالیٰ آپ کو کلام الہی کی تعبیر اور تفسیر کا فہم عطا فرمائے۔

احادیث میں وارد ہوا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایک حُزْنِ عظیم دامن گیر ہوا، یہاں تک کہ بعض شرعی اور اخلاقی اُمورِ مطلوبہ مثلاً سلام کا جواب تک موقوف ہو گیا اور خود انھوں نے اس غم کا سبب یہ بیان کیا کہ ہماری اس بات کو معلوم کرنے سے پہلے کہ نجات کے ذرائع کیا ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا: میرے ماں باپ آپ پر۔ قربان ہوں، آپ ہی اس سوال کے زیادہ مستحق تھے۔ اس کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق (کھ لا اِلهَ اِلاَّ اللہ) کی طرف اشارہ کیا۔ اس حدیث کو اس معنی پر محمول نہیں کرنا چاہیے کہ حضرت ذوالنورین عثمان غنیؓ اس عبارت اور کلمے کے جس سے آدمی مذہبِ اسلام میں داخل ہوتا ہے،

ناواقف تھے۔ سبحان اللہ! — صاحب اجتہاد ہونا خلافت کی شرط ہے خلیفہ ثالث (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ) کہ جن کی خلافت کے لیے شوریٰ منعقد ہوا اجتہادہ اس مسئلہ کو جو کہ ضروریات اسلام میں بہت اہم ہے نہ جانیں (یہ تو بہت ہی بعید ہے) بلکہ اس حدیث کے تحت ایک رمز ہے جو قواعد تصوف کے موافق ہے۔ حضرت ذوالنورین عثمان غنی رضی اللہ عنہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارکہ سے مالوف و مانوس تھے اور انھوں نے صحبت اقدس سے ان احادیث نفس اور خواہشات نفسانی سے جو کہ سالک کے راستہ میں رکاوٹ ڈالنے والی ہیں، اپنے باطن کو خالی کر لیا تھا، اور آپ نے فیض صحبت اقدس سے وہ صفائی اور روشنی بھی حاصل کر لی تھی جو حضور کبیر کے معنی میں ہے۔ — آپ (مرقد و اصطلاحی) طریق ذکر سے آشنا نہیں تھے۔ اس معنی کر کہ وہ تخلیہ و تہلیہ میں ذکر سے توسل کا طریقہ نہیں جانتے تھے۔ اگرچہ وہ اس کلمہ تہلیل کا ثواب اور اس کا اسلام کی بنیاد ہونا خوب جانتے تھے۔ پس جب صحبت نبویہ ہاتھ سے چلی گئی تو آپ حیرت میں پڑ گئے، اور دوسواں آپ پر غلبہ کر لیا۔ احادیث نفس اور دوسواں دور کرنے کا طریقہ آپ کی سمجھ میں نہ آیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یہ قول مبارک **عن نجات هذا الامر** اشارہ ہے اُس مشقت اور سختی قلب کی طرف جو دوسووں سے پیدا ہوتی ہے اور اس مشقت قلب کے علاج و معالجہ کی طرف بھی اشارہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول مبارک ”جس نے مجھ سے قبول کر لیا اُس کلمہ کو جس کو میں نے اپنے چہچہا پر پیش کیا تھا، اور انھوں نے اُسے قبول نہ کیا تھا، پس وہ کلمہ اُس کے قبول کرنے والے لیے نجات کا باعث ہے۔“ ایک جات کلام ہے اور اس کے بہت سارے بطنوں میں بعض

بعض کے اندر — اور اُن بطون ہی میں سے ایک وہ معنی ہیں کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے حدیث کو جس کا گواہ بنایا —

پس جس طرح یہ کلمہ تہلیل کفر در عبادت اور استعانت (از غیر) کو مٹاتا ہے۔ اسی طرح دوسرے کفر کو یعنی سختی قلب اور غلبہ خطرات کو بھی توڑ دیتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا ہے، فیدمغه فاذا هوَ زَاهِقٌ (الانبیاء: ۱۸) توڑ دیتا ہے کفر کو پس ناگاہ کفر چلا جاتا ہے (کفر کا اطلاق اس معنی (یعنی سختی قلب وغیرہ) پر کرنا بطریق مجاز ہے، اور اس بات کے مانند ہے جو حدیث ابوذر غفاریؓ میں ہے کہ تو ایک ایسا شخص ہے کہ تیرے اندر جاہلیت موجود ہے۔“

اس جگہ معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ کو چاہیے کہ وہ امراض نفسانیہ کے بہت سے مختلف معالجات سے آشنا ہو تاکہ ہر مریض کے واسطے وہ دوا جو کہ اس مریض کو آسانی سے مل سکے تجویز کرے۔ جس طرح کہ حاذق و ماہر اطباء طبِ جہانی میں عمل درآمد کرتے ہیں۔

والسلام

شاد محمد عاشق کھلتی رح کے نام

(ایک آیت قرآنی کی تشریح و تفسیر میں)

اللہ تعالیٰ آپ کو حقائق اشیاء اُس طرح دکھائے، جس طرح سے وہ

ہیں —

اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی طرف سے بیان فرمایا: مَا مَنَّا إِلَّا لَہٗ مُقَامٌ مَّعْلُومٌ — (ہم میں سے ہر ایک کا کام مقرر ہے) اگر پورے غور و فکر کو کام میں لایا جائے تو یہ بات فقط ملائکہ ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے (بلکہ) ہر سالک کو ایک ایسے خاص مزاج پر پیدا کیا گیا ہے جو یقینی طور پر مراتبِ قوتِ عقلیہ و عملیہ میں سے ایک خاص مرتبے کا مقتضی ہے اور اُس کے لطائف میں سے کوئی (ایک) عبط زیادتی ظہور کی وجہ سے تمام لطائف میں ممتاز ہوگا۔ یہ سالک ہاتھ پیرا کرتا ہے، نشیب و فراز میں دوڑتا ہے، اور ہر ترد و خشک سے تعلق پیدا کرتا ہے تاکہ ترقی واقع ہو۔ یہ ہر عمل سے ایک نفع اور ہر صحبت سے ایک غمہ حاصل کرتا ہے۔ بہت سی مصیبتوں اور دقتوں کے بعد — جب اس سالک کا سفر ختم ہوا، اور تسلی کے مقام میں پہنچ گیا تو اُس نے

اپنے لطائف میں سے وہی لفظ دیکھا جو کہ ظاہر اور روشن ہو گیا ہے اور اُس کی مخفی استعداد قوت سے فعل میں پہنچ گئی ہے اور اُسی بہتہ خاص کو دیکھا جس کے لیے خود اپنے اندر گھوما کیا اور اپنی طلب میں مدتوں دوڑا آخر خود کو پہنچ گیا۔ ہاں چونکہ ملائکہ کے اندر یہ ہاتھ پانہ مارنا نشیب و فراز میں درونا، ترو خشک سے آویختہ بننا، اور ہر عمل سے ایک تازہ نش و ہر صحت سے ایک نژدہ پانا، محتاج اس لیے وہ کلام مذکور کے ساتھ تمام مخلوق میں زیادہ حق دار و مستحق واقع ہوئے اور اس دعوے میں سب سے زیادہ صادق نظر آئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی طرف سے فرمایا: **وَاللّٰهُمَّ الصّٰفّٰوْنَ** (اور ہم البتہ صاف بستہ رہتے ہیں) اگر غیروں میں کو پورا پورا کام میں لایا جائے تو یہ معنی بھی معنائیکہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں۔ ہر جماعت کے افراد جو استعدادات متعارفہ رکھتے ہیں وہ عالم معنی میں مشابہت ہیں اور نمازِ جہلی (نمازِ فطری) کے اندر ان کی صفیں عجیب شکل میں کھڑی ہوتی ہیں، لیکن چونکہ ملائکہ کے مزاج چند خاص نہ تو اور رنگ و رنگارنگی سے نہیں رکھتے اور اُن کے مقامات اُن کی استعدادوں کے ثابت ہیں۔ اس لیے صاف بندی کے معنی اُن کے اندر اچھی طرح ظاہر ہوئے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی طرف سے فرمایا: **اِنَّ لِّمَنْ اَسْعٰدَ الْمَلٰٓئِکَہِ** (بیشک ہم تسبیح کرنے والے ہیں) یہ معنی بھی تمام افراد مخلوق کے اندر جاری و ساری ہیں۔ ہر ایک کی حمد ہے، دوسرے کی حمد کے سوا۔۔۔ اور ہر ایک کی ایک تسبیح و تقدیس ہے، دوسرے کی تسبیح و تقدیس سے علیحدہ۔ اگر تم شہباز کی استعداد کو شگافتہ کر کے دیکھو گے تو وہ یہ کہتا ہوا سنائی دے گا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے

اپنے جلال کے ساتھ اپنے تمام بندوں پر غلبہ کیا۔ پاک ہے ذات اللہ کی جو منہ د
 ہے ناخنوں سے اور بازوؤں سے۔۔۔ اور اگر تم کبوتر کی استعداد کو چٹا پھیلاؤ
 کر کے دیکھو گے تو وہ یہ کہتا ہوا سنائی دے گا کہ تمام تعریفیں ثابت ہیں
 اللہ کے لیے جس نے اپنی ہر شان کو اچھا بنایا۔ پاک ہے وہ ذات جو منہ د
 ہے گونجی ہوئی آواز سے اور بازوؤں سے۔۔۔
 اس مضمون کو خوب ذہن نشین کر لیں۔۔۔

مکتوب

۵۴

شاہ محمد عاشق پھلتی

کے نام

آپ کے اعتکاف کرنے کا حال معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر آپ کے
 اندر اور آپ کے لیے برکت نازل فرماتے۔ اور اسی طرح محمد فائق کے
 تراویح میں قرآن شریفہ ختم کرنے کا حال بھی معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ برخوردار
 محمد فائق کے ساتھ اچھا معاملہ کرے اور اُس کو معارج کمال پر پہنچائے۔
 اس جگہ اس مشہور مقولہ کا بھیہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے توبہ
 کرتا ہے کہ اپنے تعلق رکھنے والے بندے میں سے کسی رُسویا خصوصیت کو نکال
 دے۔

والسلام

مقبول

۵۵۵

شاہ محمد عاشق بھپتی کے نام

(ایک سون کے جوہر میں)

شاہ عالی آپ کو ہادیہ تحقیق سے سہرہ کرے

آپ نے کچھ سنا کہ ست لطف بہ روزہ ! ست لطف بخیرہ کی عبادت کا قہر
تجلی غفلت کی حرکت فوقیہ ہے اور ست لطف کا منہ اسطائف ہامہ کی توجہات کا
تبدیل کرنا ہائیں وجود ہے۔ آپ نے یہ بات بھی سمجھی ہے وہ تحقیق کے موتی
پر دئے ہیں۔ اس جہت سے عموماً یہاں صوموت اللہ جہم سے تجلی غفلت کی توجہ کا
تبدیل ہیں۔ پس نہ جہتوں میں جو پگھلاؤ ہوا وہ سب کا سب تجلی غفلت کی توجہ
کے رنگوں میں سے کوئی نہ کوئی رنگ رکھتا ہے

حاصل کا منہ چند لفظ ہیں۔ نور خدا کی اور جہر بہت سے دونوں کا یہاں
کئی طور پر تجلی غفلت کی جانب ہے۔ انہی سے معذرت ماننا بہت گہری اور لفظ خیرہ
سب کا میدان نفس بیکہ کی جانب ہے البتہ شیعہ ظہور ستہ دات ہو جو کہ حقیقت میں
کے تحقیق کی بنا پر مطلوب ہے۔

والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

(ایک حدیث کی شرح و معرفت)

اللہ تعالیٰ آپ کی آنکھ میں حق کو حق کر کے دکھائے اور آپ کو حق کا آثار نصیب فرمائے۔ انا بعد السلام (دانش ہو) کہ آپ نے حدیث کان خلقہ القرآن کے معنی میں تحریر کیا تھا کہ وہ علوم و معارف کہ جن کا ذوق عارف کے اصل نفس سے اٹھتا ہے اور وہ ذوق اُس پر ہمیشہ غالب رہتا ہے، وہ علوم و معارف 'مبدأ' میں اس ذوق کے تعین کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں۔ چاہے اسے وقت تو خوش کہ وقت ناخوش کر دی

موت عارف کے حال کو اسی پر قیاس کرنا چاہیئے کہ وہ (زندگی میں) معرفت کے ہر کوپے میں جانا ہے اور طرح طرح کی نسبتیں دیکھتا ہے لیکن اُس کا استقرار (جماؤ) مرنے کے بعد اُسی نسبت پر ہو گا جو فیئہ اُس کے ساتھ مناسبت قائم رکھتی ہو اور یقیناً وہ محیط کہ جس کی وہ معرفت و نسبت نتیجہ ہوتی ہے 'زیادہ غالب ہو گا۔

آپ کے اسی مضمون کو مولانا عبدالرحمن جامی نے بارس نظم پہنایا ہے۔
جامی ادہ ماف سے صاف نیاز گفتن + غرۂ فیض رسد از باطن خم پے پے
اگر باطن خم پے پے در پے فیض نہ پہونچے تو جامی سے ماف کے اوصاف نہیں بیان کر سکتا۔
والسلام

۱۔ ترجمہ: "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن کے مطابق تھا"
(حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا)

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

(عرض احوال کے جواب میں)

حقائق و معارف آئندہ عزیز القدر میاں محمد عاشق سزاوارتہ تعالیٰ۔

بعد از سلام مطالعہ کریں۔

آپ کا نام مشکین پہونچا۔ وہ نام، ایک دریا تھا جو کیفیت قبض سے
موجزن تھا اور وہ حالت قبض مختلف جسموں اور متعدد صورتوں میں (عبادتوں
میں، ظہور پذیر ہو رہی تھی۔ کبھی اس طریقے پر لکھا ہے کہ میں ثواب کے اندر
ارواح طہیہ کو کیوں نہیں دیکھتا ہوں — اور کبھی اس طور سے لکھا ہے کہ
احوال باطن میں ایک حال سے دوسرے حال کی طرف رنگارنگی کیوں نظر
آتی ہے؟ پھر کبھی یہ حالت قبض حالت بسط سے آمیختہ ہو جاتی ہے اور لڑوں
لکھا گیا ہے کہ) جب علوم میں سے کوئی علم ناپا ہوتا ہے تو تھوڑی دیر کے لیے
وہ علم اس کیفیت مذکورہ سے بکھر جاتا ہے اور ایک جوش و سرمستی بہم پہنچاتا ہے۔
(یہ بھی لکھا گیا کہ) کوئی حال ایسا نہیں ہے کہ آپ اپنے علم کی رُو سے اُس کی کُند و

حقیقت کا احاطہ نہ کر پیتے ہوں — سبحان اللہ و بحمدہ

(جوانا لکھتا ہوں کہ) اس راہ کے نشیب و فراز غیبِ محبوب رنگ رکھتے

جس لیکن حال قبض میں آٹا ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نفس کے اندر سے ایک دھواں اُٹھ رہا ہے۔ وہ دھواں چشمِ روح کو پریشان کر دیتا ہے۔ اس قدر تو خود امر فطری ہے، حیثیت و فطرت کو متغیہ نہیں کیا جاسکتا۔ رہی یہ بات کہ ارواحِ خبیثہ کے خواب میں نہ آنے کا کیا راز ہے، تو وہ راز یہ ہے کہ روح کے دورِ رُخ ہیں۔ اس کا ایک رُخ وہ ہے کہ جو سلاخِ مخیفہ تک پہنچتا ہے اور ایک رُخ ہے کہ وہ عقل و خیال تک پہنچتا ہے۔ آپ کے مزاج میں روح کا وہ رُخ جو عقل و خیال تک پہنچتا ہے، دُورِ نفس کے سبب سے مشتوش پیدا کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس حال کا ضعفِ عقیدہ یا معصیت وغیرہ کوئی سبب نہیں ہے، لیکن یہ صورتِ خیال استقامتِ نفس کے اندر فعل نہیں ڈالتی۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے استقیما و لن تحصوا (مستقیم رہو اور تم استقامت کا احاطہ نہ کر سکو گے)۔

تتبعِ علوم کے بغیر عدم، استقرارِ احوال کو جو آپ نے بھی سمجھا، اس کا یہ ہے کہ آدمی میں دو قوتیں پیدا کی گئی ہیں: قوتِ علیہ اور قوتِ عملیہ۔ جس جماعت کی فطرت میں قوتِ علیہ کو قویٰ تر پیدا کیا گیا ہے، ہمیشہ اُن اشخاص کے احوال اُن کی عقول میں ابتداء کریں گے اور جس جماعت کی فطرت میں قوتِ عملیہ قویٰ پیدا کی گئی ہے، اُن اشخاص کے احوال پہلے اُن کے قلوب میں واقع ہوں گے۔ ذلک تقدیر العزیز العظیم [یسرہ ۲۸]۔ (یہ عزیمت و عزم کا اندازہ ہے)

ایک بزرگ و حافظِ شہِ زمینی نے فرمایا ہے:

نقصتے کثرت یا دگیر و دیر عمل آہ + کہ این حدیث زہیرِ طریقت یاد است

ترجمہ (میں تم کو ایک نصیحت کرتا ہوں، اس کو یاد کرو اور عمل میں لاؤ

کیوں کہ مجھ کو اپنے ہیرِ طریقت سے یہی بات یاد ہے)۔

رضا ہوا وہ بدہوز جہین گرہ بخشاے
کہ بر من و تو دہ اختیار بخشا دامت

ترجمہ : اس کی دی ہوئی چیز ہر راضی ہو جاؤ اور اپنی پیشانی سے گرہ کھول دو
یعنی جہین بدہوز جہین مت ہو۔ اس لیے کہ یہ سے اور مہتاب سے اوپر منتہا کا
دروازہ نہیں کھولا گیا ہے)

اس کے باوجود ان دو میں سے ہر جماعت و قوم نے وہ نفع اور فائدہ پایا ہے، جو دوسری
جماعت و قوم کو حاصل نہیں ہے۔ اس جماعت کے ہا سے میں کہا گیا ہے۔
نہیں نہ شب پرست کہ حدیث خوب گویم۔ چو غلام سنیام ہر آفتاب گویم
ترجمہ : نہ ہیں رات ہوں وہ نہ رات کا پرستش کرنے والوں کہ میں خوب کی
باتیں کروں۔ میں تو آفتاب کا غلام ہوں اور آفتاب ہی کی بات کہتا ہوں،
فی الحقیقت اکثر کابر نقشبندیہ یہ قلب کو پرورش کرنے اور بے نشانی کی طرف
وہ کو مائل بنانے کی وجہ سے واقعات میں وسعت دینے سے یکسو اور تجلیاتِ شکوۃ
سے دور ہیں۔ ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں آپ
کے علوم کے تاب نہ تھے۔ اسی وجہ سے قرآن مجید تمام علوم کا جامع بن کر نازل ہوا۔
اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا : ”آپ کا خلق قرآن بخار“

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا قصہ یاد کرنا چاہیے ان فضل عظیم
قد ما فقد فضلکم علی کثیر من اگر اللہ نے مہتاب سے اوپر کسی قوم کو
فضیلت دی تو تم کو بھی بہت سی قوموں پر فضیلت دی، اور اس آیت کو پڑھنا
چاہیے۔ لا تسمدوا ما فضل اللہ بہ بتصدد علی بعض
امت تمہارا اس فضیلت کی رائیں کو اللہ نے تمہیں سے فضل کو

بخش پر عطا فرمائی ہے،

واللہ اعلم

بابا عثمان کشمیریؒ

ابن محمد فاروق ابن شیخ محمد

کے نام

اللہ تعالیٰ اسلافِ کرام کے فرزند اور محرم ارواح کی شعاعوں کے پڑنے کی
جگہ کو (آپ کو) اجمالی استعدادِ جبلی کے ثمرات اور اُن اشغال و اوصاف
میں جو خاندانی بزرگوں کی برکات کے مناسب ہیں، مشغول رکھے۔
(ترجمہ شعر عربی)

”اے عثمان آپ کو وہ بلندیِ عزت مبارک ہو جو محمدؐ اور فاروقؓ
باپ اور دادا کے بعد آپ کو حاصل ہوئی۔“

(۲) جب انسان کی طبیعت اصل (دوسرشت) کے لحاظ سے اچھی ہوتی ہے
تو ہر مقام کے اوصاف اُس کے قریب ہو جاتے ہیں۔

مکتوب بہت اُسلوب پہنچا اور مضامینِ مرقومہ معلوم ہوئے۔ ہماری
اصل نئے تو آپ کے بارے میں یہ ہے کہ اپنے جدِ امجدِ قدسِ سرہ کی جگہ پر قیام
سے روکیں، ہم نے موجود حالت میں اس کی ترغیب دینے سے توقف کیا۔
ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں اچھی حالت کے بعد بُری حالت ہو جانے سے۔۔

ہم اس بات کے منتظر ہیں کہ خود حضرت رب جل مجدہ آپ کے حق میں، صفت
اجتہاد کے ساتھ تصدق فرمائیں۔

ترجمہ مصرعہ: ”اگر کوئی بخوشی سے نہ آئے تو اُس کی پیشانی کے بال کھینچے ہوئے
اپنی طرف لاتے ہیں۔“ اس قدر تو آپ کو معلوم ہو گا کہ وہ صورت حقیقۃ المتعاقب
جو کہ فقراءِ بابُ اللہ کے نفوس میں سمائی ہے، کبریتِ احمر (مُرغِ گندک)،
کی طرح جھک جائے گا۔ نیز وہ سُد السعُود (سعادتوں میں سے ایک سعادت)،
محتاجِ خزانِ الجود (سخاوت و کرم کے خزانوں کی کنجی)، نُورِ الانوار (نور میں سے
ایک نور)، سِرِّ الاسرار (رازوں میں سے ایک راز)، مہبِ نفحات (خوشبوؤں کے
پھیننے کی جگہ)، اور مہبطِ البرکات (برکات اُترنے کی جگہ) ہے، اُس بطلانِ
دہرچے کی طرح جس پر لا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ لکھا ہوا ہو گا اور اس کا پلہ اُنِیَّات
میں تمام دفتروں کے مقابلہ میں جھک جائے۔

آپ نے نوابِ محترم سَلَّمَ اللہ کے اوراد کے بارے میں لکھ تھا کہ ”اُن کا
عزم ہے کہ وہ اوراد میں تحفیف کسی طرح کر دیں گے“ جس طرح سے طے اور
مقرر کر دیا جائے گا۔“

داعیِ عزیز القدر نوابِ محترم کے لیے صلوة الحاجۃ کا برابر پڑھتے رہنا، اُن
تمام اشغال کے ہوتے ہوئے دشوار ہے، اور پینے میں ایک دو بار صلوة الحاجۃ کا
پڑھ لینا کچھ فائدہ نہ دے گا۔ اُن کے بارے میں دعا کی گئی اور آثارِ قبولیت ظاہر
ہوئے۔ اگرچہ وہ اِن (نفلی) اعمال کی احتیاج نہیں رکھتے ہیں لیکن چونکہ اوقات
کے ساتھ حوادث کی تخصیص کے اور اک میں بشری عجز پایا جاتا ہے۔ اس لیے اس
نعم کے (نفلی) اُمور میں مشغولیت رکھی جاتی ہے۔ حرمت کے لیے ایک وقت ہے
اور ہر نیکی کا ایک مقام ہے۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ ان تمام اوراد پر جو نوابِ محترم کے عمل
میں تھے، غور کر کے (بمعرض تحفیف) انتخاب کر دیا جائے گا۔

ہر چند عزیز القدر، سجادہ نشین اسلاف کرام باستحقاق تمام برادر
 میاں محمد عاشق سدا اللہ تعالیٰ نے اب بھی مجھے (پہلے سے دہلی) واپس
 جانے کی اجازت نہیں دی۔ لیکن بعض اسباب کے پیش نظر خصوصاً برخوردار
 مہمہ کی نسبت نکاح کی وجہ سے جس کو عنقریب انجام دینا ہے، یہ قصد ہے
 کہ اس رہینے کی تاریخ کو (دہلی) پہنچا جائے۔ اگر تہہ بیر موافق تقہیر
 ہوئی تو اس تاریخ کو (دہلی) پہنچنا ہوگا۔

والسلام

استاذ زادہ

شیخ ابراہیم ابن شیخ ابوطاہر محمد کردی مدنی

کے نام

دعوت میں

ترجمہ عربی سے

اللہ تعالیٰ - نیک اور عالی ہمت عالم - لوگوں کے پیشوا - سنا بعد نس بزرگی کے وارث اور اسلاف کرام کی بیٹ کے جامع سونا شیخ ابراہیم ابن سیدی شیخ ابوطاہر کردی مدنی کے دروس و سبق کے ذریعے علم کے آثار اویٹنے اور اُس کی جہاں میں مضبوط کرے - دین کے جھنڈوں کو بلند کرے - اہل کائنات کو قوی اور مستحکم کرے - نیز نہایت کے - نہایت سربلندی و شادابی اور اُس کی رون کو دوبارہ کرے - اللہ تعالیٰ حدیث کا مشعل - غنی دلوں کو تازگی اور نور بخشنے اور نہایت کی شان بلند کو بلند تر کر دے -

تا بعد - اللہ تعالیٰ آپ نے اجر کو عظیم کر دے - اور ہمارے شیخ - یہ پیر بزرگوار - شیخ ابوطاہر مدنی - ان دونوں پر آپ کو صبر جمیل کا اعجاز و عبادت فرمائے - بیشک میں خود انتہائی قہقہائی کی وجہ سے اس بات کا مستحق ہوں - نایابی عزت کی جائے - اور حضرت شیخ کے امتحان پر کو عالم صبر کے ساتھ نمونے پر - تسلی و تسفی دی جائے - اللہ کی نعم جہاں سے میں نے حضرت استاذ مفسر

کی خبر وفات سنی ہے، اور یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ ہم سے پہنچے ہوڑ کر) اپنے بہنو
جنت کی طرف منتقل ہو گئے ہیں برابر ایسے قلق میں مبتلا ہوں جو جڑ شے ہے
اور ایک ایسے اضطراب میں ہوں جو کہ آشوب چشم کے مریض (آنکھیں دکنے
والے) کو ہوا کرتا ہے۔ میرے اوپر ایک ایسا بادل گھا ہوا ہے جو غم و الم کی
بارش برسا رہا ہے اور میرے نیچے بھڑکتی ہوئی آگ کا ایک دیا ہے جو موجیں
مار رہا ہے۔ اور یہ کیفیت غم و مہ کیوں نہ ہو جب کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ جو کہ
اہل زمین کے واسطے بہتم رکت اور اُس پر بسنے والوں کے لیے ایک روشن
دلیل اور نجات تھے۔۔۔ جو دارِ جود (مدینہ منورہ) کے امام تھے اور اعیان و کابر
مدینہ منورہ میں بہترین شخصیت تھے۔ میرے اوپر اُن کی جو مہربانیاں کھین اُس
کے شمار نمایاں اور عظیم تھے۔ اُن کے ساتھ میری محبت بھی نہایت اہم
تھی۔ اس محبت کی کثرت و حقیقت کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔
میں اُن کی یہ بات بھی کبھی نہیں بھولوں گا کہ جب میری (مدینہ منورہ سے) واپس
کا وقت ہوا اور قائد کے اونٹوں نے جدائی کے قریب پہنچایا اور فرق
قریب ہو گیا تو میں نے حضرت سے مختلف باتوں کو عرض کیا اور یہ شعر پڑھا۔

ترجمہ شاعرانہ

"میں ہر اُس راستے کو بھول گیا جس کو میں جانتا پہچانتا تھا مگر

وہ راستہ (یاد ہے) جو مجھ کو آپ کے گھر تک پہنچانا ہے۔"

پس اُن کی آنکھیں دہلپا گئیں، اور اُن کے دونوں رخسار سرخ ہو گئے۔

یہاں تک کہ اُن کے گریہ دیکھنے والے نے اُن کو گلو بند کر دیا۔ (یعنی اُن کی آواز بھر گئی)

اس کے بعد انھوں نے میرے لیے اللہ تعالیٰ سے عذر گزار دیا۔ میں بہ

بات بھی کبھی فراموش نہیں کروں گا کہ جب میں نے حضرت وصال سے معلوم

کیا کہ آپ کی عمر کتنی ہے؟ تو انھوں نے فرمایا کہ وہ عمر ہے جو موت کی منزل ہوتی ہے۔ یعنی سانھ اور ستر کے درمیان ہے۔

(ترجمہ شعر عربی) :

”اگر میں چاہوں کہ خون کے آنسو روؤں تو البتہ میں ایسا کر سکتا

ہوں۔ لیکن صبر کا میہ ان بہت دیت ہے“

اور اسبابِ گریہ کے رجوم اور غم و الم کی وجہ سے زمین و آسمان کی تنگی کے وقت یہ امر میرے دل کی تسلی اور میرے اعتماد کا عصار (سہارا) بن جاتا ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ صہیا فرزند اپنا قائم مقام چھوڑا ہے۔ خدا کرے کہ یہ مجھ و شرف آپ کے قیام اور زندگی کی وجہ سے ہمیشہ رہے۔ بیشک شکر کا بچہ شکر کے مشابہ ہوتا ہے، اور باپ کا راز نیٹے سے نمایاں ہوتا ہے۔

(ترجمہ شعر عربی) :

”اے پناہ گاہِ اہل زمانہ آپ بقائے دہر تک قائم اور سلامت رہیں اور یہ وہ دعا ہے جو تمام مخلوقات کے فائدے کو اپنے اندر شامل کیے ہوئے ہے۔ سلام اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ علیکم اولاً و آخراً

شاہ محمد عاشق کھسلیؒ

کے نام

اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی ظاہری و باطنی نعمتیں آن سجادہ نشین اسلام
کرام باستحقاق تمام کے حالِ خیریت آں کو شامل رہیں۔
عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ آپ جو کہ اختیار و ابرار کی اولاد
ہیں، آپ کے حق میں ہم رب العزت کی جناب سے بہت سے وعدے اور
بشارتیں رکھتے ہیں، جن کے پورا ہونے کے ہم منتظر ہیں۔ بے شک وہ
قریب ہے اور دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے، اور وہ وعدہ خلافی نہیں
کرتا سرے۔

صوفی کی مثال اُس آدمی کی سی ہے جو اپنے سائے سے پیٹھ پھیر کر
درڑا ہے اور سایہ اُس کے پیچھے پیچھے ضرور آتا ہے۔ اسی طرح صوفی اپنا
چہرہ بجانبِ قدس کرتا ہے (بجانبِ قدس توجہ کرتا ہے) 'دنیا کے کالے
سائے سے بھاگتا ہے' اور دنیا سائے کی طرح اُس کے پیچھے پیچھے دوڑتی
ہے۔ طریقی این بزمِ استننا است، مجنون احتیاج
(ترجمہ مصرعہ) اُس بزمِ دنیا کی لیلیٰ (محبوب شے) استننا ہے اور احتیاج مجنون ہے۔

مخدوم محمد معین ٹھٹھوکی (سندھی)

—

وہ مددگار ہے جو میں نے تھے، انہوں نے شہر میں رہنے کی بات کی تھی

رحمت واجدہ آجہ کی بیچم اور رنگارنگی میں اُس شخصے پر پڑتی ہیں
جو فرشتوں سے تھے ہوا ہے۔ اور ہمیشہ صبح و شام برکتِ عطا ہے وہ ہند
کی سواہی اُس مجلس میں چلتی رہیں جو لا یلفظ جیسیدہ اُن کا
بہشتیہ بہشت و محروم نہیں ہوتا ہے گرچہ وہ غلبہ اور سزا کا مستحق
ہو کی سنت سے موصوف ہے۔ وہ رحمت ہو اُس شخص پر جو عہدہ نشینیوں
وہ ہے، تقاعد میں بہشت بچانے والا ہے، جو اللہ کی رسی کو مضبوط
پکڑے ہوئے ہے، سنت کا مُعین و مددگار ہے اور کتنا اچھا مُعین و
مددگار ہے۔ — — — میر بہ رب العلمین

آپ کے نام گرامی نے درود فرمایا، چونکہ وہ آن جان کمالات کی
خیریت و سلامتی کو مشتغول تھا۔ اس لیے اُس سے بہت سُرور اور تشریح
نہ ہو رہا تھا۔ آپ کے پاس میں بعض اہل سندھ سے جو یہاں (دہلی)
میں مقیم ہیں، دشمنوں کے رگڑاؤ بچاؤ (چفل خوردی) اور بد دینے و دس

کی ایذا دہی کی خبر سنی۔ (بعدہ) آپ کے نامہ گرامی کو پڑھ کر جو ان حالات پر مشتعل ہے، انتہائی درجہ کا رنج و قلق ہوا۔۔۔۔۔ اللہ کی قسم کھاتا ہوں اور مکہ پر قسم کھاتا ہوں کہ اگر سلف صالح کا جن کے دامن سے یہ فقیہ وابستہ ہے، عہد و پیمان نہ ہوتا، اور یہ فقیہ نہیں چاہتا ہے کہ اُس عہد کی مخالفت کرے، تو دل بے اختیار چاہتا تھا کہ اس غلط کاروبار کرنے والوں (چند خوروں) کے گھروں پر جا کر جو کچھ بھی بن پڑے، اُن کے خلاف (مظاہرہ) کیا جائے۔ بہر حال اُمید یہ ہے کہ حضرت منتم حقیقی آں عزیز ابوجود کو جو اپنی نظیر نہیں رکھتے، مسلسل تشویش اور پریشانی میں نہیں چھوڑیں گے۔

آپ سے یہاں بچہ کا تولد اور اس کے بعد اُس بچے کے اور اس کی والدہ کے انتقال کر جانے کی خبر سے بہت صدمہ ہوا۔ حضرت منتم حقیقی جل شانہ اس نقصان کی پورے طریقے پر تلافی فرمائیں۔

ایک عجیب اتفاق یہ ہے کہ آپ کے نامہ گرامی کے آنے سے چند روز پہلے اس فقیہ کی اہلیہ جو کہ اکیس سال سے رفیقہ حیات تھیں، مرضِ اسہال میں مبتلا ہو کر اس دنیا سے انتقال کر گئیں، اور اُنہوں نے تین بچے چھوٹے جن میں ایک چھ سال کی لڑکی، دوسرا تین سال کا بچہ اور تیسری چھ مہینے کی ایک بچی ہے، اور کوئی بھی (نظر بظاہر) ان بچوں کا متعلق نہیں ہے اسی سبب سے میرے دل میں یکایک ایک تشویش لاحق ہو گئی۔ لہذا عقد ثانی کے کشفِ حال کے سلسلے میں توجہ تام میسر نہ آ سکی۔

ان شاء اللہ تعالیٰ چند روز کے بعد جو کچھ واضح ہوگا، لکھا جائے گا لیکن اجمالی طور پر یہ بات نظر آ رہی ہے کہ عقد ثانی میں (بلیغ انجام)

خیریت ہے — و العلم عند اللہ

(ترجمہ اشعار عربی)

”جب تجھ کو سعادت، چشم عنایت سے دیکھے تو توہے غم ہو کر سوچا
اس لیے کہ اس صورت میں تمام ہولناکیاں امان بن جاتی ہیں۔
اس سعادت کے ذریعہ عنقار کا شکار کرے، کیوں یہ ایک جال
ہے اور اس سعادت کے ذریعہ مریخ جزا کی تسخیر کرے۔ کیوں
کہ یہ ایک لگام ہے۔“

استاذ زادہ شیخ ابراہیم مدنی فرزند شیخ ابوطاہر کردی مدنی

کے نام

(ترجمہ عربی سے)

عارف کے صاف و شفاف چٹھے، برکت مخلوق کے سبب و باعث، بزرگوں کے خلیفہ صالح، ائمہ عالی مقام کے جانشین مولانا شیخ ابراہیم — پر ہمیشہ جاری رہیں۔ وہ شیخ ابراہیم جو ہمارے شیخ اور ہمارے استاد شیخ ابوطاہر کردی مدنیؒ کے بیٹے اور عارف باللہ، قدوة الانام، حجت الاسلام مولانا شیخ ابراہیم کردی مدنیؒ کے پوتے ہیں — اللہ تعالیٰ ہمیں ان دونوں کے اسرار کی بدولت بابرکت کر دے —

از طرف فیقرونی اللہ بن عبدالرحیم العمری الدہلوی عفی اللہ عنہ بعد اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ واضح ہو کہ — اگر آپ اپنے محب (اس فقیر) کے بارے میں خیریت کا سوال کرتے ہیں، تو اُس کا جواب یہ ہے کہ یہ فقیر مع اپنے تمام اہل و عیال اور متعلقین کے بجز عافیت ہے۔ آپ کے آباے کرام کے ذکر خیر میں رطب اللسان رہتا ہے، اُن کے انعامات کا شکر یہ ادا کرتا رہتا ہے اور اُن کے علوم کی نشر و اشاعت میں لگا ہوا ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے اُمید کرتا ہوں کہ وہ مجھ کو آپ کے آباے کرام

کی برکت سے محفوظ رکھے گا اور اس ملک (ہند) میں آپ کے بزرگوں کے ذکر کو اس عہد ضعیف اور اس کی اولاد و اصحاب کے ذریعے زندہ رکھے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ قریب ہے اور دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موابہ شریف میں آپ مجھے اپنی نیک دعاؤں میں فراموش نہ فرمائیں۔ میں نے اس مکتوب سے پہلے بہت سے مکاتیب آپ کو اور بھیجے ہیں لیکن آنجناب نے ان کے جواب سے مشغول رہیں فرمایا، اور آنجناب نے ہمیں سلام اور گرامی نامہ کے ذریعہ عزت نہیں بخشی۔ ہم آپ سے اس بے اتفاقی کی توقع نہیں رکھتے تھے۔ اب ہماری یہ درخواست ہے کہ آپ گزشتہ طرز عمل کے برخلاف حاملِ رفقہ کے ہاتھ یا ہر اس شخص کے ہاتھ جو ان مقاماتِ مقدسہ سے ہماری طرف کو آئے۔ اس عریضے کا جواب عنایت فرمائیں، اور ہمیں اپنی اور اپنی اولاد و اصحاب کی خیریت اور سلامتی سے مطلع فرماتے رہیں۔

والحمد لله اولاً و آخراً و ظاهراً و باطنا

شیخ وفد اللہ مالکی المالکیؒ کے نام

(ترجمہ عربی سے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم

فقیر ولی اللہ ابن عبد الرحیم العمری الدلموی عفی عنہ کی طرف سے بعد عرصہ سلام و دعاے رحمت و برکت واضح ہو کہ ہمیں آپ کے مکارم اخلاق سے اُمید ہے کہ آپ مواضع قبولیت اور اوقات قبولیت میں ہماری دین و دنیا کی بھلائی کے لیے اور ہماری اولاد و اصحاب کے لیے دعاے خیر فرمائیں گے۔ آپ کے صاحبزادے شیخ حسین نے مجھے اطلاع دی ہے کہ آپ نے کم سنی کے زمانے میں فرید عصر شیخ محمد ابن علامہ ابوالہادی قدس اللہ سرہ سے ملاقات کی ہے اور انھوں نے آپ کو اپنی تمام مرقیات صحیحہ کی اجازت عنایت فرمائی ہے۔ اگر یہ بات اسی طرح ہے اور صحیح ہے تو یہ بہت اُوچنی سند ہے۔ آبنجاب سے امید ہے کہ آپ مجمل اور مفصل طور پر اجازت عطا کر کے ہمیں مشرف فرمائیں گے۔ نیز اپنی اسانید عالیہ اپنے نوائے منتخبہ اور اپنے مُسلّات متعلّٰ سے بھی مطلع فرمائیں گے۔

اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو مقام صدق میں اپنے اولیاء کے گروہ اور اپنے رسول کے طریقے کے حاملین کے زمرے میں جمع کرے۔

و الحمد للہ ربّ العلمین

شاہ محمد عاشق پھلتی ۷ کے نام

مکتوب ایہ کے والد ماجد شاہ عبید اللہ پھلتی ۷ کی
تعزیت میں جو شاہ صاحب کے حقیقی ماموں تھے۔

حقائق و معارف آگاہ، فضائل و ثواب دستِ مہماں، سہادہ نشینِ اسلام
باستحقاقِ تمام، عزیز القدر میاں محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ —

جمع حرکات و سکونات اور تمام افکار و خطرات میں اللہ کی تائید سے
مؤید اور اُس کی نصرت سے منصور رہیں — فیروزِ ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے
سلامِ محبتِ منشاء کے بعد مطالعہ کریں — اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر
ہے اور اُس کی درگاہ سے آپ کی دائمی عافیت و سلامتی زبانِ حال و قساکے
ظاہری و باطنی ہر حیثیت سے مقصود و مطلوب ہے — اگرچہ مشفقِ مرحوم و مغفور
(ماموں شاہ عبید اللہ پھلتی ۷) کی وفات کا جانکاہ و جاں گداز واقعہ مرحوم کے
واہستگانِ خدمت سے قطعِ نظر کر کے، ملک و ملت کی نسبت و اعتبار سے بھی
عمومی طور پر ظاہری و باطنی حیثیت سے ایک عظیم مصیبت ہے، اس لیے کہ
حضرتِ مرحوم کا وجودِ مبارک کماںِ عبادت و زہد میں، نیز توکل، جود و سخا،
شفقت بر خلق اللہ، قول، فعل اور حال کے ذریعے دین کے اندر استقامت

اور انوارِ طاعات کے ساتھ منور ہونے کے لحاظ سے اس دورِ حاضر میں عظیم ^{النظر} تھا۔ اُن کا دیکھنا کبریتِ احمر تھا اور اُن کا کلام کیمیا اثر تھا۔ اُن کے آثار و خصائص سلفِ صالح کے حالات کو یاد دلانے والے تھے۔ بلا شک و شبہ اُن کی توجہِ ملیات کو دفع کرنے والی 'عطیاتِ خداوندی کو کھینچنے والی' اور برکات کو جمع کرنے والی تھی۔ اس کے علاوہ بھی اُن کے اندر اتنے اوصاف تھے کہ جن کا اگر ذکر کیا جائے تو کلامِ طویل ہو جائے گا۔ لیکن جب ایامِ غم میں آں عزیزِ القدر کو دیکھا گیا اور فراست نے بھی یہ حکم لگایا کہ آپ کے ظاہر و باطن میں تفرقہ پڑ گیا ہے یعنی آپ کا ظاہر غم و الم سے متاثر ہے، اور باطن صابر بلکہ راضی، اور سر تسلیم خم کرنے والا ہے، تو (اس بات سے) فقیر کے دل کا قلق دور ہو گیا، اور اُس نے جان لیا کہ تائیدِ الہی آپ کے حال بہتِ اشتغال کو شامل ہے، اور وہ واقعہ یاد آیا جب حضرت سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تمام اصحاب پریشاں دل ہو گئے تھے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کمالِ محبت و فنا، طولِ صہبتِ اقدس اور انتہائی اذعان و تسلیم کے ساتھ ساتھ جو اُن کی خصوصیت تھی، بہت ہوش اور بیداری کے ساتھ ثابت قدم رہ کر یہ آواز لگا رہے تھے کہ جو شخص (نعوذ باللہ) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتا تھا تو (وہ سن لے کہ) اُن کی وفات واقع ہو گئی اور جو شخص رہبِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو (وہ سن لے کہ) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب (اس وقت بھی اور آئندہ بھی) حتیٰ اور لا یموت ہے (اور ہے گا)۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ کلمہ ایک عجیب کلمہ ہے جس میں استحقاقِ خلافت کا راز پایا جاتا ہے، اور وہ راز یہ ہے کہ اللہ کا طریقہ اس طرح

جاری ہے کہ کسی کابل کو اس عالم سے نہیں اٹھاتے ہیں، مگر افراد قوم میں سے ایک فرد کو جو کہ اُس کا خلیفہ و جانشین ہوگا، پورا پورا ہوش اور کامل دانشمندی عطا فرما دیتے ہیں، اور اس خلیفہ و جانشین کے دریا جیسے دل کے گرداگرد پر انگنڈی حواس کا گزر بھی نہیں ہو پانا ہے، اور اس کا میلان خاطر کلیتہً اس کامل کے مقام و مرکز میں قیام کرنے کی طرف کر دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ اُس کابل کی سربسیر صالحہ کی جانب توجہ و اعتناء بھی اُس کے دل میں ڈال دیتے ہیں۔ یہ اللہ کی سنت (طریقہ) ہے اور تو اللہ کی سنت میں تبدیلی نہیں پائے گا۔

میں اللہ تعالیٰ کی پوری پوری ظاہری و باطنی تمام و کمال حمد کرتا ہوں۔ اُس کی اس کار سازی پر جو میں نے دیکھی اور جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ معاملہ فرمایا ہے۔ پھر آپ کو معصوم ہے کہ اہل اللہ کے حالات کے اختلاف پر نظر ڈالنا محروموں اور مجبوروں کے لیے ایک لا علاج بیماری ہے۔ فقر نے مجاہد متعہدہ کے اندر بہت سی تقدیرات میں واضح کر دیا ہے کہ اہل اللہ صبر و استقامت میں مختلف لیکن معنی اور حقیقت میں متفق ہوتے ہیں۔ نیابت و خلافت کی شرط معنی حقیقت کا اتفاق ہے، صورت میں اتفاق ہو یا نہ ہو۔

اہل اللہ میں سے ایک جماعت ایسی ہوتی ہے جو بے مال و متاع، مفلس اور نانِ شبینہ سے محتاج نہ تھی۔ اہل اللہ میں سے کچھ ایسے اغنیاء بھی ہوتے ہیں جو لاکھوں درہم و دینار کے مالک تھے۔ کچھ اہل اللہ غنیمت اور بہت عزت مند ہوتے ہیں۔ تھوڑی سی بے ادبی پر بھی بے ادب کے حق میں غیرت کا مظاہرہ کرتے ہیں اور بے ادب کو اگر چھوڑتے ہیں۔

اہل اللہ کی ایک جماعت حلیم و بردبار ہوتی ہے۔ اہل اللہ کی ایک جماعت

کے افراد اہل ظہور ہوتے ہیں۔ جو بھی اُن کو دیکھ لیتا ہے اُن کا سُخڑ ہو جانا ہے اور اُس کی زبان اُن کی شمار و تعریف میں کھُل جاتی ہے اور اُس دیکھنے والے کا دل اُن کے اعتقاد سے پُر ہو جاتا ہے۔

اہل اللہ کی ایک جماعت ایسی ہوتی ہے جو گوشۂ خمول و گنہگار میں رہتی ہے اور کوئی بھی اُن کو نہیں پہچانتا ہے اور اُن کو کسی حساب میں نہیں لانا ہے۔ صدقِ حال اور خدا کے لیے اپنے نفس کو تیج دینا، اور اپنے ظاہر و باطن کو خدا کے سپرد کر دینا، یہ ایک ایسے مشترک معنی ہیں کہ تمام اہل اللہ اور اولیاء اللہ اس میں باہم متفق ہیں اور اس معنی میں متفق ہونا نیابت و خلافت کی شرط ہے۔ (ترجمہ شرفارسی)

”اگر صاف شیشہ نہیں ہے تو پُرانا پیالہ ہی رہی۔ تلپٹ پینے والے رند کو ان تکلفات سے کیا واسطہ۔“

اولیاء اللہ کے صفاتِ محمودہ لوگوں کے سامنے کھول کھول کر بیان کر دیے گئے ہیں۔ خصوصاً وہ صفات کہ لوگوں کا فہم جن کا احاطہ کر سکے مثلاً حلم، تقویٰ اللہ، زہد — اس بارے میں آں عزیزِ تقدیر کو وصیتیں اور نصیحتیں نکھنا تحصیلِ حاصل ہے (فضول ہے)۔ لیکن ادبِ طریقہ اور محبتِ ازلیہ وابدیہ مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں نصیحتوں کو بیان کروں۔ جاننا چاہیے کہ جب کوئی درویش کسی منصب پر فائز ہوتا ہے تو چاہے وہ خلافتِ کبریٰ کا منصب ہو یا فقط خلافتِ ارشاد کا، اس کے لیے لائبہ اور ضروری ہے کہ آدمیوں میں سے تین قسم کے گروہ اُس کے کام میں مانع ہوں۔ اُس درویش کو ہمتِ تامہ سے کام لینا چاہیے تاکہ ان تینوں گردہوں کی مکاریوں اور حیلہ سازیوں سے بھائی پائے۔

پہلا گروہ: اہلِ حسد (حاسدین) کا ہے کہ وہ اُس درویش کے ظاہر و باطن

پر نظرِ بداندیش ڈالتے ہیں اور مخالفت کی بہت سی باتیں سوچتے ہیں۔ اہل اللہ کے نزدیک اس گروہ کا علاج رب العزت کی درگاہ میں ان لوگوں کی بدی اور بداندیشی سے رہائی پانے کے لیے التجار کرنا ہے تاکہ اُن کے مکائد سے نجات و خلاصی حاصل ہو۔ یہ نہ ہو کہ خود انتقام لینے کے درپے ہو جائے۔ یا کسی دوسرے کو انتقام لینے کا اشارہ اور حکم کرے۔ ایک شخص ۳ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں حضرت صدیق اکبر رضی کو بُرا بھلا کہہ رہا تھا اور وہ خاموشی کے ساتھ اُس پر بصر کر رہے تھے۔ ۴ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مسکرا رہے تھے۔ جب حضرت صدیق اکبر رضی نے انتقام کے طور پر جواب دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجلس سے اٹھ گئے اور فرمایا کہ صدیقینؓ کے لیے یہ زیبا نہیں ہے کہ وہ لعنت و ملامت کرنے والے ہوں۔“

دوسرا گروہ احسق اور نادان خیر خواہوں کا ہے کہ وہ تنویلاتِ شیطانیہ (شیطان کے بہکانے اور ملیع سازی کی وجہ سے) یہ چاہتے ہیں کہ وہ اس درویش کی اچھی وضع کو غارت اور زائل کر دیں۔ اس گروہ کا علاج یہ ہے کہ اپنی نرم کلامی سے اُس گروہ کو مایوس کر دیا جائے تاکہ وہ پھر اس کے مزاج میں دخل نہ دے سکیں۔

تیسرا گروہ اہل و عیال کا ہے کہ اس درویش سے وہ بات چاہتے ہیں جو اُس کی طاقت سے باہر ہو اور وہ اس کی کوشش اور تخریب میں ضرور اپنے اوقات کو ضائع کرے۔ اس گروہ کا علاج یہ ہے کہ اُن کی تکلیف رسانی پر بصر کرے اور بدرجہ اس طرح اُن (اپنے اہل و عیال) کے سامنے ثابت و محقق کر دے کہ وہ اس عزیز درویش کی وضع کو اچھا سمجھنے والے ہو جائیں یا وہ جبراً دکرھا اپنے مطالبے سے باز رہیں۔ والحمد للہ اولاً و آخراً ظاہراً و باطناً

مکتوب

﴿۶۵﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی ۲۰

کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلاف کرام میاں محمد عاشق سلمہ اللہ
تعالیٰ۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کی درگاہ سے آپ کی عافیت
مطلوب ہے۔ دل ہمیشہ آپ کے اخبارِ مسرت آوار کا منتظر و مشتاق رہتا ہے۔
حضرت سرور انبیاء علیہ من الصلوٰات اتمہا ومن التحيات اکملہا کے اس قول مبارک
کے مطابق ہے جو زبانِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے برآمد ہوا۔ (اور وہ یہ ہے
کہ) ”اے اللہ طلب کر میرے لیے ایک ایسا حبیب جو میری ذات سے بھی
زیادہ مجھے محبوب ہو۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی خیریت سے زیادہ آپ کی
دعا و خیریت کی جاتی ہے۔ اللہ ہی دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے اور اُسی سے
مدد طلب کی جاتی ہے۔

والسلام

شاہ محمد عاشق کھلیتی رح

کے نام

(اپنے فرزند (شاہ رفیع الدین) کے تولد کی اطلاع میں)

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلاف کرام شاہ محمد عاشق سلمہ اللہ۔
فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد سلام محبت مشام مطالعہ کریں۔
اللہ کی نعمتوں پر اُس کا شکر ہے اور اللہ تعالیٰ سے درخواست ہے کہ وہ
آپ کے اوپر بھی ظاہری و باطنی نعمتوں کا سلسلہ ہمیشہ قائم رکھے۔

میرے حق میں جدید نعمتوں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے منگل
کے دن ۱۹ ذی الحجہ کو ضحوة الکبریٰ کے وقت ایک لڑکا عطا فرمایا۔ چونکہ حمل سے
اُس کی والدہ بیمار تھیں، اور شفا کی اُمید بظاہر منقطع ہو گئی تھی، میاں (مشہ)،
نور اللہ کو خواب میں مشاہدہ الہیہا (والدہ رفیع الدین) کی شفا یابی اور ایک فرزند
کے تولد کی بشارت دی گئی تھی، اور اس خواب میں میاں نور اللہ کے دل میں
یہ بات گزری تھی کہ نو مولود (بچے) کا نام ہم سے حضرت (شاہ عبدالرحیم) کے نانا
کے نام پر رفیع الدین ہوگا۔

علاوہ انہیں اس فیقر نے ایک دن ۱۴ صبح با و نہاب کے ورد کے اثناء

میں اللہ تعالیٰ کی بعض نعمتوں کا مشاہدہ کیا جو اس مسکین کے حق میں مقدر ہوئی تھیں
 بخلاف اُن نعمتوں کے یہ لڑکا بھی (مشاہدہ میں) متمثل ہوا تھا۔ ان ہر دو واقعات
 (خواب اور مشاہدہ) کے ادب کو پیش نظر رکھ کر اُس بچہ کا نام رفیع الدین عبدالوہاب
 رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس (بچے) کی اس طریقے پر تربیت فرمائے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ
 کا محبوب اور پسندیدہ بندہ بن جائے اور امانتِ توحید کا بوجھ اٹھانے کے لائق
 ہو جائے۔

آپ کا مکتوب بہت اُسلوب پرہیزگار تھا۔ آپ کی جمیعتِ ظاہرہ و باطنہ اور
 آپ کی تقسیمِ اوقات جو بہت ہی اچھی طرح پرہیزگار ہے، اس مکتوب سے معلوم ہوئی۔
 اس پر اللہ کا شکر ادا کیا گیا۔ تمام حالات میں نصرتِ الہی آپ کو شامل و حاصل
 ہے۔ ان دنوں چونکہ کتابِ مستوی (شرح موطا بہ زبانِ عربی) کی تالیف پر
 محنت کی جا رہی ہے۔ اس لیے کتابِ انتباہ فی سلاسلِ اولیاء اللہ وغیرہ کی تالیف
 کے لیے فرصت نہیں ہوتی۔ ان شاء اللہ انتباہ (مکمل کر کے) بھیجی جائے گی۔
 مقدمہ میں (مثنوی سندھی) کا مکتوب جو تیسرا اللہ کی جانب لکھا گیا ہے، اس کو
 بھی (مسودہ کتاب میں) داخل کر دیں۔ وہ خط خوب ہے۔ اپنے سوانح و حالات
 بھی کتابِ قولِ حلی میں داخل کر دیں اور (اپنے سوانح کی) ابتداء فقر کے اُس مکتوب
 سے کریں جس کو لکھ کر بھیج رہا ہوں اور اپنے احوالِ خوب تفصیل سے لکھیں۔
 (ترجمہ شریعی) ۵ آپ خیال کرتے ہیں کہ آپ ایک چھوٹا سا جُتے ہیں۔ حالانکہ آپ کے
 اندر عالمِ کبیر پٹا ہوا ہے۔

اس کتاب میں آپ اپنے رسائل بھی لکھیں۔ البتہ آپ کا حاشیہ خیر کثیر جواب تک
 ناممکن ہے۔ اس کو بھی اگر لکھیں تو بہت اچھا ہے اور اگر نہ لکھیں تو خیر۔ اگر یہ حاشیہ ناممکن
 (قولِ حلی میں) نہ لکھیں تو اس کے بعض فوائد رسالہ درایات میں داخل کر دیں۔ رسالہ عم و شاہ
 ابوالرضا، رسالہ والد فقیر (شاہ عبدالرحیم) اور آثارِ رحیمہ کو ضرور (قولِ حلی میں) داخل کرنا چاہیے۔

شاہ محمد عاشق کھلیتی^۷ کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلاف کرام، شاہ محمد عاشق سلمہ اللہ —
فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد سلام محبت التیام و دعوات ظاہرہ و باطنہ

مطالعہ کریں —

دو تفصیلی خط محمد فاخر کے ہاتھ بھیجے گئے ہیں، جو پہنچے ہوں گے، وہ دونوں
خط کافی ہیں — باقی کلام یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موکد و محقق امید رکھتے
ہیں کہ وہ ہم کو اور آپ کو ”مقام صدق“ میں اپنے نزدیک جمع کرے گا۔ نیز ایسی
جگہ ہمیں جمع کرے گا کہ جس کی جہات سورج کے مانند بلند ہوں اور اُن جہات کا
نچلا حصہ اس چمکتے ہوئے یگشتانی ریت کی طرح ہو جو پانی جیسا نظر آتا ہے — پس
ہم سب اُس (نور کے) بحر متواج میں غوطے لگائیں اور غوطے لگانے کے بعد
اپنے سروں کو اونچا اٹھائیں۔ درحقیقت وہاں نہ ہم ہوں گے اور نہ ہمارے سر ہوں گے۔
بلکہ یہ سب کچھ ہو گا۔ اللہ کے ساتھ، اللہ میں، اللہ کی طرف سے اور اللہ تک —
(قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّاهُمْ يَعْقِلُونَ إِلَّا الْعَالَمُونَ ○ [المنکبوت ۱۳]) اور یہ مثالیں ہیں جن کو ہم بیان کرنے
ہیں لوگوں سے — اور ان کو سوائے علم والوں کے کوئی نہیں سمجھتا ہے)

شاہ محمد عاشق پھلتی رح

کے نام

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشین اسلاف کرام، میاں محمد عاشق سلا اللہ
فیروز ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد از سلام محبت مشام مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور اس کی درگاہ میں آپ
کی عافیت کے لیے دعا کرتا ہوں۔

فراستِ صادقہ کے ذریعے بار بار یہ حقیقت ثابت ہو گئی ہے کہ اسلاف کرام
کا سجادہ نشین ہونے اور عنایاتِ ارواح کا آشیانہ بننے کا راز آپ کے اندر متحقق و
موجود ہے۔

آپ نے ایک دوسرے کے متعلق لکھا تھا جو چند روز تک برابر آپ کے
دل میں رہا، اور وہ یہ کہ آپ بعینہ اپنے والد ماجد (شاہ عبید اللہ) کی طرح
ہو گئے ہیں، تو یہ اسی راز کی ایک نمائش ہے کہ جس کا ابھی ذکر کیا گیا۔
اور محمد عارف کا خواب میں یہ دیکھنا کہ آپ نے ستو کا پیالہ گل پی لیا، جو بچے
ہوئے ستو پیالے کے اطراف میں لگے ہوئے تھے، اُن کو خواب دیکھنے والے

(محمد عارف) نے پی لیا اور اُس پکے ہوئے حصّے نے خواب دیکھنے والے کو کم ہیر کی حد تک پہنچا دیا۔ اس خواب کی تعبیر آپ کے حق میں برکتِ متعدیہ کا موجود ہونا ہے، اور احمد کا یہ خواب دیکھنا کہ صوفیائے متقدمین میں سے کسی ایک صوفی سے آپ کا موازنہ کرنے میں بحث ہو رہی ہے اور خواب دیکھنے والے (احمد) نے اُس وقت یہ شعر پڑھا۔

طرۃ سنبل کجا و طرۃ گیسو کجا
ہر دو پیچا منہ آما این کجا و او کجا

(ترجمہ شعر)

”کہاں طرۃ سنبل اور کہاں طرۃ گیسوے محبوب — اگرچہ
دونوں پیچیدگی کے اندر مشابہت رکھتے ہیں لیکن دونوں میں
بہت بڑا فرق ہے۔“

اس میں یہ بات دکھائی گئی ہے کہ آپ نے لطائفِ خفیہ مثلاً حجرِ بہت و
آنا کو جمع کر لیا ہے —

والسلام

بابا عثمان کشمیریؒ کے نام

(تلقین و تسلیم میں)

فضائل و کمالات آپؒ سلسلہ لاکا برمودی بابا عثمان سلمہ اللہ تعالیٰ۔
اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھے۔ اور تمام حالات میں اُن کے ساتھ لطف و کرم
کا معاملہ فرمائے۔

فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام کے بعد مطالعہ کریں۔

اپنی غایت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اس کے فضل و کرم سے یہ مطلوب
ہے کہ وہ آپ کو غایت اور سلامتی کے ساتھ رکھے۔ بیشک وہ قریب ہے اور
دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے۔ آپ کے خطوط یکے بعد دیگرے آتے رہے
اور ہم نے پڑھے۔ وہ خطوط تشویش و قلق کی زیادتی اور فراوانی پر مشتمل تھے۔
اس بات سے دل فکرمند اور غمگین ہوا۔ ہم نے اللہ تعالیٰ سے تفریباً خارجہ و
نفسیہ کے ذریعے سے آپ کے شہائد کے آسان ہونے کی دعا کی۔ ایک بات
آپ کو یاد دلاتی جاتی ہے۔ اُمید ہے کہ اس بات کا یاد رکھنا قلق و تشویش
کا دور کرنے والا بن جائے گا۔ اس کو اچھی طرح گوشِ ہوش کے ساتھ سماعت
کریں۔ (وہ بات یہ ہے) علومِ حقہ کی تحصیل میں کوشش کیوں کی جاتی ہے؟

اس بے کی جاتی ہے کہ تحصیلِ علم، کمالِ قوتِ عقلیہ حاصل کرنے کا ایک راستہ ہے۔ ترقیِ باطن میں کوشش کس سبب سے مطلوب ہے؟ اس سبب سے مطلوب ہے کہ ترقیِ باطن، نفس کے رنگِ جبروت سے زمین ہونے کا راستہ ہے۔ پس تمام مساعی مشکورہ کا خلاصہ کمالِ نفس کی طلب ہے۔ نفسِ ناطقہ کی صفات کے جاننے و سمجھنے یہ بات یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ جو صفت تمام صفاتِ محمودہ اور خلاقِ فاضلہ کی اصل و بنیاد ہے، اور جس کے حاصل کیے بغیر کسی فیضیت کا (قلب میں) رسوخ اور کسی فیضیت کے آثار کا ظہور نہیں ہو سکتا۔ وہ صفت، رزاقِ نفس (استواری و وقارِ نفس) اور اس کے ساتھ ساتھ شدائد و آفات سے نفس کا متاثر نہ ہونا ہے۔ پس اگر قوتِ عقلیہ یا جب تک نفس سنجیدہ اور باوقار نہ ہو جائے۔ جو نفس غیر سنجیدہ اور بے وقار ہے اُس کی مثال پانی جیسی ہے جو نقشِ پانی پر پھینک دیں گے وہ جلد نمودر ہو کر جلد ہی غائب ہو جائے گا۔ باوقار اور استوار و محکم نفس کی مثال پتھر اور سکڑی کی سی ہے کہ جو اچھا نقش، نقاشی اس پر بناتا ہے، دیر تک قائم رہتا ہے۔

حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہ کلمات وارد ہوئے ہیں :

ما اعطی الخ، کسی شخص کو صبر سے زیادہ افضل اور دین ترین عطا نہیں دیا گیا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی ہے :
وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ [السفرہ : ۱۵۵] (آپ صبر کرنے والوں کو بشارت دے دیجیے، اور اہلِ اہلِ امت میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے :

نعم العَدْلان و نعمت العَلَاوۃ

(دونوں بوجہ بھی اچھے ہیں اور اُن کے اُلوہ کا بوجھ بھی اچھا ہے)

آپ ان شدائد کو جو آپ کو پیش آ رہے ہیں، شدائد شمار کرتے ہیں اور ان شدائد پر شکوہ کرتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ شدائد ایک ایسا سبق ہیں جن کی تعلیم اللہ تعالیٰ آپ کو دے رہا ہے تاکہ آپ کے نفس کو تمام اخلاقِ فاضلہ کی اصل و بنیاد (روزانہ نفس) پر مشق حاصل ہو۔ اس موقع پر یہ ضروری ہے کہ نفس سے جزع فزع اور گھبراہٹ کو ترک کرنے کا مطالبہ کیا جائے، ظاہری حیثیت سے سچی اور باطنی حیثیت سے بھی — اور یہ بھی ضروری ہے کہ قوی ہمت صابرین کے واقعات کو یاد کیا جائے اور صبر و رزانت کے فضائل کا یاد کرنا بھی ضروری ہے جن کو آپ عقلاً و نقلاً دونوں طریقوں سے جانتے ہیں۔

نفسِ زکیہ ہر حالت کے اندر اُس حالت کا ادب بجالاتا ہے اور وہ اس جماعت کا امام ہو جاتا ہے (جس کے صبر و رزانت) کی مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس واقعہ کی طرح ہو جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمایا ہے:

قال اللہ تعالیٰ اذا ابشلی ابراہیم ربہ بکلمات فانتهن ط قال
انہی جاعلن للناس اماماً ○ [البقرہ ۱۲۵]

”اور جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو چند کلمات (امتحانات) کے ذریعہ سے آزمایا پس انہوں نے امتحانات کو پورا کر دکھایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تم کو تمام انسانوں کا امام بنانا ہوں۔“ — ہر نفس کی شدت علیحدہ ہے اور ہر نفس کی مخالفت بھی علیحدہ ہے اور ہر نفس کا علاقہ وہ علوم ہیں کہ اُسی کے اندر سے اُگتے اور پیدا ہوتے ہیں۔ اس مکتوب کو جو ایک قسم کا تذکرہ و یادداشت ہے چشمِ اعتبار و عبرت سے بغور پڑھیں۔ یہ کوئی انشاء نامہ نہیں ہے کہ جو فی کل واد بہیمون [الشعراء ۲۲۵] (وہ ہر وادی میں حیران پھرتے ہیں) کے باب میں داخل ہو۔

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلاف کرام میاں محمد عاشق سمد اللہ تعالیٰ
فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام کے بعد یہ لکھنا چاہتا ہے کہ —
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس کے فضل و کرم سے آپ کی
عافیت مطلوب ہے۔ بچکے عافیت سے بہو پرخ گئے و الحمد للہ رب العلمین
جو علم عین ثابہ سے جوش مارتا ہے (پیدا ہوتا ہے) اس کے اندر اختلاف
واقع نہیں ہوتا ہے۔ مگر اس میں اجمال و تفصیل کی وجہ سے اور اختلاف تعبیرات
کی وجہ سے اختلاف ہوتا ہے۔ وہی ایک معنی ہیں جس کو کبھی اِس مثال و عبارت
سے اور کبھی اُس مثال و عبارت سے مشرح اور واضح کرتے ہیں، برخلاف اُن
علوم کے جو فکر سے اور اقوال مختلفہ کے استماع سے (سننے سے) پیدا ہوتے
ہیں اور ان میں بہت کچھ اختلاف ہوتا ہے، اور یہی حال احوال کے اشارات
کے علوم کا ہے کہ ان میں اختلاف کی بہت کچھ گنجائش ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے،

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا [النساء ۸۲]

(ترجہ) یہ اگر اللہ کے غیر کا کلام ہوتا تو لوگ اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے، ایک باریک تر نکتہ یہ ہے کہ بعض علوم فکر یہ اور وہ علوم جو لوگوں کے اقوال کی پختگی سے جمع ہو جاتے ہیں۔ وہ عین شخص کے مقتضی میں داخل ہوں گے یعنی اُن کا وہی حال ہوگا جس کا عین شخص تقاضا کرتا ہے، لیکن اقوال کی پختگی کا طریقہ اور در آمد فکر کی کیفیت مضبوط طریقہ پر منضبط ہوتی ہے اور وہ کبھی (اپنی اصل اور مقررہ حالت سے) تجاوز نہیں کرتی ہے گویا کہ یہ علوم بزبان حال کہتے ہیں ؎

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما
(قرطاس عالم پر ہمارا دوام ثبت اور قائم ہے۔)
والسلام

مکتوب

﴿۱﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح

کے نام

(ایک خواب کی تعبیر میں)

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشین، اسلامِ کرام میاں محمد عاشق سلاطینہ تعالیٰ،
فیقر ولی اللہ علیٰ عنہ کی جانب سے بعد از سلام محبت اقیام معائنہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور آپ کی نگاہی و باطنی مافیست
اللہ تعالیٰ سے مطلوب ہے۔

مکتوب بہت اُسلوب پہنچا۔ والدہ محمد فائقہ بیگم کی آپ کی بیہ محرمہ کا
خواب معلوم ہوا۔ جس کا حاصل و خلاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمار و مشارع
کی ایک مغل میں آن عزیز القدر کو (آپ کو) اپنے دستِ نواص سے خرقہ پہنانا،
اور اُس کھانے میں جو سامنے لایا گیا، برکت کا ظاہر ہونا تھا۔۔۔ یہ خواب سہما ہے
اور آپ کو خرقہ محمدیہ کا ملنا، برکتِ ظاہری و باطنی اور آپ کی طرف رواجِ سلف کا استغاثہ
ہونا اس کی تفسیر ہے۔

یہ سب چیزیں اللہ کے فضل و احسان سے محقق ہو گئیں۔ غالباً ان تینوں
امور کے مراتب و مدارج ہیں جو بتدریج ظاہر ہوں گے۔
کتاب قول جلی کا تکملہ و تتمہ جو آپ نے لکھا ہے۔ یہ امر بہت ہی مستحسن ہے۔
یہ کمالات الہیہ ہیں جن کو شرح و بسط کے ساتھ آپ بیان کر رہے ہیں۔ اس میں
”من و تو“ کو کوئی دخل نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اعمال
کا تعلق نیتوں سے ہے۔ والسلام

مکتوب

﴿ ۷۲ ﴾

بابا عثمان کشمیریؒ کے نام

(ارشاد و تلقین میں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضائل و کمالات مآب اُمّۃ الاکابر مولوی بابا عثمان بتوفیق الہی اپنی اجمالی استعداد سے تفصیلی حصّے پا کر کامیاب اور نفع یاب ہوں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور آپ کی ظاہری و باطنی عافیت اللہ سے مطلوب ہے۔ آپ کے خطوط یکے بعد دیگرے پہنچنے اور اپنے فہم ناقص کے مطابق اُن کا ایک جواب بھی لکھ دیا گیا تھا، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید وہ جواب آپ تک نہیں پہنچا۔ آپ کے آخری خط کا مفہوم بھی اس بات کی اطمینان سے رہا ہے (کہ وہ جواب انہیں پہنچا)

مختصر یہ ہے کہ اکابر کا یہ قول بھی (بہت) جامع ہے۔

ہمت تراپہ کنگرہ کبریا کشف

این سقف خانہ را بجز این نردبان مخواه

دہمت تجھ کو کنگرہ کبریا تک لے جا سکتی ہے۔ اس چمت (وصول الی اللہ) کے لیے سوائے اس (دہمت عالی کی) میٹرھی کے اور کوئی میٹرھی طلب نہ کر (عزم و داعیہ کو باطن سینہ سے برآمد کرنا لابد اور ضروری ہے) اور جذبہ طلب کو پورے طریقے سے مصلوبہ حقیقی پر مقصور و محدود رکھنا چاہیئے اور اصلاح معاش کا کام ضرورت کے بقدر انجام دینا چاہیئے۔ اس لیے کد جمع دہمت اور توحید ارادہ سنوگ کی اساس و بنیاد ہے۔ ستہ اللہ برابر اسی طرح ہماری ہے کہ جو شخص توجہ کو حاصل کر لیتا ہے تو دن رات کے احوال میں ایک خاص تربیت فوارہ کی طرح خود بخود اُس کے قلب سے جوش مارتی ہے۔ پس (ایسا شخص) اسباب غفلت کے غلبہ نجوم کے باوجود فرض کی ادائیگی میں سہت کرتا ہے اور اس ادائیگی فرض کے اندر ایسے شغل کے ذریعے جو اللہ تعالیٰ سے قرب کرنے والا ہے میدانِ قدس کے ساتھ مقید و وابستہ ہو جاتا ہے۔ ادائیگی فرض کے سلسلے میں کوئی عذر ہمارے نزدیک قابلِ سماعت نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو صبر کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو صابر بنا دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے پاک و امنی طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کو پاک و امن کر دیتا ہے۔

باقی رہا یہ امر کہ اگرچہ درحقیقت توحید ارادہ اللہ تعالیٰ کا ایک وہی عطیہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اُس کو ایک کسب کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے تاکہ قاعدہ تکلیف و مکلف ہونے کا قانون، درہم برہم نہ ہو اور اس کسب کا اجمال اس شعر میں مذکور ہے :-

(ترجمہ شریانی)

”میں عنق سیلی کی دوا سیلی ہی کے ذریعہ کرتا ہوں جس طرح کشرانی

شہاب سے اپنی دوا کیا کرتا ہے !“

حاصل کلام یہ ہے کہ کلمہ طیبہ کی تکرار اس طرح سے ہو کہ محبوبہ حقیقی کے غیر سے محبت کی نفی کا اَدْعَا ہو، اور انہماق و تہضرع کے طریقے پر اس لیے ہو کہ یہ صورت، تاثیر میں اسمِ اعظم کا حکم رکھتی ہے۔ کلمہ طیبہ کی تکرار اوقاتِ خلوت میں جمعِ حواس کے ساتھ ہو اور اوقاتِ جلوت میں حدیثِ نفس کے مانند ہو، یہاں تک کہ اس تکرار کلمہ میں استیعابِ اوقات متحقق ہو جائے۔ (یعنی پورا وقت اس تکرار کلمہ میں گھر جائے) اور اس مقام پر ایک دُور حاصل ہو جاتا ہے۔ اس طرح کا اَدْعَا اور ایسی التجار، جمعِ ارادہ کی کیفیت عطا کرتی ہے اور جمعِ ارادہ جب حاصل ہو جاتا ہے تو وہ جمعِ ارادہ اَدْعَا و انہماق کی کثرت پر آمادہ کرتا ہے۔ اس کسب اور عزم کے بغیر کچھ ہاتھ نہیں آتا ہے، اور جب یہ صورتیں حاصل ہو گئیں تو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک عاجز بندہ مقاماتِ آئندہ کے لیے ضامن اور ذمہ دار ہے۔

(ترجمہ دہا علی فارسی)

"مجھ سے دل نے کہا کہ مجھے علمِ لدنی حاصل کرنے کا شوق ہے اگر
 تمہیں اس پر قدرت ہے تو مجھے سکھا دو۔ میں نے دل سے کہا کہ
 "الف" پڑھ۔ اُس نے کہا اس کے علاوہ اور کیا پڑھوں، میں نے کہا
 اور کچھ نہیں۔ اگر گھر میں کوئی سمجھدار ہے تو اُس کے لیے ایک ہی
 حرف کافی ہے"

والسلام

بابا عثمان کشمیریؒ کے نام

فضائل و کمالات آپ، سلاستِ الاکار بر مولوی بابا عثمان کامیابِ مسطاب
حقیقت رہ کر اُس گروہ میں سے ہو جائیں، جس کا اس حدیث کے اندر اشارہ
ہے کہ معید وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں سعادت مند کیا جائے۔ آمین آمین۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، اور اُس کے فضل و کرم سے آپ کی
عافیت مطلوب ہے۔ آپ کی ملاقاتِ بہجتِ آیات کا انتظار اور آپ کے جوش میں
لانے والے مسکاتیب سے طبیعت کا جوش، ان دونوں باتوں کی کہاں تک تشریح
کی جائے (۱)۔ حد بیان سے ماہر ہے، اللہ تعالیٰ تمام ایتدوں اور آرزوں کو
اچھے طریقے سے پورا کر دے۔ اپنے اوقاتِ عزیزہ کو طاعاتِ شریفہ سے پُر کر دینا
چاہیے۔ چاہے وہ طاعاتِ بدیہ ہوں یا طاعاتِ روحانیہ۔ طاعاتِ روحانیہ
سے مراد انتظار، تضرع اور صفتِ محبت کے ساتھ تعلقِ قلب ہے۔

کاتبِ تحریر (دلی اللہ) غنی عنہ کا ایک شعر ہے جس کو یہاں لکھا جانا ہے
(ترجمہ شرفارسی)۔ ”میں ایک ایسا دل رکھتا ہوں جو خود پرستی سے خالی ہے اور
جس کو پانی کا بلبلا کہا جاسکتا ہے۔ اس دل کے اندر جو کیفیت ہے اس کو کیفیتِ خوش
شراب سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔“

بابا عثمان کشمیریؒ کے نام

(اُن کے سوالات کے جوابات میں)

فضائل و کمالات پناہ ، حقائق و معارف دستگاہ ، سلسلۃ الاکابر مولوی بابا عثمان — اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ذریعے سے اور اُس کی حول و قوت اور رحمت و حفاظت کے ذریعے سے ، خاندانی اور اکتسابی فضیلتوں اور خوبیوں سے بہت کچھ بہرہ مند ہو کر سعادت کے حصوں کو جمع کریں۔

اہل اللہ کے علوم و معارف اس بات پر متفق ہیں کہ جو کچھ وجود میں آتا ہے ، وہ نہر ہی خیر ہے ، اور شر کو اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا اور جو چیز وجود میں آتی ہے اُس کو وجوب و بار اپنی بغل میں لیتا ہے ۔ ایک بار اس حیثیت سے کہ یہ وجود شئون وجود حق میں سے ایک شان ہے ، اور وجود حق سے اس شان کا انتشار بطریق وجوب ہوا ہے ۔ دوسری بار اس حیثیت سے کہ قادر مطلق کے ارادے نے تفاضل کیا جس کے پاس سے میں وارد ہوا ہے کہ ، اے اللہ ! جس بات کا تو فیصلہ و ارادہ کرے اُس کو کوئی رد کرنے والا نہیں ، اور جو چیز توہمناک کرے اُسے کوئی رد کرنے والا نہیں ہے ۔

جب یہ ارادہ ظاہر ہوا تو اس جماعت کی تدبیر کہ اللہ تعالیٰ نے جس کے

ابن ماجہ وغیرہ نے بروایت عبداللہ بن مسعودؓ و حذیفہؓ قومی سندوں سے اور متعدد طرق سے لیا ہے۔ آپ نے مسئلہ تفضیلِ شیخین کے متعلق بھی استفسار کیا ہے کہ (ثبوت کے لحاظ سے) یہ قطعی ہے یا ظنی؟ فقیر کے نزدیک جو بات مُنقح و محقق ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ قطعی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اس حدیث سید اکھول اہل الجنۃ ^۱ (الحجۃ) سے (یعنی حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروقؓ رضی اللہ عنہما کے اہل جنت کے سردار ہیں۔) اور حدیث عبداللہ بن عمرؓ رضی اللہ عنہما کنا نخیّر اصحاب رسول اللہ (الحجۃ) سے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول خیر هذه الامۃ (الحجۃ) سے بھی — اس کے علاوہ بھی بہت دلائل ہیں جن کا مجموعہ قطعیّت کا فائدہ دیتا ہے — مفضول کا امام ہونا اہل سنت و جماعت کے نزدیک ہمارے، لیکن خلافتِ نبوت اور خلافتِ عامۃ میں اتنا فرق ہے کہ افضل کی خلافت اس حیثیت سے کہ وہ نبوت کے زیادہ مشابہ ہے، خلافتِ نبوت ہے اور مفضول کا تسلط و اقتدار خلافتِ عامۃ ہے۔

آپ کی اس رنگین غزل نے میرے دل کو بہت رنگین کیا ہے، جس کا

۱۔ ابوبکر و عمر سید اکھول اہل الجنۃ من الاولین و الآخرین إلا النبیین و المرسلین
(رواہ احمد و الترمذی)

(ترجمہ):

(ابوبکر و عمرؓ انہیوں اور رسولوں کے سوا اہل جنت کے اگلے اور پچھلے تمام میاں سال لوگوں کے سردار ہیں۔)

(غزلیہ الماقتباس ص ۷)

اندر قوائے عقلیہ کو تمام دیگر قوتوں کے مقابلے میں زیادہ پیدا کیا ہے، یہ ہے کہ اگر اپنی ذات میں یا انتظامِ عالم میں کوئی بے مناسبتی دیکھے تو اس آئہ کریمہ کے مضمون کے مطابق عمل کرے۔

فلا و ربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجاً مما قضيت و يسلموا تسليماً [النساء، ۶۵]

”آپ کے رب کی قسم وہ ایمان والے نہیں ہوں گے جب تک کہ آپ کو (رسولِ برحق کو) آپسی اختلاف کے اندر حکم نہ بنائیں اور پھر آپ جو فیصلہ کر دیں اس سے اپنے نفس میں کوئی تنگی نہ پائیں اور پورے طریقے سے سر تسلیم خم کر دیں۔“
ہمارے علماء نے جو یہ فرمایا ہے کہ ’صلح‘ اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں ہے تو وہ باہنِ صنیٰ ہے کہ مدارکِ بنی آدم میں جو مصالحِ معتبرہ ہیں، علماء ’صلح‘ کو انہیں پر محمول کرتے ہیں اور بنی آدم کا صلح ایسا ہی ہے جس طرح اُن کے مدارک ہیں۔
_____ مفیدہ درمقیہ اور نظمت در نظمت _____

آپ نے حدیث اِقتدوا بالذین من بعدی ^{لہ} والحق کے متعلق سوال کیا تھا کہ اس کا راوی کون ہے؟ جواب یہ ہے کہ اس کو ترمذی اور ^{لہ} پوری حدیث اس طرح ہے۔

اِقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر فانهما حبل اللہ ممدود من تمسک بالعروة الوثقی لا انفصام لها (رواہ الطبرانی)

(ترجمہ) ”ان دونوں کی اقتدار اور پیروی کرو جو میرے بعد ہیں یعنی ابو بکر و عمر۔ کیوں کہ وہ دونوں اللہ کی طرف سے دراز دستی ہیں جس نے اُن کو پکڑا اُس نے حلقہ مضبوط کو پکڑا کہ اُس کو انقطاع نہیں ہے۔“
(عزیز القنباں فی فضائل اخبار الناس مولفہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی مطبوعہ مطبع احمدی دہلی)

پہلا مصرعہ یہ ہے :

دلم خون شد ز بھوری کہا بش می توں گفتن

(دور می اور فرقت سے میرا دل خون ہو گیا اور ایسا سوختہ ہو گیا

کہ اُس کو کہا ب کہا جاسکتا ہے)

اس زمانے میں روساے شہر سے بھلائی کی توقع جہالت اور طمع سے پیدا

ہوتی ہے۔ دل کو تسلیاں دینے کے سوا اور کیا تدبیر کی جاسکتی ہے۔

والسلام

مکتوب

﴿۷۵﴾

بابا عثمان کشمیریؒ

کے نام

فضائل و کمالات کا ہر سُلالتہ الٰہ کا ہر مولوی بابا عثمان جمعیتِ ظاہر و باطن کے ساتھ رہیں۔

بعد سلام محبت منشاء فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے مطالعہ فرمائیں۔
مکاتیبِ بہجتِ اسالیب یکے بعد دیگرے وارد ہوئے اور فقیر نے ہر ایک کے جواب میں کچھ نہ کچھ لکھا۔ تعجب ہے کہ وہ خطوط انہیں پہنچے۔ جو کچھ ہو گیا اُس میں خیر ہے۔ گویا کہ مطلوب یہی ہے۔ اس لیے کہ دو دلوں کی محبت کا قوی تعلق۔ سائل و سائل (خطوط اور دیگر ذرائع) سے بے نیاز کر دیتا ہے۔
(ترجمہ شعر عربی):

”میں قریب ہو گیا دریاں حالیکہ میں نے صبا کے ذریعہ کوئی ہدیہ سلام نہیں بھیجا۔ کیا قلب کے سوا اور کوئی میرا قاصد ہو سکتا ہے؟“

خواہ میر درد و پوی نے اسی مضمون کو اس شعر میں باندھا ہے۔

قاصد یہ تیرا کام نہیں اپنی راہ لے
اُس کا پیام دل کے سوا کون لائے؟

الحمد للہ! کہ آپ کا آخری مکتوب ایک قسم کے اطمینانِ قلب اور دفعِ تشویش کی خیر دینے والا تھا۔ جو حالت مطلوب ہے، وہ ظاہراً و باطناً دوامِ عبودیت اور ہمتِ مردانہ کا سینے سے برآمد کرنا ہے۔ خواجہ بہار الدین نقشبندؒ نے فرمایا ہے کہ سالک کو روشِ یسندیدہ اور کوششِ درکار ہے۔ بلاشبہ آپ کی اصل طہینت میں اسلافِ کرام کی ایک امانت ہے اور بزرگوں کی ارواح آپ کو عزیز رکھتی ہیں۔ آپ کی مثال ایسی ہے کہ جیسے تر زمین کہ وہ اس سے زیادہ احتیاج نہیں رکھتی کہ اُس کو صرف چار اُنگل کے بقدر کھودا جائے تاکہ پانی نکل آئے۔

والسلام

نواب مجذ الدولہ عبدالمجید خان کے نام

(اُن کے ایک خط کے جواب میں)

اللہ تعالیٰ تمام حالات میں آپ کے ساتھ اچھا معاملہ کرے۔

نامہ مشکیں شمامہ پہونچا۔ حقیقت مندرجہ واضح ہوئی۔ زمانہ اور اہل زمانہ سے متعلق شکایت کی جو داستان بیان کی جائے وہ بجا اور درست ہے۔ جو ہر شناسی کے لیے ایک طبع سلیم کی ضرورت ہے، اور طبع سلیم اس جہان میں کہاں ہے؟ لیکن یہ واضح ہے کہ حوادثِ عالم کے متعلق بہت کچھ غور و فکر کے بعد ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کے اندر بہت سی مصلحتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کی پوشیدہ مہربانیوں کا منتظر رہنا چاہیے اور ہر کام کو ایک خاص وقت کے ساتھ مریہون اور وابستہ سمجھنا چاہیے۔ آپ کے قلم فصاحت و بلیغ سے مرقوم ہوا انتظام

گلِ گشتم و مطبوعِ منشا سے نشدم

(میں پھول ہوا مگر اُس کی خوشبو کسی دماغ کو پسند نہ آئی)

اس مصرعہ کو پڑھ کر فی البدیہہ فقیر کے دل میں صہب ذیل اشار آئے۔
گلِ رانجندہ بوسے منشا سے مرکوم + سرخوش نشود زئے مزاجے مشنوم

(ترجمہ) کوئی زکام والا دماغ پھول کی خوشبو محسوس نہیں کرتا ہے، اور کسی بخت کا مزاج مادہ صافی سے سرمست دمہ خوش نہیں ہوتا۔
 اصل ہمہ الطاف بود طبع سلیم یارب مکن از طبع سلیم محروم
 (اے اللہ! تیرے تمام الطاف کی اصل طبع سلیم ہے۔ تو مجھے طبع سلیم سے محروم نہ کرنا)

سما عہ پر پر بریرہ کردم پر دوز ہرگز نشدم قبول طبع شہباز
 ناساز ہی بخت من نگہ اشتما امتہ اللہ نہ بخت ناساز
 (میں نے تمام عمر اپنے کٹے ہوئے بازوؤں سے پر دوز کی اور
 میں شہباز کی طبیعت کو کبھی پسند نہیں آیا۔ میرے نصیب کی
 ناسازگاری نے مجھے محفوظ رکھا۔ اس بخت ناساز پر اللہ تعالیٰ
 کا شکر ہے۔)

شاہ محمد عاشق پھلپتیؒ

کے نام

حقائق و معارف آگاہۃ سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ
تعالیٰ و ابقاؤ۔

اس فقیر (ولی اللہ غنی عنہ) کی طرف سے بعد سلام محبت الیہام مطالبہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور آپ کی ظاہری و باطنی عافیت
اللہ تعالیٰ سے مطلوب ہے۔

آپ کے وہ مکاتیب بہت انسایب پہنچے اور پہنچ رہے ہیں جو
آپ کے حسن حال اور آپ کے ظاہر و باطن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احسان و
کرم کی شمولیت سے اطلاع دینے والے ہیں۔ ان انعامات پر اللہ کا
شکر ادا کیا گیا۔

وردیشوں کے باطن میں جو حقیقت و ودیت کی جاتی ہے وہ بہشتِ نغمہ
(نغمۂ جنت) ہے اور تمام آفات، امراض اور بلیات کا علاج ہے۔
الحمد للہ! ودیت اور امانت آپ کے مبطعہ قلبیہ کی گہرائی میں پائی جاتی ہے۔
باقی رہا اس ودیت کے آثار کا آپ و ہوا سے عالم کے مطابق ظاہر ہونا سو یہ

ایک دوسری بات ہے — یہ چیز حکیم مُتَعَالِ (اللہ تعالیٰ) کی حکمتِ بالغہ کے
 سپرد ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی حکمت کا جیسا تقاضا ہوتا ہے وہی ظہور میں آتا
 ہے) — اس کے (یعنی آثار و دویات کے) ظہور کا منتظر رہنا چاہیے۔ یہ بالکل
 اس طرح ہے جیسے دعا کر وہ مانگنی چاہیئے لیکن اُس کی قبولیت کے لیے جلدی
 نہ کی جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی قبولیت میں جلدی کرنے
 سے منع فرمایا ہے —

صائب نے کیا اچھا کہا ہے
 صائب امروز باین تازہ غزل صلح بکن
 اولین جوشش بہار است گلستانِ ترا

(ترجمہ)

”اے صائب! تو آج اسی تازہ غزل پر صلح کرے یعنی یہی ایک
 تازہ غزل کافی ہے۔ یہ تیرے بانع کا پہلا جوشش ہے جس کا
 اثر یہ غزل ہے۔“

والسلام والا کرام

شاہ محمد عاشق پھلتی رح

کے نام

حق تعالیٰ و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلاف کرام برادر عزیز میاں محمد عاشق
سلمہ اللہ تعالیٰ۔

فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلامِ محبتِ مُشام کے بعد مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت و سلامتی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس کے فضل و کرم سے
درخواست ہے کہ وہ آپ کو عافیت سے رکھے۔

میرے دل کا ایک طرح کا میدان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ آپ کی جانب نظر
رکھتا ہے، اور اس روحانی اُلفت کا مصداق ہے کہ جس کی طرف حدیثِ نبوی
صلعم میں اشارہ فرمایا گیا ہے۔ (یعنی الارواح جنودُ مجنّدة الخ) (اور کما قال)
ارواح جمع کیا ہوا ایک لشکر ہیں۔

اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ نقطہ لاہوتیہ، نفسِ باطن کے
اندروں جو علاقہ و تعلقِ حسنہ و جوبہ (واجب الوجود) سے رکھتا ہے وہ سعدِ اکبر
(سعادتِ عظیمہ) ہے، جہاں بھی وہ واقع ہوگا نفع دے گا۔ یہ علاقہ و تعلق
اس لائق ہے کہ اس پر ناز کیا جائے اور اس علاقہ و تعلق کے ہوتے ہوئے

دوسری بات سے مستغنی ہونا ہی اس دولتِ عظمیٰ کا شکر یہ ادا کرنا ہے۔

من کہ سر در نیا ورم بہ دو کون

گردنم زیر بار منتِ دوست

”میں جو دونوں جہاں کے آگے سر نہیں جھکاتا (اس کا سہا

یہ ہے کہ) میری گردن اُس کے (اللہ کے) احسان کے بوجھ سے

زیر بار ہے۔ (جھکی ہوئی ہے)۔“

جس طرح کہ دوسرے لوگوں کو عجب و تعجز نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ایسے شخص کو

عجب کا حکم دیا گیا ہے، اس لیے کہ اُس کا عجب، عجبِ باللہ ہے (یعنی اُس کا تاز

اللہ پر ہے۔) یہی نکتہ ہے جو اہل بقار کو ”نظر بر قدم“ کر دیتا ہے۔

والسلام

مکتوب

﴿۷۹﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی ۱۶

کے نام

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشین اسلاف کرام، شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ
فیقرونی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے سلام محبت التزام کے بعد مطالعہ کریں۔ اپنی
عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں، اور آپ کی عافیت اُس کے فضل و کرم
سے طلب کرتا ہوں۔

ایک مدت ہو گئی ہے کہ آپ کے رات دن کے حالات اور تقسیم اوقات
سے مطلع نہیں ہوا ہوں۔ آپ کے معارف جدیدہ اور نکات تازہ سے بھی
کوئی بیان میں نے نہیں پڑھا ہے۔

صوفیائے کرام کے باطن میں ایک ایسی سعادت پوشیدہ ہوتی ہے جو لوگوں
کے دلوں کو کھینچنے کے لیے مقناطیس کا حکم رکھتی ہے اور وہ سعادت خواہ مخواہ
لوگوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ (ترجمہ شعر عربی)

”تو ہمارا مقناطیس بن گیا۔ پس ہمارے قلوب جن کو تو اپنی طرف
کھینچتا ہے۔ تیری طرف مائل ہو گئے ہیں۔“

اسی سعادت کا وجود انبیاء علیہم السلام کے حق میں اصل عصمت و
 معصومیت کو کھینچنے والا ہے، اور ادبیاء رحمہم اللہ کے حق میں اصل حفظ و محفوظیت کو کھینچنے
 والا ہے۔ اسی سعادت کی وجہ سے انبیاء معصوم ہوتے ہیں اور ادبیاء اللہ محفوظ ہوتے
 ہیں۔ اس سعادت حمادہ کی طرف پوری طرح متوجہ ہونا چاہیئے۔ اگرچہ گاہے گاہے
 ہو۔ شیخ اشبوخ (شیخ شہاب الدین مہروردی) اپنی کتاب عوارف المعارف میں
 اہل ارشاد و تلقین شیوخ سے اس سعادت کی طاف پوری طرح توجہ کرنے کی تاکید
 کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کہ ان حضرات (شیوخ) کی جلوت، خلوت کی پناہ میں
 رہتی ہے۔ اگرچہ ان کی خلوت زیادہ بارونق ہے، مگر ان کی جلوت بہت مفید ہے۔
 والسلام والاکرام

شاہ محمد عاشق پھلتی ۲

کے نام

تقائے و معارف آگاہ سجادہ نشینِ اسلافِ کرام میاں محمد عاشق سلا اللہ ۔
 فقیرونی اللہ غنی عنہ کی جانب سے بعد از مدام محبت مشام مطالعہ کریں ۔
 اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کی درگاہ سے آپ کی
 عافیت و سلامتی مطلوب ہے ۔ آپ کا نامہ مشکین شہانہ پہنچا ۔ حقائق مندجہ بالخصوص
 ناز و نیاز کی بحث معلوم ہوئی ۔

بڑی ہی قیمتی بحث تھی ۔ وجود بسیط کی روشنیوں کا ایک آئینے سے
 دوسرے آئینے میں عکس (اپنے اندر) بہت سے تماشے رکھنا ہے ۔
 (ترجمہ شعر غنی) :

”اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ احسان و فضل کا معاملہ کرے اور
 عافیت سے رکھے۔“

والسلام

مکتوب

(۸۱)

شاہ محمد عاشق پھلتی ۲

کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلاف کرام میاں شیخ محمد عاشق
سلمہ اللہ۔

فقر ولی اللہ غنی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر ہے اور اُس کی درگاہ میں درجوا
ہے کہ وہ آپ کو عافیت سے رکھے۔

مکتوب بہت اُسلوب پہونچا جو اللہ تعالیٰ کی ظاہری و باطنی نعمتوں کے
بیان پر مشتمل تھا، اور ایسی تقسیم اوقات پر مشتمل تھا جو شریعت و طریقت دونوں
کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ اللہ کی اس نعمت پر شکر ادا کیا گیا۔
اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے قوی توقع ہے کہ وہ آپ کے تمام ظاہری و باطنی اُمور کا
ستواری و متکفل ہو گا۔ اگرچہ اس توقع کے بعد جو کہ مرصعہ یقین کے قریب ہے دوبارہ
کسی سلام کی ضرورت نہیں ہے، لیکن کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد غزب بشری دامن گیر
ہو جاتا ہے اور وہ رنگ برنگ کی توتلی دکا ر سازیِ الہی کو از میر نو شنے کا تقاضا کرتا ہے۔
(ترجمہ شرعی) ”مے مخاطب اہم سے نعمان کا ذکر بار بار کر کیوں کہ یہ ذکر مشک کی طرح
ہے۔ اس ذکر کو جتنا دہرایا جائے گا، اتنی ہی زیادہ خوشبو دے گا۔“

شاہ محمد عاشق کھلپتی کے نام

کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ وابتشاہ۔

فیقولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد از سلام مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس کی درگاہ سے آپ کی عافیت مطلوب ہے۔

ہر حال میں خواہ راحت ہو یا سختی، بندے کا اللہ تعالیٰ سے التجار کرنا ظاہری طور پر بھی اور باطنی طور پر بھی، ایک قوی تاثیر والی کیمیا ہے۔ خود پرست، خود اعتمادی، خود بینی اور غرور کے رذائل سے نفس کو مہذب اور صاف کرنے کے اعتبار سے بھی اور ظاہری باطنی نعمتوں کے حاصل کرنے اور اُن کے نقصانات اور مضر قوتوں کے دفع کرنے کے اعتبار سے بھی۔

لہذا شریعت نے التجار و دعا کرنے کی پوری پوری ترغیب دی ہے۔ اس کیمیا کو غیبت جاننا چاہیئے اور اس کے موجود ہونے پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے جس کسی کے لیے دعا کا دروازہ کھول دیا گیا تو اس کے لیے قبولیت کے دروازے اور رحمت کے دروازے کھول دیے گئے۔ لے

لے۔ حدیث ترمذی میں اس طرح روایت کی گئی ہے۔

عن ابن عمر قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ
فُتِحَ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فَتَحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ الْخ

شاہ محمد عاشق پھلتی ۲

کے نام

تھائق و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلاف کرام میاں شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد سلام محبت مشام مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی تہ ہے اور اُس کی جناب میں درخواست ہے کہ وہ

آپ کو بھی بعافیت رہے۔

مکتوب ستر آیز یکے بعد دیگرے پہونچے اور ظاہری دباہی عافیت واضح
ہوئی۔ پس اللہ کا شکر اور اُس کا احسان ہے۔ ہم اللہ سے مزید عافیت کی درخواست
کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں وارد ہوا ہے۔ و هو یتولٰ الصالحین ○ (اللہ تعالیٰ
صالحین کا دوست اور کار ساز ہے۔) اس آیت کی رو سے ایک توبہ خاص ہر شاخ و برگ
میں سرایت کرتی ہے اور ایک عجیب تازگی اور انوکھا رنگ عطا کرتی ہے۔ اس تازگی
اور رنگ کے تما ثانی کو چاہیے کہ غمتوں کے ہاتھ میں میت کی طرح رہے اور مجسم
آنکھ بن جائے تاکہ دیکھ سکے کہ (نفنا و نذر) کیا کرتے ہیں اور ہم تن گوش ہو کر سنے
کہ وہ کیا کہتے ہیں؟

شاہ محمد عاشق پھلتی ۷

کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلاف کرام عزیز القدر میاں محمد عاشق
سلمہ اللہ تعالیٰ و ابناہ۔

فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد از سلام مطالعہ کریں۔

عائیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس کی درگاہ میں آپ لوگوں کی عنایت
مانگی جاتی ہے۔ آپ کے جملہ مسرت آگین خطوط پہنچے۔ چونکہ وہ اس بات کی اطلاع
دینے والے تھے کہ آپ اس سال کے اعتکاف میں (دبئی) نہیں پہنچ سکتے۔ اس لیے
ایک عجیب حالت پیدا ہو گئی۔ اُس اُس وانشراح پر نظر کرتے ہوئے 'جو آپ کی
ملاقات کے باعث حاصل ہوتا (نہ آنے کی اطلاع سن کر) ایک قسم کا انقباض (بیکسی)
ظاہر ہوا۔ لیکن اس بات پر نظر کرتے ہوئے کہ آپ ایک خاص کام کے لیے مقرر ہیں
آپ کی اقامت اس جگہ (پھلتی میں) مستحبات میں شمار کی گئی ہے۔

آرؤز کہ مہ شدی نمی دانستی

کائنات نماے عالمے خواہی شد

”جس دن تو بڑے مرہٹے پر فائز ہوا تھا، یہ بات نہیں جانتا تھا کہ تو ایک عالم کا انگشت نابینا بن جائے گا۔ (یعنی مہرت کی وجہ سے) مخلوق کی انگلیاں تیری طرف اٹھیں گی۔“

بالجلا اس ظاہری اور ضروری مفارقت کی تکافی کی یہ صورت دل میں آئی کہ اس اعتکاف میں اُن اوقات کے اندر جن میں آپ سے بالمشافہ (رُوبرو) ذائقِ معرفت کی گفتگو ہوتی، اب آپ کی صورتِ مشاہدہ سے مخاطبت اور مکالمات کر کے بقتہ آسانی جو دل میں آئے اُس کو چند اوراق میں لکھ دیا جائے، تاکہ اس مشہور قول ”مکاتبت ایک قسم کی مخاطبت ہے“ کی نیرنگی ظاہر ہو۔

کچھ اور خصوصی باتیں ہیں جن میں حضور و عدم حضور کی قید نہیں ہے۔ وہ گفتگو میں نہیں آسکتیں۔ ہم نے ان باتوں کو آپ کے نمبرِ مستنیر (روشن) کے حوالے کر دیا ہے۔

آپ نے لکھا تھا کہ ان ایام میں (معرفت کے) چند نکتے تحریر کیے گئے ہیں۔ آنکھ اُن کو دیکھنے کی منتظر و متلاشی ہے، اور دل اُن کے مطالبے کا خواہاں ہے۔

والسلام

مکتوب

﴿ ۸۵ ﴾

شاہ محمد عاشق کھلیتی ۲ کے نام

اُن کے پیش کردہ بعض معارف کی تحسین و تعریف میں

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلام کرام برادرِ عزیز میاں محمد عاشق
سَلَّمَ اللہ تعالیٰ۔

فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت التزام کے بعد مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور اُس کے کرم سے درخواست
ہے کہ وہ آپ کو بھی عافیت سے رکھے۔

وسطِ رمضان میں فیقر کو بخار کا عارضہ ہو گیا اور اس نے چھ روزوں کے
افطار کرنے (یعنی روزہ نہ رکھنے) پر مجبور کیا۔ اس کے بعد ۲۱۔ رمضان المبارک
سے آخر ماہ تک پھر روزے رکھے گئے۔ لیکن ضعفِ قویٰ بہت سی بدنی عبادتوں
کے لیے مانع بن گیا۔ مراحل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ اب ضعف و نقاہت
تخفیف کی طرف متوجہ ہے۔ (یعنی اب ضعف میں کمی ہے)

آپ کے دو خط ساتھ ساتھ پیچھے۔ ان خطوں کے اندر آپ نے انبیاء علیہم السلام
کی نسبتوں کے درمیان اُن کے اصحابِ بُہتہ کے لحاظ سے فرق ہونے کے بارے
میں ایک معرفتِ عظیمہ لکھی تھی۔ آپ کی یہ معرفت دل کو بہت موافق اور پسند

آئی۔ چاہیے کہ آپ اس معرفت کو ایک ورق کے اندر (باقاعدہ) ضبط تحریر میں لے آئیں۔ اس لیے کہ یہ صحیح اور سچی معرفت ہے اور یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

دوسری معرفت عظیمہ جو آیت و ما خلقت الجن و الإنس إلا لیعبدون^۱

کے معنی و تفسیر میں تھی، آپ نے اس آیت کے اندر عبادت کو ظاہر پر محمول کیا، اور تاویل نہیں کی جیسا کہ بعض مفسرین نے لیعبدون کے معنی لیوحدون^۲ اور لیعرفون^۳ کر کے تاویل کی ہے۔ (یعنی انھوں نے عبادت کے ظاہری معنی چھوڑ کر عبادت کو توحید اور معرفت کے معنی میں رکھا ہے) یہ تاویل نہ کرنا بھی مجھ کو بہت پسند آیا۔

اس سے پہلے پانچ چھ خطوط بابا عثمان (کشمیری) کو لکھے گئے ہیں۔ آیت مذکورہ بار کی اجمالی تفسیر ان خطوں میں سے ایک خط کے اندر بھی لکھی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ سب مکاتیب جو بابا عثمان کے نام میں آپ کے پاس پہنچیں گے۔

ایک اور معرفت عظیمہ جو آپ کے مکتوب میں درج ہے اور وہ ہے کتب اربعہ (توریت، زبور، انجیل، قرآن) کا ظہور، ابدان، خلق، تدبیر اور تدائی کی صفات کے بالمقابل ہے، صریح ہے، اور قرآن مجید کے کتب اربعہ کے مطابق کلیتہً پر مشتمل ہونے نیز اس کے امام حسین، کتاب حکیم، ام الکتاب اور کتاب حسین کے نام رکھے جانے کی بحث بھی صریح ہے۔ اگرچہ اس کی تفصیل فقیر کے قلب پر وارد نہیں ہوئی۔ آپ کے نفس

۱ (ترجمہ) اور ہم نے جن و انسان کو نہیں پیدا کیا مگر عبادت کے لیے۔

۲ تاکہ وہ توحید اختیار کریں۔

۳ تاکہ وہ معرفت حاصل کریں۔

میں جو ظہورِ برکاتِ الہیہ ہے اُس کو بھی آپ نے شرح و بسط کے ساتھ لکھا تھا۔ یعنی آپ کا پورے طریقہ پر طاعت و عبادت کرنا اور اس بنائے پر کہ آپ کو صیام، قیام اور تلاوتِ کلام اللہ سے رغبت ہے، قوم کے نفوس میں آپ کی رغبت اور محبت کا ہونا یہ سب باتیں وہ ہیں جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس شعر کا مصداق ہیں۔

اں روزِ کرمہ شدی مئی دانستی
کا نگشت نمائے عالمِ خواہی شد

بابا عثمان کشمیریؒ کے نام

(نوع بہ نوع اذکار و اُوراد کے راز کا بیان اور ایک فقہی مسئلہ)

فنائن و کمائنات و سنگاہ مومنوں بابا عثمانؒ استعدادِ جلی کے ثبات و کسی فناء
کے ناسخ کے متمتع اور بہرہ یاب ہوں۔

معاذِ قرب فرحت آمیز یکے بعد دیگرے ہوئے۔ اس قدر آپؒ معلوم ہو گا کہ ہر
حال کے مناسب ایک توبہ ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے ازہ بھی نوٹ بہ نوع اور مختلف توبہ
کیے گئے ہیں۔

استعاذۃ : اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْہَا ، جب تک کہ دل کسی سخت و مضبوط سے دردمند
نہ ہو، صحیح طریقے پر کوئی شکیں و صورت نہیں رکھتا ہے۔

حمد : (اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا)۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو
دیکھنے میں سخران و محویت نہ ہو، صحیح طریقے پر ممکن نہیں۔

تسبیح و تکبیر : (سُبحان اللہ و اللہ اکبر کہنا) اُس وقت تک متحقق نہیں
ہوتا، جب تک کہ حقائقِ مَنَافِہ کی خصوصیات کو چشمِ حقارت سے نہ دیکھے۔

تہلیل : (لہ لا اِلٰہ الا اللہ کہنا)۔ اُس وقت تک پورے طریقے پر ظہور پذیر
نہیں جب تک کہ توحید و توحیدِ غلظی دل میں جاری نہ ہو جائے۔

جب یہ مقدمہ واضح ہو گیا تو جاننا چاہیے کہ نسبت القیام اور از ہر گسستن و بدوست پیوستن (سب سے ٹوڑنا اور دوست حقیقی سے جوڑنا) کی بہار اُس وقت ہوتی ہے جب شدائد کا هجوم ہو اور نفس مخالفیتیں گر رہا ہو۔ جب تک کہ کسی شخص پر ہمت سے قائم و ثابت حملہ نہ کرے اور ہر جانب سے کوئی نہ کوئی مخالفت اُس کے دل تک نہ پہنچے، اُس وقت اپنے سے سیر ہو جانا، اپنے وجود پر جلنا اور کڑھنا اور ٹکلی طور پر قبلاً حقیقی کی جانب منوجہ ہونا میسر نہیں ہوتا۔ اسی نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عارف جامی نے فرمایا:

زخہ نگہائے جفا سے اوچ بلا خوشم کہ ہنوز ازو

ز دلم یکے نکتہ گذر کہ قفا سے اودگر سے رسد

اس کی جفا کے تیردوں سے میں بہت ہی زیادہ خوش ہوں کہ اُن

میں سے ایک تیردوں کے پار نہیں ہو پاتا جو دوسرا اُس کے پیچھے پیچھے آ جاتا ہے

آپ نے ایک مشت سے زیادہ داڑھی کے قطع کرنے اور نہ کرنے کے متعلق

بھی استفسار کیا تھا۔ (اس کے جواب میں مختصر لکھنا ہوں کہ) کتاب کفایہ شرح ہدایہ میں

ایک مشت سے زائد داڑھی کو قطع کرنا واجب لکھا ہے اور یہ بات ایسی ہی ہے جیسا

کہ آپ دیکھتے ہیں (یعنی یہ ایک کمزور قول ہے) — جیہ خستین (حضرت عثمان

غنی رضی اللہ عنہ و حضرت علی رضی اللہ عنہ) وغیرہ ہمارے داڑھی کا ار سال سینے تک لگا اُس سے آگے تک

نات ہے۔

کفایہ کی اس روایت کا بحری و مشیح ہمارے نزدیک وہی ہے جو اس کے علاوہ متاخرین

کے دیگر بعض مسان کی تخریج کا بحری و مشیح ہے۔ اس صورت میں جب کسی مسئلے میں متقدمین

کا قول نہ پایا جائے اور اُس پر اہل مذہب کا اتفاق حاصل نہ ہو سکے تو ایسے مسئلے کو حُلول

پر پیش کیا جائے گا۔ اگر حُلول کے موافق ہو تو قبول کر لیا جائے گا۔ ورنہ مذکور دیا جائے گا۔

والسلام

بابا عثمان کشمیریؒ کے نام

آیۃ کریمہ و مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ کی تحقیق میں
۵۶۱:۵۱

فضائل و کمالات آپؐ، مسلمانہ الا کا بر مولوی بابا عثمان جتلی اور کسی فواضل و
فضائل سے بہرہ مند ہو کر اللہ تعالیٰ کے اچھے بندوں میں سے ہو جائیں۔
الحمد للہ کہ ہم عافیت سے ہیں اور آپؐ کی عافیت بدرگاہ الہی مطلوب
ہے۔ ————— ایک طویل مدت ہو گئی کہ ہم نے آپؐ کے احوال، غیرتِ مال سے
کوئی تفصیلی خبر نہیں پڑھی۔ معلوم نہیں کہ اس کا کیا سبب ہے؟
جس کام کے واسطے ہم پیدا کیے گئے ہیں، وہ عبادت ہے۔ چنانچہ قرآن مجید
میں ہے: ”ہم نے جن اور انسان کو عبادت ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔ لِيَعْبُدُونِ
کی تفسیر میں (بعض مفسرین کی طرف سے) کہا گیا ہے کہ جن و انس کو اس لیے پیدا کیا گیا
ہے کہ وہ توحید اختیار کریں اور میرے نزدیک یہ ہے کہ عبادت اپنے ظاہری معنی پر ہے۔
یعنی اس میں تاویل کی ضرورت نہیں ہے کہ توحید اور معرفت کے معنی لیے جائیں۔
اس لیے کہ انسان کے اندر دو قوتیں ہیں: قوتِ علمیہ اور قوتِ عملیہ اور سعادتِ ثانیہ جس
کے لیے وہ مخلوق ہوا ہے، بغیر ان دونوں قوتوں کی تکمیل کے حاصل نہیں ہو سکتی۔

اور عبادت ایک جانت اسم ہے انسان کی اس توجہ کا جو علما اور علما دونوں طریقے پر ہو۔ اس بنا پر شرعاً کوئی عبادت، عبادات میں شمار ہو کہ نصیح نیت کے بغیر فرض نہیں کی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ [رواہ البخاری]

”اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے“

(پھر یہ جاننا چاہیے کہ) اللہ تعالیٰ نے حوادث میں ہر حادثے اور واقعے کو دوسرے حادثے و واقعے پر مرتب کیا ہے اور حکمت بالذکر کے تقاضے کی بنا پر بعض حوادث کو بعض کا بغل گیر بنایا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنا طریقہ اس طرح جاری کیا ہے کہ ایک عورت جب بچہ جنمتی ہے تو اُس کی دونوں چھاتیوں میں دودھ پیدا کر دیا جاتا ہے۔ پس یقین طور پر دودھ اور بچے میں تعاون لازم ہونا اور ربط باہم کی نسبت ہے۔ اسی طرح جب پرندے انڈے دینے والے ہوتے ہیں تو اللہ کی طرف سے یہ بات اُن کے دل میں ڈال دی جاتی ہے کہ وہ گھونسل بنائیں۔ پس یقینی طور پر گھونسل بنانے اور انڈے دینے میں ایک قسم کا باہمی ربط ہے اور اسی طرح یہ بات بھی یقینی ہے کہ بارش کے برسنے اور کھیتی کے اُگنے میں باہمی ربط و تعلق ہے۔ پھر کھیتی کے اُگنے اور حیوانوں اور انسانوں کے اُجیاء میں (زندہ رکھنے میں) بھی تعاون و تعلق ہے۔

زبان شرعاً ان معانفت و تعلقات فطریہ کو افادۂ علتِ غایہ کی بنا پر اُن ہی الفاظ میں بیان کرتی ہے جو لغت میں ان معانفت و تعلقات کے لیے وضع کیے گئے ہیں۔ پس کہا جاتا ہے کہ دودھ پیدا کیا گیا ہے بچے کی پرورش کے لیے اور پرندوں کے اندر گھونسل بنانے کا اہتمام کیا گیا ہے ان کے بچوں کی پرورش کے لیے اور بارش برساتی گئی کھیتی اُگنے کے لیے۔ اور کھیتی اُگائی گئی جانداروں کے زندہ رکھنے کے لیے۔

اس ہتید کے بعد ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو قوتوں سے لا پیدا کیا ہے۔

اور اس کی فطرت میں یہ بات ودیعت کی گئی ہے کہ ان دونوں قوتوں میں سے کوئی قوت کام نہ ہوگی جب تک کہ اُس کے جوارح و اعضاء اللہ تعالیٰ کے سامنے موڈ نہ ہو جائیں اور نہ اس کے علم کے برتن اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اُس کے ذکر سے نہیں بھر س گئے اس حیثیت سے کہ وہ خیال اور عقل آپس میں ایک دوسرے کی مدد کریں اور ان تینوں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کی مخالفت نہ کر سکے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ”ہر بچہ فطرتاً اسلام پر پیدا ہوتا ہے“ اور ان صرح طرح کے فطری کمالات کا جائز اہم عبادت ہے۔ پس انسان عبادت کے لیے پیدا کیا گیا ہے اور عبادت ہی میں سے اُس کے افعال ہیں۔ کسی صنوبری چیز کا چھوڑنا بھی عبادت میں داخل ہے اور عبادت ہی میں وہ اخلاقی بھی شامس ہیں جو فائدہ و کسب کے لیے ہوتے ہیں۔ عبادت ہی میں سے ہیأت و ہدایت (وہدائی شکلیں) بھی ہیں۔ جیسے توفیق، شکر، صبر اور یقین — حاصل کلام یہ ہے کہ صورتِ نوبت انسانہ کسی نہ کسی کمال کے ساتھ متعاقب و متعلق ہے اور انسان کی سعادتِ نوبت اس کمال کو پانینے میں پوشیدہ ہے۔ اور اس کی نجاتِ اخرویہ بھی اُسی کمال کو حاصل کرنے کے ساتھ مربوط ہے۔

جس جماعت کے اندر تو اسے عقاید کو قوی تر پیدا کیا گیا ہے، اُس کا نصب العین اور مصلح نظر اسی حقیقت کی طلب و جستجو ہے۔ اگرچہ وہ جماعت بنظاہر بدنی اور نفسانی بدوں اور آزمائشوں میں مبتلا ہو۔ اس فطری و جبلی طلب کو جس کی شرٹا نے تاکید کی ہے اور جس کے جمع و درست ہونے کی گواہی دی ہے، خوب سوچنا سمجھنا چاہیے۔

والسلام والہ کرام

مکتوب

﴿۸۸﴾

بابا عثمان کشمیریؒ کے نام

(دو رباعیوں کی تحقیق اور نسبتوں کے بیان میں)

فضائلِ آبِ عزیزِ القدر، سلالۃِ الکاہر مولوی بابا عثمان اللہ تعالیٰ کی مرضیات میں رہیں۔

فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلامِ محبتِ مشام معلوم کریں۔
 اپنی عافیت و سلامتی پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کے فضل و کرم سے آپ
 کی عافیت اور سلامتی مطلوب ہے۔

مولانا جلال الدین دقانیؒ نے اپنی رباعیات میں سے ایک رباعی میں یوں
 فرمایا ہے۔

در خانقہ و مدرّسہ گشتیم بے انصاف کہ در ہر دو ندیدیم کے
 دیدیم بے بیہودہ گوے چنہ قانع شدہ از دوست، ہانگہ جرس
 (ہم خانقاہوں اور مدرسوں میں بہت گھومے پھرے۔ کچھ بات یہ ہے کہ
 ہم نے ان دونوں جگہوں میں کوئی آدمی لائق نہیں پایا۔ البتہ چند بیہودہ گوتم
 کے آدمی وہاں دیکھے جو حقیقی دوست کو چھوڑ کر محض ایک ہانگہ جرس
 پر قانع ہو گئے ہیں۔)

فقیرا رباعیاتِ دوانی کا مطالعہ کرتے کرتے (جب اس رباعی پر پہونچا تو دل جوڑ
 یں آگیا اور خاموشی کا موقع دھل باقی نہ رہا۔ (لامحالہ اس کے جواب میں) میں نے یہ
 رباعی کہی ہے

در صحبت اہل دل رسیدم بے تحصیل کُناں زہر دلے ملتے
 چشمہ آبِ زندگانی قدّے وز آتشِ وادی مقدّس بُنے
 (ترجمہ) اہم اہل دل کی صحبت و خدمت میں بار بار پہونچے ہیں اور اُن میں سے
 ہر ایک صاحبِ دل سے اپنی اُمید و آرزو کو حاصل کیا ہے۔ ہم نے
 چشمہ آبِ حیات سے ایک پیالہ پیا ہے اور وادی مقدّس (کعبہ طومار)
 کی آگ سے ایک چنگاری لی ہے (یعنی بزرگوں سے فیض حاصل کیا
 ہے)۔

غور کرنے سے معلوم ہوا کہ جلال الدین دوانی کی اس رباعی میں جو باس و
 قنوطیت کا غلبہ ہے۔ اُس کی تین وجوہات ہو سکتی ہیں :

(۱) یا تو یہ وجہ ہے کہ اُس شخص (یعنی رباعی گو) کو اس قسم کی کوئی باطنی فضیلت
 ہی حاصل نہیں ہوئی اور معمولِ فضیلت کے اسباب اُس کو آسانی کے ساتھ میسر نہیں
 آئے۔ اگر یہ وجہ ہے تو اس کا جواب طریقِ باطنی کی افضلیت کا ناپا بت کرنا اور دوسرے
 شخص کے لیے اس کے حاصل کرنے کے طریقوں کی سہولت کا اظہار کرنا ہے تاکہ واضح
 ہو جائے کہ اس شخص کا فضیلتِ باطنی کا نہ پانا امتناعِ حصول یا اسبابِ حصول کے
 مشکل ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ قضا و قدر نے ہر شخص کا ایک مخصوص حصہ مقرر کر دیا
 ہے اور ایک آدمی کا دوسرے آدمی پر قیاس کرنا محال و مشکل ہے۔

(۲) یا یہ سبب ہے کہ اس شخص (رباعی گو) نے صوفیائے کرام کی کتابوں کا
 مطالعہ کیا ہے اور اُن کے احوالِ کثیرہ سے (اپنے دماغ میں) ایک ہیئتِ وجہ ایہ

تراش لی ہے۔ جب وہ ہیئتِ وجدانہ و اجتماعہ کسی ایک شخص میں نہیں پائی گئی تو اس کے باطن سے نفرتِ نایافت بلند ہوا اور فقیر کا گمان یہ ہے کہ صاحبِ رباعی کو بھی شبہ پیش آیا ہے۔ اس کا جواب طُرُق وُصول کے تعدد اور کیفیاتِ نسبت کے تنافیہ کا بیان کرنا ہے اور یہ بات ظاہر کرنی ہے کہ ہر شخص کی استعداد کسی نہ کسی نسبت کے مناسب واقع ہوئی ہے، اور ہر استعداد والے سے وہی نسبت طلب کرنی چاہیئے جو اُس کے مناسب حال ہو۔ یقین طور پر ہر نسبت کسی نہ کسی مقام کی طرف اپنا راستہ رکھتی ہے۔

(۳) یا یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ وہ افسانے جن کو فلاسفہ اسلام اور بعض متکلمین بیان کرتے ہیں کہ ریاضیات اور تصفیہ و تزکیہ نفس، حقائقِ اشیاء کے سمجھ لینے کا سبب بن جاتے ہیں۔ (یہ افسانے) اُس شخص کے دل میں بیٹھ گئے اور ایک ایسے عارف کی طلب میں پڑ گیا، جو حقائقِ اشیاء کی اپنے وجدان سے پوری تفصیل کے ساتھ اس طرح تقریر کرتا ہو کہ یہ محققی (مفسر) اُس سے پورا پورا فائدہ اٹھالے۔ اُس نے اپنی عمدہ کا بڑا حصہ اِس طلب میں گنوا دیا اور اپنے مطلوب و مقصود کا کوئی نشان نہ پایا۔ اس وجہ کا جواب یہ ہے کہ نفوسِ ناطقہ آپس میں انتہائی تخادات رکھتے ہیں۔ بعض نفوس صاحبِ قوتِ قدسیہ ہوتے ہیں اور بعض اِس سے کچھ کم درجے کے ہوتے ہیں۔ اگرچہ تمام نفوس قوتِ ملکیت کے پائے جانے میں اور نسبتاً عالیہ کی استعداد کے ظہور میں متساوی الاقدام (ساتھ ساتھ چلنے والے) ہوتے ہیں اور ریاضتِ نفسِ غیرِ قدسیہ کو قدسیہ نہیں بناتی ہے بلکہ ریاضت (فقط) قوتِ ملکیت کا ظہور ہے، اور بہتر و درجہ وغیرہ کے مہذب و آراستہ کر لینے سے جو نسبتیں پیدا ہوتی ہیں، ان نسبتوں پر بھی شک و قدرت ہونا، ریاضت کا انتہائی درجہ ہے، اور قوتِ قدسیہ، کبریتِ احمر (نادر الوجود) ہے۔ بہت سے زمانے گزر جاتے ہیں جو اِس دولت سے خالی ہوتے ہیں۔

سے سالہا دور آسمان گردو تاجین گوہرے عیاں گرد دلہ

لے ایک اور فارسی شاعر نے اسی مضمون کو اس طرح بیان کیا ہے ۔
 سالہا باید کہ تاجِ سنگِ اصلی ز آفتاب
 نعلِ گردو در بدخشاں یا عقیقِ اندرین

(ساہا سال آسمان گردش کرتا رہتا ہے۔ تب کہیں ایسا گویا نایاب ظاہر ہوتا ہے۔)

(کسی زمانے میں) اس قسم کے لوگوں کے نہ پائے جانے کی وجہ سے کوئی بھی اس بات کو صحیح قرار نہیں دے سکتا کہ اس طرح کے وحشت انگیز جملے کہے جاسکیں (جیسے کہ ردائی کی رباعی میں ہیں۔)

وہ نسبتیں جن کی طرف صوفیہ صافیہ اپنی توجہ مبذول فرماتے ہیں۔ (دو قسم کی ہیں: (۱) وہ نسبت جو لطیفہٴ روح کی تہذیب و آراستگی سے پیدا ہوتی ہے، اور وہ نسبت اُنس و انجذاب اور نیاز و گداز ہے۔ اس نسبت کی بہترین تعبیر آج بہ حیات ہے۔ اس لیے کہ اس عالم شہادت (دنیا) کے اندر پانی کا پینا راحت و تسکین پہنچاتا ہے۔ (۲) وہ نسبت کہ جو لطیفہٴ ہتر کی تہذیب سے پیدا ہوتی ہے اور وہ اس شخص کے لطیفہٴ ہتر میں تجلّیٰ اعظم کے عکسوں کا ظہور ہے۔ اس نسبت کی بہترین تعبیر آتشِ ظہور ہے اس لیے کہ آگ اپنے اندر کرنیں اور روشنی رکھتی ہے اور آتشِ طور تجلّیٰ اعظم کے عکسوں میں سے ایک عکس ہے۔

میری رباعی میں لفظ ”ہردلے ملتے“ کے اندر اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ بعض افراد کی تائید و تقویت فرماتا ہے۔ پس وہ اپنی فراست سے یہ بات معلوم کر لیتے ہیں کہ فائدہ پہنچانے والی اور فائدہ حاصل کرنے والی استعدادیں کون سی ہیں، اور وہ بہتِ اجتماعیہ کس نسبت کا تقاضا کرتی ہے۔ (ہیتِ اجتماعیہ جس نسبت کا تقاضا کرتی ہے) بس وہ اُسی نسبت کے پیچھے پڑتے ہیں، اُسی کو طلب کرتے ہیں اور بغیر ضبط و قید اُسی کو پاتے ہیں۔

لے ملتے بفتح میم، صیغہ مفعول۔ یعنی جس سے التماس کیا گیا ہو

میری رباعی میں لفظ "قدحے" اور "تنبے" کے اندر اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ درویشوں کے فیض سے جو کچھ انہی کیا جاتا ہے۔ وہ ان دوستوں میں سے ایک کا حصہ ہوتا ہے اور ان نسبتوں کے عکس میں سے ایک عکس ہوتا ہے اور ان کی مناسبات میں سے ایک مناسبت ہوتی ہے۔ افاضہ و استغاضہ کی بولانی ان ہی اطراف و عکوس میں ہوتی ہے اور کہیں نہیں — یہ بات نہیں ہے کہ ایک استعداد بہم پہنچ جائے اور مبداء فیاض (ایک دم) مسلسل و متواتر فیض جاری کرے، اور یہ بندہ اپنی قوت خداداد سے اس کو حاصل کرے۔ ایک ہی مدت میں کُل کو طلب کرنا، خصوصاً ایک فرد خاص سے طلب کرنا، جو کہ منبع فیض خاص ہے۔ اور ایک ہنر کا فوارہ ہے، ایسی طلب محال ہے عادتاً کی قبیل سے ہے — قوم صوفیہ کی دوسری نسبتیں بھی ہیں۔ ان میں سے چند کو اس فقیر نے استغاثے کی زبان میں اب سطر بہت پہلے نظم کیا ہے۔

دے دارم ز خود خالی جابش می توان گفتن

درو کیفیتے جو مژ شہ آبش می توان گفتن!

(ترجمہ) میں ایک دل رکھتا ہوں جو اپنی خودی سے خالی ہے اور جس کو حساب

کہا جاسکتا ہے۔ اس کے اندر وہ کیفیت ہے جسے کیفیتِ جوشِ شراب کہا

جاسکتا ہے۔

ذو پاشید از بچ کثرتِ موم چون شبنم

ذی فیض معنی ما آفتابش می توان گفتن

(ترجمہ) دہنا سے معنی و باطن کے فیض سے جس کو آفتاب کہا جاسکتا ہے، کثرتِ موم

باجم کھڑے کھڑے ہو کر اس طرح ختم ہو گئی جیسے شبنم سورج کی شعاعوں سے

ختم ہو جاتی ہے۔

وجود ہے نمودِ معنی ما دستے دارد درین نیز نگاہِ بوسے گلابش می توان گفتن
 رہائے معنی و باطن کا وجود ہے نمود ایک باریکی رکھتا ہے۔ ان نیز نیگیوں کے
 اندر اس کو بوسے گلاب سے تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ اکیوں کہ گلاب کی
 خوشبو نظر نہیں آتی مگر اُس کا وجود ہوتا ہے،

سویاے دلِ ما وارد اندر چرخ و تابِ خود
 نقوشِ عالمے اُمّ اکتا بش می توان گفتن؛

دہائے دل کا کالا داغ اپنے چرخ و تاب کے اندر ایک عالمِ خاص کے
 نقوش رکھتا ہے۔ (لہذا) اُس کو اُمّ اکتا بش (روحِ محفوظ کے مانند) کہا
 جاسکتا ہے۔

ان نسبتوں کی شرح ایک طویل رکھتی ہے۔ جس کو تھوڑی مدت میں بیان نہیں
 کیا جاسکتا۔

باقی قابلِ تحریر بات یہ ہے کہ آپ کا ریمہ کریمہ نہ تھا اور اُس کے اندر جو مضامین
 نفہم و شریختے، وہ شوقِ فراواں کی دعوت دینے والے تھے۔ چونکہ وہ خط آپ کے ہاتھ پر
 لگنے والی چوٹ کا علم دینے والا تھا، اس لیے اُس نے مسرت اور اطمینان دونوں کو ملادیا۔
 اللہ تعالیٰ آپ کو تمام آفات سے بچائے۔ رکھے۔

والسلام والا کرام

مکتوب

﴿۸۹﴾

بابا عثمان کشمیریؒ کے نام

(اُن کے چند سوالات کے جواب میں)

فضائلِ آبِ عزیزِ القدر، سُلالۃِ الاکابرِ مولوی بابا عثمان سلمہ اللہ تعالیٰ۔

فیقولی اللہ عنہ کی طرف سے بعد از سلامِ محبتِ مُشامِ مطالعہ کریں۔

ہم اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں۔ اور اُس کے فضل سے آپ کی

عافیت بھی چاہتے ہیں۔

مکتوب بہت اُسلوب پہنچا اور اُس نے مسائلِ مرقومہ پر مطلع کیا۔

آپ نے شاہِ بدیع الدین مدار کے حالات دریافت کیے تھے۔ جاننا چاہیئے کہ

وہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغِ درانیؒ کے بعد ہندوستان میں وارد ہوئے تھے اور طریقت

میں اُن کا انتساب اس طرح ہے :

اُنھوں نے خرقہ حاصل کیا۔ شیخ طیفور شامیؒ سے، اُنھوں نے حاصل کیا یحییٰ بن

شامیؒ سے، اُنھوں نے حاصل کیا شیخ عبد اللہ حایل رایتیؒ البتہ صلی اللہ علیہ وسلم سے،

اُنھوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور اُنھوں نے حضورِ سرکارِ

دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے — ہم نے یہ سند رسالہ عقد الفریدی

ملاس اہل التوحید سے نقل کر کے لکھی ہے اور شاہ بدیع الدین مدار کا سلسلہ نسب یہ ہے :-

بدیع الدین مدار ابن بہار الدین ابن ظہیر الدین ابن سعید ابن احمد بن امام جعفر صادقؑ۔ یہ شجرہ نسب ہم نے بعض کتب میں اسی طرح لکھا دیکھا ہے لیکن اس شجرہ طریقت اور شجرہ نسب دونوں میں علم انساب اور علم احوال حلف صالح کے لحاظ سے بہت کچھ خلل و نقص ہے، اور خلل و نقصان بھی ایسا کہ کوئی قول جازم (قطعی) اس بارے میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔ شاہ بدیع الدین مدارؒ کے حالات دو قسم پر رکھے گئے ہیں۔ مورخین کی جو جماعت ثقہ ہے، اُس نے اُن کے متعلق بہت کم باتیں لکھی ہیں اور غیر ثقہ نے اُن باتوں کو لکھا ہے جو محال ہیں۔ اس فقیر اولی اللہ نے اپنے والد ماجد (شاہ عبدالرحیم فاروقی دہلویؒ) سے اور اُمخوں نے اپنے پیروم شدہ خلیفہ ابوالقاسم اکبر آبادیؒ سے سلسلہ مداریہ کے بعض اشغال مثلاً شغل ۳۰ یزد اخذ کیے ہیں۔

رقنوج کے متعلق جو باتیں آپ نے معلوم کی تھی اُس کا جواب یہ ہے کہ رقتوج میں دو تین باتیں مدد دیں ایسی بیان کی جاتی ہیں جو کہیں منقول نہیں ہیں۔ ان کے بارے میں نہ تو کوئی صحیح قول ہے، اور نہ کوئی ضعیف قول ہے۔ مثلاً مشہور ہے کہ وہاں حضرت حاجی شریف زندنیؒ کی قبر ہے، اور یہ کہ وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک موجود ہے۔ رقتوج میں ان دونوں چیزوں کا کوئی ثبوت اور وجود نہیں ہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ اخبار الاخبار مؤلف شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ میں حاجی شریف زندنیؒ کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت حاجی شریف زندنیؒ کا ذکر غیر اخبار الاخبار میں کیسے ہوتا، جب کہ حضرت شیخ محدث دہلویؒ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اجیریؒ سے آغاز کتاب کا التزام کیا ہے، اور (حضرت خواجہ اجیریؒ سے) اوپر کے بزرگوں کے حالات لکھنے کا اہتمام نہیں کیا ہے۔

آپ نے مسئلہ ارواح سے متعلق بھی استفسار کیا ہے کہ کیا روہیں جسموں سے پہلے پیدا کی گئی ہیں یا جسموں کے ساتھ ساتھ پیدا کی گئی ہیں؟
اس کے جواب میں جاننا چاہیئے کہ تمام اہل ملت، ارواح کے حادثات ہونے پر تو متفق ہیں۔ پھر اختلاف اس بارے میں ہوا کہ روہیں بدن کے ساتھ پیدا ہوئی ہیں یا بدن سے پہلے۔ پہلا گروہ جو روح کی پیدائش بدن کے ساتھ ساتھ بتا رہا ہے، اس کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے:

ثم انشأناہ خلقاً آخر ○ [المومنون ۱۱]

(ہم نے اُس کو دوبارہ پیدا کیا)

بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ اس سے مراد نفس کا بدن کو فیض پہنچانا ہے اور اس بات کو یہ کہہ کر رد کیا گیا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ معنی یہ ہوں، کہ ہم نے نفس کو بدن سے متعلق کر دیا اور یہ متعلق کرنا بھی ایک قسم کا "انشاء" اور "خلق" ہے۔

دوسرے گروہ کی دلیل جو ارواح کو ابدان سے پہلے بتاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارواح کو اجسام کی پیدائش سے دو ہزار سال پیشہ پیدا کیا ہے، اس دلیل کو یہ کہہ کر رد کیا گیا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ اگر ہم اس حدیث کی صحت تسلیم بھی کریں تو اس سے ملائکہ کی ارواح کا یہ مردہوں کی جیسا کہ حضرت امام غزالیؒ نے اس حدیث کی تاویل کی ہے۔ الغرض دونوں قولوں میں سے کوئی ایک قول مستحب نہیں ہے۔ اور سلف کے ایک قول پر صحراحت کے ساتھ اتفاق نہیں ملتا۔ روح کے اس مسئلے میں اختلاف کرنے والی یہ دونوں جماعتیں عالم مثال کی قیَم نہیں ہیں۔ بلکہ وہ تو عالم مثال کے معنی کا تصور بھی نہیں کرتیں۔ چہ جائیکہ اس بارے میں نقلی و ثبات کریں۔ لیکن اس فقر کے سامنے اس بارے میں ایک تفصیل ہے جس کا حق بحالت موجودہ پورا پورا ادا نہیں کیا جاسکتا۔ اجمالی طور پر اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان

کا مبداء حیات تین چیزیں ہیں۔

۱۔ نسمہ — جو روح ہوائی کا دوسرا نام ہے۔ اُس کی مثال چنگاری ہے جس میں آگ چھپی ہوئی ہوتی ہے۔

۲۔ نفسِ ناطقہ — جو اصطلاحِ فلاسفہ میں مجرذ ہے اور ہم اُس کو مجرد نہیں مانتے۔
۳۔ روحِ سماوی — کہ ذریتِ حضرت آدمؑ اُسی کی ایک نمائش تھی۔

ان میں سے نسمہ اور نفسِ ناطقہ تو بدن کے پیدا ہونے کے وقت پیدا ہوتے ہیں، اور روحِ سماوی ان دونوں سے بہت زمانہ پہلے پیدا ہوئی ہے۔ اس بحث کو خوب غور سے پڑھا جائے۔ واللہ اعلم۔

ایک اور استفسار ارواحِ انبیاءِ عظیم السلام اور برزخ میں انبیاء کی حیات سے متعلق بھی کیا گیا تھا۔ اس بارے میں اتنا جاننا چاہیے کہ کتاب و سنت کی تصریحات موتِ انبیاء پر دلالت کرتی ہیں۔ اس بات پر اجماع منعقد ہوا ہے اور بلا شک و شبہ احکامِ موت اُن پر جاری ہیں لیکن انبیاء کی ارواح کو ایک طرح کی فوقیت دی گئی ہے، اس فوقیت کو حیات سے تعبیر کیا جاتا ہے، جیسا کہ شہداء کے بارے میں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْزُقُوْنَ ○ [ال عمران ۱۶۹]

”جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوئے، اُن کو مردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ

ہیں اور اپنے رب کے پاس سے رزق پاتے ہیں۔“

اگر کوئی عالمِ بیکایک یہ بات کہہ دے کہ بغیر تشبیہ اور بغیر مجاز کے (حقیقی معنی میں) شہداء زندہ ہیں تو یہ بات جبریت و فوقیت کے لحاظ سے ہوگی، جس کا ہم نے حیات نام رکھا ہے، اس کے سوا اور کوئی بات نہ ہوگی۔

والسلام

مولوی میاں داد کے نام

(جو حضرت شاہ ولی اللہ کے ایک شاگرد ہیں)

فضائل آپ کمالات آفتاب مولوی میاں داد عنایتِ الہی میں شامل رہیں۔
فیضِ ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد از سلام مسنونِ مطاعہ کریں۔

الحمد لله على العافية و المسئول من جنابه الكريم ان يعافيكم

(ترجمہ شمر عری) "اللہ کے کتنے پوشیدہ الطاف و احسانات ہیں کہ جن کو

ایک ذکی و فہیم شخص بھی نہیں سمجھ سکتا"

آپ کا لاہور کی طرف جانا مجھے بہت پسند آیا۔ اس لیے کہ یہ "شہرِ اسلام" ہے اور
اپنے اندر ایسا حاکم رکھتا ہے جو سنی بھی ہے اور عدل دوست بھی ہے۔ ہم لوگ ضرورت کے
تحت اس شہر (دہلی) میں پڑے ہوئے ہیں اور زبان سے یہ آیت پڑھتے ہیں۔

ربنا اخرجنا من هذه القرية الظالم أهلها ○ [النساء ۷۵]

(اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں،

ہم کیا کریں۔ اور وہ عیاں کا بوجھ بھاری ہمارے سر پر ہے۔ آپ کو جو کہ خفیف النظر

(کم عیاں) ہیں یہاں (دہلی میں) رہنے کی کیا ضرورت تھی؟

بالجملہ اُس حاکم کے لیے جو کہ سنی اور عدل دوست ہے دُعاے خیر کرنا اور اللہ تعالیٰ

سے اس حاکم کے لیے اوقاتِ قبولیتِ دعائیں نصرت و غلبہ اور جان و آبرو کی حفاظت مانگنا ضروریات میں سے ایک ضروری امر ہے۔ اس فضائلِ مآب کو اور صحیح اہل اسلام کو لازم ہے کہ اس پر مواظبت کریں۔ (یعنی اس حاکم کے لیے برابر دعا گو رہیں)

ہمارے بعض احباب نے حاکمِ مشائخ اہلہ کے حق میں ایسے اچھے خواب دیکھے ہیں جو اُس کی رفعتِ مرتبہ پر دلالت کرتے ہیں۔ لہذا آپ کو تحریر کیا جاتا ہے کہ آپ اس حاکم کی ہم نشینی کے اوقات میں اُس کو اعمالِ خیر، دشمنانِ اسلام سے مقابلہ میں کوشش، تقویٰ اور عدل کو مضبوطی سے اختیار کرنے، علماء کی صحبت میں وقت گزارنے اور علم میں مشغول رہنے کی تلقین دیتے رہیں اور صحبتِ نیت کی شرط کے ساتھ نصرت و غلبہ کی بشارت بھی دیتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ کو علماء کے حق میں یہ بات پسند ہے کہ اگر کسی ضرورت سے اُن کو اُمراء کے ساتھ ملاقات کرنے یا اٹھنے بیٹھنے کا اتفاق ہو تو اُن کا شیوہ یہ ہونا چاہیئے کہ وہ اُمورِ خیر کی طرف اُمراء کی رہنمائی کرتے رہیں۔ یہ بات نہ ہونی چاہیئے کہ وہ محض دنیا کے مال اور روپے پیسے کے لیے اُمراء سے ملاقات کریں۔ جو عمل نیتِ خیر سے خالی ہوتا ہے وہ نظرِ تحقیق میں ایک معمولی شے ہے۔ (یعنی اس میں کوئی ثواب نہیں ہے)۔ آپ نے لکھا تھا کہ حاکمِ مشائخ اہلہ کی مجلس میں صحیح بخاری پڑھی جاتی ہے اور آپ بھی اُس مجلس میں حاضر ہوتے ہیں اور حاکمِ مذکور نے آپ کے گزارے کے مطابق آپ کا وظیفہ بھی مقرر کر دیا ہے۔ الحمد للہ علی ذلک کلہ۔ (بحمد اللہ) اگر آپ کو صحبتِ اُمراء کا اتفاق ہو تو حدیثِ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہوا۔

(یعنی حدیثِ شریف کے پڑھنے اور سننے کے مشغلے کو جاری رکھنے کے لیے ہوا)۔ آپ نے یہ بھی لکھا تھا کہ روایتِ حدیث کی اجازت (اور سندِ حدیث) منکئی جائے۔

یہ اجازت و سند تو زبانی طور پر بالمقابل سنادی گئی تھی، اس کے باوجود تحریر کرتا ہوں،

”میں نے اپنے صالح اور فاضل بھائی مولوی میاں داد کو روایت صحیح بخاری اور اس کے علاوہ بقیہ صحیح ستہ اور مسند الدارمی اور کتاب مشکوٰۃ المصابیح کی اجازت دی۔ مجھے بخاری کی قرأت، دارمی کا سماع اور باقی کتابوں کی اجازت حاصل کرنے کا اتفاق ان کتابوں کے اوائل کو پڑھ کر شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی رحمہ سے ہوا۔ شیخ مذکور نے اپنے والد شیخ ابراہیم کردی مدنی رحمہ سے، انھوں نے شیخ احمد قشاشی سے، انھوں نے شیخ احمد شنادی رحمہ سے، انھوں نے شمس رملی رحمہ سے،

انھوں نے قاضی زین الدین زکریا رحمہ سے، انھوں نے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ (شارح بخاری) سے اجازت حاصل کی اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ پر علم حدیث میں انتہا ہوتی ہے۔ موجودہ مشنول اوقات میں ان ہی دو تین کلمات پر مجھے اکتفا کرنا چاہیئے۔

والسلام

اکابر وقت میں سے ایک بزرگ

درویش کے نام

(ترجمہ عربی سے)

یہ حقیر فقیر (وہی اللہ) پیش کرتا ہے، ایسی دعائیں جن پر قبولیت کی ہوائیں چلتی ہیں اور پیش کرتا ہے ایسے سلام جن کو شمولیتِ خیر کے بازو ڈھانپتے ہوئے ہیں 'مؤید' موفّق و منصور المقام حضرت مولانا کی جانب اُن کی فضیلت کے نشانات ہمیشہ ہر زبان پر جاری رہیں اور اُن کے عدل کے جھنڈے ہر مقام پر کھلے رہیں اور نصب رہیں۔

ما بعد ۔۔ ہر قوم کا ایک ادب ہے اور ائمہ علم کا ادب یہ ہے کہ وہ کسی سے اللہ ہی کے لیے محبت کریں اور اللہ ہی کے لیے بغض رکھیں۔ ائمہ علم کا ادب یہ بھی ہے کہ وہ ہر اُس شخص کے لیے دعا کریں جو اقامتِ عدل اور نشرِ حق کے درپے ہو اور اس سلسلے میں مدد و نصرت اور تائید کر رہا ہو اور وہ کافروں، ظالموں اور بدعتیوں کے ساتھ عدم نصرت، اُن کو اپنے سے ہٹانے اور دُور رکھنے کا معاملہ کرتا ہو۔

ہمارے یہ حاملِ رقعہ بھائی جب رفعتِ مآب کی جانب جانے کے لیے متوجہ ہوئے تو ہمارا محبت اور دُعا کی خبر دینے کا ارادہ پختہ ہو گیا۔ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر عمل کرتے ہوئے۔

والحمد لله أولاً و آخراً و ظاهراً و باطناً

عبدالمجید خاں فجدالدولہ کشمیری کے نام

رحمت کاملہ آپ کے حال و آل کو شارل ہو۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور اُس سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو عافیت سے رکھے۔

ظہورِ غیرت الہی کا وہ واقعہ جو ایک خطرناک آسمانی بجلی کی شکل میں اہل بدعت کی بیخ کنی اور پراگندگی اور انتشار کے لیے تھا، آپ کے روبرو بیان کر دیا گیا تھا۔ آپ کے دل مبارک میں وہ واقعہ محفوظ ہو گا۔ اسی وجہ سے اس جماعتِ دہمقورہ کا اقبالِ عدم اقبالِ دونوں نظر کے اندریکساں معلوم ہوتے ہیں۔ خداوندِ کریم انجام کار اچھا کرے۔ عزیزِ القدر سعادت نشاں عبد الاحد خاں کی پریشانیِ دل جو گھریلو معاملات کے حل کرنے کی تدبیر کے سلسلے میں بمقتضای عادتِ الہی پیش آئی، اُس نے میرے دل کو بہت متفکر کیا۔ اِنَّا لِلّٰہ و اِنَّا اِلَیْہِ راجِعون [السفرۃ ۱۵۶]

اللہ تعالیٰ غموں کی تسکین و تسلی فرمائے۔ جناب کے مزاج کی طرف سے دل نگراں رہتا ہے کہ سفر میں مزاجِ عالی کیسار ہوتا ہو گا؟ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے عافیت کے سوا کوئی لمجا دواویٰ اور چارہ کار نہیں ہے۔

ثم السلام والاکرام

شاہ محمد عاشق کھلیتی رح کے نام

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشین اسلاف کرام برادر عزیز شیخ محمد عاشق
ملہ اللہ تعالیٰ۔

اس فیر کی طرف سے بعد سلام محبت التیام مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس سے درخواست ہے کہ وہ آپ کو
عافیت سے رکھے۔ نامہ مشکین شامہ پہنچا۔ اُس میں لکھا تھا کہ شرٹا میں تھیل یعنی
لا اِلهَ اِلَّا اللّٰہ پڑھنے پر جو ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے، کیا وہ طریقت و حقیقت کے
مقامی و حقائق کو پیش نظر رکھ کر بھی مرتب و متحقق ہو جاتا ہے، یا اس صورت میں تھیل
کا ثواب فقط ظہور کشف حقائق ہے اور بس؟

(اس کے جواب میں لکھا ہوں کہ) جو کچھ فیر کو واضح ہوا ہے وہ ہے کہ اگر
لا اِلهَ اِلَّا اللّٰہ کو زبان سے کہا ہے، اس طریقے پر کہ شرٹا شریف میں اُس کا اعتبار
جو تو اُس کے لیے وعدہ کیا ہوا ثواب ثابت اور متحقق ہے۔ اگرچہ اُس نے طریقت و
حقیقت کے طور پر معنی مناسب کا لحاظ بھی رکھا ہو اور وہ معنی مناسب یہ ہیں:
لا اِلهَ اِلَّا اللّٰہ (نہیں ہے کوئی مقصود سوائے اللہ کے)

لا موجود الا اللہ (کوئی موجود کہلانے کے لائق نہیں ہے سوائے اللہ کے) اس لیے کہ یہ ثواب اس ذکر کے تلفظ پر دائر و سائر ہے، اگرچہ وہ معافی کا تدبیر بھی نہ کرے۔ یہ معنی (لا مقصود الخ) وغیرہ بھی معنی تہلیل کے بطنوں سے ہیں یعنی اسی کلمہ : لا اِلهَ اِلَّا اللّٰہ کے اندرون میں ہیں۔ پس یہ کیوں کر لائق ثواب نہ ہوں گے۔ دیکھ تو بدرجہ اولیٰ لائق ثواب ہوں گے۔)

اس مسئلے کا راز یہ ہے کہ یہ کلمہ تہلیل علامہ اعلیٰ کے ذہنوں کے اندر بینہا متشکل و متشکل ہو گیا ہے اور اس کلمہ کا تلفظ فرشتوں کی اُس اعلیٰ جماعت کے فیض کے ایک دروازے کو کھول دیتا ہے۔ بشرطیکہ پڑھنے والا صحیح نیت رکھتا ہو، اگرچہ وہ معافی پر غور و فکر نہ بھی کرے۔ اگر یہ کلمہ اس طور پر واقع ہو کہ جس کا ظاہر شرع میں اعتبار نہیں ہے مثلاً اس کلمے کا دل کے اندر فقط تصور کر لیا تو اُس کا کوئی ثواب نہیں ہے، سوائے اس کے وہ کشفِ حقائق الہیہ کی ایک ہتید ہے۔

والسلام والاکرام

حافظ جابر اللہ پنبائیؒ کے نام جو حج کو گئے تھے

ایک درویش صالح سے ملاقات کی ترغیب میں کہ جن کا حال
شاہ صاحب کو بذریعہ کشف معلوم ہوا تھا

فضائلِ آپؐ، برادرِ عزیز حافظ جابر اللہ — اللہ تعالیٰ اُن کو تمام آفات و بلیات
سے محفوظ رکھے۔ اور اُن کو مہرات و حسنات کی منزلِ مقصود تک پہنچائے۔
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلام محبت الیہام مطاعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کی جناب — آپ کی عافیت
مطلوب ہے۔ آپ کے خطوط یکے بعد دیگرے پہنچنے اور حالات معلوم ہوئے۔ آپ
کے یہ دعائیں کی جا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دُعاؤں کو قبول فرمائے۔

اس فقیر کو بعض اوقات ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ملکِ عمان میں بس کے سامنے پر
مسقط کی بندرگاہ ہے، ایک درویش صالح جو کہ اہل اللہ کی صفات سے متصف ہیں زیادہ
عمر والے ہیں، اصل و نسب میں ملکِ یمن کے قبیلہ حمیر سے تعلق رکھتے ہیں اور فی الحال
عمان میں مقیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی ایک نظر خاص اُن کی جانب ہے کیونکہ
وہ تمام علمائے حدیث کا تتبع کرتے ہیں۔ اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بزرگ
شافعی اشعری ہیں۔ یہ درویش نورانی ہیں اور (سائید الہی سے) مؤید ہیں، لیکن

گننام، گوشہ نشین اور سید جردہ (سیاہ پوش) ہیں۔ اسی وجہ سے آپ کو نکھا جانا ہے کہ اگر آپ کا عمان کی طرف گزر ہو، خواہ آتے وقت خواہ جاتے وقت، تو اُن درویش کا پتہ چلانے کی خوب خوب کوشش کریں اور اگر اُن کو پالیں تو فائدہ عظیم حاصل کریں اور فقیر کا اُن کو سلام پہنچا دیں، اور اُن سے یہ کہیں کہ یہ فقیر (ولی اللہ) بحکم حدیث ما تعارف منها اختلف آپ سے ایک خاص روحانی محبت رکھتا ہے اگر اللہ کی مشیت و مرضی ہوئی کہ اُن سے ملاقات ظاہری ہو تو یہ بات بھی ظہور میں آجائے گی۔ بالفعل وہ بزرگ دعا، نظر، ایفب (غائبانہ دعا) سے فیضیاب فرماتیں، اور اجازت حدیث اور اپنی اسائید عالیہ متصلہ کی اطلاقات بقدر وسعت وقت تحریر فرماتیں۔ (ترجمہ شرعی) اگر میں سفر پر قادر ہوتا تو چہرے اور سر کے بے چل کر تمہاری زیارت کرتا۔ اگر آپ کو عمان جانے کا اتفاق نہ ہو تو اپنے کسی دوست یا آشنا کو تاکید کر دیں۔ اس لیے کہ اس بات کی تہ میں ایک نکتہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بدقائق الامور

مکتوب

﴿۵۵﴾

شاہ محمد عاشق کھلیتیؒ

کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلاف کرام عزیز القدر میاں محمد عاشق
 فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد از سلام محبت مشام مطالعہ کریں۔
 اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس کی درگاہ سے التماس ہے کہ وہ
 آپ کو اور ہم کو عافیت و سلامتی سے اور طریقہ مستقیمہ پر ثبات قدمی کے ساتھ رکھے۔
 ایک زمانہ گزر گیا کہ اُس طرف (کھلت) سے آنے والوں کی وجہ سے آپ کے
 خطوط مستر نشان ہمیں پڑھنے کو نہیں ملے۔ دل ننگاں ہے۔ اگرچہ جو مقام محبت
 ہم رکھتے ہیں، اُس کے اندہ غیبت اور حضور یکساں ہیں۔

والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

(دعا و تضرع کے بیسان میں)

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشین اسلاف کرام، شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔
 فیکر و فیاضی اللہ علیٰ عنہ کی جانب سے بعد از سلام محبت، التیام مطالعہ کریں۔
 اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس سے درخواست ہے کہ وہ آپ کو
 اپنے فضل و کرم سے عافیت سے رکھے، باعزت رکھے، ہدایت یاب کرے اور آپ کے
 ذریعے سے لوگوں کو ہدایت دے۔ بیشک وہ قریب ہے اور دعاؤں کا قبول کرینوالا
 ہے۔ — نظر دل کو ہمیشہ مُفیضِ کریم جلّ جلالہ (یعنی اللہ تعالیٰ) کی جانب جمائے
 رکھنا اور اُس سے انتہائی ہمت کے ساتھ ظاہر و باطن کی بھریت مانگنا، حصولِ منفوت
 و فخرِ مضرت اور تہذیبِ نفس کے لیے ایک عجیبُ الاثر کیمیا ہے۔

ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ تمام حیوانات، اقسام کے فطری الہامات اُن علوم سے عبارت
 ہیں کہ جن کو بعداً فیاض کسی کے اندر بعض قوی کے پاسے جانے کی وجہ سے یا کسی پر حاجت
 کے طاری ہونے کی وجہ سے، افاضہ فرماتا ہے جیسا کہ بھوک اور پیاس کے احساس اور
 جنسی خواہش کے دقت کھانے پینے اور منکوحہ کی طلب۔

جب یہ مقدمہ بہتید کے طور پر رکھا گیا ہے تو اب جاننا چاہیے کہ نوع انسان کے
 اندر قوتِ ملکیت اور ایسے لطائف جو باطن اپنا میلان بالاسے طبیعت رکھتے ہیں، ودیعت

کیے گئے ہیں۔

پس مبداء فیاض کی جانب تضرع و زاری کرنا خاص اُس نوع انسانی کے لیے اہام جلتی ہے، جب اس سے زیادہ گہری نظر سے دیکھنا ہوں تو ایک دوسرا نکتہ ظاہر ہوتا ہے، اور وہ نکتہ یہ ہے کہ انسان کی احتیاج اپنے مبداء کے ساتھ ظاہراً و باطناً دائماً سرمداً ہر حیثیت سے موجود ہے۔ چونکہ نوع انسان نفسِ زکیۃ (نفس پاکیزہ) رکھتی تھی۔ اس لیے اُس کی یہ احتیاج اور اُس کا یہ استغاضہ حالیہ اُس کے لوحِ نفس پر چھپ گیا۔ اور فطری اہام کے ذریعے وہ دعا و تضرع کا مأمور و مکلف ہوا۔ اور جب اس سے بھی زیادہ باریک بینی سے کام لیا جاتے تو واضح ہو گا کہ نفسِ ممکنہ کی ماہیت اپنی ذات کی حد میں نہیں ہے۔ (نہیں ہے) اور مضمین کی جانب میں (یہ ماہیت) "ایں" ہے (اثبات میں ہے) پس تضرع و زاری انسان کی ذات کے لیے لازم ہے۔ اس نتیجے کو جس نے جانا اُس نے جانا اور جس نے نہ جانا اُس نے نہ جانا۔

اگر اہلِ اندر کے گروہ میں سے کسی نے کبھی دعا کو ترک کیا ہے تو وہ مغلوبِ کمال ہے اور مغلوبین کا کلام لپیٹ کر بالائے طاق رکھ دیا جاتا ہے، اُس کو میان نہیں کیا جاتا اور وہ جو مظاہرِ تہمتہ کا لہر ہیں، یعنی انبیاء علیہم السلام اور اُن کے وارثین تو اُن کی معرفت اور اُن کا عرفان وہی ہے، جس کو مسطورہ گزشتہ میں تحریر کیا گیا ہے۔

والسلام والاکرام

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

(حقیقتِ خواب کے بیان میں)

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔
فیقر دلی اللہ علیہ عنہ کی جانب سے سلامِ محبت، التیام کے بعد مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کے کرم سے درخواست ہے کہ وہ
آپ کو عافیت سے رکھے۔ جاننا چاہیے کہ جو حالت بندے کو حاصل ہوتی ہے، اُس
کے کچھ اسباب ہوتے ہیں، علویات اور سفلیات سے — اور بندے کے حالات
میں سے ایک حالت خواب کی بھی ہے اور خواب کے معاملے میں بڑا اشتباہ ہو جاتا ہے
اور سخت گڑبڑ ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھنا اور اسی طرح آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو
خواب میں دیکھنا انسان کے اصل طابع میں جو کہ اُس کے نفسِ ناطقہ کے اندر پوشیدہ ہے،
قمر کے ساتھ شعاعِ شمس والی نوعیت کے بغیر میسر نہیں ہو سکتا۔ پس اگر صمیمِ سر میں رؤیاء
یا دراشت کے بغیر محض شعثان اس خواب کا سبب ہو گا تو سوالِ اول میں اس خواب کا
کوئی اعتبار نہیں ہو گا۔ یہ شعثان وہی شعثان ہو گا جو کہ حواس کے مطلق ہونے کے
وقت ان امورِ مذکورہ کے ساتھ متشکل و متشکل ہو گیا ہے، اور اگر رؤیاء یا دراشت
اور مناسبتِ رؤیاء اصل ہے اور شعثان کو سنتہ اللہ کے اتمام کے لیے درمیان میں

لایا گیا ہے تو ایسا خواب، خواب دیکھنے والے کے کمال کی نشانی ہے۔ یہ قاعدہ (جو میں نے لکھا ہے) اپنے اندر بہت سی شاخیں رکھتا ہے۔ مغلہ اُن کے ایک یہ ہے کہ بادشاہوں اور امیروں سے متعلق بہت سے خواب ہمارے سامنے کوئی دقت نہیں رکھتے۔ اگرچہ خائف میں اُن خوابوں کا مصداق ظاہر ہو جائے۔ مغلہ اُن کے ایک یہ بھی ہے کہ اگر سچے حالات والا صوفی اس قسم کے خواب نہ بھی دیکھے تو اُس کا کوئی نقصان اور حرج نہیں ہے اس لیے کہ خوابوں کے نہ ہونے کا سبب شرطِ شعاغینہ کا نہ ہونا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے کہ

آیۃ کریمہ اَرْفَعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْزِلَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۝ يَوْمَ هُمْ بَارِزُونَ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ إِنَّ الْمَلِكُ الْيَوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ حَقِيقَتِ شمس کے ساتھ پوری پوری مناسبت رکھتی ہے۔ اگر ہم **فسر** کی زبان میں یوں کہیں کہ یہ سورج کی تسبیح خوانی ہے تو اس کی گنجائش ہے اور اگر ہم یہ کہیں کہ یہ آیت سورج کی پیشانی پر خطِ نورانی مقدس سے لکھی ہوئی ہے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔ اسی طرح ہر ستارے کے مناسب ایک آیت ہے اور یہ مسئلہ (مناسبات کو اکب بآیات قرآنی) فرقِ عہدِ انبیا کے دقیق مسائل میں سے ایک ہے۔ بعض احادیث میں جن کی سند ضعیف ہے یہ ملتا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے نام سورج کی پیشانی پر یا ساقِ عرش (عرش کے ستون) پر لکھے ہوئے ہیں یا جنت کے دروازے پر ہیں یا طوبی کے شاخ و برگ پر نوشتہ ہیں۔ سب اہل حدیث ان حدیثوں کو مناکیر (غیر مقبول) میں سے جانتے ہیں مگر ہمارے نزدیک یہ معنا صحیح ہیں اگرچہ ان کی کوئی مضبوط سند نہ ملتی ہو۔ کیونکہ یہ بزرگوار (حضرات ابو بکر و عمرؓ) صورتِ ناسوتیہ کے ظہور سے پہلے ایک شعثان (ہلکا لطیف سایہ پرتو) رکھتے تھے پھر اس شعثان نے بہت سے میدانوں میں سرایت کی اور جیسا کہ بیان ہوا ان میں بعض ان (حضرات) کے مجالات میں۔ یہ داستان دراز ہے۔ میں اتنا ہی لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

شاہ محمد عاشق پھلتی ۲ کے نام

(ایک نکتہ تفسیریہ کے استحسان میں)

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سدا اللہ تعالیٰ۔
 فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد سلام محبت منشاء مطالعہ کریں۔
 عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کے فضل و کرم سے درخواست ہے
 کہ وہ آپ کو تمام حالات اور صحیح اوقات میں عافیت اور سلامتی کے ساتھ رکھے۔
 آپ نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے قول مالکِ یومِ الدین
 کی تفسیر و تاویل میں، یہ بات دل میں آتی ہے کہ ”یوم“ تدبیر کے ظہور کے اعتبار
 سے دہر کا ایک حصہ ہے۔ یعنی قواسمِ ملکیہ اور ہنسیہ کے تصادم کے مطابق تدبیر
 جزاء اعمال (ہے) اور ”یوم“ بشر کی ابتداء سے آفرینش سے لے کر جزاء کے
 آخری اوقات تک مُتمّد (پھیلا ہوا ہے) موجودہ وقت بھی ”یومِ الدین“ ہے، اور
 ”یومِ اقیامہ“ میں بھی ”یومِ الدین“ ہو گا۔ آپ کو یہ معنی (منجانب اللہ) بہت
 ہی عمدہ عطا کیے گئے ہیں اور آپ نے بہت بڑا نکتہ بیان کیا ہے۔
 تمام اُحجارِ نبیہ، جزوِ لایہ تجزئی کے مشابہ ہو کر اور تجلّیٰ اعظم کی روشنی میں غوط

کھا کر نابود ہو جاتے ہیں۔

(ترجمہ شعر عربی) جب سورج چمکا تو اُس کی روشنی نے اپنے پُرؤں سے ستاروں کی روشنیوں کو چھپا لیا۔

میرے تحریر کردہ اِس معنی کو بھی معنی اول کے ساتھ جس کو آپ نے تحریر کیا ہے اپنے سويڈے دل پر لکھ لیں۔ اس لیے کہ اُن افراد کے لحاظ سے اس پر بھی ”یوم الدین“ صادق آتا ہے اور اِس مقام پر دین سے مراد حقیقتُ القُصُویٰ — (انتہائی حقیقت) میں انقیاد اور اضطلاع ہے۔ یہ ایک ایسا برقی نکتہ ہے جو موجودہ کم فرصتی کی حالت میں آپ کے رُتے کے دیکھنے کے ساتھ ہی ظاہر ہو پیدا ہوا اور اِس نکتے کی ایک بڑی تفصیل ہے۔ آپ نے کچھ ایسے واقعات بھی لکھے تھے جو نفوسِ خبیثہ (بد معاشوں) کی طرف سے پیش آئے ہیں۔ آپ خاص طور پر یہ اشعار پڑھا کریں،

(ترجمہ اشعار عربی):

اُور جب سعادت کی آنکھیں تجھے دیکھیں تو آرام سے سو جا۔ اِس لیے کہ اُس وقت تمام خوفناک حالات مجہم امان بن جائیں گے اور تو اِس سعادت کے ذریعے عنقا کا شکار کر لے اور خُوزا ستارے کو اِس کے ذریعہ تابع کر لے، کیوں کہ یہ سعادت قابو میں لانے والی ایک لگام ہے۔

والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی ۲۰ کے نام

(ایک حکایت جو بہت سے علوم اور استعدادات نفوس کے لیے میزان و معیار ہے)

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشین اسلافِ کرام، برادرِ عزیز میاں محمد عاشق
سلمہ اللہ تعالیٰ —

فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت و انتظام کے بعد مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ
آپ کو عافیت سے رکھے۔ وقت کے انعامات میں سے (ہماری ذہن میں ایک
حکایت ہے جو استعداداتِ نفوسِ انسانیہ کے بہت سے علوم کے لیے اور انسانوں
کی سعادتِ مُکتبہ (کمائی ہوئی سعادتوں) کے لیے ایک میزان کہی جاسکتی ہے۔

(دہ یہ رہے) ۱ دیہات کے کچھ لوگوں نے راجدھانی پر حملہ کیا اور بادشاہ
کے اقرار میں سے تین آدمیوں کو گرفتار کر کے دیہات کو لے گئے۔ اُن تینوں
میں سے ایک شخص عمرِ سیدہ اور کامل العقل تھا۔ جب وہ بوزخا جنگل میں پہنچا
تو اُس نے اُن دیہاتیوں کی زبان سیکھ لی اور اُن دیہاتیوں جیسا لباس بھی پہن لیا،
اور انھیں کے سے طور طریقے اختیار کر لیے۔ یہاں تک کہ اُن دیہاتیوں نے اُس کو

اپنا ایک ہم جنس تصور کر لیا ، اور کسی نے اُسے نہیں پہچانا اور اِس پر تعجب بھی نہیں کیا ۔ دوسرا فرد ایک طفلِ نو ۳ موز تھا ۔ جب وہ دیہات میں پہونچا تو اُس نے اپنی زبان کو اِن دیہاتیوں کی زبان کے ساتھ خلطاً ملطاً کر دیا اور اُن کے بعض لباسوں کو اپنے پہناوے کے ساتھ اور اُن کے بعض طور طریق کو اپنے طور طریقوں کے ساتھ ملا دیا ۔ وہ لڑکا جس محفل میں جاتا تھا ، ایک جماعت ر اُس کی بول چال اور پہناوے کی وجہ سے ، اُس کا مذاق اُڑاتی تھی ، اس لیے کہ اس کی اجنبی زبان لوگوں کے کانوں کو کھٹکتی تھی اور اُس کا اجنبی لباس نظروں کو عجیب سا لگتا تھا ، اور ایک جماعت اس لڑکے کے حال پر ترس کھاتی تھی ۔ اس لیے کہ وہ جماعت جانتی تھی کہ یہ ایک اجنبی اور مسافر ہے اور اپنے یارو دیار سے دُور ہو گیا ہے ۔ دیہات کے عقلمندوں کا ایک گروہ اُس لڑکے کی تعظیم و توقیر کرتا تھا ۔ اس لیے کہ ان عقلمندوں نے اُس لڑکے کی باتوں سے اور حالات سے اِس بات کا پتہ چلا یا کہ یہ لڑکا بادشاہ کے خاندان سے ہے اور نسب عالی و حسبِ گرامی رکھتا ہے ۔ وہ اِسی چیقلش میں پڑا ہوا تھا اور وہ بڑا بھی ہر جگہ ایک نیا طریقہ دیکھتا تھا ۔ وہ اِن لوگوں کے طور طریق کو کبھی تعجب سے سمجھی استنباز سے اور کبھی استحسان کی نظر سے قبول کرتا تھا ۔

تیسرا فرد (جسے دیہاتیوں نے گرفت کر لیا تھا) ایک دودھ پیتا بچہ تھا جو اپنی زبان اور طور طریق سے کچھ بھی نہ جانتا تھا ، مگر اُس کو ہمت عالی ورثے میں ملی تھی ، اور اُس کے اندر فطری پاکیزگی تھی — اور وہ (جوان ہو کر) اپنے گمان و خیال میں ریاست اور عہدہ طلب کرتا تھا ، اور اُس کے (مطابق) کام انجام دیتا تھا لیکن دیہاتیوں کے اُوپر سردار بننے کے سوائے اُس کے پاس کوئی ریاست اور سرداری نہیں تھی ۔ وہ بس اِسی لباس پر فخر کر سکتا تھا کہ جس کو بہن کر اہل دیہات خوشش ہوتے ہیں ۔ وہ سوائے اِس طور و طریق کے جس کو اہل بادیہ معتبر سمجھتے ہیں کسی بات

کی تیز اور پہچان نہ رکھتا تھا۔ اُس نے دیہات کے ایک گروہ کو اپنا تاج اور مُستخر کر لیا اور چار دنا چار اُن کو اپنی عظمت مقام کا قائل بنایا۔

ایک مدت کے بعد اہل شہر کو ان تینوں اسیروں کا علم ہوا۔ اور وہ اُن کی رہائی کے درپے ہوئے۔ جب پوری سعی و تدبیر سے اُن تینوں کو محل سلطنت (قلعہ) میں پہنچا دیا تو عقلاے شہزجہ ہوتے اور اُنھوں نے اس باسے میں فیصلہ کیا کہ ان تینوں میں کون سا شخص سلطنت و حکومت کرنے کے لائق ہے تاکہ اُس کے نام کا سکہ رائج کریں۔ اور اُس کے سر پر تاج شاہی رکھیں۔ اُس تیسرے نوجوان کو دیکھا کہ وہ ٹھیکہ دیہاتی ہے۔ اگرچہ وہ دیہاتیوں کے درمیان اپنی قوتِ عزم کی وجہ سے اور طلبِ ریاست کی بنا پر ایک خاص امتیاز رکھتا ہے۔ عقلا نے (مشفق اللفظ) ہو کر کہا کہ اس نوجوان کے لیے ایک بڑی مدت چاہیئے، کہ ہم اس کو ایک اُستاد کے سپرد کر دیں اور شہر کی مجلسوں میں چھوڑیں، یہاں تک کہ وہ بادشاہوں کے راہِ درم یکھے۔ اور میانہ سال جوان کے باسے میں (عقلا نے) یوں کہا کہ یہ خلطِ لمط کرنے والا ہے۔ اگرچہ وہ لڑکا احتیاط کرتا تھا لیکن پھر بھی کبھی کبھی دیہاتی بولی اُس کی زبان سے نکل ہی جاتی تھی۔ وہ بعض آراء اور بعض رسوم میں باسندگانِ دیہات کی طرف میلان رکھتا تھا۔ عقلا نے کہا کہ اس کے لیے بھی ایک بڑی مدت چاہیئے کہ یہ مہذب اور شایستہ بن سکے۔ اگرچہ تیسرے نوجوان کی یہ نسبت اُس کو مہذب بنانا زیادہ سہل و آسان ہے۔ اُس کو بھی فی الوقت سلطنت کے لائق نہ جانا۔ لہذا اُس عمر رسیدہ شخص کو جو کہ اعضاء کے لحاظ سے صحیح اور درست تھا تختِ سلطنت پر بٹھا دیا اور اُس کے نام کا سکہ جاری کر دیا۔ اب وہ شخص شہر کے اندر شاہانہ طریقے پر زندگی بسر کرتا تھا اور اُن ہی شہریوں کی زبان میں کلام کرتا تھا گویا وہ کبھی جنگل اور دیہات میں رہا ہی نہیں تھا۔ اس کے بادشاہ بننے کے

بعد جنگ اور دیہات کے لوگ اُس کے پاس سلام کرنے آتے تھے اور تعجب سے کہتے تھے کہ ہم پہلے اُسے پہچانتے نہیں تھے اور اس کے حسب و نسب سے واقفیت نہ رکھتے تھے۔

یہ ایک مثال ہے جو بیان کی گئی ہے اس بات کو سمجھانے کے لیے کہ نفوسِ تجرد کے محل و مقام سے مرے اور ہیأتِ شمیہ میں گرفتار ہو گئے اور وہاں پر حسبِ نظراتِ جہت مختلف ہو گئے۔ ان میں سے کچھ نفوسِ ظاہر و باطن میں تفرقہ اور فرق رکھتے ہیں کہ اُن کا باطن کمالِ تجرد میں ہے اور اُن کا ظاہر انتہائی تقید و قیود میں ہے۔ ایک جماعت مخلوط کیفیات والی بن گئی اور ایک گروہ نے ہیأتِ شمیہ میں جبلی پاکیزگی کو اختیار کیا۔ جب وہ (تینوں گروہ) عالمِ برزخ میں پہنچے تو صواریحِ قدس کے ساکنین (قدس کے خانقاہ نشینوں) سے آشنا ہوئے اور اُنہوں نے اُن کے درجات میں اختلاف دیکھا اور ریاستِ مطلقہ کے لائق صرف وہ شخص ہوا جو صاحبِ قدرت اور متین تھا اور جو ہر مطنفے کا حق ادا کرتا تھا اور احکامِ لطائف کے امدادِ اضلاع اُس کے پاس تک نہ پہنچتا تھا۔

(ترجمہ آیۃ) : ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”یہ وہ مثالیں ہیں جن کو ہم انسانوں کے واسطے بیان کرتے ہیں اور ان مثالوں کو اہل علم ہی سمجھتے ہیں۔“

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

(ایک معرفتِ دقیقہ کے بیان میں)

حَقَائِقُ و مَعَارِفِ آگاہ سہاۃ نشینِ اُسلابِ کرام شیخِ محمد عاشق — اللہ تعالیٰ
اُن کو سلامت اور باقی رکھے اور اُن کو بلند ترین مرتبہ پر فائز کرے —
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد سلامِ محبت، اِلتیامِ مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں اور اُس سے اپنے اور
آپ کے لیے عافیت کی دُعا کرتے ہیں۔

(آپ کے خط سے معلوم ہوا کہ) بر خور دار عبد الرحمن کی لڑکی بقضار الہی فوت
ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہ و اِنَّا اِلَیْہِ راجعون اللہ تعالیٰ آپ کے دل میں صبر کا الہام
کرے اور آپ کو اجرِ عظیم عطا کرے اور اِس کا نعم البدل مرحمت فرمائے —
ایک شاعر نے کہا ہے —

دریا بہ محیطِ خویش مو ہے دارد
خس پندارد کہ این کشاکشِ باوست

(دریا اپنے اندر موجیں رکھتا ہے اور تنکا یہ گمان کرتا ہے کہ موجوں کی یہ کشمکش

اور تلاطم اُس کی وجہ سے ہے۔

شاعر کی یہ بات نظریۂ تجلّی اعظم کے اعتبار سے صحیح ہے۔ اس لیے کہ تجلّی اعظم کے پیش نظر مصلحت کئی ہوتی ہے۔ لیکن حظیرۃ القدس کی انہما اور سرحد میں جہاں آسمان بہتہ کے خلاصے سطح نورانی کی غذا بن گئے ہیں۔ بالکل اس طرح جیسے کہ زمین کا تیل شعلہ چراغ کی غذا بن جاتا ہے، وہاں پر احکام مختلفہ حدوث و قدم میں ہمیدہ ہوتے، اور مجرّات و مادیات نے آپس میں ٹکھ جڑ کر لیا، اور عین اختلاط میں تجلّی اعظم سے ایک رنگ بکھا اور اُس تجلّی سے ایک نمونہ برآمد ہوا جو مادیات و مادیات کے رنگ سے رنگین تھا۔ اس جگہ جزئیات حوادث کی طرف توجّہ ظاہر ہوتی اور ہر ہر فرد کے ساتھ ایک غیمہ تدریج کار ہوتی، اور اس خس و خاشاک کے پنہار نے ایک مذاق پیدا کیا۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے وجوب کی سطوت و شوکت سے اَضداد کو جمع کیا۔

یہ معصرفت ناقصہ اسی اشکال کی مثل ہے جس کو کفار عرب نے یہ کہہ کر پیش کیا تھا کہ ”رحمن نے کوئی شے نہیں اُتاری“ اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے قول کی حکایت کرنے میں ہی اُن کی بہالت ظاہر کر دی۔ اس لیے کہ ”رحمن تو وہ ہے کہ اُس کا رحم و کرم مصالحِ کئیہ سے گذر کر مصالحِ جزئیہ تک پہنچتا ہے“ اور یہ مبالغہ کا صیغہ کیوں استعمال کرتے؟

باقی کلام یہ ہے کہ بعض خبیث انسانوں کے خطرے سے ڈرنا نہیں چاہیے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ سعادت جو آپ کے اندر من جانب اللہ رکھی گئی ہے، وہ اپنا کام خود کرے گی۔

والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی

کے نام

(ایک حدیث کے معنی کی تشریح میں)

حقائق و معارف آگاہ ، سجادہ نشین اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ
فیروز علی غنی عنہ کی جانب سے بعد از سلام محبتِ مشام مطالعہ کریں۔
ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ عالمِ قبر یا عالمِ حشر میں بیل اور مچھنی آپس
میں لڑیں گے ، اور شہدار اُس سے تفریح حاصل کریں گے۔ یہ حدیث اگرچہ
صحیح اسناد نہیں رکھتی لیکن اس کے متعدد طرق اس کے ضعف و نقصان کی
تلافی کر دیتے ہیں ، اور صحیح حدیث میں بھی اس کی طرف ایک اشارہ آیا ہے۔
اس مسئلہ (نظارة قتال ثور و حوت) میں حکمت یہ ہے کہ وہ لوگ جن کی قوتِ بہیمہ
نے روح القدس سے نازل ہونے والے فیض کے ساتھ تصادم و مقابلہ
کیا ہے ، اور وہ لوگ اس سلسلے میں اجتہاد و کوشش کو بروئے کار لائے
ہیں تو ان کی قوتِ بہیمہ کبھی فیضِ روح القدس سے نازل ہونے والی قوت
پر غالب آئی ہے ، اور کبھی فیضِ روح القدس سے نازل ہونے والی قوت نے
قوتِ بہیمہ پر غلبہ حاصل کیا ہے ، اور وہ اس حقیقت کو اسی طرح خارج میں متشکل و
مشحون دیکھتے ہیں جیسا کہ ہم اپنی صورت کو آئینے میں دیکھتے ہیں۔ اس لیے کہ

لاکھوں میں سے ایک ایسی جماعت ہے جس کو اس کام کے لیے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ شہد اکی حیات کی تکمیل و تنسیخ (پورا کرنے، کرنے والی ہو اور وہ اس نوع کے آئینے کی طرح بن جائیں۔ پس ثور (بیل) قوتِ بہیمیہ کی شکل ہے اور حوت (مچھلی) اُس فیض کی صورت ہے جو روح القدس سے نازل ہوتا ہے۔

علمائے تعبیر خواب اور ادبِ دعوتِ اسماء کے نزدیک یہ بات مقرر و مسلم ہے کہ اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ مچھلی ہاتھ میں آگئی ہے تو غیب سے اُس کو فائدہ پہونچے گا اور بالتحقیق اس امر میں راز یہ ہے کہ پانی جانداروں کی زندگی کا مادہ ہے اور مچھلی پانی ہی میں پیدا ہوتی ہے، اور پانی ہی میں رہتی اور پانی ہی کی حقیقت کا ایک نمونہ ہے۔

والسلام

مکتوب

﴿۱۰۲﴾

شاہ محمد عاشق بھلیتی رح

کے نام

ایک دقیقہ، تفسیر یہ کے (استحسان میں)

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق
سلمہ اللہ تعالیٰ۔

فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد از سلامِ محبت انتظام مطالعہ کریں۔
عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجالاتا ہوں۔

آپ کا نامہ مشکین شامہ پہنچا جو آپ کے قصیدِ اعتکاف کی اطلاع
دینے والا تھا اور اس اعتکاف میں برکاتِ الہیہ کا دروازہ کھلنے کے لیے
اس مکتوب میں دعا کی درخواست بھی کی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے تمام
حالات کو درست فرمائے اور آپ کے اوپر اُن برکات کا دروازہ کھول دے، جن کو
نہ تو آنکھوں نے دیکھا اور نہ کانوں نے سنا، اور نہ کسی بشر کے قلب پر اُن کا خیال
گذرا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی ذات کا اُنس عطا کرے اور آپ کے لیے اُن
انعامات میں سے حصہ کر دے کہ جن انعامات کے ساتھ اُس نے اپنے کامل
اور صالح بندوں کو خاص کیا ہے۔

اس بارے میں (برکاتِ الہیہ کا دروازہ کھلنے کے سلسلے میں) طلبِ توفیق

اور دعا کرنا محض سنتِ طریق کی تعمیل اور بجا آوری ہے۔ ورنہ آپ حقیقت میں اُس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں کہ جس کے بارے میں زبانِ نبوت نے ارشاد فرمایا ہے : اللّٰهُمَّ اُبْعِنِي حَبِيبًا الْخ (اے اللہ ! میرے واسطے ایسے دوست طلب کر کہ جو مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز و محبوب ہو)

تفسیر سورۃ فاتحہ کے سلسلے میں آپ نے ایک عجیب (نکتہ) معرفت گوشِ گُذا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس معرفت عجیبہ کو اس جیسے دوسرے معارفِ حق کے ساتھ ملا کر اپنے مقبولِ علوم کی جگہ یعنی "قَدَمُ حَقِّق" میں پہنچا دے۔ آپ نے (بسطاً تفسیر سورۃ فاتحہ) بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حمد کو چار وجوہ پر مُرتب کیا ہے :

(۱) الحمد لله — اس سے معلوم ہوا کہ اُلوہیتِ حمد کا تقاضا کرنے والی ہوئی اور اسی اُلوہیت نے جبرُ بخت سے نمودار ہو کر ہم کو عباداتِ نیک پہنچایا ہے۔

(۲) ربّ العلمین — اللہ تعالیٰ کی ربوبیت نے اِبجاداً و رباعاً (پیدا کرنے اور باقی رکھنے) دونوں چشمتوں سے انسانوں کے ذمہ حمد کو واجب کیا ہے۔ (۳) الرحمن الرحیم — ظاہری و باطنی نعمتیں یا بالفاظِ دیگر دنیوی اور اُخروی نعمتیں حمد کو واجب کرنے والی بن گئیں۔

(۴) مالکِ یومِ الدین — اس مُجازاۃ نے (یعنی جزا و سزا نے) جس کا ہونا آخرت میں ثابت ہے، حمد کا تقاضا کیا۔

آپ نے اس معرفتِ عظیمہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ یہ تمام تحقیق و تفصیل انتہائی صحیح اور راسخ ہے اور فضلِ الہی کے آثار میں سے ایک اثر و نشانی ہے اور اللہ کے فضل کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اے اللہ (تحقیق و معرفت) اس کو خوب بڑھا اور پئے در پئے بڑھا۔ آسمان کی پہنکیاں (نوکیاں) پہنچیں۔ اللہ آپ کو جنت کے میوے کھلائے۔ والسلام

شاد محمد عاشق پھلتی ۷

کے نام

معرفت عالیہ کے بیان میں

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشین اسلاف کرام، شیخ محمد عاشق سلام اللہ تعالیٰ فیض ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلامِ محبت، التیامِ مطالعہ کرس۔
عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کے کرم سے درخواست ہے کہ وہ ہمیں اور آپ کو عافیت سے رکھے۔

آپ کا خط پہنچا جس نے آپ کے آغازِ اعتکاف کی اطلاع دی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اعتکاف میں برکت عطا فرمائے اور اس کو اعتکافِ شہود و حضور بنا دے۔
اکثر جو کچھ سطحِ بستر میں ظاہر ہوتا ہے اُس کو تجلی کہتے ہیں اور یہ تجلی اس حقیقت پر اعتماد اور سہارا رکھتی ہے جو تجلیِ اعظم کے اندر متعقن اور ثابت ہے۔
ہماری جن بزرگوں نے اس حقیقت کو دراءِ اوار فرمایا ہے، اُن حضرات کا قول سالک کو تشویش میں ڈال دیتا ہے۔ کاش وہ اس سلسلے میں اس قدر غلو و مبالغہ نہ کرتے۔

ہر تجلی کے لیے ایک اصل و بنیاد ہے کہ جس پر وہ تجلی انحصار کرتی ہے۔

... شیخ ابوالحسن اشعریؒ نے قیامت میں دیدارِ باری تعالیٰ کے بارے میں ایک نکتہ بیان کیا ہے کہ جس کو تھوڑی سی توجہ کے ساتھ تجلی کے قاعدے پر محمول کیا جاسکتا ہے۔ لفظ رؤیت مشترک ہے جو ہر میں اور اُن اَعْرَاض میں جو دکھائی دیتے ہیں، اور اُن اَعْرَاض میں جو دکھائی نہیں دیتے — پس ہم کہتے ہیں کہ زید کو یا انسان کو یا حیوان کو ہم نے دیکھا، یا مثلاً اُس کی سُرخ دیکھی یا اس کی مُربعی (چوکری) ہم نے دیکھی یا اُس کا چلنا یا اُس کی تیز رفتاری یا سست رفتاری ہم نے دیکھی۔

پس معلوم ہوا کہ دیکھنے کا وقوع و اطلاق آنکھ سے نظر آنے والی چیز پر موقوف نہیں ہے۔ ورنہ زید اور انسان بالکل نظر نہ آتے، بلکہ اُن اور شکلیں جو ہر کے قائم مقام ہوتی ہیں اور جو ہر کی تجلی ہیں اور اس کو مستلزم ہیں۔ اسی وجہ سے جس نے ان رنگوں اور شکلوں کو دیکھا، اُس نے زید کو دیکھا۔

پھر یہ بات بھی لازم نہیں ہے کہ یہ اس قدر لوازم، غیر مُفَارِق ہوں (جو جُدا نہ ہو سکیں) ورنہ زید کو ہرگز دکھائی نہ دیتا۔ پھر کہا جاسکتا ہے کہ میں نے فلاں کو خواب میں دیکھا (علائکہ) جو شکل خواب میں حاضر ہوئی ہے وہ محض ایک پردہ ہے کہ جس کے پیچھے سے کوئی (زید وغیرہ) دکھائی دیتا ہے۔ جب یہ سب بات واضح ہو گئی تو اصولِ تجلی بھی واضح ہو گئے۔

والسلام والاکرام

مکتوب

﴿۱۰۴﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی ۷ کے نام

(سیدنا حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ایک قول کے بارے میں)

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ
فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد از سلام محبت، التہام مطالعہ کریں۔
عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کے فضل و کرم سے درخواست
ہے کہ وہ آپ کو عافیت سے رکھے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان کس زبان سے بیان
کیا جائے کہ اربعین (چلہ) کی خلوت، جمیعتِ نظاہری و باطنی کے ساتھ پوری ہو گئی۔
اربعین کی اس خلوت میں مختلف رنگوں اور متعدد شکلوں کے ساتھ حظیرۃ القدس
کا انکشاف کئی مرتبہ ہوا۔ اس میں بعض عمدہ اور خوش آئند وعدوں کی بشارتیں
بھی کئی مرتبہ حاصل ہوئیں۔ چونکہ اس قسم کے انکشافات اور بشارات سابق
میں کئی مرتبہ بیان کیے جا چکے ہیں، اس لیے اب ان کی تکرار نہیں کی گئی۔
مثنوی در شمش مجلد یک نواست

(مثنوی مولانا روم ۷ یوں تو چھ ۶ جلدوں میں ہے مگر اُس میں
آواز اور بات ایک ہی ہے۔) پھر بھی چند ایسے کلمات لکھنے میں
مشغول ہوتا ہوں جن کو پہلے نہیں لکھا تھا۔

شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اپنی کتاب عوارف المعارف میں فرماتے ہیں کہ سیدنا حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اکابر ملت میں سے ایک شخص سے فرمایا: ”میں قرآن مجید کو اُس کے قائل و مشکم یعنی اللہ تعالیٰ سے سننا ہوں“ اور حضرت شیخ الشیوخؒ اس مقولے کی توجیہ اس طرح کرتے ہیں کہ وہ مثل شجرۂ موسیٰ (یعنی شجرۂ طور) ہو جاتے ہیں اور اپنی زبان سے نکلے ہوئے کلمات قرآنیہ کو فوائے کی طرح ادا کرتے ہیں۔

یہ ہے وہ بات جو شیخ الشیوخؒ نے اس کی توجیہ میں فرمائی لیکن جو اس بندہ ضعیف پر از روئے ذوق اور از روئے حال گذرا وہ یہ ہے کہ مقام کلام نفسی کو نزول قرآن کا تعلق اُسی مقام و بارگاہ سے ہے، بندے پر منکشف ہوا۔ بندے نے دیکھا کہ یہ معانی قرآن عمدہ ترین اسلوب بیان کے ضمن میں اہل زمین پر بارش کی طرح برابر برس رہے ہیں۔ اس لیے کہ ان الفاظ و معانی کا مخاطب نوع انسان ہے اور اس انکشاف نے خالص مرتبہ عقلیہ سے نقر کیا اور اُس نے خیال و وہم کو اپنے رنگ میں رنگین کر لیا اور ایک عجیب حالت حاصل ہوئی مثل اُس اتصال کے جو صرف ذات (خالص ذات) کی توجہ میں ہوتا ہے۔

تین ضمیمے (ضمیمے) اس صفت کے ساتھ حاصل کر لیے گئے۔ البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ بعض وجہ سے یہ بات نہ ہو۔ مثلاً کوئی خارجی مانع (رکاوٹ) موجود ہو، اور اُس کی وجہ سے یہ حالت غائب کر دی جاتے۔ غالب گمان یہ ہے کہ یہ بزرگ (حضرت جعفر صادقؒ) نے اسی حالت مذکورہ سے مراد لی ہوگی۔ جیسا کہ ”مشہودہ“ کو صوفی کبھی رویت و نظر سے تعبیر کر دیتے ہیں۔ (ایسے ہی انہوں نے) اس حالت کو ”سمیع“ (سننے) سے موسوم کر دیا ہے۔ اور حقیقت کو اللہ خوب جانتا ہے۔

تجلی اعظم بعض اُحجارِ بُہتہ کو اپنی غذا بنا لیتی ہے اور ایک طریقے سے اتحادِ بخشش ہے اور ایک طرح سے ان اُحجارِ بُہتہ کو اپنا آئینہ بنا لیتی ہے، مثل اس کے کہ کسی ماہیت کی صورتِ ذہنیہ ہمارے ذہن میں ایک اعتبار سے وہی ماہیت ہے، اور دوسرے اعتبار سے ایسی ہے جیسے کہ آئینے کی اندر دیکھتی ہوئی شکل۔ اس اعتبار سے اُحجارِ بُہتہ تجلی اعظم کے بعض ایسے کمالات کے ظہور کا محل بن جاتے ہیں کہ جن کمالات میں اُحجارِ بُہتہ کی شرط تھی۔ اور تربیتِ عالم کے سلسلے میں لازم ہوا کہ اولاً نقطہ حبیبہ ان اشخاص کے ساتھ متعلق ہو کہ جن کے وجود کی شرط یہ اُحجارِ بُہتہ ہیں۔ پس یہ نقطہ حبیبہ ہر مقام میں اس شخص کو فوقیت و ترقی دیتا ہے اور رفعت و بلندی عنایت کرتا ہے۔ انجذابِ سترِ اتصال اور مخاطباتِ لطیفہ وغیرہ کے معنی یہی ہیں۔ حضرت شیخ ابو سعید بن ابی الخیرؒ نے فرمایا ہے۔

چیت ازین خوبتر در ہم آفاق کار

دوست رسد نزد دوست یار بنزدیک یار

(ترجمہ) (تمام دنیا میں اس کے بہتر کیا کام ہو گا کہ دوست، دوست کے پاس پہنچ جائے اور محبوب محبوب کے پاس)

آں ہم اقوال بود این ہم افعال

آں ہم گفتار بود این ہم کردار

(اس کے علاوہ سب باتیں اقوال تھیں اور یہ سب افعال ہیں۔ وہ سب باتیں گفتار کی حیثیت رکھتی تھیں اور یہ کردار و عمل سے تعلق رکھتی ہیں۔) موجودہ حالت میں ان دو باتوں کے سوائے کچھ زیادہ سمجھنے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ حظِ این زمان بگذارد تا وقتِ دگر (اس وقت اس مسئلے کو کسی دوسرے وقت کے لیے ملتوی کر دیں)

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

(ایک علمی نکتہ)

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سزا شد تعالیٰ
فیقر ولی اللہ معنی عنہ کی جانب سے سلامِ محبت اِتیام کے بعد مطالبہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس سے آپ کے لیے اور
آپ کے تمام متعنتین کے لیے عافیت مطلوب ہے۔

آپ کے حق میں اُمورِ نفسانیہ اور آفاقیہ کی استقامت جب بھی معلوم و
منکشف ہوتی ہے تو حمدِ اِہلیؑ ’نوعے دیگر‘ دل سے نکلتی ہے اور یہ امر مذکور
موجود جلّ مجدہ (اللہ تعالیٰ) کے احسانات کے دریا میں مستغرق ہونے کا بہت
بغاث ہے۔ شہود کی آنکھ میں اس بات کے اندر کوئی شک نہیں ہے کہ حقیقت
نقارہ نے وجود کی طنابیں (دریاں) ہر طرف ڈال دی ہیں اور وہ حقیقتِ فعال
ان طنابوں سے ہر ایک شے کو اُس کی گردن میں گرہ لگا کر چاروں اُچار ایک خاص
کیفیت پر لائی ہے اور یہ سب باتیں اُس منظر اور ہیمانے کے موافق ہیں جس
کو ازل میں مقرر کیا گیا ہے۔ اس مقام پر روشن شریعت کی وہ تصدیقات جو کہ
اسباب کو ساقط کرتی ہیں، جلوہ گر ہو گئیں اور غیرتِ اِہلیؑ بردے کار آئی اور

اُس نے اس نسبتِ جزئی کو جو اپنے (مجازی) فاعل کی طرف تھی از روئے تحقیق درہم برہم کر دیا۔

یہ معرفت جو ابھی بیان ہوئی اس سے ناواقف اور غافل رہنے کی وجہ سے اکثر و بیشتر افاضی نفسانی مثلاً شرک، ترکِ توحید اور اس کے مانند پیسدا ہوتے ہیں۔

حضرت عارفِ جامی نے فرمایا ہے :

”ترجمہ اشعار“ میں عالمِ وجود میں سوائے اللہ کے کسی کو نہیں دیکھتا۔ غیر اللہ کا نقش اور غیر اللہ کا نام (پہرے دل و دماغ سے) محو ہو گیا۔
 ”بس ایک ہستی مطلق ہے اور ایک خالص وحدت ہے۔ پھر وہ
 ’تو‘ اور ’میں‘ کی گنجائش کہاں ہے؟“

کلامِ عارفِ جامی میں اور ہمارے قول میں بس اتنا فرق ہے کہ اُن کی بات توحیدِ وجود کے اندر ہے اور ہمارا کلام توحیدِ تدبیر کے بارے میں ہے۔ اور یہ دونوں اپنی توحیدِ وجودی اور توحیدِ تدبیری ایک ہی درخت کی دو شاخیں ہیں۔
 والسلام

مرتبہ ازل میں جو کہ مادہ اور مدت سے پہلے ہے اور اس میں ماہیت ، عین ذات ہے اور تعین بھی عین ذات ہے ، مختلف وجوہ اور متعدد اعتبارات سب کے سب کھوٹے سکوت کے مانند ہیں ۔ ان وجوہ کی کثرت وحدت حقیقت شے کی مزاحم نہیں ہو سکتی ۔ عالم امکان وحدوث میں اس وحدت غیر مزاحم کا نمونہ کثرت کے ساتھ ساتھ نہیں پایا جاسکتا اور یہ مرتبہ مذکورہ (مرتبہ ازل) کسی طریقے سے بھی عقول کو مُدْرَک (دریافت) نہیں ہو سکتا ۔

اللہ تعالیٰ نے عارفین کو اس مرتبہ سے واقف کرنے کے لیے محض اپنے فضل سے ایک اچھی تدبیر نکالی ۔ اور وہ یہ کہ اس کثرت کا سایہ — عارف کی قوت عقلیہ میں پیدا کیا تاکہ وہ امور انتزاعیہ میں سے ایک ترجمان اس مرتبہ مقدسہ کے واسطے قائم کرے اور اُس نائب وکیل کے ذریعے مینب کا مطالبہ کیا جائے ۔ اس کی مثال معرفت ارتفاع شمس کی سی ہے جو زمین پر رہنے والے اشخاص کے سایوں کی حرکت سے ہوتی ہے ۔ پھر ان انتزاعی صورتوں میں اور تمام رُقوم مُسْتَجَنِّہ (چھپے ہوئے نقوش) میں وہی ارتباط واقع ہوا ہے جو ارتباط شجر و حجر اور اس صورتِ علیہ میں ہو سکتا ہے جو نفس کے اندر شجر و حجر کے انکشاف سے ہوتی ہے ۔ یہ ایک مقدس ارتباط ہے جو کہ طبیعتِ کِلَہ سے پیدا ہوا ہے ۔ اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ کیوں ہے؟ پس عارف کی طرف سے ذوقِ الازل کا بیان عباراتِ پسندیدہ کے ساتھ خواب سے پوری مشابہت رکھتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ ایک عارف اگلے حسی میں سے کسی ایک اسم کے ہند سے اور عدد کو اپنے لیے مخصوص کر لیتا ہے اور دوسرا عارف دوسرے اسم کے (عدد کو) — ایک عارف ایک حقیقت کے لیے ایک صورتِ انتزاعیہ کو تراشتا ہے اور دوسرا عارف دوسری

بزرگ کی طرف توجہ کی جاتی ہے اور جب شیخ اکبرؒ (محمی الدین ابن عربیؒ) کی روح کی طرف توجہ کی گئی تو ایک نقطہ ذاتِ صرف کا حضورِ مشہود اور نظاہر ہوا۔ یہ نقطہ ذاتِ صرف روشنی کے ساتھ اور اس شانِ علم کے ساتھ ملا ہوا تھا جو کہ وجودِ منبسط اور علمِ تفصیل سے پہلے ہے۔ الخ — اگر ہم اس جگہ بھی ایک نکتہ بیان کریں تو بے محل نہ ہوگا۔

لطیفہٴ روحیہ کا ایک اوج (بلندی) اور ایک حیض (پستی) ہے۔ یہ لطیفہٴ روحیہ حالتِ اوج و بلندی میں لطیفہٴ ستر کا یا رومدگار ہوتا ہے۔ اس سے اتصال پیدا کرتا ہے اور کمالاتِ حُجْرُبُت اور کمالاتِ لطیفہٴ خفیہ کی تشریح کرتا ہے۔ حیض و پستی کی حالت میں ارواحِ طیبہ و مشائخ کی طرف اُس کا چہرہ اس طرح پھر جاتا ہے جس طرح کہ آفتاب کے سامنے آئینے کا رخ پھر جائے۔ اس جگہ انسانِ روح کی نسبت کو بیان کرتا ہے اور ارواح کو اُس کی طرف بیلان ہو جاتا ہے اور اُس کو ارواح کی طرف کشش ہو جاتی ہے۔ یہ مقام عارف کا ہوتا ہے کُلّی طور پر اور اکثر و بیشتر۔ لیکن یہ دیکھنا چاہیئے کہ ہر عارف کے ساتھ کیسا معاملہ کیا جاتا ہے اور کس روح کے ساتھ زیادہ مناسبت عطا کی جاتی ہے اور کون سی صورت اُس عارف کے بروئے کار آتی ہے۔

(ترجہ شعر) "کس کو دل دیا جاتے اور کس سے دل ہٹایا جاتے۔ یہ

دل کا دینا اور دل کا ہچا کر سے جانا دونوں خدا واداکام ہیں۔"

تیسرے مکتوب میں آپ نے عزیز القدر شاہ نور اللہ کا خواب لکھا تھا کہ میرے والد ماجد (حضرت شاہ عبدالرحیم دہلویؒ) قدس سرہ نے مجھ سے مجلس شیخ ابوالفتحؒ و شیخ ابوالفضلؒ و شیخ بہتہ اللہ کے بارے میں فرمایا کہ یہ مجلس اہل عشق کی مجلس ہے۔ اور اپنی مجلس یا میرے نانا حضرت شیخ محمد پھلتی قدس سرہ

صورت کو۔

(ترجمہ شعر عربی) "تو اس صورت کو اور اُس صورت کو دیکھنے والا نہ بن، بلکہ تو حقیقت کا طالب بن جا۔" نکتہ ہمت یہاں ختم ہوا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ آپ نے ایک رقم مستحق (چھپے ہوئے عدد) کا مرتبہ ذاتیہ میں اور اک کیا۔ اور یہ صورت قیومیت اشیا کی شان اجمالی ہے، اس معنی کو کہ اس مقام پر ایک ایسی شان اور ایک ایسی حالت ہے کہ اگر وہ مرتبہ وجود خارجی میں پہنچے تو وہ تمام شیوں و حالات کی قائم کنندہ بن جائے۔ اسی کے قریب مرتبہ ذاتیہ کے اندر ایک اور رقم ہے اور وہ شانِ علم ہے، باین معنی کہ اس جگہ ایک شان ہے کہ جس جس مرتبے میں کوئی تمیز ہوگی اور کوئی تعین ہوگا، وہ سب ذات پر منکشف ہوگا۔ آپ نے اس رقم مستحق کو بمقتضای حکم طبیعت کلمہ اسم هو الحی القیوم کے ساتھ مربوط و متعلق پایا اور اسی اہم مظہر کے راستے سے اس حقیقت (مذکورہ) کا مُراغ پالیا۔ پھر اس رقم مستحق ذات کا انبساط مقام مراتب وجودیہ و امکانیہ کے ساتھ تجلّی اعظم میں مشہود و ظاہر ہوا۔ اس کی ایک قسم تو کمالات وجودیہ میں تضاد کم ہونا ہے اور دوسری قسم مراتب امکانیہ میں تدریج جیلہ کرنا ہے۔ آپ نے اس معنی اخیر کو آیت: اَفَمَنْ هُوَ قَانِمٌ عَلٰی كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ○ سے مربوط و متعلق پایا اور نفسِ ناطقہ کے اندر تدبیرِ بدن کی صورت میں علماً و عملاً اور انبیاء و اولیاء میں تبلیغ و ارشاد کی صورت میں (آیت مذکورہ سے مربوط و متعلق پایا)۔

آپ نے اس معرفت کو تفصیل سے نکھا ہے اور یہ ایک بڑی معرفت ہے۔ اور کس قدر بڑی معرفت۔

دوسرے خط میں آپ نے نکھا تھا کہ ہر رات مشائخ طُرُق میں سے کسی بکد

کی مجلس کے متعلق فرمایا کہ یہ اہل حضور کی مجلس ہے اور (میرے ماموں) مخدومی شاہ عبید اللہ پھلتی رح قدس سترہ کی مجلس کے باسے میں فرمایا کہ یہ اہل برکت کی مجلس ہے اور (میرے دوسرے ماموں) مخدومی شاہ حبیب اللہ کی مجلس کے باسے میں فرمایا کہ یہ اہل تجرید کی مجلس ہے۔ شاہ نور اللہ نے خواب میں دیکھا کہ شاہ عبید اللہ پھلتی رح اپنے ہاتھ میں تسبیح رکھتے ہیں اور شاہ حبیب اللہ ان کی شکل میں مضطرب و منتظر ہونے شروع ہوئے۔ یہاں تک کہ پہننے کے کپڑوں کے سوا ان کا کوئی نشان نہ رہا۔ اس کے بعد اس خواب میں میرے والد ماجد (حضرت شاہ عبدالرحیم) نے اس فقیر (ولی اللہ) کے حق میں اور شاہ نور اللہ اور شیخ محمد عاشق یعنی آپ کے باسے میں فرمایا کہ تم لوگوں کی مجلس ایک نئی شان کی مجلس ہے، یعنی یہ نفوس قدسیہ کی مجلس ہے۔ یہ ایک سچا خواب ہے۔

در حقیقت مذکورہ بالا بزرگوں کی ارواح انھیں نسبتوں کی حامل ہیں کہ جن کی طرف یہ کلمات (جو ان کے باسے میں کہے گئے ہیں) اشارہ کرتے ہیں۔ عشق کے معنی فرط محبت کے ہیں۔ ان حضرات کی یادداشت کہ جن کا لطیف قلبیہ دیگر لطائف پر زیادہ غالب ہوتا ہے، فرط محبت سے ملی ہوئی ہوتی ہے اور محبت شدیدہ کا ایک رنگ ان حضرات اکابر کے اقوال و احوال اور افعال میں ضرور ملا ہوا ہوگا۔

حضور کے معنی خالص یادداشت کے ہیں۔ محبت، خوف اور نورانیت وغیرہ کے کسی وصف کی آمیزش کے بغیر۔ یہ تینوں چیزیں یعنی محبت، خوف اور نورانیت لطیفہ برتر سے پیدا ہوتی ہیں اور لطیفہ ارواح ان کو تمام و مکمل کرتا ہے۔

برکت کے معنی یادداشت کے اندر طاعتِ بدنیہ و لسانیہ اور تلاوتِ اسماءِ الہیہ کی نورانیت کا داخل ہونا ہے۔ نیز یادداشت کا اس نورانیت کے رنگ سے رنگین ہونا ہے۔

تخرید کے معنی جو ہر نفسِ ناطقہ میں صفائیِ ستھرائی کا ہونا ہے۔ جو عالمِ ازل میں صفاتِ سلبیہ کی میراث ہے اور اس نقیۃ (صفائی) کا تقاضا خواہ اختیاری طور پر خواہ بے اختیاری طور پر قطعِ تعلقات ہے، اور نفوسِ قدسیہ کے معنی اصلِ فطرت میں مبادیِ عالیہ کے ساتھ لاحق ہونا ہے۔ اس مقام سے طرح طرح کی نسبتیں اس طرح وجود میں آتی ہیں جس طرح سوراخ دار برتن سے پانی کے قطرات زمین پر پڑتے ہیں۔

حاصلِ کلام، جب میں نے اُن تفصیلی نعمتوں کو پڑھا تو عربی کے وہی دو شعر یاد آ گئے۔ (جو اکثر لکھا کرتا ہوں) :

(ترجمہ اشعار) جب سعادت کی آنکھیں تجھے دیکھیں تو تو آرام سے سو جا۔
اس لیے کہ اس صورت میں تمام خوفِ امن بن جائیں گے۔ تو اس سعادت کے ذریعہ غنیمت کا شکار کر لے۔ اس لیے کہ یہی سعادت اُس کا جال بن جائے گی۔
اور اس سعادت کے ذریعہ ستارۂ جُوزاء کو مُستقر کرے کیوں کہ یہی سعادت اُس کی لگام ہے۔

آپ نے اُن مبارک نعمتوں کے متعلق بھی استفسار کیا تھا جن کی بشارت منجانبِ اللہ دی جا رہی ہے۔ بخلاہ اُن کے ایک نعمتِ تجدیدِ دین بھی ہے، اس حدیثِ شریف کی روش سے : **يَبْعَثُ اللَّهُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ الْخَلِيفَةَ**

یعنی اللہ تعالیٰ اس اُمت کی اصلاح کے لیے ہر صدی کے برے پر ایک شخص (مہمّو) کو بھیجتا ہے جو اس اُمت کے دین کی تجدید

کرتا ہے اور اس کو غلط راہ و رسم کی آمیزشوں اور آلودگیوں سے پاک و صاف کرتا ہے۔“

ہر چند ظاہری اسباب پر نظر کرتے ہوئے بارہویں صدی کے سرے تک بقاء اور زندگی، قیاس سے دُور اور مشکل معلوم ہوتی ہے لیکن سے (ترجمہ شعر عربی)؛ اللہ تعالیٰ کے بہت سے ایسے پوشیدہ اسطاف و انعامات ہیں کہ جو اپنی باریکی کی وجہ سے ایک ذکی اور دانشمند آدمی کے فہم و عقل میں بھی نہیں آتے۔“

ہم اس جگہ ایک نکتہ بیان کرتے ہیں :

مجددیتِ دین، قطبیتِ افراد اور قطبیتِ ارشاد میں سے کوئی بھی منصب ہو، اللہ تعالیٰ جس منصب کے لیے بھی کسی بندہ خاص کو منتخب کرتا ہے۔ درحقیقت مصلحتِ کتبہ جو کہ مقتضائے وجوبِ ذاتی ہے، اُس بندے کو اس طرح اُٹھاتی ہے جیسے کہ ہوا کا بگولا گرد و خاشاک کو اُوپر اُٹھاتا ہے۔ ان افعال کی نسبت اس شخصِ انسانی (مجدد و غیرہ) کی طرف بالکل اسی ہے جیسی کہ اُڑنے اور ہوا پر چلنے کی نسبت گرد و خاشاک کی طرف ہے۔ ظاہرین لوگ یہ غلطی کرتے ہیں کہ اُس شخص (مجدد) کو اس راز کا حامل حقیقی سمجھتے ہیں، اور اس کی طرف اپنا خشوعِ ظاہر کرتے ہیں اور اُس سے طلبِ حاجات کرتے ہیں۔ (ظاہرین عوام) یہ نہیں سمجھتے کہ وجوب کی رستی نے اس شخص (مجدد و غیرہ)

۱۔ ابوداؤد میں پوری حدیث ان الفاظ میں ہے،۔

إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا۔ (ابوداؤد)

کی گردن میں گرہ لگا رکھی ہے اور وہ وجوب کی رستی جہاں چاہتی ہے اُس کو پہنچ کرے جاتی ہے۔ اس بیچاڑے کی بس یہی فضیلت ہے کہ اُس کی گردن کو (وجوب کی جانب سے) باندھ دیا گیا ہے نہ کہ کسی اور کی گردن کو۔ بس یہی اُس کی ایک سرفرازی ہے اور کچھ نہیں۔ اور یہی حال اُن افعال کا ہے جو فرشتوں سے ظاہر ہوتے ہیں۔ درحقیقت وہ افعال حقیقتِ فعالہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور مصلحتِ کلیہ اُسی حقیقتِ فعالہ کا حکم لازم ہے۔

اس جماعت (مجہد و قطب وغیرہما) کو بجز منصبِ ترجمانی کے اور کچھ حاصل نہیں ہے۔ کوئی بیوقوف ہوگا کہ شہبازوں کی تصویروں کے سامنے اظہارِ عاجزی کرے اور اُن کو یا فعال یا مُنعم کے ساتھ خطاب کر کے اُن کی تعریف کرے۔ قرآن مجید میں جو فرمایا گیا ہے وَمَا مَنِعَتْ إِذْرَمَيْتَ [الانفال ۱۷] (آپؐ نے جو مٹھی بھر خاک پھینکی وہ آپؐ نے نہیں پھینکی۔ بلکہ اللہ نے اُس کو پھینکا۔) اسی معنی کی طرف اشارہ ہے۔ ہاں اِن مظاہر (قطب و مجہد وغیرہما) کی تعظیم مطلوب ہے اس لیے کہ مظاہر کی تعظیم دراصل اس حقیقت کی تعظیم ہے کہ جس کے یہ مظاہر ہیں۔

آپؐ کے مکاتیب کے مضامین سے معلوم ہوا کہ اکثر فوائد جو اس احکاف میں آپؐ پر ظاہر ہوتے وہ از قیسِ انوارِ طاعات و فیوضِ اردواحِ طیبہ اور اُسی کے مانند تھے اور ان سب کا جامع جانبِ نسمہ (روحِ طبعی) کی تکمیل ہے۔

جاننا چاہیے کہ طریقِ حق کے سلوک میں استعدادِ نفوسِ قویہ کی ضروریاتِ بدیہیات سے یہ امر ہے کہ اول صعود (عروج) ہو۔ اس کے بعد سُبُوط (نزول) ہو۔ ایسے ہی پہلے جذب ہو، اُس کے بعد سلوک ہو، پہلے سیرالی الحق و فی الخلق ہو اور بعد میں سیرالی الخلق بالحق ہو۔

اس مسئلے میں نکتہ یہ ہے کہ نفسِ ناطقہ، رقائِقِ شقی و مصلحہ (متعد و مختلف
 اُسرار و لطائف) کا جامع ہے اور افضلِ نفوس وہ ہے کہ جس کے قوائے عقلیہ قوائے
 نفسیہ کے مقابلے میں زیادہ طاقتور ہوتے ہیں اور قوائے کامنہ (قوائے باطنہ)
 قوائے ظاہرہ سے زیادہ حکومت کرنے والے اور زیادہ غالب ہوتے ہیں۔ اسی
 بنا پر اہل اللہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مجذوبِ سائیک، سالکِ مجذوب سے
 بہتر ہے۔ چونکہ حکومت کا تقاضا توقیر اور عزت ہے، اس لیے ہر صاحبِ استعداد
 پر اس کی استعداد کے مطابق سنتہ اللہ یہ جاری ہوئی کہ لطائفِ کامنہ کی تہذیب
 لطائفِ ظاہرہ سے پہلے ہو۔ یہ ایک ایسا صعود ہے کہ جس کا نام نظریہ کے ضرر
 سے بچانے کے لیے مضبوط رکھ دیا ہے۔ اس پر اچھی طرح غور کریں —————
 و الحمد لله أولاً و آخراً

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

(ایک حدیث کی تحقیق میں)

اللہ تعالیٰ آپ کو حقائق امور کی بصیرت عطا فرمائے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ”اس اُمت کے لیے سب سے زیادہ خوف دلانے والی چیز شہوتِ خفیہ ہے“ اس حدیث کے بعض راویوں نے اس کی مثال بھی بیان کی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص روزے کی نیت سے صبح کرے۔ بعد ازاں لذیذ کھانا اُس کے سامنے آجائے اور وہ شخص اُس لذیذ کھانے کی طرف رغبت کر کے روزے کو توڑ دے۔

اس فقیر (ولی اللہ) کے فہم میں جو بات آتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ حدیث صبرِ لطیفِ نفس کے ایک گہرے مسئلے کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ امراضِ نفس میں سے ایک مرض یہ بھی ہے کہ انسان کا مزاجِ طبیعی جو قلب پر غلبہِ عقل اور نفس پر غلبہِ قہر کا نام ہے، درہم برہم ہو جاتا ہے اور نفس غالب آکر قلب پر حملہ کرتا ہے اور اُس کو بیکار کر دیتا ہے اور ایسے ہی قلب، عقل پر حملہ کرتا ہے اور غالب ہو جاتا ہے۔

ایک اور مرض جو مرضِ مذکور سے بھی زیادہ سخت ہے اور جس کا علاج بھی بہت مشکل ہے، یہ ہے کہ نفسِ بہیمیہ، قلب، عقل کے ساتھ اپنی مخالفت

کو ظاہر نہ کرے بلکہ اپنی خواہش کو ایسا کر دے جیسے وہ کبھی ہی نہیں —
 اس کے بعد نفسِ بہیمیہ عقل کی طرف ایک دوسرے بھیجے اور آہستہ آہستہ اُس کو اپنے
 مذہب و مسلک کے ساتھ وابستہ کرے اور اُس کے نتیجے میں عقل کا مزاج پلٹ
 جائے اور عقل کے درمیان میں سے ایک خطرہ (دوسرے) نفس کی موافقت میں
 پیدا ہو جائے۔ انسان اس بات کو عقلِ صریح سمجھ لے اور اس طرح جہلِ مرکب کی
 صورت پیش آئے اور فطرتِ یلیم درہم برہم ہو جائے۔ اسی طرح نفس (بہیمیہ)
 قلب کی طرف بھی ایک دوسرے بھیجے اور جو ہر قلب کے درمیان سے ایک خاطر
 (خیال) پیدا ہو — گویا کہ وہ قلب کی جہلت کا مقتضار ہے اور قلب ہی کے
 صُلب سے پیدا ہوا ہے۔ ایسی صورت میں علاج و معالجہ مشکل اور حق و
 باطل میں اشتباہ و التباس (گڈ مڈ) واقع ہو جاتا ہے۔ یہ ہے وہ شہوتِ نجفہ
 جس کی طرف حدیث میں اشارہ ہے۔

والسلام

مکتوب

﴿۱۰۸﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی

کے نام

عزیز القدر، حقانی و معارف آگاہ، سجادہ نشین اسلافِ کرام، فقیہ
دلی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد از سلام مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت و سلامتی پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور آپ کے اور آپ کے
متعلقین کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے عافیت و سلامتی مطلوب ہے۔

آپ کا خط پہنچا، اور کیفیتِ مندرجہ واضح ہوئی۔ آپ نے میاں
بدھن کو جو خط لکھا تھا اُس نے اُن کے دل میں تاثیرِ عظیم پیدا کی۔ وہ
چاہتے ہیں کہ اس امر کی وصیت کریں کہ اس خط کو اُن کے اعزاء اُن کے
کفن میں رکھ دیں۔

میاں بدھن نے مجھ سے یہ مطالبہ کیا کہ میں آپ کے اس خط کے مضمون
کی تصدیق میں کچھ لکھوں۔ لہذا میں نے دو تین باتیں بسلسلہ تصدیق اُن کو
لکھ دی ہیں۔

والسلام

شاد محمد عاشق پھلتی کے نام

(ایک حدیث کی تحقیق میں)

حقائق و معارف آگاہ، ستارہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہم
اللہ تعالیٰ۔

فیقر دلی اللہ علیٰ عنہ کی جانب سے بعد از سلم مطالعہ کریں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر صبح فرشتہ نذا کرتا ہے کہ ”آگاہ ہو جاؤ“
تبسّیح کرد تم ملکِ قدّوس کی۔ ظاہر بینوں کے دل میں اس حدیث کے اندر شبہ
پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آخر فرشتے کی نذر کا کیا فائدہ ہے؟ اور تبسّیح و
تقدیس کو طلب کیا جا رہا ہے تو لوگ فرشتے کی آواز نہیں سنتے ہیں۔ اور اگر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخبار نے (خبر دینے نے) اس نذر کا کشف کیا ہے
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نقطہ اس بات کی خبر دینا ہی کافی تھا کہ تبسّیح مطلوب
ہے اور آپ کے اسی اِخبار و ارشاد سے تکلیف مستحق ہو جاتی، یعنی ہم سب اس پر
عمل کرنے کے مکلف ہوتے۔ اس لیے کہ خبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا خبر دینا
زبردست حجت ہے اور اسی سے تکلیف (مکلف ہونا) قائم و وابستہ ہے۔
اس شبہ کا جواب میرے دل میں اس طرح ڈالا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقتِ واجبہ
بہت سے اسماء اور صفات رکھتی ہے اور ہر اسم اور صفت کے مطابق اللہ تعالیٰ

کے ذکر کی طلب افراد بشر کی جانب متوجہ ہوئی، اور اُس کے ذکر اور اس سے
 انتہا کی تکلیف کا ثلادہ (گلو بند) اول صورتِ نوعیت کی گردن میں اور بعد کو
 اُس کے افراد کی گردن میں پڑ گیا۔ پھر جب ملائکہ کا وجود ہوا تو حکمتِ الہیہ نے
 اُن فرشتوں کو نوع بہ نوع اور صنف بہ صنف پیدا کیا اور اُن کی ہر نوع اور ہر
 صنف کی ایک خاص استعداد رکھی۔ پس ہر ایک فرشتہ قبلہ غیب کی طرف چہرہ
 کیے ہوئے منتظر کھڑا ہے کہ جانبِ غیب سے کیا الہام ہوتا ہے تاکہ وہ اُسی
 کے مطابق چلے اور اُس الہام کو ہتھوڑوں سے قبول کر لے۔ ہر فرشتے کو (غیب کی
 طرف سے) اُس کی استعداد کے تقاضے کے مطابق ہی الہام کیا جاتا ہے اور وہ
 اپنی زبانِ استعداد سے اُسی چیز کو طلب کرتا ہے جس کی مناسبت اُس کی فطرت
 میں رکھی گئی ہے۔

حاصلِ کلام، فرشتوں میں سے ایک فرشتہ جس کی فطرت میں ان دو اسموں
 ملک اور قدوس کے ذکر کی طلب کا میلان رکھا گیا ہے اور یہ فرشتہ اس
 طلب کو جو ممکن غیب سے افرادِ انسان کی طرف متوجہ ہے، اپنے دل میں حاصل
 کر لیتا ہے۔ اُس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ آئینے کو کسی ستارے کے محاذ میں
 رکھیں اور وہ ستارہ اُس آئینے میں منعکس ہو جائے۔ (مذکورہ بالا امر اس لیے
 ہے کہ حکمِ جلت اس فرشتہ کی طرف متوجہ ہو جائے اور جس چیز کے لیے وہ پیدا
 کیا گیا ہے وہ وجود میں آجائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سرِ عظیم
 کی جو کہ آیاتِ آفاقی کی قبیل سے ہے، خبر دی ہے اور اسی ضمن میں بڑے
 بلیغ انداز سے ان دونوں اسموں کے ذکر کی مطلوبیت کو بیان فرمایا ہے۔ اس حدیث
 پر اُس حدیث کو قیاس کرنا چاہیے، جس میں فرمایا گیا ہے کہ ہر صبح کو دو فرشتے
 یہ ندا کرتے ہیں کہ ”اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اُس کا بدل عطا فرما۔ اے اللہ!
 لے چھیننے کی جگہ۔ کہیں گاہ

بجیل کو برپادی اور خسارہ دے۔“

یہ سترِ عظیم جو میرے دل میں ڈالا گیا ہے، اس کے ضمن میں ایک عظیم ترین ہنر اور ہے جو میرے دل میں انکار کیا گیا ہے۔ اس کو دہی شخص سمجھ سکتا ہے جو اس کو سمجھنے کے لیے پیدا کیا گیا ہو۔

اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو تجلیاتِ صوریہ و معنویہ کے لیے منتخب کرتا ہے۔ تجلی صوری کی حقیقت خزانہ خیال میں یادداشتِ مجرّد کا صورتوں اور لباسوں کے ساتھ متشکل و متشکل ہونا ہے۔ جس کی حکمت الہیہ نے عالم مثال کے ساتھ تخصیص فرمائی ہے، اور تجلی معنوی کی حقیقت خزانہ دہم میں یادداشتِ مجرّد کا دہمی صورتوں اور لباسوں کے ساتھ متشکل و متشکل ہونا ہے، جس کی حکمت الہیہ نے تخصیص کی ہے اور دونوں صورتوں میں اس عارف کا نفس مجرّدہ، نفسِ قنال کی حقیقت سے واقف ہو جاتا ہے، اور اس سے اُس عارف کے اندر ایک رنگ اس طرح چھپ جاتا ہے جس طرح کہ مہر کے نقوش موم کے جسم کے اندر چھپ جاتے ہیں اور اس سے مرد عارف کے قواسم علیہ وعلیہ اس معنی مجرّد کی موافقت کرتے ہیں، نیز ربطِ روح میں ایک خاص اُنس اور ایک خاص انجذاب پیدا ہو جاتا ہے۔ ربطِ ستر اس حقیقتِ مجرّدہ کے ساتھ ان لباسوں اور پردوں کے ضمن میں دیدہ و در (صاحبِ نظر) ہو جاتا ہے اور ایک عجیب اتصال اور ایک نادر حالت بر دے کا رہ جاتی ہے۔ اگر ہم اچھی طرح تفتیش و تحقیق کریں تو ہر تجلی کی تخصیص کا سبب صورتِ خیالیہ و ہمتیہ کے ساتھ جو کہ اس تجلی کا لباس ہو گئے ہیں، تین چیزیں ہوں گی :

(۱) رقومِ مستجنہ — کہ اُن کی کثرت کے باوجود سطوت و غلبہ و وحدت نے ان کو اپنے اندر لپیٹ لیا ہے۔ ہر رقم محاذاتِ عوالم کے لحاظ سے بحسب عالم مثل ایک صورت رکھتی ہے جو کہ عالم مثال کے ساتھ مخصوص ہے۔

(۲) اس عارف کی فطری استعداد کہ جو ایک صورتِ خاص کا اقتضار کرتی ہے، بلکہ اپنی جنس و فعل کے حاصل کرنے کے لیے اس صورتِ خاص میں ایک تخصیص رکھتی ہے۔

(۳) تو اسے افلاک جو کہ عالمِ مشیت میں ہیں، اس تجلّی کے ساتھ ایک اور تخصیص کو دلا دیتے ہیں۔ جیسا کہ افرادِ نوع کے اندر صنف کی تہیین ایسے خواص کے ساتھ کہ جن کے ساتھ صنف قائم ہوتی ہے اور اگر ہر ایک کی مشابہ محسوس بیان کریں تو ہم یہ کہیں گے کہ جیسے دیکھنے والا شخص آئینے میں نظر کرتا ہے تو تین قسم کی تخصیصات اُس شخص کے ساتھ جمع ہو جاتی ہیں۔ ایک یہ کہ دیکھنے والے کی صورت گھوڑے اور گائے کی صورت نہ ہوگی، بلکہ وہ غرقِ بکر (دوسرے افرادِ بشر) سے بھی ممتاز ہوگی، چاہے کسی بھی آئینے کو اُس کے سامنے رکھیں۔ دوسرے یہ کہ مُحدّب (اُبھرا ہوا) آئینہ یا شیشہ محدّب صورت اور گہرا آئینہ (مِآۃ مُقرّۃ) گہری صورت پیش کرتا ہے۔ تیسرے یہ کہ آئینہ کی جلا (صفائی) اور رنگ آلودگی بھی صورت کے ظاہر کرنے میں اثر رکھتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص سُرُخ رنگ کی عینک اپنی آنکھوں پر لگائے گا تو جو چیزیں اُس کو دکھائی دیں گی، وہ سُرُخ رنگ کے ساتھ مخلوط ہوگی۔ اور اگر کسی گنبد کی سطح میں مختلف رنگوں کے شیشے جڑے ہوئے ہوں تو جس وقت بھی سورج شیشوں کے سامنے ہوگا، اُس کی شنا عین تمام رنگوں کے ساتھ مخلوط ہو کر مکان کے اندر آئیں گی۔

مختصر یہ ہے کہ ہر تجلّی صوری و معنوی کے لیے ایک مُتأَر (منبع و سرچشمہ) ہے کہ یہ صورتِ خاص اُس سے نکلی ہے۔ عارفِ محقق کو اس مشارعے واسطہ ہے کہ اُس صورتِ کا مُتَازِی سہ سے جو ایک وقت جوش میں آتی ہے اور دوسرے

وقت دب جاتی ہے۔ اور صوفی محقق کے نزدیک تجلّی صوری جب جوش مارتی ہے اور پھر بیٹھ جاتی ہے تو اُس کا نشانہ منکشف (ظاہر) ہو جاتا ہے اور تجلّی معنوی بھی جو کہ تجلّی صوری کی ہم عنان و ہم رکاب ہے، معلوم ہو جاتی ہے۔ اور جب تجلّی معنوی جوش مارتی ہے اور بیٹھ جاتی ہے تو اُس کا نشانہ ظاہر ہو جاتا ہے اور تجلّی صوری بھی جو کہ اُس کی ہم رکاب و ہم عنان ہے، معین و مددگار ہو جاتی ہے۔

اس مقدمے کی تمہید کے بعد جاننا چاہیئے کہ عالم کے اندر جو حقیقت فعال ہے وہ اس سورج کے مثل ظاہر ہوئی جو آسمان کے وسط میں ہوتا ہے اور نہرہ ستارے کے روشن دان سے اُس کی شعاع صورت و ہیئت کے ساتھ مخلوط ہو کر جلوہ گر ہوئی۔ جس کی تعبیر وصف مؤدّت اور مطف و احسان کے ساتھ کمال پاک دامن اور افراد بشر پر انتہائی غلبہ ہے۔ اسی کے ضمن میں اطلاع دی گئی ہے کہ یہ ہے اسم الملك القدوس۔ ہر فرد پر جو اپنی فطرت میں زہرہ مسعود کی قوت رکھتا ہے اس تجلّی معنوی کو ڈالتے ہیں اور اُس فرد کو اس تجلّی سے ایک اُنس اور ایک انجذاب بخشتے ہیں اور اُس کو اس تجلّی کے ساتھ ایک انجاء ایک فنا اور ندویت نصیب کرتے ہیں اور اُس شخص کی آنکھوں کے درمیان سے اور اُس کی زبان کے درمیان سے۔

الملك القدوس کا ایک نور اس طرح نکلتا ہے جس طرح پانی اپنے چٹے سے فوٹے کے ذریعے نکلتا ہے اور اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ وہ فرشتہ جو اس نداء لا سَبِّحُوا پر مقرر ہے وہ نہرہ کے لشکروں میں سے ہے جو ساعت محمودہ میں پیدا ہوا، جبکہ تجلّی اعظم عالم پر چلکی اور نہرہ اس وقت اپنے کمال سعادت پر تھا۔ یہ راز اس فرشتہ موکل کے قلب کی جڑ پر رکھ دیا گیا ہے اور وہ فرشتہ یہ ندا لا سَبِّحُوا الخ ہر ایک صبح کو کرتا ہے اس لیے کہ صبح اُفق عالم پر نہرہ کے طلوع کا وقت ہے۔ خواہ سورج نکلنے سے پہلے ہو یا سورج نکلنے کے کچھ

بعد ہو۔ مختصر یہ ہے کہ اس ندا کا غلبہ صبح ہی کے وقت ہے۔

یہ ہے بیان ستر اعظم کا، اور اس کی معرفت کا قلب کے سوا اور کوئی اہل

نہیں ہے۔ اور اس ستر کے نزدیک اُس کے کشف کی مراد اُس وقت

میں پوری ہو گئی۔ و الحمد لله اولاً و آخراً و ظاهراً و باطناً۔

مکتوب

﴿۱۱۰﴾

شاد محمد عاشق پھلتی

کے نام

حقائق و معارف آکادہ سجادہ نشین اسلافِ کرام — اللہ تعالیٰ انہیں
 سلامت اور باقی رکھے اور انہیں فوق الطوق کی طرف ترقی دے —
 فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلامِ محبت و احترام کے بعد مطالعہ کریں۔
 اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ
 وہ آپ کو اور ہم کو تمام اوقات میں عموماً اور اس عام تاریک آفت کے اندر
 بالخصوص عافیت سے رکھے کہ جس کا تعلق (مختلف) بادشاہوں کی فوجوں کے
 منڈلانے اور سلطنتوں کے بدلنے سے ہے —

چونکہ زمانہ عرس قریب آگیا ہے جس میں ایک سال کے بعد ملاقات ہو جاتی
 ہے، دل بیقرار اور پریشان ہے کہ کہیں ایسی وجہ پیش نہ آجائے کہ آپ کے آنے
 میں تاخیر ہو۔

والسلام

مکتوب

﴿۱۱۱﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی^۲

کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشینِ اسلافِ کرام، فقرولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد از سلام مطالعہ کریں۔ اپنی عافیت پر اللہ کا شکر ہے، اور اس کے فضل سے درخواست ہے کہ وہ آپ کو عافیت سے رکھے۔

آپ نے اپنے صاحبزادے عبدالرحمن کے متعلق جو عجیب خواب لکھا ہے اُس کی تعبیر یہ ہے کہ شاید آں حقائق آگاہ کو مرضِ ہیضہ کے غلبہ کی حالت میں قلبِ طبعی ہوا ہوگا۔ خواب دیکھنے والے نے آپ کے خلق کو عزیز القدر مرحوم کے وجدان (احساس) کی صورت میں دیکھا، اور اس فیکر کی تحریر کی شکل میں، اس قسم کے مواقع پر صبر کا مستحسن ہونا غیب سے مترشح اور واضح ہوا۔

والسلام

حافظ جارا اللہ (پنجابی) کے نام

(وصایا و نصائح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادرِ حافظ جارا اللہ معلوم کریں کہ جب مدینہ منورہ میں روضہ شریف کی زیارت کے لیے پہنچنا ہو تو اپنے اُن بہترین اوقات میں کہ جن کے اندر جمیّت و اطمینانِ خاطر زیادہ ہو، مثلاً صبح صادقِ صادق کے بعد سے طلوعِ آفتاب تک، اور بعد نمازِ عصر سے غروبِ آفتاب تک، اور مغرب و عشاء کے درمیان قبرِ شریف (مواجهہ شریف) کی طرف متوجّہ رہنا چاہیے، اور وہاں پر تضرّعِ اہتہاں (گریہ و زاری) اور محبت و قلق کی صفت کے ساتھ اور اس مبارک جگہ پر جو فیضِ مُترشح ہوتا ہے، اُس کے انتظار کے ساتھ، ہوسے طور پر اپنی توجّہ کو صرف کرنا چاہیے۔ اولاً اسی انتظار کی کیفیت میں رہنا چاہیے، ثانیاً اپنے احوال میں سے جو کچھ اپنے دل میں پائیں، اُس کو سمجھنے اور محفوظ رکھنے کی کوشش میں رہنا چاہیے۔ اس انتظار اور استعدادِ فیض کا ایک سامان اور سبب ہے اور وہ ہے کثرتِ طہارات، اور حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر درودوں کی کثرت، نیز کم بولنا اور لوگوں کے ساتھ کم اٹھنا بیٹھنا، اور

نسبتِ باطنہ کی محافظت کرنا۔ جوں ہی یہ سامان بہم پہنچے گا تو، اولاً انتظار اور ثانیاً کیفیتِ واردہ کا فہم و حفظ، قریبِ الحصول ہو جائے گا۔

جب تک منظر میں بہو بچا جائے تو اسی انتظار کے ساتھ اور استعدادِ فہم و حفظ کے ساتھ اور جو کچھ دل پر وارد ہو، اُس کے ساتھ، مقید و وابستہ رہنا چاہیے۔ (عزیم شریفین) کے سفرِ مبارک میں اس امر کی پوری پوری کوشش کرنی چاہیے کہ اوقاتِ فضول کاموں اور بیکاری میں نہ گزریں، اور (اوراد و وظائف) کی جو ترتیب رات دن کے اندر اپنے اوپر مقرر کرنی ہے، اُس کو نہیں چھوڑنا چاہیے۔

والسلام

سید نجابت علی ساکن بارہہ

کے نام

سیادت و نجابت دست گاہ سید نجابت علی حفظ الہی میں رہ کر تمام آفات دینیہ و دنیویہ سے محفوظ رہیں۔ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ فتورِ دین (اور فسادِ امت) کے زمانے میں سنتِ نبویہ کا پابند ہونا کئی گنا ثواب رکھنا ہے۔ اسی طرت چاہیئے کہ ان شہروں میں سنت کا پابند ہونا جن کے باشندوں کے رسوم بر خلاف سنت ادا کیے جاتے ہیں، یہ بات قوتِ بصیرت اور کمالِ صبر سے ہی پیدا ہوتی ہے اور مجاہدہٴ عظیم چاہتی ہے۔ لہذا ایسی صورت میں اس کے اجر کا چند در چند ہونا بھی ثابت ہے۔ اگرچہ اس زمانے اور ان شہروں میں دین کے اندر ایک آفتِ عظیم برپا ہے لیکن اہل تقویٰ کے لیے چند در چند ثوابوں کی بشارت (کا موقع) بہت سی وجوہ کی بنا پر موجود ہے۔ اس نکتہ کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہیئے اور اعمالِ عیبرہ پر اللہ تعالیٰ کا شکر جس قدر بھی ہو سکے ادا کرنا چاہیئے۔ ایسی صورت میں اُمید ہے کہ لَعْنُ شُكْرُوتُہُمْ لَا تَنْبِیْدُ نِکْمَہ (اگر تم نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو ہم ضرور تمہاری نعمتوں میں اضافہ کر دیں گے) کی رو سے بہت سی ترقیاتِ بروئے کار آئیں گی۔

لے ایک حدیث اسی مضمون میں ہے مَنْ تَسَلَّكْ بِسُنَّتِي عِنْدَ فُسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ

(جس نے میری امت میں فسادِ عقائد و عمل کے وقت میری سنت کو مضبوطی کے ساتھ پکڑا (اختیار کیا) اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔

مکتوب

﴿۱۱۴﴾

یکے از اُمراے مجاہدین کے نام

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ اچھا معاملہ کرے اور آپ پر اپنی نعمتوں کو نازل و
فائز فرمائے۔

خداے تبارک و تعالیٰ آپ کی اس بلندی مرتبہ کو دوسرے سابق دلائق
مراتب کے ساتھ مبارک و مسود کرے، اور اس بلندی مرتبہ کو ملت حق کے عروج
کا باعث اور کفار و اہل بدعت کی خواری و سرنگونی کا سبب بنائے۔ فرد
دیدہ را فائدہ آنت کہ دہر بیند

ورنہ بیند چہ بود فائدہ بینائی را

(ترجمہ) آنکھ کا فائدہ یہ ہے کہ وہ محبوب کو دیکھے، اور اگر محبوب کو نہ
دیکھے تو پھر بینائی کا فائدہ ہی کیا ہے؟

نعمت حقیقی وہ ہے جو سعادت اخرویہ کا سبب بن جائے۔

شاہ محمد عاشق پھلتی

کے نام

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلام اللہ تعالیٰ
فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلام محبت ایتام مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور اُس کی درگاہ میں التجا کرتا ہوں
کہ وہ آپ کو بھی بعافیت رکھے۔

مصمم ارادہ ہے کہ ایک مہینہ گزرنے کے بعد جب موسم قریب بہ اعتدال
ہو، فرصت کو غنیمت جان کر حجتہ بالذ (حجتہ اللہ ابالذ) کے اتمام اور ابتداء
(ابتداء فی سلاسل اولیاء اللہ) وغیرہ کی ترتیب کے لیے سہقت کی جائے۔
اللہ تعالیٰ اس آرزو کو ظہور و وجود میں لائے۔ آپ کے ظاہری و باطنی احوال
خیریت آل کے حقائق معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ (ان کو پڑھ کر) ہم اللہ کا شکر
بجالتے ہیں اور دوام عافیت کی دعا کرتے ہیں اور ہم قوی اُمید رکھتے ہیں کہ
جو کچھ عمدہ اور لچھے وعدے کا رہ دازن قضا و تقدیر کی جانب سے ظاہر کیے
گئے ہیں، اُن وعدوں کو کچھ اور یادتی کے ساتھ پورا فرمائیں۔

والسلام والاکرام

شہاد محمد عاشق پھلپتیؒ

کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ
فیہ ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلام مطالبہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ کی حمد ہے اور اُس کے فضل و کرم سے درخواست ہے
کہ وہ آپ کو عافیت سے رکھے۔

متوکی طرف سے ایک جماعت کے آنے اور آپ سے بلسلہ طریقت اُس
کے استفاضہ کرنے اور اُس جماعت کے افراد میں ادائیں احوال کے ظہور کے
باعث میں آپ نے لکھا تھا، 'اس پر حمد الہی کی گئی اور ان احوال پر دوام اور ان
میں ترقی طلب کی گئی، غالب کے دل پر نظر دل کا ہوا اور مثیل توجہ محبت کسی نسبت کا جو
غالب کے مناسب ہو، خیال باندھنا، بعد اس کے کہ خود کو بھی اُس نسبت سے
رنگین کر لیا جائے، بہت نافع و مفید ہے۔ دعا اور التجار کے وقت اس جماعت
کو اپنے ضمن میں لے لینا اور اس حالت میں التجا کرنا معنی مناسب کے منتقل ہونے
کا سبب ہے۔

والسلام

لے مؤمر کے کئی قصبے ہیں۔ غالباً اس مؤمرے مراد موناٹھ بھجن (اعظم گڑھ) ہے

شاہ محمد عاشق پھلتی ۷

کے نام

حفاظت و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ
فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلام مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ
کی عافیت بھی مطلوب ہے۔

(کبار کنانِ قضا و قدر) اس دار دنیا میں بعض عارفین کو تجلّی اعظم کے ساتھ
ایک گداز اور نیاز عطا کرتے ہیں، اور ایک خاص حالت بخشتے ہیں کہ جس میں مُدبرِ ک
(اور اک کرنے والا) اور مُدبرِ ک (جس کا اور اک کیا گیا) کا تعین و تدد در میان سے
اُٹھ جاتا ہے۔ اس کے بعد اس عارف کا جائے قرار ظلم الہی (کرشمہ الہی) میں
مقرر کرتے ہیں۔ وہ عارف یہ نداء دیتا ہے، ط

جہاں وہ ہیں وہیں ہم ہیں جہاں ہم ہیں وہاں وہ ہیں۔

اگر جسد کا تاریک پردہ در میان سے اُٹھ جائے تو اس کے بعد اغلب یہ ہے
کہ پہلی حالت سے زیادہ عجیب حالت ظہور میں آئے اور وہ عارف لہانِ حال سے

کہے :

”تمام آفاق میں اس سے بہتر کون سا کام ہو سکتا ہے کہ دوست دوست کے پاس پہنچ جائے۔ پہلے حالات اقوال پر مشتمل تھے اور یہ موجودہ تمام حالات افعال ہیں۔ پہلے حالات گفتار سے تعلق رکھتے تھے اور موجودہ حالات تمام تر کردار سے تعلق رکھتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں کہ جس کو انزلنا الخ [سورۃ نور ۱] کے عظیم الشان کلمہ سے شروع فرمایا ہے (یعنی سورۃ نور میں) اس حالت عجیبہ کی ان الفاظ میں خبر دی ہے : اللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (اللہ تعالیٰ نور ہے آسمانوں اور زمین کا) مثلاً نور الخ یعنی قلب عارف کامل کے اندر اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے کہ مشکوٰۃ (طاق) کے اندر چراغ رکھا ہو۔
(اب) کوئی شک نہیں رہا کہ اسی حالت عجیبہ کو اس مثال کے ضمن میں ظاہر فرمایا گیا ہے۔ اور حمد اللہ ہی کے لیے ہے شروع میں بھی اور آخر میں بھی۔

شاہ نور اللہ پھلتی ثم بڈھانوی کے نام

(ایک بشارت عظیمہ کے بیان میں)

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر شاہ نور اللہ — اللہ تعالیٰ اُن کو منور کرے — فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت، التیام کے بعد مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کے کرم سے آپ کی عافیت مطلوب ہے — وہ بات جس کا وجدان (ادراک) مستحق ہے یہ ہے کہ صفات میں سے وہ صفت جو کہ انسان کے طور طریق کی مقتضی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : **قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ** [۸۲:۱۷] (کہ ہر ایک عمل کر رہا ہے اور ہر طریق اپنے کے) اس صفت کی اصل و بنیاد میں اشتراک کا ہونا ایک دوسرے کی طرف میلان کا سبب اور جذب و انجذاب کا باعث بن جاتا ہے۔ جتنی وہ صفت اشتراک قوی تر ہوگی۔ جذب و انجذاب اُتنا ہی زیادہ ہوگا۔ اسی انجذاب سے ہم نیک فال پیتے ہیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ حظیرۃ القدس میں حرکت کی مشقت سے آسودہ اور بے غم ہو کر ہم آپس میں ابد الابد تک مجتمع رہیں گے۔

(ترجمہ شعر عربی) ”جب سے مجھ کو میرے قلب نے غنی کیا، میں غنی ہو گیا اور ہم

وہاں ہیں جہاں ہمارے (اجاب) ہیں اور ہمارے اجاب وہاں ہیں جہاں ہم ہیں۔“
آج ہم اسی نکتے پر استغنا کرتے ہیں تا آنکہ ہمارے اُوپر اُس کی شرح اور زیادہ واضح اور روشن ہو جائے۔

شاہ نور اللہ ٹھپتی ثم بڈھانوی کے نام

(بشارت کے بیان میں)

حقائق و معارف آگاہ شاہ نور اللہ — اللہ تعالیٰ ان کو مؤثر کرے۔

فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلام محبت الیام مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجالانا ہوں۔ دل آپ کی خیر عافیت کا منتظر رہتا ہے اور آپ کو ایک قسم کے علم حضوری کے ذریعے، اپنے ساتھ اور اپنے اوصاف کے ساتھ پایا جاتا ہے، اور یہ بات اس امر سے بے پروا کرتے والی ہے کہ ہم ایک دعا کے علاوہ دوسری دعا کا تلفظ کریں (یعنی اپنے لیے علیحدہ اور آپ کے لیے علیحدہ دعا کریں)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں فرمایا: "میں نے تمہارے لیے جو دعا کی وہ مثل اُس دعا کے ہے جو میں نے اپنے لیے کی اور میں نے نہیں دُعا کی اپنے لیے مگر دعا کی میں نے تمہارے لیے۔"

غالب یہ ہے کہ حدیث مذکور میں اس جیسی حالت کی طرف اشارہ ہے کہ جس کی علم حضوری کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے۔ اسی حالت پر استغفار کرنا چاہیئے۔
والسلام والاکرام

شاہ محمد عاشق پھلتی

کے نام

(ایک ستر دراز) کے بیان میں)

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ
فیقر دلی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے سلامِ محبت و ایثار کے بعد مطالبہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس کی درگاہ سے اپنے لیے
اور آپ کے لیے دوامِ عافیت و سلامتی کی درخواست ہے۔
تدبیراتِ کیتہ میں کہ جن کا منبع طبیعتِ کیتہ ہے، صاف واضح ہو گیا ہے کہ
بڑے بڑے حوادث اگرچہ اسبابِ ارضیہ و فَلَکِیہ سے واقع ہوتے ہیں کہ جن کو
علمِ طبیعیات و فَلَکِیات ظاہر کرنے والا ہے۔ لیکن درحقیقت تجلّیِ اعظم ان حوادث
میں ایک سترِ عظیم پہنچتی ہے، تاکہ وہ حوادث بعینہا بد بختوں کی ایک جماعت کے
لیے عفو و عذاب بن جائیں اور وہی حوادث بعینہا ایک دور کا آغاز
کرنے والے اور ایک دور کو ختم کرنے والے ہو جائیں۔

طوفانِ نوح علیہ السلام اُن علوم کے پیشِ نظر جو انبیاء پر نازل ہوتے
ہیں، کفار پر عذاب اور دورِ نوح کا فتح باب اور آغاز تھا۔ اور علومِ نجومیہ

میں برج ماہی کے اندر زحل اور مشتری کے قرآن کا مقتضی تھا اور ہمارا زمانہ بھی اس باب سے ہے۔ یہ ایک بڑے عظیم ہے جس سے بہت سے لوگ ناواقف ہیں۔ انبیاء علیہم السلام پر نازل شدہ علوم میں حوادث کی تاریخ ظاہر و واضح نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ حضرات حوادث کی صورتیں ظاہر اعلیٰ میں مشاہدہ فرماتے ہیں اور ظاہر اعلیٰ میں اُن حوادث کا کوئی وقت معین نہیں ہوتا اور یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا راز ہے جس میں فرمایا گیا ہے :

و لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ لِيُطَوَّلَ اللَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمُ يَبْعَثُ اللَّهُ فِيهِ رَجُلًا مَنِي أَوْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي حَتَّى يَخْرُجَ الْمَهْدِي - الخ
 "جب دنیا کا ایک دن باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو طویل کر دے گا۔ اس دن اللہ تعالیٰ مجھ سے یا فرمایا میرے اہل بیت سے ایک شخص کو بھیجے گا۔ چنانچہ مہدی کا ظہور ہوگا)
 والسلام والاکرام

شاد محمد عاشق پھلتی

کے نام

ایک معرفت معروضہ پر بشارت و تحسین

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔
فیہر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلامِ محبت اقیام کے بعد مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اس کی کریم ذات سے درخواست
ہے کہ وہ ہماری اور آپ کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ وہ معاملہ فرمائے جو اُس کی
شان کے لائق ہے۔ بیشک وہ رؤف اور رحیم ہے۔

بڑے انتظار کے بعد آپ کے تین خط وصول ہوئے اور حقیقتاً مندرجہ
واضح ہوئی۔ انوارِ روہیلہ سے حفاظت اور اُن کے قلوب کی تسخیر میں مل ہر می
نظر کے برخلاف رحمتِ الہی کا نزول ہوا۔ مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ اسی
طریقے پر معاملہ فرماتے۔

(ترجمہ اشعار عربی)

”جب سعادت کی آنکھیں تجھ کو دیکھیں تو اس حال میں تو آرام سے
سو جا۔ پس تمام خوفناک چیزیں تیرے لیے امن کا باعث بن جائیں
گی۔ اسی سعادت کے ذریعے تو غنغار جیسی نایاب شے کا شکار کر لے

اس لیے کہ یہ سعادت عنقار کے شکار کے لیے ایک جال ہے ، اور
اسی سعادت کے ذریعے تو جواز کو اپنے قابو میں لے آئے اس لیے کہ یہی
سعادت اس کی لگام ہے :

آپ نے ایک معرفتِ عظیمہ تحریر کی تھی جس میں احوالِ شخص کا نقشِ حور و جنت
کے ساتھ نیز حور کا تعین ، ہدایتِ صلوٰۃ کے ساتھ اور جنتِ اعلیٰ کا تعین صوم کے
ساتھ بیان کیا تھا۔ اس معرفت نے بہت خوش اور مسرور کیا۔

کتاب غیر انکسیر میں اس مضمون میں جو کچھ لکھا ہے ، اس کو ملاحظہ کریں لیکن
اس جگہ بھی ایک نکتہ لکھا ہوں (وہ یہ ہے کہ) ظلم الہی (کرشمہ الہی) جس کی شرح آپ
نے فقہ کی زبان سے بار بار سنی ہے ، اصل جنت ہے اور اس طرح سے ہے جیسے کہ
ہیولی اصل ہوتا ہے اور ہر حجرِ بُست کے دامن سے متعلق کُسمہ (روحِ ہوائی) کی
شاخوں میں سے ایک شاخ وہ صورت ہے کہ جو اولاً کُسمہ میں اور ثانیاً نامہ اعمال
میں ثابت ہوتی ہے ، اور جو ایک صورتِ خاصہ کے ساتھ ہر عمل کے ثواب کے
ظہور کا موجب ہے۔ خواہ یہ فرمایشیں محض عالمِ مثال میں ہوں ، خواہ عالمِ شہاد
اور عالمِ مثال کے درمیانی عالم میں ہوں۔

والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

شیخ ابوسعید بن ابوالخیرؒ کی ایک رباعی کے بارے میں جس کے متعلق مشہور تھا کہ وہ بیماری کو دفع کرنے میں تعویذ کا کام دیتی ہے

حقائق و معارف آگاہ، ستارہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلاطین تہائی۔
فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام محبت، انقیام کے بعد مسئلہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور ہم اللہ تعالیٰ سے یہ وعدہ زمانے میں
آپ کے اور اپنے لیے عافیت کی درخواست کرتے ہیں۔

اس وقت کے فوائد میں سے ایک نکتہ ہے جو نعمتی نظر (نظر کی گہرائی) سے
خالی نہیں ہے۔ کتاب نفحات الانس (مولف مولانا عبدالرحمن چاچی قدس سرہ) میں
مذکور ہے کہ شیخ ابوسعید بن ابوالخیرؒ کے اصحاب (میدین) میں سے ایک صاحب

لہ نفحات الانس میں لکھا ہے کہ استاد ابوصالح بیمار ہو گئے۔ شیخ ابوسعیدؒ نے ان کو یہ
رباعی لکھ کر بھیجی۔ انھوں نے اس کو تعویذ کی طرح حائل کیا۔ اُسی وقت صحت ہو گئی
اور چلنے پھرنے لگے۔

بیمار ہوئے۔ شیخ نے ودات، قلم اور کاغذ کا ایک کٹڑا طلب کیا اور اس کاغذ پر یہ رباعی لکھی :

حوران بنظر اے نگارم صف زد رضواں ز تعجب کف خود برکف زد
یک خال سیر بران رخاں مطرف زد ابدال ز نیم چنگ در مصحف زد
(ترجمہ) حوریں میرے محبوب کے نظائے کے لیے صف بستہ کھڑی ہو گئیں ،
اور رضوان (داروغہ جنت) نے ازراہ تعجب اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔
ایک خال سیر (سیاہ تیل) نے رخاں حور پر پردہ لگایا، ابدال
نے خون زدہ ہو کر مصحف پر ہاتھ مارا۔

ہم اس رباعی کے درپے ہوئے کہ اس کا مضمون کیا ہے اور اس رباعی اور مریض کے شفاء پانے میں کیا علاقہ و تعلق ہے ؟

حضرت خواجہ عید اللہ احرار قدس سرہ نے اس بارے میں ایک علیحدہ رسالہ لکھا ہے۔ اُس رسالے کا خلاصہ یہ ہے کہ ارواح بنی آدم کی حالت جدا جدا واقع ہوتی ہے۔ ایک جماعت ایسی ہے جن کی روہیں ابدال کے تعلق کی وجہ سے تجرد کے تقاضے سے جو کہ مبدا کی جانب مینمان رکھنا ہے، محبوب مطلق ہو گئیں۔ انبیاء اور اولیاء نے ہر چند کوششیں کیں مگر اُس جماعت کو حال تجرد یاد نہیں آیا۔ ایک دوسرا گروہ وہ تھا جس نے حالت تجرد کو اگرچہ فراموش کر دیا تھا لیکن جب انبیاء اور اولیاء نے اُن کو یاد دلایا تو پہلا حال اُن کو یاد آگیا۔ گویا کہ اُنھوں نے حال ہیشین (حال اول) کو پوری طرح فراموش نہیں کیا تھا۔ یہ گروہ اپنے دل کے اندر آتشِ محبت رکھتا ہے۔ اگر اس گروہ کو کوئی شخص بیماری اور پریشانی کے وقت موت اور حالت تجرد کی یاد دلائے تو اُن لوگوں کو فوراً ایک سرور و کیف حاصل ہوتا ہے اور سرور و کیف کے پائے جانے کی وجہ سے اُن کے

امراض میں ایک قسم کی تخفیف ظاہر ہوتی ہے۔

جب یہ مقدمہ واضح ہو گیا تو اب یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ رباعی روح انسانی کا ضعف ہے۔ بیمار دار اور عزیز جو مرنے کے وقت بیمار کے سرہانے حاضر ہوتے ہیں، حور و ملائکہ سے تعبیر کیے گئے ہیں۔ اور رضوان سے مراد عقل ہے جو بہشتِ دل کا دربان اور پاسبان ہے۔ اور خال یہ سے مراد وہ لذت (خواری)

اور انکساری کی حالت ہے جو مرتے وقت ظاہر ہوا کرتی ہے یا خال سے مراد فقیر حقیقی ہے کہ روح کو اُس وقت دکھائی دیتا ہے اور ابدال سے مراد قوائے نفسانی ہیں کہ تغیر و تبدل اُن کے لازم میں سے ہے۔ — مصحف حقیقتِ انسانیہ ہے جو نسخہٴ جامد اور منظرِ کُل ہے۔ اور مصحف میں چنگل مارنے سے مراد اپنے رُبتے میں زوال اور رُوت کے رُبتے میں بلندی کی اطلاع ملنے کے وقت روح کے ساتھ سو بخت نہونا ہے۔

اس تقریر سے واضح ہوا کہ اس رباعی میں نفس کے تجرد کے حال، اور جمال کی تذکیر ہے۔ اور یہ بات ایک محبتِ خدا کو سُورہ انساط بخشتی ہے اور یہ چیز مرض کے دور ہونے کا سبب بن سکتی ہے۔ فقیر نے جب یہ معنی سرائے میں پڑھے تو چند دہوں سے دل کی تشویش دُور نہیں ہوئی۔ ایک یہ ہے کہ اگر محبتِ طالب کے مرض کی تخفیف کے پائے جانے کو اس رباعی کے سمجھنے پر موقوف رکھیں تو پھر اس جگہ پڑھنا اور سمجھنا مراد نہیں ہے، بلکہ گلے میں یا بازو پر باندھنا مراد ہے اور یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ یہ عزیزِ طالب (شخص بیمار) محبت تھا اور یہی مذکورہ معنی اُس نے سمجھ بھی لیے۔ —

دوسری بات یہ ہے کہ شیخ ابوسعیدؒ کی رباعی کے تیسرے مصرعہ میں لفظ 'رخاں' جمع ہے 'رُخ' کی اور 'رُخ' کی جمع لانا یہ دلالت کرتا ہے کہ اس

سے رُوح کا رُخ مراد نہیں ہے بلکہ رُخاں مجروح مراد ہیں۔

المختصر اس رباعی کے معنی اور مفہوم کے سلسلے میں اور اس رباعی اور شفا یابی کے علاقے کے بارے میں اس فقیہ کے دل میں ایک نکتہ ڈالا گیا ہے، اُس نکتے کو بھی گوشہ خاطر میں رکھنا چاہیے۔

میں اللہ کے فضل سے اعانت چاہتے ہوئے اُس نکتے کو بیان کرتا ہوں۔
 ”عارف کے لیے علم کے اندر تصرف کرنے کے ساتھ اس اثر کی جانب ایک رجوع ہوتا ہے جو حقیقت الحقائق کی طرف سے اُس کے بعض سطائف میں اچھی طرح جم گیا ہے اور وہاں سے تمام سطائف نفس میں اُس کا شغشان (چمک اور نورانیت) پھیل گیا ہے۔“

عارفین صفت رجوع کے اندر آپس میں مختلف ہوتے ہیں۔ بعض کا رجوع اس نسبت کی جانب ابتہاج و ناز کے طور پر ہوتا ہے کہ جس نسبت کو ہم حقیقتہ الحقائق کے اثر سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور بعض عارفین کا رجوع اسی نسبت کی جانب (گریہ و زاری اور عجز و نیایش کے طور پر ہوتا ہے۔ اس عارف عزیز القدر (شیخ ابوسعید بن ابوالخیر) کا رجوع غالباً اپنی حقیقت کی طرف ابتہاج و ناز کے وصف کے ساتھ رہا ہے۔ چنانچہ اُن کے اکثر اشعار فخریہ اس امر پر دلالت کرتے ہیں۔ عارفین اس بات میں بھی مختلف ہیں کہ حقیقتہ الحقائق کا اثر اُن کے سطائف میں سے کس سطح کے اندر جاگزین ہوا ہے۔ کسی جماعت کے لیے محل استقرار و تنبہ ہے، کسی جماعت کے لیے محل استقرار رُوح ہے اور کسی جماعت کے لیے محل استقرار دُسر ہے۔ اس عارف عزیز القدر کے سویہ اسے رُوح دُسر میں تہجلی اعظم کی نسبت سے ایک قسم کی خود رفتگی اور اضلال حاصل ہو گیا تھا۔ جب اس (عارف عزیز القدر) نے چاہا کہ رفع ضرر

تغیرو تبدل طبیعت کے وصف کے ساتھ عالم میں تصرف کرے، تو اُس نے سب سے پہلے اُس صورت الہی کی طرف رجوع کیا جو اُس کے سوید اسے روح و ہست میں موجود تھی اور اس نے اس حقیقت کے ساتھ ایک طرح کے ابتہاج و نیاز کا اظہار کیا۔ جب وہ ابتہاج و نیاز پیدا ہو گیا تو پھر اُس نے، مہ مطلوب میں تصرف کیا اور وہ صورت جو خارج میں اس تصرف کی شارح (اور دلالت کرنے والی) ہے، اس شعرِ ابتہاجی (شعرِ ناز آلود) کو ابتہاج و نیاز کے عالم میں مریض کے گلے میں باندھنا ہے۔

شیخ ابوسعیدؒ فرماتے ہیں کہ عالم ملکوت کا حُسن اس نقطہٴ شعشائید کے مقابلے میں جو کہ سند السود ہے اور خزان وجود کی بکھی ہے، کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتا ہے اور حویریں اُس حُسن (حسن نقطہٴ شعشائید) کے دیکھنے کے لیے قریب ہے کہ اس طرح صاف بستہ ہو جائیں جس طرح سے غلام بادشاہوں کی آمد کے وقت اپنی انتہائی خوشی میں قطار میں باندھ لیتے ہیں۔ اسی طرح رضوان کو تعجب نے پکڑ لیا اور اُس نے سواد (سیاہی) اور نقصان (دکھی) کا حکم عالم ملکوت کی مستحسن چیزوں پر لگایا اور اسی حکم پر نقصان کو خال سیاہ بر رخ زدن کے تیر کیا ہے۔

عُرف و اصطلاح میں ابدال کا اطلاق ایسے صاحبِ دل پر کیا جاتا ہے جو کثرتِ صلوٰۃ و صیام اور انواعِ عبادات میں غوام سے ممتاز نہ ہو۔ اُس کی پوری پوری توجہ امرِ قلبیہ کی جانب ہو۔ شیخ ابوسعیدؒ فرماتے ہیں کہ ابدال جو کہ اپنے تصرفات و تاثیرات کا پورا پورا دعویٰ کرتا تھا، عاجز ہو گیا اور غایتِ مسلمین کے مانند قرآنِ مصحف میں مشغول ہو گیا۔

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

(عافیت و سلامتی کے درجات کے بیان میں)

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر، سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق
 سلمہ اللہ تعالیٰ — از طرف فقیر و فی اللہ علیٰ غنہ — ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر
 شکر ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے اور آپ کے لیے آئندہ نعمتوں کے
 واسطے بھی درخواست کرتے ہیں۔ چلتے کا اعکافِ ظاہری و باطنی صحیح طریقے سے پورا
 ہو گیا۔ ایک مشہور اور مستفیض حدیث میں آیا ہے سلوا اللہ العافیۃ۔ (اللہ تعالیٰ
 سے عافیت مانگا کر دو) عافیت کا لفظ ایک جامع لفظ ہے، اور تمام آفاتِ دینی و
 دنیوی سے حفاظت کو حاوی ہے، اگر عافیت کو مزاجِ نوعی کی عافیت کے معنی پر
 رکھیں تو یہ عافیت تمام کمالاتِ شرعیہ کو شامل ہوگی، اور اگر عافیت کو کسی ایسے
 شخص کی عافیت مزاج پر رکھیں جو مرتبہ اعیان میں یا مرتبہ ارواح یا مرتبہ اشا
 میں معتق ہو گیا ہے تو عافیت اُس شخص کے اُن تمام احوالِ خاصہ اور مقاماتِ متشابہ
 اعلیٰ مجملے مقامات، کو شامل ہوگی اور اگر عافیت کو اس حدیث کی رُو سے صورتِ مستحکمہ
 کی عافیت و سلامتی پر رکھیں جس کے لفظ یہ ہیں : خلق اللہ آدم علی
 صورتہ (اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے) تو پھر عافیت جس
 تخلیق یا خلق اللہ کو شامل ہوگی — حاصل کو م یہ ہے کہ یہ حدیث یکہ صحت

نہ ہٹ۔

والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی

کے نام

(اُن کے پیش کردہ معارف کی تحسین و تائید اور ایک سوال کا جواب)

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرم شیخ محمد عاشق
سلمہ اللہ تعالیٰ۔

فیقر دلی اللہ غنی عند کی جانب سے سلام کے بعد مظاہرہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اس کی درگاہ میں سب کے اور
تمام احباب کے لیے عافیت کی درخواست ہے۔

بارش کی شدت کے باوجود ہماری طرف کی عمارتوں میں عافیت رہی۔ البتہ
شدید بارش کے عام نقصانے کی بنا پر کسی قدر دیواروں کا گرنا اور چھتوں کا ٹپکنا
پایا جاتا تھا اور یہ معمولی نقصانات ٹھہریں واقع ہونے والے نقصانات کے
مقابلے میں سلامت بارہ تھے۔

اہل قریمہ (پھلتی) کے رمضان شریف میں قرآن و قرآن اور تمام طاعات و
عبادات کے اہتمام کے متعلق اور برنوردار محمد فیضی کے تراویک پڑھنے کے بارے
میں آپ نے جو کچھ لکھا تھا، نیز محمد فیضی کے کتاب شریعت (جامی) در

قَالَ اقُولْ كَے پڑھنے کے بارے میں بھی جو کچھ لکھا تھا، ان تمام باتوں نے خوش اور مسرور کیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا گیا۔ اے اللہ! اس میں ترقی مزید عطا کر۔

ہر ہفتہ ترجمہ کی جو دو دن کی تعطیل ہوتی ہے، اُس تعطیل میں بر خور دار محمد فاتی کو خود تعلیم دینی چاہیئے۔ مگر اس قدر تعلیم ہو جس کا وہ اعلاط کر سکے، اور زیادتی کی وجہ سے بے دلی نہ پیدا ہو۔

آپ نے حدیث قدسی مَنْ غَاذَ لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اَذْنَنَتْهُ بِالْحَرْبِ (جس نے میرے ولی سے عداوت کی اُس سے میں اعلان جنگ کرتا ہوں) کی تشریح کرتے ہوئے جو معارف لکھے ہیں اُن کا میں نے بار بار مطالعہ کیا اور ہر بار ایک نئی لذت حاصل کی۔

اللہ تعالیٰ علم حق کے اس افاضے کا سلسلہ ہمیشہ قائم رکھے۔ درحقیقت آپ کے علوم، علوم لدنی ہیں جو دراثتِ انبیاء سے برآمد ہوئے ہیں۔
فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ خَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْہِ

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے واقعہ میں ہے کہ انھوں نے فرمایا، حَسْبِيْ مِنْ سُّؤَالِيْ عِلْمُہٗ بِحَالِيْ۔ (میرے حال سے اللہ تعالیٰ کا واقف ہونا میرے سوال سے کفایت کرتا ہے یعنی مجھے سوال کی ضرورت نہیں)۔

آپ نے اس کے بارے میں سوال کیا تھا کہ مقامِ نبوت، سوال اور سوال کے اندر، الحاح و زاری اور مبالغہ کرنا ہے۔ پھر اس جیسے عظیم واقعہ (نارِ نمرود) کے پیش آنے پر اللہ تعالیٰ سے کیوں سوال نہیں کیا گیا؟ آپ کے اس سوال کے جواب میں لکھا جاتا ہے کہ علمِ قصصِ انبیاء کے جاننے والوں کے نزدیک جو بات مُنْفِق و متعقّق ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سگ میں ڈالنے کا واقعہ

اُن کی بعثت سے پہلے پیش آیا تھا۔ اس صورت میں سوال و اشکال باقی نہیں رہا، لیکن اس جگہ ایک محکمہ سمجھ لینا چاہیئے کہ انبیاء علیہم السلام کہاں وسعتِ علم اور علم و صحت و کثرت کے جامع ہونے کے باوجود وہ جگہ ترکِ سوال کرتے ہیں، ایک تو اُس وقت جب کہ وہ توبیٰ الہی کو دیکھتے ہیں کہ سرایت کیے ہوئے ہے، اُس وقت اُن کی فراستِ صادقہ صادقہ اور یقینی طور پر حکم کرتی ہے کہ وہ امر ضرور واقع ہوگا۔ لہذا وہ ایسے موقع پر سوال کو چھوڑ دیتے ہیں۔ چنانچہ غزوہ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوالِ فتح کے اندر پوری طرح الحاح و زاری کی اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے پیچھے سے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بغل میں لے لیا اور کہا: ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لیے اتنی ہی دعا کافی ہے“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جوں ہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے یہ کلمہ سُنا خیمہ سے کود کر جلد باہر نکل آئے اور یہ آیت پڑھی سیہزم الجمع و یولدون الذبیر یعنی عنقریب کفار کی جماعت شکست پاجاستے گی اور وہ بیٹھ بھیر کر بھاگیں گے۔

اس حدیث کی تاویل یہ ہے کہ صدیق اکبرؓ نے غیب سے اس نکتہ کو حاصل کیا کہ دعا قبول ہوگئی اور قبولیت الیہ ظاہر ہوگئی اور قلبِ صدیق نے اس تلقین و تحفیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ علیہ پر پیش قدمی کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب استخراقِ دعا سے اتفاق پایا تو پیشانی صدیقؓ سے قبولیتِ دعا کا قلعہ اور قبولیت الیہ کا ظہور مظاہر کر دیا اور سوال کو ترک فرمادیا۔ دوسرا وہ موقع ہے جب کوئی مصیبت مقرر اور یقینی ہو جاتے اور عالمِ شہادت میں اُتر آتے۔ ایسے وقت میں (انبیاء) دعا ترک کر دیتے ہیں اور رضا و تسلیم کو کام میں لاتے ہیں۔ ان دو موقعوں پر ترکِ سوال کرنا انبیاء و مرسلین کی سنت میں سے ہے جیسا کہ دوسرے مقامات پر سوال کرنا اُن کی سنت ہے۔

والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی ۷

کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق —

فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام کے بعد مطالعہ کریں۔

آپ کے خط بہجت منط نے جس میں حدیث قدسی من عاد لى ولياً کی معرفت عظیمہ مرقوم تھی، بہت ہی مسرور کیا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بعد رمضان اس کا مفصل جواب ملے گا۔ (اس رمضان کے اندر) اعتکاف کے ایام میں شرح حزب البحر (دہوا مع) کا مسودہ تیار کر لیا گیا۔ اعتکاف کے بعد یہ مسودہ بیٹھنے کی شکل میں آپ کے پاس پہنچے گا۔

در حقیقت یہ شرح حزب البحر ایک دستور عظیم ہے، اس امر کے لیے کسی ایسے عارف کے کلام کو جو کہ زبان غیب کا ترجمان ہو کر گفتگو کرتا ہے، کس طرح سمجھنا چاہیے اور کس طرح اُس کی شرح کرنی چاہیے؟

سعد الدین بہت دُعا اور کمزور ہو گیا ہے (دہلی کے) تمام اطباء یہ کہتے ہیں کہ اس لڑکے کو دق یا بسن سازج کا بخار نہیں ہے، بلکہ اس کا

دُعا پین قے کی کثرت کی وجہ سے ہے۔ اس کے علاج کے سلسلے میں طرح طرح کی تدبیریں کی جا رہی ہیں۔ فی الجملہ کچھ فائدہ ظاہر ہوا ہے۔ جب میں اُس کے اعضاء اور ہڈیوں کو دیکھتا ہوں تو یہ آیت پڑھتا ہوں:

أَنْتَ يُحْيِي هَذِهِ النَّفْسَ بَعْدَ مَوْتِهَا [البقرة: ۲۵۹]

”اللہ تعالیٰ اس کو بعد موت کے کس طرح زندہ کرے گا“

اس کی والدہ کی بھی طبیعت کسل مند (سُست) تھی۔ اسی وجہ سے ہر چند میں نے چاہا کہ ایام عرس میں (دُھلت) پہنچوں اور آپ کو دیکھ کر کچھ دیر آسودگی حاصل کروں، (مگر) یہ موقع میسر نہیں ہوا۔ مجھے اُتید ہے کہ آئندہ خوشی اور بے غمی کے ساتھ آپ کا دیکھنا میسر ہو جائے گا۔

والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق
 سلمہ اللہ تعالیٰ۔ فقیروں اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلام مطالعہ کریں۔
 اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجالاتا ہوں اور اُس کے فضل سے
 درخواست کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو ہمیشہ عفو اور عافیت میں شامل رکھے۔
 اس اربعین (چلے) کے اعتکاف میں آپ کے اعتکاف کرنے کا بھی
 حال معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ زائد از وصف برکات عنایت فرمائے۔

والسلام

شہادہ محمد عاشق کھیلتی ۷

کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ
 فقیر ولی اللہ علی غلہ کی جانب سے بعد از سلام محبت الیام مرطالو کریں۔
 اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر حمد ہے۔ اس فقیہ کا اعتکاف اربعین صحت نظر ہی دہائی
 کے ساتھ پورا ہو گیا۔ (پہلے شرح حزب البحر اہوائی) کے مسودات کو تختوں پر بطریق
 مدد اشارہ لکھا گیا تھا۔ پھر ان تمام مسودات کو اجمال اور تفصیل کے درمیان لکھا جا رہا
 ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ اس شرح کے پانچ جزو میں انتی صفحہ ہو جائیں گے۔
 جب (مولوی) محمد امین (کشمیری ولی اللہی) اس کو صاف کر لیں گے تو یہ شرح پ
 کو بھیج دی جائے گی۔ ظاہر حزب البحر کی اس طرح کی شرح کسی کے دل میں نہ آئی
 ہوگی۔ اس لیے کہ قبلہ ہمت شیخ (مؤلف حزب البحر کے قبلہ ہمت) میں جو تجلی ہے اور
 وہ نسبت جو شیخ رکھتے ہیں اور ان کے دیگر مراتب بہت دقیق اور ہر ایک معلوم ہوئے۔
 آں حقائق و معارف آگاہ کو (یعنی آپ کو) اعتکاف اربعین مبارک ہو، اور
 اس اعتکاف کے برکات تمام ایام کو شامل رہیں۔ اللہ کی مدد سے اور اس کے
 حسن توفیق سے۔

شاہ محمد عاشق پھلتی ۷۱

کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلاف کرام۔۔۔ شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔
فیضِ ولی اللہ غنی عنہ کی جانب سے سلامِ محبت، التیام کے بعد مطالعہ کریں۔
آپ کے رفقاءِ اولیٰ کے جواب نہ دینے کی وجہ (ملاقات کے لیے) آنے جانے والے
لوگوں کے باعث فراغت اور فرصت کا نہ ہونا ہے۔ ہر چند میرا دل خطا پھینکنے کے لیے
جوش، ہمتا تھا مگر میں مثالِ مٹول کرتا رہتا تھا۔۔۔ اور دوسرے رقعے کا جواب نہ
دینے کا سبب قاصد کا نہ پانا ہے۔ بالکلہ آپ کے اور اس فقیر کے درمیان ایک ایسا
ذلی و ابدی ربط ہے کہ جس کے بیان سے زبان قاصر ہے، لیکن یہ مصرعہ اس ربط و
تعلق کی کچھ شرح کرتا ہے ۛ

(ترجمہ مصرعہ) ” اے محبوب تو میری جان شیریں ہے، بلکہ جان سے بھی زیادہ شیریں ہے۔
مجھے آپ کی ذات سے یہ توقع ہے کہ میری اولاد پر اپنی اولاد سے بھی زیادہ شفیق
رہیں گے اور اگر میرے لڑکوں کی کفالت کریں گے تو مجھ سے بہتر کریں گے۔“

الحمد للہ! ایمان شہودی کے ذریعہ پہچانا گیا کہ فقیرِ فخر کی بات ہے، العذرِ حق میں تنگی اور کشادگی
کرنی والی محض قدرت و جوبہ ہے، خواہ فقیری کی گدڑی کے اندر خواہ دنیا کے لباس میں۔
الحمد للہ! یہ بات (تنہی) اور کشادگی رزق والی، دل میں کوئی تشویش و پریشانی پیدا
نہیں ہونے دیتی۔۔۔

اپنے برادرِ بخرد

حضرت شاہ اہل اللہ کے نام

حقائق و معارف آگاہ برادرِ شاہ اہل اللہ سَلَّمَ اللہُ تَعَالٰی —

فیقر و فی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں کہ —

بچے کے واقعہ جانکاہ کی اطلاع ملی۔ دل بہت مغموم ہوا۔ بے شک تہا سے

دل کو بہت بڑا صدمہ پہونچا ہوگا، لیکن یہ امتحان کا وقت ہے۔ (حدیث شریف

میں آیا ہے کہ) ”اس وقت کا صبر معتبر ہوگا جو صدمے کے شروع میں ہو“ —

شدتِ غم کے وقت ایک ہزار بار د لا حول و لا قوۃ الا باللہ

پڑھنا ایک عجیب الثاثرِ کیمیا ہے —

والسلام

سید محمد غوث پشاورىؒ

کے نام

سیادت منقبت، غزالی مرتبت، جامع فضائل، صوری و معنوی، میں کلمات
وہی و کہی — —

ہر دو عالم قیمت خود کردہ ایلے
بازمی گویم کہ ارزانی ہنوز
”تو نے اپنی قیمت دونوں عالموں کو قرار دیا ہے۔ اس پر بھی میں
کہتا ہوں کہ ابھی تو ارازاں ہے اور یہ سودا سستا ہے“

۱۔ یہ امیہ خسرو کا شعر ہے جو اس طرح ہے:

قیمت خود بردو عام گفتہ امی
نرخ بان کن کہ ارزانی ہنوز

(تو نے دونوں عام کو اپنی قیمت قرار دیا ہے۔ اپنے نرخ کو اور زیادہ گرس
لیے کہ تو اب بھی سستا ہے۔ اس شعر کے دوسرے مصرعہ میں شاہ صاحبؒ نے
تھوڑا سا تصرف کیا ہے۔

سیدنا و مولانا سید محمد غوث — اللہ تعالیٰ اُن کو سلامت اور باقی رکھے ،
اور مسلمانوں کو اُن کی صحبت اور ملاقات سے مستفیض فرمائے —

فیظِ ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد ارسال ہدیہ سلام محبتِ انبیاء یہ اتماس
ہے کہ آپ کی روشن رائے پر یہ بات واضح ہے کہ تمام اہل اللہ کا یہ اعتقاد ہے
کہ توکل سبب کو اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ ہو ۔

اس زمانے میں جب کہ ہر طرف سے فتنوں کی موجوں میں ایک تہ طہ برپا
ہے ، جس قدر ہم نے غور و فکر سے دیکھا کوئی سبب اس سے بہتر نظر نہ آیا کہ آں نظر
رحمتِ الہی کو (آپ کو) چند باتیں لکھی جائیں تاکہ اُن کو پیش نظر رکھ کر آپ کی
طرف سے پوری پوری کوشش عمل میں آئے ۔ اور اس حدیث شریف کے اس
وعدے کے آپ مستحق ہو جائیں کہ ”جس شخص نے کسی مسلم کی دنیوی تکلیفوں میں سے
کسی تکلیف کو دور کیا ، اللہ تعالیٰ اُس کو آخرت کی مصیبت اور تکلیف کو دور فرما دے گا“
آپ بادشاہِ عصر کے سامنے جمہورِ خلقِ اللہ کے ساتھ سب اُمور سے پیسے احسان
کرنے کے بارے میں اور اس آیت کے مضمون پر عمل کرنے کے بارے میں بھرتیافتہ
کہہ دیں :

قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نَعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ اِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا
ثَقِيلاً ۖ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَاَعْمَلَ صَالِحًا فَلَهُ جِزَاءٌ ۙ هَ الْحُسْنٰی ۝
[الکہف ۸۷]

۱۔ ترجمہ آیت: ذوالنورین نے کہا ، ہم نا انصافی کرنے والے نہیں ہیں ۔ جس
نے سرکشی کی اُسے ضرور سزا دیں گے ۔ پھر اُسے اپنے پروردگار کی
طرف لوٹنا ہے ۔ وہ (بد اعمالوں کو) سخت عذاب میں مبتلا کرے گا ۔
اور جو ایمان لایا اور اچھے کام کیے تو اُس کے بدلے میں اُس کو
بھلائی ملے گی ۔

بعد تفتیش حال ایسے غریب لوگوں کے ساتھ احسان ہونا چاہیئے جو ظالموں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتے اور اُن کے مددگاروں میں بھی نہیں ہیں اور ایسی جماعت کے ساتھ بھی احسان کرنا چاہیئے جس کے افراد علم دین کے خدام ہیں۔ اس کو خوب ملحوظ رکھیے۔ بیشک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

مولانا شیخ محمد عمر پشاوری کے نام

تذوق الانام، مرقی السالکین مولانا شیخ عمر — اللہ تعالیٰ ان کی بقا اور
سلامتی سے مسلمانوں کو نفع مند کرے — کی رائے مہر انجلا پر فقیر ولی اللہ عفی عنہ
کی طرف سے سلامِ محبت الیتام پیش کرنے کے بعد واضح ہو کہ جب آں علامہ الزندہ
کے (آپ کے) اوصافِ حمیدہ اور کمالاتِ ظاہری و باطنی اس فقیر نے بار بار سُننے
تو دل کو ایک قسم کا رنجذاب اور خاطر کو ایک طرح کی کششِ آب کی جانب حاصل
ہوئی تھی

(ترجمہ مصرع) ”کبھی کبھی کان، آنکھ سے پہلے عشق و محبت والے ہو جاتے ہیں“

لہذا فقیر نے چاہا کہ اس حدیث شریف پر عمل کرے،

”جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے محبت کرے تو چاہیے کہ وہ اپنے

بھائی کو اُس محبت کی اطلاع کر دے“

اور طبقہ ”مسکات“ کو جو نصفِ ملاقات ہے، اختیار کرے۔ اس میں شک نہیں
ہے کہ میدانِ وجودِ خاجی میں بعض اوصاف و خصائل میں اشتراک کے ساتھ دو
موجودوں کا معنوی اجتماع زیادہ مؤثر ہے۔ اس اجتماعِ حقیقی و ظاہری سے جو

اصناف و نصاب میں اختلاف کے ساتھ ہو — حدیث شریف میں ہے کہ ”روحیں جمع شدہ شکر ہیں۔ پس ان روحوں میں سے جن کا تعارف آپس میں عالم ارواح کے اندر ہو گیا تو ان میں دنیا میں بھی محبت پیدا ہو گئی، اور جو عالم ارواح میں آپس میں تناکر (اجنبیت) رہا یعنی جان پہچان نہ ہوئی تو دنیا میں بھی اختلاف ہوا“ —

کسی شاعر نے کہا ہے :

معاشرت چہ ضرور است آشنائی را ہنوز بادینِ محوِ نکبتِ عربست

(ترجمہ) دوستی اور آشنائی کے لیے معاشرت کی کیا ضرورت ہے۔ ابھی تک

دین کی ہوائِ نکبتِ عربی میں محو ہے۔“

امید ہے کہ آپ اپنے معارفِ خاصہ میں سے کچھ معارف جو خزانہ رحمت کی تقسیم

سے آپ کو نصیب ہوئے ہیں گنجائشِ وقت اور اقتضائے حال کے بقدر تحریر

فرمائیں گے تاکہ ان معارف سے محبتِ روحانی کا حق ادا ہو سکے۔

والسلام

مولوی میاں داد کے نام

فضائلِ اکسباب مولوی میاں داد — حفظ الہی میں رہیں —

ایک مدت ہو گئی کہ کوئی ایسا خط نہیں پڑھا جو آپ کی خیریت کی خبر دینے والا ہو۔ اس جنگ و غوغا کے زمانے میں دل بہت پریشان رہا کہ آپ پر کیسا گزری ہوگی؟ آپ اپنے حالات مفصل لکھیں۔ آپ نے (ہندوستان کی طرف آنے والی بادشاہ کی جماعت اور اُس کے لشکر سے) ملاقات کیا یا نہیں؟ اگر وہ جماعت اس طرف کا قصد رکھتی ہو تو ایسی تدبیر کرنی چاہیے کہ غریب غرباء جو کسی سے کوئی واسطہ اور سروکار نہیں رکھتے۔ آیت: **إِذَا الْمُلُوكُ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةً أَهْلِهَا أَذِلَّةً** [النمل ۳۱] (ترجمہ) ”بیشک بادشاہ جب کسی قریب (علاقہ) میں داخل ہوتے ہیں تو اُس کو تباہ و برباد“ اور اُس کے ذی عزت لوگوں کو ذلیل و خوار کر دیتے ہیں۔“ کے مفہوم کے مطابق زیرِ سطوت نہ آجائیں، یعنی شاہی سطوت و غلبہ کی وجہ سے پامال نہ ہو جائیں۔ اور یہ تدبیر اس طرح سے کرنی چاہیے کہ آغاؤں دار و گیر ہی میں کار آمد ہو۔ ورنہ اگر اس تدبیر میں دیر لگائی گئی تو پھر کوئی تدبیر عمل میں نہ لائی جاسکے گی۔

ملا شیر محمد اور ملا امان اللہ کے دوستوں میں سے کوئی اس جماعت (لشکر) میں ہے یا نہیں؟ اس سے بھی آگاہ کریں۔

والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی ۷۷

کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ
فیقر دلی اللہ عنہ کی طرف سے سلامِ محبتِ مشام کے بعد مطالعہ کریں۔
اپنی عایت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کے فضل و کرم سے آپ کی
اور اپنی ابدی و سرمدی عایتِ عظیمہ کی درخواست ہے۔

دشمنوں کے ضرر کے دفع کرنے کے سلسلے میں آثارِ تولیتِ الہیہ کا ظہور
اور آپ کا برکاتِ احیاء و اموات کے لیے مرکزِ نشین بننا مبارک ہو۔
(ترجمہ شعر عربی) جب تم کو سعادت کی آنکھیں دیکھیں تو چین سے سو جاؤ، اس لیے
کہ تمام خوفناکیاں اُس وقت امن و امان بن جائیں گی۔

برخوردارِ عبدالرحمن کے لڑکے کا تولد مبارک ہو۔ فیقر کے دل میں یہ بات
آتی ہے کہ اس لڑکے کا نام محمد نعمان رکھیں۔ فیقر زادے اور اہلیہ مبارک باد
بجھتے ہیں۔

والسلام والا کرام

مکتوب

﴿۱۳۴﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمۃ اللہ تعالیٰ
فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت و سلامتی پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کے کرم سے
درخواست ہے کہ وہ آپ کو تمام کمزوریاں سے بچائے رکھے۔

سعد الدین اگرچہ کوئی مرض نہیں رکھتا لیکن نزار اور ضعیف ہے۔
اُس کی قوت و طاقت کے لیے دعا کرنی چاہیے۔ محرومِ نصرت گسائیں قوم
کی حقیقت معلوم ہوئی۔ اس قوم کے ضرر سے حفاظت کے سلسلے میں دُعائیں
کی جائیں گی۔

شرح حزب البحر کا مسودہ جس کا نام ہوامح رکھا گیا ہے، شروع ہو گیا۔
انشاء اللہ بعد تبیین و مقابلہ آپ اُس کا مطالعہ کریں گے۔ شرح حزب البحر
میں جو علم ہے وہ ایک خاص اور شریف علم ہے جو فیض الہی سے عطا ہوا ہے۔

والسلام

شیخ محمد قطب روشنیؒ کے نام

(بعض قواعد سلوک کے بیان)

عزیز القدر برادر شیخ محمد قطب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ اس فیقہ (ولی اللہ) کی طرف سے سلامِ محبت، التزامِ مطاعہ کریں۔

— ایک بڑی مدت کے بعد آپ کا خط پہونچا۔ حقیقتاً مندرجہ معلوم ہوئی۔ تشویش دور کرنے اور عزیمت کی تاکید و پختگی کے لیے ایک تدبیر ہے اور وہ یہ ہے کہ سالک فرائع اور خلوت کے وقت غسل کرے، سفید کپڑے پہنے اور دو رکعت نماز ادا کر کے انتظار پڑھے۔ اس کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ مبارکہ کو اپنے سامنے مستحضر کر کے تجذیبِ بیعت کرے اور از سر نو عہد کرے نیز (عالم تصور کی) اس محفلِ مبارک میں سبقِ باطنی جو کہ نفی و اثبات ہے، بار بار دہراتے خواہ وہ جہری ہو یا ستری۔

یہ تدبیر لوگوں کے حق میں بہت نافع ہے۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ چند دنوں کے بعد اپنے پیرومرشد حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے خرقے سے تجذیبِ بیعت کیا کرتے تھے۔ وہ علاقہٴ محبت جو ہم آپ سے رکھتے ہیں ایسا نہیں ہے جو ٹوٹ جائے بلکہ وہ علاقہٴ ان شاء اللہ تعالیٰ اُس دیار (یعنی آخرت) میں وار دُنیا سے زیادہ ہوگا۔

والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

(بعض مشائخ کے کلام کی تاویل میں)

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشین، اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔
سلامِ بختِ مشام کے بعد مطالعہ کر رہا ہوں۔

ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ صدیقین کا ریا مہرِ یدین کے اخلاص سے بہتر ہوتا ہے۔ اس کلمہ کی تاویل یہ ہے کہ وہ درویش جس کی زبان اور دل میں تفرقہ ہے کبھی ایک طاعت بجالاتا ہے، اس غرض سے کہ لوگ اُس کی وہ طاعت دیکھیں اور اُس طاعت کو جان لیں اور سیکھ لیں، یہاں تک کہ اُن کو بھی اُس طاعت کی توفیق ہو جائے۔ اس بات کو ریا کی مُشاہدت کی وجہ سے ریا کہا گیا۔ اور کبھی اس درویش کا وقت تفرضا کرتا ہے کہ وہ لطف کا منہ کے موافق کام کرے اور جب آدابِ شریعت کی محافظت کے ساتھ بعض اعمالِ جوارح بجالاتا ہے، تو اس قدر لذت و حلاوت نہیں پاتا جتنی لذت و حلاوت اصحابِ لطف و جوارح پاتے ہیں۔ یہ بھی ریا سے مُشابہہ ہے۔۔۔

مکتوب

﴿۱۳﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

حقیقت اعمالِ خیر کے فائدے کی تحقیق میں عموماً اور
احیاءِ علوم کے فائدے کی تحقیق میں خصوصاً —

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشین اسلافِ کرام عزیز القدر شیخ محمد عاشق
سلفہ اللہ تعالیٰ —

اس فقیر (ولی اللہ) کی طرف سے سلامِ محبتِ منشاء کے بعد مطالعہ کر رہا۔
اپنی غایت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کی جناب میں درخواست ہے کہ
وہ آپ کے اور ہمارے لیے غایت کو دائم رکھے۔

مکتوب بہت اُسلوب پہنچا۔ اس سے آپ کی سلامتی حال اور آپ کے
ذریعہ رمضان کی راتوں میں قرآن و قرآن کے ساتھ (پھلتی کی) تینوں مسجدوں میں
لوگوں کا قیام کرنا، (تراویح پڑھنا) اور تلاوت میں مشغول رہنا، نیز اس بار مبارک
میں ہر قسم کی عبادات کا وجود میں آنا معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین

حضرت شاہ ولی اللہ کے زمانے میں پھلتی کے اندر تین مسجدیں تھیں۔ بعد کو ایک
در مسجد کا اضافہ ہوا ہے۔

جزا عطا فرماتے اور اس نیک کام کا سلسلہ آپ کی اولاد و اعتقاد میں بھی باقی رکھے۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکریہ ادا کر اُس نے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو اپنی عبادت کی توفیق عطا فرمائی۔

اس مقام کے مناسب ایک نکتہ دقیقہ لکھتا ہوں اس کو سمجھیں۔ (وہ نکتہ یہ ہے) : نور عرش کے اندر جانے کی آمادگی کے وقت اعمالِ خیر میں سے ہر عمل ایک خاص تاثیر رکھتا ہے اور یہ ایک جامع بات ہے جو ہر قسم کے اعمالِ مُقَرَّبہ کو شامل ہے۔ اس کے بعد ہر عمل اپنے اندر ایک خصوصیت اور تہذیبِ نفس میں ایک خاص تاثیر رکھتا ہے۔ ہر عمل (نور عرش میں جانے) کے قریب ایک خاص رنگ بھی رکھتا ہے۔ جب صوفیہ نے اُن (اعمالِ خیر کے) بہت سے الوان و آثار دیکھے تو وہ ان اعمالِ خیر اور اُن کی نسبتوں کی تفصیل میں جو کہ گویا اُن اعمال کا خلاصہ اور بُتِ بُاب میں، مُتمم و حیران ہو گئے کہ آخِر وہ اُن اعمال میں سے کس عمل کو افضل قرار دیں اور اس کے ساتھ اپنے اوقات کو مشغول رکھیں۔

(ترجمہ مصدع عربی) :

”لوگوں کے بہت سے طور طریقے ہیں، اُن چیزوں میں جن کا وہ شوق رکھتے ہیں۔“

اس فقیر نے جس چیز کو (ازراہِ باطنی) دریافت کیا ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں اخلاص وغیرہ متبرکات کے ساتھ غنوم

دین دونوں ایک ہیں، نور عرش کے اندر جانے میں، اس کے اندر گم ہو جانے میں، اپنی خودی کا رنگ پانے میں، خود سے گم ہو جانے میں اور ہر اس بات میں جو اس معنی کو ادا کرتی ہے۔

(ترتیبہ شعر عربیؑ) ہماری عبارتیں مختلف ہیں اور تیرا حُسن ایک ہے، اور ہر عبارت اُسی جمالِ حقیقی کی طرف اشارہ کرنے والی ہے۔ یاروں نے پردے کو نہیں پہچانا اور بے پردہ مقصد تک راستہ نہیں پایا۔ اس لیے آنکھوں نے علم ظاہری اور علم باطنی کو جُدا جُدا کر دیا ہے اور ان دونوں کی تفصیل میں گفتگو کی ہے۔

والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی ر کے نام

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشین اسلاف کرام سلمہ اللہ تعالیٰ۔
 فقیر ولی اللہ علیٰ عنہ کی جانب سے سلامِ محبت التزام کے بعد مطالعہ کریں۔
 اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کے فضل و کرم سے آپ کے اور
 اپنے لیے دو اہم عافیت کی درخواست ہے۔

ان آیات میں اس امر کا قصہ ہوا کہ بعض وہ معارف جو تہذیبی کُل اور اس کے
 اندر فنا سے متعلق ہیں، اور تہذیبی کُل کے بعض رہیا کُل کچھ خصوصاً وہ اُس جو اس بارے
 میں اعتکاف کے زمانے میں ظاہر ہوتے، اُن سب کو بیان کروں۔ چنانچہ دو تین درج
 تحریر ہو گئے۔ اگر عنایت الہی شامل حال رہی تو یہ مضمون تحلیس کو پہنچ جائے گا۔

اگر ہم تکلف کو کام میں نہ لائیں تو کہہ سکتے ہیں کہ (ولی وہ شخص ہے کہ توحید و
 توحید الہی اُس کے شامل حال ہو۔ اس بات سے یہ جانا گیا کہ ولایت کی حقیقت اُس
 شخص (ولی) کے لیے تمام احوال میں حقیقت تہذیبی اعظم کا کار ساز ہونا ہے۔ دوسری
 قابل غور بات یہ ہے کہ وہ احوال جو مکاشفات اور تصرّفات میں سے ولی پر گزرتے
 ہیں وہ سب کے سب حقیقت ولایت کے لازم ہیں۔ حقیقت ولایت میں داخل نہیں ہیں۔
 اس وقت ہم اسی ایک نکتہ پر اکتفا کرتے ہیں۔

شاد محمد عاشق پھلتی

کے نام

(ایک معرفت کے بیان میں)

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق
سلمہ اللہ تعالیٰ —

فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبتِ فُشام کے بعد مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہوں اور اُس کے فضل و کرم سے
اس بات کا خواہاں ہوں کہ وہ مدام ہماری اور آپ کی عافیت کو برقرار رکھے۔

رقیۃ کریمہ پہونچا اور حقیقتِ مندرجہ واضح ہوئی۔ (اس وقت لکھنے کے قابل)
وہ بات کہ جس سے زیادہ لذیذ کوئی اور بات نہیں ہے یہ ہے کہ عارف کی انانیت
پر دانے کی طرح نورِ اعظم کی سطح پر گم ہو جاتی ہے۔ جب اہم نے اچھی طرح غور و فکر کیا،
(تو معلوم ہوا کہ) بقائے نسمہ میں سے پہلا بقیہ کہ وہ نقطہ ششائینہ کی سواری ہے اور
جس کو اہم حجرِ بُہت سے تعبیر کر سکتے ہیں، اپنی جگہ پر رہتا ہے۔ امواجِ نور
کے تلاطم کے بعد اور افواجِ رحمت کے انجم کے بعد یہ بقیہ نسمہ بھی گم ہو جاتا
ہے اور ہیولی، جَوَ (فضا) کی طرح اس حجرِ بُہت کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔

اس حالت میں ایک جوہر عرش اور تھوہین کے جوہر کی مانند بن جاتا ہے ، اور وہ سطحِ نورِ اعظم کے اندر گم ہو جاتا ہے ، اور ایسی محویت ہوتی ہے کہ اُس کے بعد صحو یعنی عدمِ محویت نہیں ہوتی اور ایسا عدم ہوتا ہے کہ جس کے بعد کوئی وجود نہیں پایا جاتا۔ (ترجمہ اشعار) : ”تمام عالم میں اس سے بہتر کون سا کام ہے کہ دوست دوست کے پاس پہنچ جائے۔ (جو باتیں پہلے کہی گئیں) وہ سب اقوال تھیں اور یہ باتیں تمام تر احوال ہیں۔ پہلی باتیں گفتار ہی گفتار تھیں ، موجودہ باتیں سب کردار سے تعلق رکھتی ہیں۔“

آپ نے جو قارئینوں کی زیادتی کا ذکر کیا تھا ، اُس کو بھی ہم نے پڑھا اور یہ آیت : اِنْ وَلِيَّيَ اللّٰهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَّ هُوَ يَتَوَلٰى الْمُضْلِحِيْنَ ○
[الاعراف ۱۹۶]

(ترجمہ) ”تحقیق میرا دوست ہے اللہ جس نے اُماری ہے کتاب اور وہی دوستی کرتا ہے صالحین سے۔“

اُس وقت ہم نے تلاوت کی — صَٰلِحٌ خَوَاجَه خُود رُوْشِ بِنْدَه پُرُوْرِی دَانْد
(ترجمہ مصرعہ) ”آقا خود بندہ پروری کا طریقہ جانتا ہے۔“

والسلام

مکتوب

﴿۱۴۰﴾

شاہ نور اللہ بڑھانویؒ

کے نام

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر شاہ نور اللہ نورہ اللہ تعالیٰ
فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اس سے درخواست ہے کہ وہ اس
عافیت کو آپ کے اور ہمارے لیے دائم رکھے۔

آپ کی طبیعت کا اپنی قوتِ اہلیہ کی طرف نہ پہنچنا (طبیعت کا ناساز رہنا) دل
کو بہت پریشان کرتا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس بارے میں کوئی توجہ عمل میں لائی جائیگی۔
لیکن اتنا اپنے اوپر لازم کر لیں کہ بعد نمازِ عشاء یا سلام کو ایک سو اکتیس بار پڑھ
لیا کریں۔ اس کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِی لَا یُضَرُّ مَعَ اسْمِیْ فِی
الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَاءِ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ لے پڑھیں۔
(ترجمہ) " شروع کرتا ہوں اُس ذات کے نام سے کہ جس کے نام کے ساتھ
زمین و آسمان میں کوئی چیز بھی ضرر نہیں پہنچاتی ہے۔ اور وہ سميع
اور علیم ہے۔ "

والسلام

لے یہ دعا کلاب جامع ترمذی اور ابو داؤد میں ہے۔

شہادہ محمد عاشق پھلتی کے نام

(ایک فائدہ طریقت کے بیان میں)

حقائق و مدارف ۳ گاہ سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ
فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کی درگاہ سے اپنی اور آپ کی
دوام عافیت مطلوب ہے۔

مجھے اشارہ نہیں اس طرح ہوا ہے کہ سانک کے لیے سب سے زیادہ نافع بات
یہ ہے کہ وہ عشاء کے بعد قبلہ کی طرف متوجہ ہو اور اپنے دونوں ہاتھوں کو ملائے،
اور ان دونوں ہاتھوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں تصور
کرے اور ان کلمات کو اپنی زبان پر جاری کرے :

بایعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بواسطۃ خلفائے علی
خمس شہادۃ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ
وَاَقَامَ الصَّلَاةَ وَاِيْتَاءَ الزَّكَاةَ وَصَوْمَ رَمَضَانَ وَحَجَّ الْبَيْتِ اِنْ
اَسْتَطَعْتُ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔

” میں نے بیعت کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے
خلفاء کی وساطت سے۔ ان پانچ باتوں پر کہ سوائے اللہ کے کوئی مبود

نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور
اُس کے رسول ہیں اور اس پر کہ میں نماز قائم کروں گا، زکوٰۃ دوں
گا، رمضان کے روزے رکھوں گا اور اگر مجھے استطاعت ہو تو
حج بیت اللہ کروں گا۔

بایعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوساطۃ خلفائہ علی
اَنْ لَا اُشْرَکَ بِاللّٰہِ شَیْئاً وَّ لَا اَسْرِقُ وَّ لَا اَزْنِی وَّ لَا اَقْتُلُ وَّ لَا اَتِی
بِبُہْتَانٍ اَفْشَرِہٖ بَیْنَ یَدَیْ وَّ رِجْلِی وَّ لَا اَعْصِی مَعْرُوفاً۔

”میں نے بیعت کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے
خلفاء کی وساطت سے اس پر کہ میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک
نہیں کروں گا۔ میں چوری نہیں کروں گا، زنا نہیں کروں گا، کسی کو قتل
نہیں کروں گا، کسی پر بہتان یا ہمت نہیں لگؤں گا، اور معروف میں
نافرمانی نہیں کروں گا۔“

اس بیعت کو بار بار کرے، اور مضمون بیعت کو دل و جان سے قبول کرے۔
اس کے بعد سو بار درود شریف پڑھے۔ جو شخص کہ ہر رات اس عمل کو کرے گا وہ اس
عمل میں مرشد کا رہی کی صحبت کا اثر پاتے گا

والسلام

سیدِ نجات علی ساکنِ بارہہ

کے نام

سیادت و نقابتِ کاتبِ سیدِ نجات علی سلمہ اللہ تعالیٰ، فقیرِ دلی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلامِ محبتِ مشام کے بعد مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کی درگاہ میں آپ کی عافیت مطلوب ہے۔

آپ کا خط پہونچا اور حقیقتِ مندرجہ واضح ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں انجا کرنا (یعنی طور پر) مفید اور نافع ہے، اور یہ تصور بھی قائمہ مند ہے کہ اپنے آپ کو ایسے شخص کے مانند خیال کرے جو دنیا میں غرق ہو گیا ہے اور ایک رتی اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہے۔ جس رتی سے اُس کا تمام نگاہِ رواطن وابستہ اور جڑا ہوا ہے اور وہ اُس رسی کے سوا کوئی بچاؤ اور پناہ کی چیز اپنے پاس نہیں رکھتا ہے۔

اور اود و ظائف کے پڑھنے میں بھی یہی خیال دل میں رکھنا چاہیے۔ اس صفت کے ساتھ دعا کرنا جس مطلب و مقصد کے لیے بھی ہو، خواہ وہ دینوں ہو یا اُخروی۔
دل کے راسخے کو ملکوت کی جانب کھولنا ہے اور اُس مطلب و مقصد کو قریب کر دیتا ہے۔

ایک فاضل عصر کے نام

(ایک حدیث کی تحقیق میں)

اے فضائل و کمالات آپ! (بعد سلام مننون) یہ حدیث جو آپ نے لکھی ہے، کتاب جامع الاصولؒ میں موجود ہے، اور فقیر کے دل میں بھی محفوظ ہے۔ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ حافظ علی الصلوٰۃ الخمسہ (پانچ وقت کی نمازوں پر محافظت کر) کے اندر محافظت کر جس کے مفہوم میں حافظ علی العصرین (صبح و شام کی نمازوں پر محافظت کر) بھی شامل ہے، اُن ارکان کی ادائیگی کا غیر ہے جس پر اصل صحت کا دُور مدار ہے، بلکہ صحتِ محافظت سے مراد وقتِ مستحب میں نماز پڑھنا ہے، اور (نماز کے بعد) اُن اوراد و اذکار کا پڑھنا ہے کہ شرع میں جن کی طرف اشارہ آیا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام نمازوں کی محافظت پر جو کہ اصل صحت سے زائد ہے ترغیب فرمائی۔

جب اس شخص نے اپنے کثرتِ مشاغل کا عذر پیش کیا تو آپ نے دو وقتوں کی نماز پر اقتصار فرمادیا۔ ان دو وقتوں کی تخصیص کا نکتہ وہی ہے جو صراحت کے ساتھ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ان دو وقتوں میں ریل و نہار کے ملائکہ صبح سے دو وقت اور آدھ میں یہ حدیث موجود ہے۔

ہوتے ہیں اور ان دو وقتوں میں سے ہر ایک وقت دفعۃً لیں و نہار میں بکھا جاتا ہے، اور نمازی ان وقتوں میں چنہ گنا ثواب پاتا ہے۔ یہ (دونوں نمازیں) دارِ آخرت میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کا موجب بن جاتی ہے۔

ایسی صورت میں یہ حدیث اس امر کی جو کہ قطعاً اور نقلاً ثابت ہے یعنی فرضیت نماز پنجگانہ کی مخالفت نہیں کرتی۔

اگرچہ اجار سے ظاہری ملاقات مطلوب ہے لیکن اس ملاقات ظاہری کے ضمن میں اصلی رازِ مودت و محبت ہے، اور یہ محبت و مودت جب حاصل ہو تو قریب ہے کہ ظاہری ملاقات، میرکا۔ ہو جائے۔

مصاحبت چہ ضرور است آشنائی را

ہمنوز باد یمن محبوبتِ عربیست

(دوستی کے لیے ہم نشینی کی کیا عزورت ہے۔ (دیکھو) ابھی تک یمن

کی ہوا عرب کی خوشبو میں محو ہے)۔

مولوی عنایت احمدؒ کے نام

جو مخدوم محمد معین ٹھٹھوی کے اصحاب میں سے تھے۔

(مخدوم مذکور کی تعزیت میں)

فضائل و کمالات دست گاہ مولوی عنایت احمدؒ — اللہ تعالیٰ اُن کو
اپنی حفاظت میں رکھے۔

فیقر دلی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلام مسنون الاسلام (مطالعہ
کریں)۔

الحمد لله على العافية —

مخدوم معظم (مخدوم محمد معین ٹھٹھویؒ) کا اس جہان فانی سے انتقال
کر جانا افرادِ انسان میں خصوصیتِ نوع کے اعتبار سے بیشک ایک عام مصیبت
ہے، کیوں کہ قوت سے فعل کی طرف افراد کے درمیان سے ایک فرد کا بل برآمد
ہوتا ہے، اور یہ فرد جو کہ بالفعل انسان ہے، دوسرے افراد کے کمالِ انسانیت
تک پہنچنے کا واسطہ و ذریعہ بنتا ہے۔ یہ حادثہ ارتحال ایسا حادثہ ہے کہ غلط فہم
سے، اپنے گمراہانِ چاک اور لباسِ کبودی (نیلامانی) کر لیں اور آہ و بکا کو انتہائی

درجے پر پہنچا دیں۔ آخر کار تقدیر واجب التحقیق اور عادۃ اللہ کے جاری ہونے پر نظر کرنا جو کہ اہل کماں حتیٰ کہ انبیاء و مرسلین کے انتقال و وفات سے بھی متعلق ہے، اس آتش غم پر پانی چھڑک دیتا ہے۔

بقسم کہتا ہوں کہ یہ بات ضروری ہے کہ آدمی خود اپنے پر روتے، اور اُس اہل کماں پر نہ روتے جو کہ اس جہانِ خراب سے عالمِ اعلیٰ کی طرف کوچ کر گیا ہو۔

پھر بقسم کہتا ہوں کہ یہ بات ضروری ہے کہ آدمی کا ہر مردانہ کرے اور عورتوں والا رونا نہ روتے، اور یہ بھی بقسم کہتا ہوں کہ انسان کے لیے ضروری ہے کہ حالات کے اُلٹ پلٹ کرنے والی ذات کے شہود میں ہاتھ دھیراں ہو۔ اور اپنے احوال، اعمال اور اقوال کو فراموش کر دے۔

یہ مضمون ایک حدیث کے کلمات کے بُطون میں سے ایک نُبطن سمجھنا چاہیئے جس میں فرمایا گیا ہے: ”بیشک اللہ کی ذات کے اندر ہر مصیبت سے ایک تسلی ہے اور ہر فوت شدہ چیز کا ایک بدل ہے۔ پس اللہ سے ڈرو اور اُسی سے اُمید رکھو۔“

والسلام

مکتوب

﴿۱۴۵﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

(تمام معارف پر معارفِ تہی کل کی تریح میں)

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق
سندہ اللہ تعالیٰ۔

فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلامِ محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں۔
اپنی غایت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس کی درگاہ میں اپنی اور آپ کی
غایتِ دوامِ مطلوب ہے۔

وہ معارف جو تہی کل کے ساتھ مخصوص ہیں، حقائقِ خارجہ کی مثل ہیں اور
ذوقِ انازل کے معارف اور معارفِ ذوقِ الازل کے مرتبوں کے درمیان بہت
بڑا فرق ہے۔ مقامِ فنا و بقا کے بعد جو کہ عارفین کا مستقر ہے، تہی کل کے
پاس آرام حاصل کرنا اور حائقینِ حولِ العرشِ دہ درشتے جو عرش کے آس پاس
کو گھیرے ہوئے ہیں، کے زمرے میں داخل ہونا ہے۔ اسی وجہ سے
افضل عارفین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و علیہ افضل الصلوٰۃ
والتسلیمات کی اس دہانہ سے دایرِ باقی کی طرف رخصت ہوتے وقت یہ دوسرا

حقّی کہ اللّٰہم الرفیق الاعلیٰ

جس طرح کہ ادائلِ شباب میں شعر و شاعری اور محاسناتِ ادب میں مشغول رہنا لذیذ معلوم ہوتا ہے، اور جب عمر ادھیڑ ہو جاتی ہے تو اُن اُمور میں اشتغال لذیذ معلوم ہوتا ہے جو خارج میں موجود ہوتے ہیں، اُسی طرح ادھیڑ عمر میں احادیثِ تدبیرِ کُل کی معرفت میں مشغول رہنا بھی زیادہ لذیذ معلوم ہوتا ہے (ترجمہ شعر عربی) :

”یہ مضمون احاطہِ بیان سے باہر ہے۔ اس لیے میں اس کو بیان ہی نہیں کرتا۔ یہ ایک ایسا راز ہے کہ زبانِ نطق اس کو بیان کرنے سے گونگی ہے۔“

مولوی احمد عطائی پوریؒ

کے نام
(ترجمہ عربی سے)

اللہ تعالیٰ ہمارے فاضل بھائی مولوی احمد عطائی پوریؒ کا بھلا کرے اور
اپنے پاس والوں (یعنی فرشتوں) کے درمیان اُن کا ذکر کرے۔
آما بعد۔ میں آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور اس سے
اپنے لیے اور آپ کے لیے دین و دنیا اور آخرت میں عافیت کی دعا کرتا ہوں۔
آپ کا مکتوب گرامی پہنچا جو اشتیاقِ ملاقات کے بیان پر مشتمل تھا۔
ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے امیدوار ہیں کہ وہ ہم کو اُن لوگوں میں سے کر دے
جو اُس کی ذات سے محبت کرنے والے ہیں اور اُس کے دصال کے شائق ہیں۔
آپ نے اپنے مکتوب میں اس امر کا بھی اشارہ کیا ہے کہ آپ کو محض
اللہ کے لیے فریدِ عصرِ حجتہ اللہ فی الدھر شیخ محمد عاشق پھلتی
اللہ تعالیٰ ہمارا اور اُن کا ہو جائے۔ سے دوستی، محبت اور بھائی چارگی ہے۔
میں اس بات سے بہت خوش ہوا اور زبانِ حال نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد
گرامی ملاوت کیا، الطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ [النور ۲۶]
”طیبات، طیب لوگوں کے لیے ہیں، اور طیب لوگ طیبات کے لیے ہیں۔“

اور نظر کی گہرائی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو روایت کیا:
 ترجمہ: "ایمان کی علامات میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ کوئی شخص
 اللہ کے کسی بندے سے محض اللہ ہی کے لیے محبت کرے۔"
 کسی عارف نے فارسی زبان میں فرمایا ہے۔

تا دل بکھ باید داد تا دل زک باید بُرد
 دل دادن و دل بُردن ایں ہر دو خدا داد است

ترجمہ: (کس کو دل دینا چاہیے اور کس سے دل لینا چاہیے، یعنی کس سے
 تعلق رکھنا چاہیے اور کس سے تعلق نہ رکھنا چاہیے۔ یہ دل دینا
 اور دل لینا دونوں خدا داد امور ہیں)

اللہ تعالیٰ آپ سب سے راضی ہو جائے اور ہمیں اور آپ کو 'مقامِ صدق'
 میں 'ملکِ مقتدر' کے پاس جمع کرے۔

والسلام والاکرام

مکتوب

﴿۱۷۷﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

شاہ صاحب کے صاحبزادے سعد الدین کی

وفات پر تعزیتی خط کے جواب میں —

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر، سجادہ نشین اسلاف کرام فقیر ولی اللہ

عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت، التیام کے بعد مطالعہ کریں —

اللہ عز و جل کی حمد ہے اُس کی نعمتوں پر اور اُس کی درگاہ میں اپنی اور

آپ کی دوامِ عافیت مطلوب ہے —

حوادثِ عالم کو وجوب کے دھاگے سے باندھا گیا ہے۔ ہر حادث واجب بالغیر ہے۔ اُس عنایتِ ازلیہ کی سہقت کی بناء پر جو زبانِ شرع کی کوئی وجہ ہی نہیں ہے بلکہ صبر بھی کوئی وجہ نہیں رکھتا ہے۔ بس اب رضا (بالعقضاء) کا معاملہ رہ جاتا ہے۔ بلکہ میں (ترقی کر کے) کہتا ہوں کہ رضا بالعقضاء بھی دو مساوی اسطریشین احوالوں کے ساتھ وابستہ ہو جاتی ہے۔ (مثلاً) اگر کوئی شخص کہے کہ میں آگ کے گرم و خشک ہونے پر اور پانی کے سرد و مرطوب ہونے پر راضی ہوں تو عقل ان کلمات کے استہمال پر ہنسے گی۔

(ترجمہ شعر عربی): ”اور اللہ اس سے بھی (تعریف و توصیف سے بھی)

دراۓ اور اُہے ۔ پس میں اور زیادہ بات نہیں کہتا ہوں ، اس لیے کہ ذات پاک ایک ایسا راز ہے کہ زبانِ نطق اُس کے بیان کرنے سے گونجی ہے :

حاصلِ کلام یہ ہے کہ ہمارے تمام چھوٹے بڑے بچے بیمار ہو گئے تھے ۔
 الحمد للہ سب نے شفا پائی ، سوائے سعد الدین کے جس کی حیات کو ختم کرنے کا
 عنایتِ اولیٰ (عنایتِ ازلی) تقاضا کر رہی تھی —

اللہ تعالیٰ تمام خونخاکِ مراحل سے اور تمام مہلکِ مواقع سے خلاصی دہائی
 بخشنے —

والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

تحقیق حدیث خلق اللہ آدم علی صورۃ کی تفسیر و تریف میں

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر سجادہ نشین اسلام کرام شیخ محمد عاشق
مکہ اللہ تعالیٰ۔

فیقر ولی اللہ علی غنہ کی جانب سے بعد از سلام محبت الیتیم مطالبہ کریں۔
اپنی غایت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کی درگاہ میں درخواست ہے
کہ وہ ہمارے اور آپ کے لیے غایت کو دائم رکھے۔

آپ کے مکاتیب یکے بعد دیگرے پہنچنے اور آپ کی صحت و غایت کا حال
معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا گیا۔

حدیث خلق اللہ آدم علی صورۃ کی تحقیق کرتے ہوئے آپ نے
کھاتہ کہ جیسا کہ تدبیر کل تمام نفوس کو اپنی طرف بہت زیادہ کھینچنے والی ہے،
اسی طرح انسان کا بل بھی نفوس عامہ کو اپنی طرف بہت زیادہ کھینچنے والا
ہے؛ جس طرح کہ تدبیر کل کے فیوض و برکات اُن نفوس پر نازل ہوں و دائر ہیں
جو نفوس اُس تدبیر کل کے گرد مجتمع ہیں، اُسی طرح انسان کا بل کے فیوض و
برکات بھی اُن افراد پر نازل ہوں جو انسان کا بل کے ارد گرد جمع ہیں اور

جس طرح سے کہ تدبیر کُل جبروت کے ساتھ ملکوت کے ارتباط کا واسطہ ہے ایسے ہی انسان کا اس بھی عالم ملکوت کے ساتھ عالم شہادت کے ارتباط کا واسطہ ہے۔ یا جس طرح بھی آپ نے لکھا ہے (بہر حال مفہوم یہی ہے)

نشد کی حمد ہے اس معرفت جیدہ صمیمہ پر جو امر واقع کے مطابق ہے۔ اگرچہ اس کے ایک اور معنی بھی ہو سکتے ہیں جو مطابق واقعہ ہیں۔ وہ یہ کہ نوع انسانی تمام انواع میں اکمل و اعلیٰ ہے، اور انسان کا چہرہ اُس کے تمام اعضاء میں اُس و اعلیٰ ہے، اور عوالم کے محاذات کے اعتبار سے کہا جاسکتا ہے کہ تو اکمل انواع ہے وہ غیر مطلق کی صورت کے مانند ہے۔ اس لیے کہ تدبیر کے بھی ظاہری معنی کے علاوہ بہت سے باطنی معنی ہوتے ہیں جیسا کہ قرآن کے اندر علاوہ ظاہری معنی کے باطنی معنی بھی ہیں۔

آپ نے لکھا تھا کیا اچھا ہو اگر اعتکاف رمضان مچلت میں کریں۔ فقیر کو یہ بات کہ اعتکاف رمضان مچلت میں ہو بہت ہی مرغوب اور پسند ہے، لیکن شہر (دہلی) کے حالات کی گڑبڑ کہ ہر روز ایک نیا فتنہ گل کھلتا ہے اور ایک نئے قسم کا ڈر اور خوف لوگوں کے دلوں میں بیٹھ جاتا ہے۔ ایسی حالت میں گھر اور اہل و عیال کو یہاں چھوڑ کر کہیں چلا جانا ظاہری مسلمانوں کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ عربی کا وہی مشہور مصرعہ مناسب حال پانا ہوں جس کے الفاظ یہ ہیں :

تجری الرياح بما لا تشتهي السفن

(ترجمہ مصرعہ):

(مجھے سمجھی ہوا میں کشتیوں کی خواہش کے برخلاف چلتی ہیں)

مکتوب

﴿۱۴۹﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی

کے نام

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر، سچا وہ نشین اسلاف کرام
شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ —

فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں۔
عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے۔

آپ کو جلد کا اعتکاف مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ پئے درپئے اور مسلسل فیوض
نصب فرمائے۔ تشویش سابق کے بائے میں پورے طریقے پر کہا جا چکا ہے اس
کو پیش نظر رکھیں۔ اگر تدبیر تقدیر کے موافق ہو جائے تو پختہ ارادہ یہ ہے کہ
اعتکاف سے فارغ ہونے کے بعد میاں گل کی شرح جن کو چہل اسماء بھی کہا جاتا
ہے، لکھی جاتے۔ اور امر اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی ۷

کے نام

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشین اسلاف کرام بعد از سلام مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس سے درخواست ہے کہ وہ ہمارے
اور آپ کے لیے دوام عافیت عطا فرمائے۔

ان آیام میں جو کچھ ظاہر و نمودار ہو رہا ہے یہ سب امور ظلم الہی (کرشمہ سازی
قدرت الہی) کے احکام و آثار معلوم ہوتے ہیں (یوں سمجھنا چاہیے) گویا اس فقیر کو
محض اس ظلم کی معرفت یا اس کی تعریف (پہچاننے اور پہچان کرانے) کے لیے
پیدا کیا گیا ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ وصول مادی محض عقل میں آنے والی بات
ہنسی ہے، اس لیے کہ وصول نام ہے قوت سے فعل کی طرف خروج کا، اور خروج
حرکت ہے، اور حرکت کسی قسم کی بھی ہو، مادی نہیں ہو سکتی، مگر مادی (شے) کے
ساتھ ہو سکتی ہے۔ پس واجب ہوا کہ ایک مادہ ہو جو کہ مادوں میں بہترین ہو اور
جو بحرہ محض کا تحت بن سکے اور یہ حرکت پہلے اُسی مادے کے ساتھ ہوگی جو کہ
بہترین مادہ ہے۔

اس مکتوب میں آپ نے حرقی (جملے ہوئے اشخاص) اور غرقی (دوبے
ہوئے اشخاص) کے بارے میں پوچھا تھا۔ اس کے بعد اس سوال کا جواب لکھا جائیگا۔

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

(اُن — ایک رسالہ — سبیل الرشاد ن تہسین و تہذیب میں
اور وہ پہلے خطبہ حدیث کی باہمی تحقیق میں)۔

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ —
فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت و انتظام کے بعد مطالعہ کریں۔
اپنی غایت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور ہم اُس سے اپنے اور آپ کے لیے
دوامِ غایت کی دعا کرتے ہیں۔

رسالہ سبیل الرشاد جس کو آپ نے طریقِ اجتہاد و اثبات کے بیان میں بطور
مسودہ تحریر کیا ہے، اُس کا مطالعہ کیا گیا۔ یہ بہت ہی مفصل، صحیح اور فائدہ مند
رسالہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی تالیف پر جزائے خیر عطا فرمائے اور اس
رسالے سے مسلمانوں کو نفع عطا کرے۔

اجما برُبہتہ جب باہرِ مثال کو پہن کر تہذیبِ اعظم کے مقابلے میں اکھڑے
ہوں اور وہ تہذیبِ اعظم کے اندر اضمحلال و فنا کا قصد کرے تو دیکھنا چاہیے کہ کون
کی استعداد (تہذیبِ اعظم سے) قریب کرنے والی ہے اور کون سی صفت اضمحلالِ کلی
کی استعداد پیدا کرنے والی ہے؟ اس مقام پر اہلِ طُرُق کے وہ تمام اختلافات

ختم ہو جاتے ہیں جو فنا اور اضطلال کے قوانین کی تقیید میں اُنھوں نے کیے ہیں۔
اس مقام پر حق شک و شبہ سے ممتاز ہو جاتا ہے۔

المختصر، تہذیبی اعظم سے قریب کرنا والے اسباب میں سے ایک سبب یادداشت
میں غیبت پیدا ہونا ہے اور ایک قریب کرنے والا امر تہذیبی کھل اور غبارِ اعلیٰ
کا اس کو (سالک کو) قبول کرنا ہے اور اُس کا استحسان (اچھا جاننا) اور اس کے
راہی ہونا ہے اور ایک مُقَرَّب (قریب کرنے والا) بعض فیوضِ الہی کا تمام عالم
میں اُس کی (سالک کی) شہرت و اشاعت کے لیے آلودہ بنا ہے۔ ایک مُقَرَّب
(قریب کرنے والا) اللہ تعالیٰ سے رات دن انجاء کرنا، اپنے حَوْل و قوۃ کو گم
کرنا اور حضرت حق کے حَوْل و قوۃ کا اقرار و اثبات کرنا ہے۔ اسی طرح اور
مُقرَّبَات کو تپاس کرنا چاہیے۔

مذہبانِ تصوف میں سے ایک جماعت و جد و سماع اور اہل شوق کے جوش و
خروش کو طریقہٴ عبادت پر ترجیح دیتی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص
سرسوں کے ایک دانے کو پودے کی بامیدگی یا رنگ کی لطافت کی وجہ سے دوسرے
دانے پر ترجیح دے۔ حالانکہ معتبر حال دانہ سرسوں کا اچھی طرح توڑ دینا اور پیلنا
ہے۔ جب ردغنِ گر اُس کو امتحان کی کُٹھالی میں ڈالتا ہے اور تیل کھینچتا ہے
اور یہ تیل آگ کی سواری بن جاتا ہے تو اُس وقت حقیقت واضح ہوتی ہے۔
جو چیز بھی اس دولت کے قابل بنا دے، دوسری چیز کے مقابلے میں بہت ہے۔
اس جگہ نہ پودے کی بامیدگی کوئی اثر رکھتی ہے اور نہ رنگ کی صفائی کوئی اثر
رکھتی ہے۔

آگ میں جلنا اور پانی میں ڈوبنا اُن میں سے ہے کہ ایک فی نفسہ ایک غظیم
بلا ہے۔ اس لیے کہ یہ دونوں انسانیت کی بنیاد کو دفعۃً گرا دیتی ہیں۔ اسی وجہ

سے اس حدیث اللہم انشی اعوذ بک من الغرق و الخرق الخ میں غرق و
 خرق سے پناہ مانگی گئی ہے۔ لیکن دوسری دو صفتیں اس جگہ جمع ہو گئیں۔ ایک
 یہ کہ نغمہ (روح ہوائی) بنیہر اجزاء کے تعلق کے، جو طویل بیماریوں میں ہوتا ہے،
 باہر نکل آئی، درآں مایکہ اُس شخص کے قویٰ ابھی تک کاہل ہیں۔ دوسری صفت
 یہ کہ مومن دراصل عند اللہ مرحوم تھا۔ جب اسباب ہلاکت شدید کے محیطہ ہونے
 کی وجہ سے اُس کے بدن میں رحمت نے راہ نہ پائی تو یقینی طور پر وہ رحمت اس
 کے نفس و جان کے اندر سرایت کر گئی (اور وہ مومن مرحوم حدیث الغریق
 شہید کا مصداق بن گیا)

والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق
سلمہ اللہ تعالیٰ۔

فقر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور
آپ کو ہمیشہ عافیت سے رکھے۔

رقیمہ کریمہ پہونچا اور حقیقت مندرجہ واضح ہوئی۔ وہ مکتوب جس میں
تجلیات کا ذکر کیا گیا ہے، آپ کو اختیار ہے کہ اُس کو جس کتاب میں چاہیں درج
کردیں، لیکن اگر اُس کو کتاب قول جلی میں درج کریں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ وہ
مکتوب (مکتوبہ تجلیات) ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب آپ کے پاس پہونچے گا۔
فقر کا قصد یہ ہے کہ جو معرفت اس قسم کے کلام کی متقاضی ہو، اُس معرفت کا
بیان تفصیلی طور پر کر دیا جائے۔ یہ بات نہ ہو کہ کلام کو معارف وجود کے محال پر
بطریق اشارہ محمول کر دیا جائے۔ شیخ محمد حامد کے پاس سے دعائے مغفرت کی
گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ اُن کا کارِ خیر میں بہت کچھ حصہ ہے۔ اُمید
ہے کہ اُن کو اس کا ثواب پہونچتا رہے گا جب تک کہ اُن کے کارِ خیر کے آثار باقی
رہیں گے اور اُس سے لوگ فائدہ حاصل کرتے رہیں گے۔ والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی^۷ کے نام

تجلیاتِ سہ گانہ اور اُن علوم و معارف کے بیان میں

جوان تجلیات کے قریب ہیں

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سہادہ نشین اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق
سلمہ اللہ تعالیٰ۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، اور اُس سے آپ کی اور اپنی
دوام عافیت کے لیے دعا ہے۔ آپ کا مکتوب بہت اُسلوب پہنچا۔ وہ مکتوب
ان علوم و معارف کے اشتیاق کو ظاہر کر رہا تھا، جو اس فقیر پر ایامِ اعتکاف
میں ظاہر ہوئے۔ لہذا چند کلمات لکھے جاتے ہیں :

اگرچہ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ علوم و معارف کے ظاہر اور وارد
ہونے کے وقت دل اُن علوم و معارف کو قلمبند کرنے کی طرف مشغول و مائل نہیں
ہوتا ہے، اور اُس وقت کے بعد وہ مضامین لوحِ دل سے مٹ جاتے ہیں۔ اسی
بنام پر بہت سے معارف قلمبند ہونے اور ضبطِ تحریر میں آنے سے رہ جاتے
ہیں۔ پھر بھی ما لا یُدرک کلہ لا یُترک کلہ کو ملحوظ رکھ کر کچھ لکھتا ہوں۔

”جس کا کل حاصل نہ ہو سکے تو کل کو چھوڑا بھی نہ جاتے۔“

جانتا چاہیے کہ تجلی الہی غالباً بطیفہ ستر پر وارد ہوتی ہے۔ روح کے استخراج (ملاوٹ) کے ساتھ اور ستر اور روح کی استعداد کو تجلی کے اندر بہت زبردست دخل حاصل ہے۔ اس لیے کہ تجلی، متجلی لا (جس کے لیے تجلی ہو) کی قدر و منزلت کے مطابق ہوا کرتی ہے۔ لیکن بعض اوقات اُس تجلی کا حُلُولِ سطحیہ میں چھپا ہوا ہوتا ہے۔ بالکل اس طرح جس طرح کہ آئینہ دیکھنے والا آئینے کو تو بھول جاتا ہے اور وہ محض اُس صورت میں مشغول ہو جاتا ہے جو اُس کو آئینہ میں نظر آ رہی ہے۔ بس اوقات جس کے لیے تجلی ہو رہی ہے وہ گم کر جاتا ہے کہ یہ تجلی قبول کرنے والی استعداد کے ساتھ متعین نہیں ہے، اور فیض پہنچانے والے کے علاوہ اس جگہ کوئی سبب متحقق نہیں ہوا ہے۔ اس کو عرفِ صوفیہ میں اس طرح تعبیر کرتے ہیں کہ تجلی کرنے والے نے تہائی کی یعنی اُس ذات کی طرف نزول کیا جس کے لیے تجلی کی گئی ہے۔

کبھی کبھی بطیفہ ستر اور سطحیہ روح کی استعداد روشن اور نمایاں ہوتی ہے اور اُس تجلی کی طرف شوق و ذوق اور سطحیہ ستر کے احکام کے ساتھ اس کا (متجلی لا) کا متعین اور وابستہ ہونا خوب ظاہر ہوتا ہے۔ اُس وقت کہتے ہیں کہ متجلی لا نے ترقی کی۔ پھر یہ تجلی کبھی صورت کے ساتھ ہوتی ہے اور کبھی بے کیف ہوتی ہے۔ نفوسِ زکیہ (پاکیزہ نفوس) کے اندر بالخصوص حالتِ پدائی میں اکثر و بیشتر یہ تجلی بے کیف ہوتی ہے۔ بعض اوقات یہ تجلی اپنے مرکوز و مشع سے تہائی (نزول) کے طریقے پر ظاہر ہوتی ہے، اور جس پر تجلی ہو رہی ہے اس کی استعدادِ ششانی اُلوہیت (تجلیاتِ اُلوہیت) کے غلبہ کی وجہ سے چھپ جاتی ہے اور اُس شخص کے تمام قویٰ میں اُس کی (ششانی اُلوہیت کی) ایک کرن پڑتی ہے۔ سب نورِ تجلی سے منور اور روشن ہو جاتا ہے اور حق،

باطل سے ممتاز ہو جاتا ہے، اور یہ سب الہامات اور مکاشفات کا حکم پیدا کرتے ہیں۔ جب یہ مقدمہ واضح ہو گیا تو اب ہم اُن تین تجلیات کو جو ان دنوں میں وارد ہوئیں، قدرے تفصیل کے ساتھ اور اُن علوم کے تعین کے ساتھ جن علوم کو قوّائے متینہ و دواہم نے قبول کیا، بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بات سچتی ہے اور دہی صبح راستے کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

نخبی اول کا بیان | آخرات میں ایک وارد آیا جس نے عقل، ہر اور روح کو جنبش و حرکت دی اور ایک طرح کی حیرت نے پکڑ لیا۔ اس واقعہ کے کمالِ ظہور کے بعد یہ بات معلوم ہوئی کہ اس کی حقیقت جہر بہت کے لیے تہذیبی کُل کی کشش تھی اور جہر بہت کا تہذیبی کُل کی طرف راغب و انفعالی اور جہر بہت کا اُس کی شعاع میں محو ہونا تھا۔ جب اس حالت سے کچھ افادہ ہوا تو قوتِ متینہ و دواہم میں سے ہر ایک قوت نے اپنا حصہ قبول کر لیا۔ منغل اور امور کے ایک امر یہ ہے کہ حقیقت الہیہ نے چاہا کہ اپنے نور کو دنیا میں بھیجے تاکہ اس سے عام منور ہو جائے اور اُس نور کو قبول کرنے والا احدیتِ جمع کے علاوہ جو کہ خیال و دہم کے درمیان ہے اور کوئی نہ تھا۔

یہ نورِ اعظم (جس کا ذکر ہوا) عرشِ رحمن ہے اور اس مقام پر تین قوتیں جمع ہوئیں :

- (۱) قوتِ مجردہ — جو تجلّیِ اعظم سے حاصل ہوئی۔
- (۲) قوتِ میکہ — جو طبیعتِ فلکیہ سے برآمد ہوئی۔
- (۳) احدیتِ جمع درمیانِ خیال و دہم —

ان تینوں قوتوں کے اجتماع کے سبب سے اُس نورِ اعظم کی طبیعت نے تقاضا کیا تھا کہ اپنی صورت کو اُس نخبی لڑکے بطیفہ ہر میں نقش کر دے تاکہ نفسِ طوق

تجلی اعظم کے مشابہ ہو جاتے اور قوۃ نفسیہ قوۃ ملکیت کے مشابہ ہو جاتے اور قوت مدبر
 اعلیٰ مع درمیان خیال و دہم کے مانند ہو جاتے۔ یہی وہ مناسبت ہے کہ جو اس
 تجلی اعظم کو متعلیٰ لہ کے شعور کے اندر نقش کرنے والی ہوئی — اور اسی طرف
 اشارہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول مبارک میں کہ تحقیق اللہ تعالیٰ
 نے آدمؑ کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ اُن اُمور میں جو ظاہر ہوتے ایک یہ
 بھی ہے کہ مجھے آگاہی ہوئی کہ بادشاہ وقت اور اُس کے اضطراب و پریشانی
 کے بارے میں جو اُس کو ارکان سلطنت کے غلبے کی وجہ سے لاحق ہے، کچھ
 کہنا چاہیئے (اُس کی تفصیل یہ ہے کہ) عالم ملکوت سے اس مضمون کا اشارہ
 ہوا کہ بادشاہ کو اس حالت میں آیۃ فان تولوا فقل حسبی اللہ لا اِلٰہَ اِلَّا
 ہُوَ عَلَیْہِ تَوَكَّلْتُ وَ ہُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ سے تمکنت و توکل کرنا چاہیئے۔
 یہ تمکنت و توکل نافع ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ بادشاہ کو آخر شب میں ہتھمہ
 کی نماز کے بعد آیۃ مذکورہ کی تلاوت کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ (اسی خاطر آگاہی)
 کے ضمن میں معلوم ہوا کہ اللہ کے ایک بندوں کی جماعت اس کام کے لیے
 مقرر ہے کہ وہ اللہ سے بادشاہ وقت کے تسلط اور غلبہ کے واسطے دعا کرے۔
 منجملہ اور باتوں کے ایک یہ بات بھی ہے کہ ایک شخص کے جواب میں جس نے مجھ
 سے سوال کیا تھا کہ تمہاری نسبت صوفیہ کی نسبتوں میں سے کس نسبت سے
 مناسبت رکھتی ہے؟ (اس کے جواب میں مجھے آگاہی دی گئی کہ) یوں کہنا چاہیئے
 کہ اس جگہ کوئی نسبت نہیں ہے۔ مدنی اعظم نے ہمارے نفس میں اپنا
 ایک نمونہ قائم کر دیا ہے؛ بس اُسی کی بقاء اور استحکام مطلوب ہے اور وہ بھی
 اُس کے نمونہ ہونے کی حیثیت سے نہ کہ کسی اور حیثیت سے —
 یہ امر بالشیخ دوسرے فوائد بھی اس عالم میں چھوٹے گا۔ اسی خاطر

(آگاہی) کے ضمن میں یہ بات واضح ہوتی کہ اس کیفیت کو نسبت کہنا اور صوفیہ کی نسبتوں میں سے اُس کے مناسب کوئی نسبت ڈھونڈنا محض طمعِ خام ہے۔ جس نے جانا اُس نے جانا اور جس نے نہ جانا اُس نے نہ جانا — سمجھنے کے قابل باتوں میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ اُس میں نورِ اعظم کی ایک عجیب کیفیت پائی گئی۔ ذوقِ الازل کے علوم میں سے ہر ذوق جو اس حالت میں یاد آیا وہ سب اس نور میں دکھائی دیا۔ جس طرح کہ مجلسِ دُصُصُفِ آیتنے کے اندر صورتیں دکھائی دیتی ہیں۔ لیکن اس معنی میں نہیں کہ وہ نورِ ازل صورت کے لیے ظرف ہو بلکہ یہ نور دہی حقیقت بن جاتا ہے اور اُس رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔ ان نہرِ نیلیوں کے ضمن میں یہ بات جانی گئی کہ تمام اولیاء اللہ کے اندر اسی نورِ اعظم سے ذوقِ الازل پیدا ہوتا ہے۔ جب وہ ذوقِ الازل کی چھپی ہوئی استعداد رکھتے ہیں تو اگرچہ یہ آئینہ (نورِ اعظم) اُن کی نظر سے غائب ہو تب بھی اولیاء اللہ جانتے ہیں کہ اُن کی نظر بغیر آیتنے کے واسطے کے حقائقِ اذلیہ پر پڑی۔

تجلی دوم کا بیان | لطیفہ قلب کی ایک تاثیر واقع ہوئی اور اُس کو حیرت نے گھیر لیا۔ کمالِ تاثیر کے بعد لطیفہ قلب تہذیبی کُل کے

نور میں گم ہو گیا اور ایک عجیب اضطراب پیدا ہو گیا۔ جب اس حالت سے انقاذ ہوا تو چند علوم مقام کے مناسب قوتِ متینہ اور قوتِ داہمہ میں ظاہر ہو گئے۔ ان علوم میں سے ایک یہ ہے کہ اس تجلی کو فیض پہنچانے والی تہذیبی کُل بے اعتبارِ خاص — اور یہ اعتبارِ خاص فلکِ اعظم کی قوتِ منقطعہ کے وسط میں تہذیبی کُل کے قیام کا سبب ہے۔ بالکل اس طرح جیسے کہ انسان کے قویٰ میں دل کی حیثیت ہے۔ اس لیے کہ نفس کُل اکانات کے اندر پورے طریقے سے تدبیر کرنے والا ہے اور یہ (نفس کُل) قوتِ منقطعہ کے نقطوں میں سے ایک

ایسا نقطہ ہے جو تمام نقطوں کا رئیس کہا جاتا ہے۔ وہ قوت مجزہ جس کو میں تجلیٰ غیر کہتا ہوں اُس نے اس نقطے کو اپنا عرش بنایا ہے۔ اسی نسبت کی وجہ سے یہ تجلی محاذاتِ قلب پر واقع ہوئی۔

قابلِ تحریر باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ بعض علوم زمانہ سابق میں شامل ہوئے اور بعد میں آنے والے زمانے میں اُنھوں نے فیض پانے والوں کی استعداد کی (کمی) کی وجہ سے اجنبیت کا لباس پہن لیا۔ یعنی وہ علوم ہر اکل غیر معروف اور اجنبی ہو گئے۔ مثال کے طور پر نسبتِ اویسیہ جو زمانہ سابق میں 'نواہ بہ نسبت انیٰ خصل بشر' خواہ یہ نسبت ملاہ اعلیٰ (ملائکہ) ایک ایسا امر تھی جو شان اور دَرجت اور یہ نسبت اویسیہ در حقیقت ولایتِ صغریٰ میں ہے۔

سہرند (دسرمند) کے بعض مشائخ متاخرین کو اس نسبتِ اویسیہ کی حقیقت ایک قسم کی فناء و بقاء کے بعد مستحق ہو گئی اور یقیناً طور پر چونکہ وہ نسبت ان کمالات فناء و بقاء کے بعد تھی اس لیے اس کے اندر بعض مشائخ سہرند نے زیادہ رونق اور زیادہ حُسن محسوس کیا۔

اس کی مثال یوں سمجھیں چاہیے جیسے کہ ایک شخص جاہل ہے اور ایک حکیم ہے۔ ان دونوں نے ایک درخت پایا۔ جاہل شخص نے اُس درخت کے پتوں 'پھلوں اور پھلوں کی سرہر اپنی نظر کو محدود رکھا' اور حکیم نے درخت کی قوتِ نابیہ (نشو و نما دینے والی قوت) اور قوتِ فاذیہ (غذا لینے والی قوت) اور ان دونوں قوتوں کے واسطے سے اطرافِ درخت میں مادہٴ مجذہبہ کی تقسیم کو ملاحظہ کر کے لطفِ حاصل کیا۔ ان دونوں نے اُس ایک ہی درخت کو سرسری طور پر دیکھا لیکن حقیقت کے اعتبار سے کہا جاسکتا ہے کہ جاہل نے ایک علیحدہ درخت دیکھا اور حکیم نے ایک دوسرا درخت دیکھا۔ ان دونوں کے دیکھنے میں بڑا فرق ہے۔

اس بناء پر درویشوں نے خیال کیا کہ ولایتِ علیا اور ولایتِ نبوت ایک اور ہی چیز ہے، اور یہ اُس نسبت کی غیر ہے جس کو اہل طریقت ولایتِ صغریٰ میں حاصل کرتے ہیں۔ جب علوم کا فیضان دُورہ حاضر کے مسطر پر واقع ہوا تو ٹھیک ٹھیک واضح اور صاف ہو گیا کہ یہ (ولایتِ علیا اور ولایتِ نبوت) وہی نسبت ہے (جس کو اہل طریقت نے ولایتِ صغریٰ میں کسب کیا ہے) اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ لیکن اس سبب سے جس کو ہم نے ابھی ابھی بیان کیا ان درویشوں کے نزدیک یہ نسبت اصلی اور ظلی دو قسموں پر منقسم ہو گئی۔ ایسے ہی جب ذوقِ الازل کے بعض مسائل نے درویشوں کو اس دور کے مناسب (حال) بسط و تفصیل کے ساتھ اپنا جلوہ دکھایا تو انھوں نے جانا کہ ان مسائل کا فیضان پہلے ہی سے ہے۔ اور حقیقت میں بات یہی ہے۔

بمختار ان باتوں کے (جو قابلِ تحریر ہیں) یہ بات بھی ہے کہ ملتِ انبیاء میں اور طریقہ ادبیاء میں فقط علومِ الازل ہی مراد و مقصود نہیں ہیں، بلکہ مراد و مقصود اس تہذیبی کُل کا قُرب اور اُس کے اندر اضمحال اور گم ہو جانا ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ نورِ تہذیبی کُل بعض نفوس کے اندر اس بات کو پاتا ہے کہ وہ نفوس حظیرۃ القدس میں داخل ہونے کے قابل ہیں، تو یقینی طور پر نورِ تہذیبی کُل ان نفوس کو اعمال اور توجہاتِ تنبیہ کے ذریعہ سے تربیت یافتہ بنا دیتا ہے اور رفتہ رفتہ اُس مقامِ بندہ تک پہنچا دیتا ہے۔ یہی لوگ 'مقربون' ہیں۔

یہ نورِ تہذیبی کُل (دوسروں کو اُن نفوسِ قدسیہ کے دامنوں سے وابستہ کر دیتا ہے اور ان کو ان پاکیزہ نفوس کا مقلد بنا دیتا ہے تاکہ یہ دوسرے لوگ بھی اس سعادت سے جو اُن کے مناسب حال ہو کامیاب ہوں۔ یہ دوسرے لوگ بھی 'اصحابِ الیمین' ہیں۔

اعمال و اذکار اور توجہاتِ تنبیہ ہی عمدہ افعال ہیں نہ کہ ذوق الازل اور ربطِ حادث باقدیم کے معارف۔ اگر یہ حاصل ہوں تو بہتر اور نہ حاصل ہوں تو بہتر۔

تجلی سوم کا بیان | یہ تجلی تلاوتِ قرآنِ عظیم کے وقت میں واقع ہوئی۔ (صورت یہ پیش آئی کہ) سیطِ عقل کو ایک جنبش ہوئی اور اضمحلالِ متعقّق ہوا۔ اس حالت سے افاقے کے بعد چند علوم ظاہر ہوئے۔ اس تجلی کی سن جملہ اور باتوں کے ایک یہ ہے کہ اس تجلی کا نزول ایک خاص مقام سے ہے، اور وہ مقام صورتِ انسانہ کے اندر مدّتی کھل کی گہری نظر کا ہونا ہے۔ نیز وہ استعدادِ جلی ہے کہ تمام افرادِ انسانہ اس میں متحد و متعقّق ہیں، اور وہ طاری ہونے والی حادثات ہیں جو ان افرادِ انسانہ کو پیش آتے ہیں۔ ان حوادث کا علاج اور اُن کی اصلاح کرنے والی تدبیرِ مُسَامِت (مقابل) اور مُسَامِت (جس کا مقابلہ کیا گیا ہو) دونوں کا، ان تینوں مذکورہ قوتوں (قوتِ محرکہ، قوتِ یکتہ اور احدیتِ جمع درمیان خیال و وہم) میں جمع ہونا ہے جیسا کہ ہم نے تجلیِ اول کے بیان میں تحریر کیا ہے۔

لہذا تلاوتِ قرآنِ مجید کے وقت، ایک عجیب شان رونما ہوئی، اور اضمحلالِ متعقّق ہوا۔ اس کے بعد وہ دونوں (مُسامِت اور مُسَامِت) باہم مل گئے اور تینوں اذوں (قوتوں) سے بَلَّتْ وَ کَثُرَتْ (بطورِ قنّت و کثرت) عجیب صورتیں ظاہر ہوئیں۔

آیاتِ قرآنی ان تمام بھیدوں کی جامع ہیں، جب تک کہ زمانہ اور اہل زمانہ موجود ہیں (یعنی قیامت تک) حق تعالیٰ مُسکّر ہے، اور آیاتِ قرآن اُترنے والے کلماتِ حق ہیں، لیکن لسانِ الغیب کے ترجمان حضرت محمد خاتمِ الرُّسل

صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اس لیے کہ یہ تینوں مذکورہ قوتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر کامل اور وافر طور پر تھیں۔ دوسرے آپ کے دسترخوانِ نعت کے ریزہ چین ہیں۔

بمقد اور باتوں کے ایک یہ بھی ہے کہ نبوت اور نزولِ قرآن محض تعلیمِ علم نہیں ہے۔ جس طرح کہ مُدَبِّرِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (اللہ تعالیٰ) صُور جو ہر یہ میں سے کسی صورت کو معدوم کر دیتا ہے اور ایک دوسری صورت کو پیدا کر دیتا ہے۔ اسی طرح عالمِ ملکوت میں شرائعِ تکلیفہ کی صورتیں پہلے صورتِ روحیہ میں، پھر صورتِ دہیہ میں اور پھر صورتِ خیالیہ میں منصوّر اور متشکّل کر دیتا ہے اور طبقاتِ ملائکہ ملکیت کے ادنیٰ اور پچھلے طبقے تک سب کے سب اسی رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں اور اسی کی مشابہت سے اُن کو الہام و انوار کیا جاتا ہے۔ پس اگر کسی جاہل نے شرائع (شریعتوں) کا انکار کیا یا شریعت کی باتوں کی بے جا اور ناحق تاویل کی تو اگرچہ وہ اصابتِ حق کا (حق تک پہنچنے کا) قصد ہی کیوں نہ رکھتا ہوگا، ضرور ماغوذ ہوگا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ موسمِ مرطوب ہے اور آسمان سے زمین تک سب چیزیں بھیگی ہوئی ہیں اور (ایک شخص خواہ مخواہ) یہ گمان کرتا ہے کہ موسمِ گرم ہے اور اُس کے اندر انتہائی گرمی اور خشکی ہے۔ یہ فاسد اور غلط اعتقاد اس کو کچھ نفع نہیں بخشتا اور مرطوب ہوا کی وجہ سے اُس شخص کی تکلیف روز بروز بڑھتی چلی جاتی ہے اور بیماریاں اُس کے اندر عفونت میں دم بدم اضافہ کرتی رہتی ہیں۔

تجلیاتِ سہ گانہ کے سلسلے میں یہ آخر کلام ہے —

و الحمد لله تعالى أولاً و آخراً و ظاهراً و باطناً

مکتوب

﴿۱۵۴﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی

کے نام

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق
سلمہ اللہ تعالیٰ۔

فیقر ولی اللہ علی غنہ کی طرف سے سلامِ محبت التزام کے بعد مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کی درگاہ میں اپنے اور آپ
کے لیے دوامِ عافیت کی درخواست ہے۔

آپ کا رقیمہ کریمہ پہونچا، جو کچھ اُس میں لکھا ہوا تھا واضح ہوا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ
شرحِ مائتہ صغریٰ عنقریب پہونچے گی، اور بعد ازاں شرحِ ہیاکل تدقی اعظم روانہ
کی جائے گی۔

شاہ محمد عاشق پھلتی ۷ کے نام

(حدیث کنت کنزاً مخفیاً کی معرفت کی تحسین اور چند تحقیقی مضامین:

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشین، اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔
 فقیرِ دلی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبتِ منشاء کے بعد مطالعہ کریں۔
 اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس کی درگاہ میں اپنے اور
 آپ کے بے دوام عافیت کی دُعا ہے۔

(اس زمانے کے) عجائبِ احوال میں سے ایک یہ ہے کہ جس دن یہ فقیر
 برہنہ ضرورتِ اکبر آبادی مسجد کی طرف گیا، اور اس لیے گیا کہ (ہمارے) آس پاس
 کے تمام مکانات خالی ہو گئے تھے، تو دو فرشتے بابا فضل اللہ کشمیریؒ کو جو ایک
 صالح نوجوان ہیں، اور فقیر کے دوستوں میں سے ہیں، خواب کے اندر نظر
 آئے، اور اُن فرشتوں نے اُن سے کہا کہ اے شخص تو حویلی میں کیوں بٹھرا
 ہوا ہے، اس وقت ہم حویلی کی حفاظت کے لیے آئے ہیں۔ بعد ازاں جب
 کوئلہ (فیروز شاہ) بادشاہ کے آدمیوں کے ہاتھ میں آگیا تو وہ دونوں فرشتے
 نمازِ فجر کے بعد اس فقیر کی نظر میں منتقل ہوئے اور انھوں نے کہا کہ اب ہم

رخصت ہوتے ہیں۔ اُسی روز ہم نے اپنے بعض خادموں سے کہا کہ وہ حویلی میں رہیں۔ چنانچہ وہ ایک مدت تک دن میں تو رہتے تھے، مگر رات کو نہیں رہتے تھے۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ وہاں جو واقعہ گذرا وہ اسی قبیل (یعنی محی نفلت) کے قبیل کا تھا۔ ہر سال مکان کی چٹائیاں اور چار پائیاں تبدیل کی جاتی ہیں، اور یہ سب انتظام خادموں کی محافظت کے زمانے میں بھی رہا، اور جس زمانے میں کہ محافظت میں کمی تھی، اُس وقت بھی رہا اور ان دوفرشتوں کی (محافظت والی) بات صحیح ثابت ہوئی۔

آپ نے لکھا تھا کہ اس حدیث (قدس) کُنْتُ كَنَزًا مَخْفِيًا فَاحْبَبْتُ أَنْ أَعْرِفَ الْخَلْقَ کے معنی میں غور کرنے سے معلوم ہوا کہ ظہور آدم ظہور کثرۃ الہی کا ہم وزن ہے۔ شرطیت وجود کثرت میں قطار و قدر نے تخلیق آدم کے اندر قوتِ ملکہ اور قوتِ ہمت کو بارم ملادیا اور اس ترکیب سے انوار کائناتِ بشریہ اور اطوار تجنیاتِ الہیہ نے جلوہ فرمایا۔ اسی بناء پر یوم القیامہ کی جزاء کا عالم ظاہر ہوا۔ آپ نے سچی اور اچھی بات کہی۔ آپ کی حق کی طرف رہبری کی گئی ہے اور آپ سچائی کے ساتھ بولے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے یہ سب باتیں (جو آپ نے لکھی ہیں) صحیح ہیں۔

آپ نے اولادِ ائمہ اہل بیتؑ کے بارے میں بھی استفسار کیا تھا۔ یہ مضمون بہت طویل ہے۔ مختصر یہ ہے کہ سادات کے بارۂ قبیلے میں جس طرح کہ بنی اسرائیل کے بارۂ قبیلے تھے۔ چھ قبیلے اولاد حضرت امام حسنؑ سے اور چھ قبیلے اولاد حضرت امام حسینؑ سے ہیں۔ اس لیے کہ حضرت امام حسنؑ کی اولاد دوا جزاؤں سے باقی رہی۔

مع ترجمہ "میں ایک چمپا ہوا خزانہ تھا" پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں! (الحمد للہ) (حدیث قدسی)

زید بن الحسنؑ۔ اُن سے ایک قبیلہ پیدا ہوا اور حسن بن الحسنؑ سے اُن سے پانچ قبیلے پیدا ہوئے۔ حضرت امام حسینؑ کی اولاد سے سوائے حضرت زین العابدینؑ (علیؑ) کے اور کوئی باقی نہیں رہا تھا اور حضرت زین العابدینؑ (علیؑ) سے چھ لڑکے باقی رہے۔ محمد باقرؑ، عبداللہؑ، زید شہیدؑ، حسین المنصورؑ، عمر اشرفؑ، علی بن علیؑ (ابن حسینؑ)۔ پھر ان میں سے موسیٰ بن عبداللہؑ، جونؑ، ابن حسنؑ اور موسیٰ بن جعفر ابن محمدؑ، ابن علیؑ، ابن حسینؑ، یہ دونوں غیر مشہور ہیں۔ مگر چار نسب ایسے ہیں کہ نسب اُن کی اولاد کی فروغ کی تعداد بیان کرنے میں عاجز ہیں۔

اس فیئر (ولی اللہ) نے جب غور کیا تو ہندوستان میں اکثر بطون سادات کو ان ہی میں سے متفرع پایا مگر اولاد حضرت امام حسنؑ کہ ان میں سے بعض متفرع ہیں اور بعض نہیں ہیں۔

امام محمد باقرؑ کی اولاد سے امام جعفر صادقؑ کے علاوہ کوئی باقی نہیں رہا۔ اور امام جعفر صادقؑ سے پانچ لڑکے باقی رہے۔ موسیٰ (کاظمؑ)، اسمعیلؑ، محمد (جہانگیرؑ)، مقب (مامونؑ)، علی طریضؑ اور ایک اور (اسحق موسیٰؑ)۔ امام موسیٰؑ سے قیسؑ کے قریب اولاد ہوئی۔ ان میں سے بعض کی اولاد چلی اور بعض کی نہیں چلی اور امام علی رضاؑ (ابن موسیٰ کاظمؑ) سے ایک لڑکا ہوا جن کا نام محمد تقیؑ تھا۔ امام تقیؑ سے دو لڑکے ہوئے۔ علی نقیؑ اور موسیٰ کبیرؑ۔ اور علی نقیؑ کے دو لڑکے حسن ہادیؑ (حسن عسکریؑ) اور جعفر زکویؑ۔ جعفر کی اولاد بہت ہے اور حسن ہادیؑ (حسن عسکریؑ) کی نسل نہیں چلی مگر بقول شیخ ایک صاحبزادہ محمد تھے جن کو وہ مہدی ثابت کرتے ہیں۔

یہ سلسلہ سخن عجلت کی حالت میں اسی قدر لکھ کر ختم کرتا ہوں۔

والسلام

مکتوب

﴿۱۵۶﴾

ایک عزیز (دُرُویش)

کے نام

الحمد لله و السلام على عباده الذين اصطفى

نامہ مشکیں شامہ معدنِ اخلاص اور موطنِ اختصا ص سے چل کر
 فقیر کثیر التفتیر کے پاس پہنچا۔ ہر چند وہ نامہ گرامی اپنے منبع و منہر
 (لکھنے والے) کی اچھائی پر دلالت کرتا تھا، لیکن تعریف و معرفت کی زبان
 اخفار اور پوشیدگی اور اعلان و اظہار دونوں کی طرف اپنا رخ رکھتی تھی۔
 بہ کیف اس فقیر کی طرف سے اس مکتوب کے جواب میں دعائیں ہمیش
 کی جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ (ہماری اور آپ کے درمیان) غیبیہٗ کے پردے کو اٹھا کر بخوبی
 کی حقیقت کو نظر ہر کرے اور اجنبیت کے پردے کو ہٹا کر معرفت کی حقیقت عطا
 کرے۔

والسلام

مکتوب خواجہ محمد امین ولی الہی کشمیری

بنام

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

(اس کے جواب میں اگلا مکتوب ہے)

حضرت خواجہ عابد اللہ احرار قدس سرہ نے اپنی کتاب فقرات میں چند اشعار عدم شعور عارف کے استحقاق کے بارے میں لکھے ہیں اور ان اشعار میں حق سبحانہ و تعالیٰ کے حضور میں اپنا سوال پیش کیا ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے احقر کی طرف سے حضرت والا کی خدمت میں عرض کیا گیا تھا اور حضرت خواجہ عابد اللہ احرار نے (اس مقام پر) اپنے اُن اشعار کے معانی و مطالب کو لکھنے کی طرف اشارہ اجمالیہ بھی کیا ہے۔ چنانچہ ان اشعار کو پیش کیا جاتا ہے۔

داد چاروبے بدستم آن نگار	گفت زین دریا براہیگر آں غبار
آب آتش گشت و چاروبم برخواست	گفت زین آتش تو چاروبے برآر
کردم از حیرت بکودے پیش او	گفت بے ساجد بکودے خوش بیار
آہ بے ساجد بکودے چون بود	گفت پیچون بائند اُفے خار خار

حضرت خواجہ احرار کی طرف سے اُن اشعار کے متعلق یہ افادہ ہے کہ چاروب یعنی جھاڑو سے مراد نسبت ذکر ہے کہ ادیب کی طرف سے طالب کو پہنچتی

ہے تاکہ کثرتِ ذکر کے سبب غیر حق سبحانہ (غیر اللہ) کی جانب توجہ کے غبار سے دل کو آزاد کر دے۔ دل جب غیر اللہ کی گرفتاری سے چھٹکارا پا گیا تو اس کو (دل کو) تصرفِ جذبہ کی شایستگی حاصل ہو جاتی ہے اور اسی تصرفِ جذبہ کو آتش (آگ) سے تعبیر کیا گیا ہے، یہاں تک کہ طالب اس تصرفِ جذبہ کے ذریعہ اپنی ہستی کو ہوم کی زحمت و تکلیف سے آزاد ہو کر نسبتِ فعل و صفت سے بلکہ غیر حق کی ہستی کی نسبت سے بھی آزاد ہو کر بحرِ شہود میں اس طرح مستغرق ہو جاتا ہے کہ صُدورِ فعل کے وقت اور وجود کے ساتھ موجود ہونے کے اوصاف سے متصف ہونے کے وقت اُس کا فعل، فعلِ حق سبحانہ سے اور اس کی صفتِ شہود ذاتِ حق سبحانہ سے محبوب اور پوشیدہ نہیں ہوتی۔ انتہی۔

احقر امیدو رہے کہ جو کچھ موجودہ حالت میں ہو سکے، اس مضمون کی تحقیق اپنی اصطلاحِ عالی کے موافق اور اپنے وجدانِ کرامت ترجمان کی رُو سے آپ کے قلم فیض، قلم کی زبان سے ظاہر ہو جائے۔

خواجہ محمد امین ولی اللہی کشمیری کے نام

(اشعارِ مذکورہ کی تشریح میں)

الحمد لله و السلام على عباده الذين اصطفى

دیباچے مراد وجودِ مُبَسَّط ہے، موجودات کی شکلوں پر، کہ جس نے اپنی صفتِ وحدت سے تمام موجودات اور کائنات کو گھیر لیا ہے، اور جاروب سے مراد کلمہ "لا اِلهَ اِلاَّ اللہ" کا ذکر ہے جو کہ باطلِ معبودوں کی نفی کرتا ہے جس طرح جھاڑو گھر سے غبار اور خس و خاشاک کو دور کر دیتی ہے۔ پس شروع میں اہل ارشاد و سلوک محبوبِ حقیقی کی نیابت میں سالکوں کو نفی و اثبات کے ذکر کی تلقین کرتے ہیں تاکہ باطلِ معبودوں کی نفی ہو جائے۔ اگرچہ حقیقت میں کوئی باطل موجود نہیں ہے۔ جو کچھ بھی ہے وہ ایک وجود ہے، اور جتنی موجودات ہیں، وہ وجودِ حق میں متلاشی ہیں اور ذکرِ نفی و اثبات غیر کے تمقل و تصور پر دلالت کرتا ہے۔ پس اہل ارشاد کے خطاب و کلام کا مضمون و مطلب یہ ہوگا کہ دیباچے جو کہ محلِ گرد و غبار نہیں ہے، ایک گرد و غبار اٹھانا چاہیے۔ پس جب سالک توجیدِ حقیقی سے مشرف ہو گیا تو اثباتِ غیرت کا قلع و قمع ہو گیا اور نفی بیکار ہو گئی۔ پانی آگ ہو گیا اور اُس آگ نے میری

جھاڑ کو جلادیا، کے یہی معنی ہیں۔ یعنی صفتِ وحدت کی تجلّی نے نفیِ ذاتیات کو بیکار کر دیا۔ اس کے بعد اہل ارشاد نے محبوبِ حقیقی کی نیابت میں فرمایا کہ شہودِ وحدت پر موافقت کرنی چاہیئے، تاکہ ذرائع بشریہ غائب ہو جائیں اور اخلاق اللہ کے ساتھ متصف ہونا نصیب ہو جائے۔ ”اگ سے ایک جھاڑو کے نکالنے“ کے یہی معنی ہیں۔

چونکہ سالک پر غلبہٴ توحید (وجودی) ہو گیا تھا، اس لیے اس کو ایک قسم کی حیرت نے گھیر لیا اور وہ حیرت مجہود تھی۔ اس لیے کہ اس جگہ منظرِ بالذات نظر ہر مجتہد کی جانب ایک میلان رکھتا ہے۔ اور یہی معنی بحد سے کے ہیں۔ اس کے بعد فنا الفناء مطلوب ہے اور فنا الفناء یہ ہے کہ توجہ کا بھی سٹور نہ ہو۔ ”بے ساجد جوئے خوش بیار“ کے یہی معنی ہیں۔

اس جگہ ایک اشکال پیدا ہوا کہ توجہ اپنے نفس کے اندر علوم کو متسلزم ہے۔ اس لیے کہ توجہ دو چیزوں کے درمیان ایک نسبت کا نام ہے۔ اس اشکال کا حال خود اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے میرے قلب پہ وارد ہوا کہ اس اشکال کی بنیاد علومِ حضوری کا علمِ حصولی کے ساتھ خلطِ ملط ہونا ہے اور نہ ذاتِ شے کا علمِ حصولی نزدیک ذات ہے اور نہ حضور بھی وہی ذات ہے۔ اس جگہ اتحادِ حقیقی ہے اور اعتبارِ دُویٰ ایک بسیط حالت ہے جو کہ کثرتِ نسبت کی گنجائش نہیں رکھتی۔ ورنہ حالتِ موجودہ بینِ اشیائیں (دو چیزوں کے درمیان) نازل ہونے والی حالت اور اُس کے مانند حالت سے تعبیر کی جا سکتی ہے۔

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر، سجادہ نشین، اسلافِ کرام، شیخ محمد عاشق
سلمہ اللہ تعالیٰ۔

فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلامِ محبت انتظام کے بعد مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس کی بارگاہ میں اپنے اور
آپ کے لیے دوامِ عافیت مطلوب ہے۔

آپ کا مکتوب بہت اُسلوب پہنچا اور احوالِ مرقومہ واضح ہوئے۔
ان شاء اللہ تعالیٰ اس مکتوب کے بعد ایک اور مکتوب بھیجا جائے گا جو مُنہج
اور مفصل طور پر ہوگا، اور اُن بہت سے اِشکالات و شبہات کے جوابات
پر مشتمل ہوگا جو اہل زمانہ کو پیش آتے ہیں۔ چاہے وہ شبہات اِہیات میں
ہوں چاہے سَمِیات میں ہوں۔

والسلام

مکتوب

﴿۱۶۰﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر، سجادہ نشین، اسلافِ کرام، شیخ محمد عاشق
سلمہ اللہ تعالیٰ۔

فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں۔
 اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کی جناب میں درخواست ہے
 کہ وہ ہمارے اور آپ کے لیے عافیت کو دائم و برقرار رکھے۔
 کتاب اِزالتِ الخُفَّاء عنِ خلافتِ الخُفَّاء اُدھوری پڑی ہوئی ہے۔ اس
 وقت صحیح ترمذی ختم ہونے کے قریب ہے اور قصہ یہ ہے کہ درس ترمذی
 کے بعد اسی کتاب (اِزالتِ الخُفَّاء) کا درس دیا جائے گا۔ اسی وجہ سے میں
 کتاب ریاضِ لُفُت نہ بھیج سکا۔

ان آیام میں دیوان ابنِ فارض کی شرح حاصل ہوئی ہے جس نے
 اس دیوان کی دوسری چھوٹی شرح کے مسودے سے مستفنی کر دیا۔ اس لیے کہ
 اس شرح میں ایک عجیب و غریب تحقیق ہے جو حسبِ دل خواہ ہے اور تصوف
 کی جو تحقیق ہمارے پیشِ نظر ہے وہ دو صنفوں میں آ سکتی ہے۔
 والسلام

مکتوب

۱۶۱۵

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر، سجادہ نشین اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق
 سلمہ اللہ تعالیٰ۔

فیقر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں۔
 آپ کا رقیہ کریم پہنچا۔ چونکہ وہ شیخ محمد ماہ کی وفات کی خبر دینے والا
 تھا، اس لیے تاثیرِ بلین کا سبب ہوا (یعنی اس کو پڑھ کر دل بہت متاثر اور غلگن
 ہوا) حقیقتہً وہ اپنی جگہ پر ایک بے نظیر آدمی تھے۔ اللہ تعالیٰ صبرِ جمیل کے ذریعہ
 سے دلوں کی پریشانیوں کو دور فرماتے۔
 والسلام

مکتوب

﴿۱۶۲﴾

حافظ جارا اللہ (بیجانی) کے نام

(ان دنوں میں لکھا جب مکتوب: ایہ حج کے لیے ملک عرب کو گئے تھے)

(ترجمہ عربی سے)

اللہ تعالیٰ ہمارے بھائی حافظ جارا اللہ کے ساتھ اچھا معاملہ کرے، اور
اُن کو اس مقام تک پہنچاتے جس کی اُنہیں تمنا ہے۔
بعدِ سلام کے ہمارے بھائی کو واضح ہو کہ میں اور میرے اہل و عیال
الحمد للہ عافیت و سلامتی کے ساتھ ہیں۔

آپ کا مکتوب مجھے ملا۔ اس کے مضمون پر مطلع ہوا اور ان مشقتوں کے
بھی آگاہ ہوا کہ جو آپ نے عمان والے شخص کی تلاش میں برداشت کیں،
اور جن سے آپ کی ملاقات نہ ہو سکی اور آپ کو جن کی کوئی خبر نہیں ملے۔
اللہ ہی کے لیے ہے آپ کی خوبی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔
اس لیے کہ آپ کی کوشش اللہ اور فی اللہ تھی۔ شاید اس میں کوئی بھید ہو، جس
سے آپ لوگ بعد کو عنقریب واقف ہو جائیں گے۔ اب آپ ان صاحب کی طلب
میں زیادہ کوشش نہ کیجیے۔ اس لیے کہ آپ نے پوری پوری کوشش کر لی یہ سمجھ لیجیے
کہ وہ شخص مطلوب ایک لائسنس قدر کے بوڑھے ہیں، سیاہ رنگ کے ہیں، نابزد
کے لباس میں رہتے ہیں اور علم کے لحاظ سے مشہور لوگوں میں سے نہیں ہیں۔

وہ صاحب گناہ ہیں اور چھپے ہوئے ہیں۔ آپ نے جتنی تلاش کر لی، اُس سے زیادہ تلاش نہ کریں۔

فقیر ہمیشہ حج کو سعادت خیال کرتا ہے اور وہ واقعی سعادت کی بات ہے، اور قلب بھی حج کا ارادہ کرتا ہے، لیکن کثرتِ عیال، قلتِ مال، عنیفِ سلطنت اور راستے کے اسن و امان کا نہ ہونا، ہمارے ارادے میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔ اللہ ہی کے ملنے شکایت کی جاتی ہے اور اُسی سے مدد مانگی جاتی ہے۔ الحمد للہ! آپ حج و زیارت سے فارغ ہو گئے۔ اب بہتر یہ ہے کہ آپ اپنے وطن (پنجاب) کی طرف لوٹ آئیں، ورنہ حرمین شریفین کے آنے والے علماء و صالحین کے اخبار و حالات لکھیں۔

والسلام

مولوی عاقبت محمود پیش امام کے نام

نماز کی فضیلت کے بیان میں

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر شیخ مولوی عاقبت محمود سلمہ۔۔۔۔۔ فقیر ولی اللہ
عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت التزام کے بعد مطالعہ کریں کہ۔۔۔ اللہ تعالیٰ کی توحید
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت و اقرار کے بعد اسلام کے ارکان
میں سب سے بڑا ارکان نماز ہے اور ترویج اسلام کا سب سے پہلا مصداق
نماز پنجگانہ کا قائم کرنا اور اشاعت نماز کے سلسلے میں کوشش کرنا ہے۔ پس
لازم ہوا کہ مسجد کے اماموں کی وجہ معاش اور تنخواہ مقررہ کریں، تاکہ اُن کی گذر اس
کے ذریعہ سے ٹھیک ٹھیک ہو جائے۔ اسی وجہ سے عادل بادشاہوں نے اس معاملے
میں کوشش کی ہے۔ بالخصوص مسجد اکبر آبادی سلطنت ہی عمدہ اور اعلیٰ درجہ کی

سلمہ۔۔۔۔۔ مسجد فیض بنیاد اعزاز انصار بیگ انور شاہ جہاں بادشاہ نے مسئلہ مطابقت مسئلہ جنس شہری
میں بنائی تھی۔ اس بیگ کا خطاب اکبر آبادی میں تھا۔ اسی سبب یہ مسجد بھی اکبر آبادی مشہور ہو گئی۔ اس مسجد
تین گنبد اور سات درختے۔ اکل عمارت ۶۳ گز طول اور شہرہ گز عرض میں خالص سنگ مرمر کی تھی اور پیش
طاق سنگ مرمر کا پرچین کار بنا ہوا تھا۔ اُس کے آگے ایک چبوترہ ۶۳ گز طول، ۵ گز عرض اور تین گز
اُونچا تھا جس پر سنگ مرمر کا کنبرا لگا ہوا تھا۔ اس چبوترے کے آگے ۱۲ × ۱۲ گز کا ایک
(بقیہ صفحہ کا پندرہ پر)

مسجد ہے۔ بغیر نے اس مسجد میں تقریباً چالیس دن نماز پڑھی اور اس مسجد کے انتظامی حالات سے مطلع ہوا۔ (اس مسجد کا) امام صالح اور نیک ہے اور جماعت مستون کی ادائیگی اور ذکر و اذکار کا پورا پورا پابند ہے۔ ہر نماز میں دو سو تین سو آدمی پوسے ذوق کے ساتھ اس مسجد میں حاضر ہوتے ہیں۔ یہاں پر صبح کی نماز کے بعد پورے عہدیان کے ساتھ اس امام کے اجتماع سے کامیاب اور فتح باب کرنے دے اور دو وقت تک پڑھے جاتے ہیں اور امتیازی فوری حلقہ منعقد ہوتا ہے۔ اس امام کی وجہ معاش اور تنخواہ اگرچہ مقررہ ہے لیکن تاخیر اور کم یابی کے سبب یہ امر پریشان حال رہتا ہے۔ یہ امام ابید رکھتا ہے کہ اس کی تنخواہ اتنی مقرر ہو کہ جس سے اس کا گزارہ ہو سکے اور وہ تنخواہ (بمناظر) ماہ بہ ماہ پاکر پریشانی سے نکل جائے اور پورے عہدیان کے ساتھ امور خیر میں مشغول ہو جائے۔

اگر شہ سے چوستہ، حوصل بنا ہوئے جس میں ہر سے پنی سہتھی۔ اس کے ارد گرد طالب علموں کے لیے حجرے بنے ہوئے تھے اور ہر حجرے کے آگے ایک ایوان تھا۔ سامنے مہ کو حوض کے چوڑے پر دو ہندو مینار تھے جن میں شون مینار بھی کے صدر سے توت گیا تھا۔ فیض بانہ دہلی میں یہ مسجد واقع تھی۔ ہنگامہ مشنہ کے بعد جب عمارت و مکانات دسے گئے تو اس مسجد کو بھی مسجد کو روک گیا۔ بعد میں انگریزوں نے اس مسجد کے محل و موقوف پر یہ دور چارک بنادیا۔ جس وقت پارک کے لیے زمین ہوئی نہ گئی تو مسجد کا چھوڑا اور بنیادیں شش نبھان کے زمین میں مدفون تھیں ایسے ہی ڈھک دی گئیں۔ اور ہمیشہ ہمیش کے لیے یہ نہ خدا اور یہ بے نظیر عمارت مسخوں سے پوشیدہ ہو گئی۔

(ماخوذ از مضمون مولانا سید مناصر حسن گیدنی مطبوعہ الطریق شاد ولی اللہ نمبر ماہ ۱۳۵۷ھ)

محکمہ کتاب و اوراق دار الحکومت دہلی مولف مولوی بشیر الدین احمد

(باقی صفحہ ۲۴۶ پر)

اور اس کا رخصت کا ثواب حضرت پادشاہ وقت _____ اللہ تعالیٰ اُن کی سلطنت کو غالب کرے اور اُس کو قوت عطا کرے _____ کے نامہ اعمال میں لکھا جلتے۔ اُس عزیز القدر (مولوی عاقبت محمود) بھی اس سلسلہ میں کوشش کرنے کے سبب ثواب کا بہت کچھ حصہ حاصل کریں۔ اس لیے کہ سفارش کرنا گویا سلاطین کے قرب و مصاحبت کی زکوٰۃ ہے۔

والسلام

(گزشتہ سے پیوستہ) ”حضرت شاہ عبد القادر محدث دہلوی؟ اسی اکبر آبادی مسجد کی ایک سہ درہی میں زندگی بسر کرتے تھے“ اور اُن کا کھانا حضرت شاہ عبد العزیزؒ کے گھر سے روزانہ اس مسجد میں جانا (مولانا مناظر احسن گیلانی، بحوالہ امیر شاہ خاں، الفرقان کا شاہ ولی اللہ نمبر ۲۲۶-۲۲۷ء) کتاب، ”معدناتِ تیموریہ“ مولفہ سید ظہور الحسن (مطبوعہ ۱۹۲۲ء، دہلی) میں اکبر آبادی بیگم کے حالات میں جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

”محرز النساء یا اکبر آبادی بیگم شاہجہاں کی دوسری بیگم ہے۔ اپنے متواضعانہ اخلاق، نیک عادات، انکساری اور ملنساری کی وجہ سے شاہی حرم سرا کی مستورات میں ہر دل عزیز تھی۔ اُس کی تمدنی اور تعلیمی ترقیوں نے نہ صرف شاہجہاں کو اپنا گرویدہ بنایا، بلکہ محل کی تمام بیگمات بالخصوص ممتاز محل کی اولاد کو بھی مطلع کرایا تھا۔ اس کی فطرت میں حسد اور کینہ بالکل نہ تھا اور وہ ممتاز محل کے ساتھ ہمیشہ اخلاص سے رہا کرتی تھی۔“

اکبر آبادی بیگم سے کوئی اولاد باقی نہیں رہی تھی۔ شاہجہاں کے انتقال کے بعد اُنہ سال تک زندہ رہی اور ایک گوشے میں بیٹھ کر بقیہ زندگی خدا کی یاد میں بسر کر دی۔ اکبر آبادی بیگم نے ہمدردی، التجا و شہد کو امتغاں کیا۔ اس بیگم نے اپنی یادگار قائم رکھنے کی غرض سے دہلی میں فیض بازار سے متصل ایک نہایت ہی خوبصورت اور عالیشان مسجد بڑے ذوق و شوق سے تعمیر کرائی تھی جو اکبری مسجد کے نام سے مشہور ہوئی۔ اسیں ایک مسافر خانہ اور طالب علموں کے رہنے کے لیے مکانات تھے۔ یہ مسجد شاہجہاں کے سامنے ہی بڑی لاگت سے تیار ہوئی تھی۔“

